طبی اخلاقیات

دائرے اور ضابطے فقہ اسلامی کی روشنی میں

ترتیب

قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ

IFA PUBLICATIONS

ایفا پبلیکیشنز

Marfat.com

طبی اخلاقیات

دائرے اور ضابطے فقہ اسلامی کی روشنی میں

ترتیب

قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

Marfat.com

Marfat.com

جدید فقہی تحقیقات

طبی اخلاقیات

دائرے اور ضابطے فقہ اسلامی کی روشنی میں

[طبیب سے متعلق شرعی ہدایات، متعدی امراض اور خصوصاً ایڈز کی بنا پر مرتب ہونے والے احکام پر تحقیقی مقالات اور علماء وارباب افتاء کے مناقشات کا مجموعہ جو اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے آٹھویں فقہی سمینار منعقدہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ مورخہ ۲۲ تا ۲۴ / اکتوبر ۱۹۹۵ء میں پیش کئے گئے]

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

Marfat.com

جملہ حقوق بحق اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) محفوظ

نام کتاب : طبی اخلاقیات - دائرے اور ضابطے فقہ اسلامی کی روشنی میں

ترتیب : قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ

صفحات : ۶۵۱

قیمت :

سن طباعت : جنوری ۲۰۱۰ء

ناشر

ایفا پبلیکیشنز

۱۶۱-ایف جوگابائی، جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

ای میل: ifapublications@gmail.com

فون: 26987492، فیکس: 26981779

Marfat.com

مجلس ادارت

۱- مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی

۲- مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

۳- مولانا بدر الحسن قاسمی

۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۵- مولانا عتیق احمد بستوی

۶- مفتی محمد عبید اللہ اسعدی

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار			صفحہ نمبر
۱-	پیش لفظ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۹
۲-	افتتاحیہ	مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ	۱۲
۳-	**پہلا باب: تمہیدی امور**		
۱-	اکیڈمی کا فیصلہ		۱۷
۲-	سوالنامہ		۲۲
۳-	تلخیص مقالات	مفتی محمد فہیم اختر ندوی	۳۲
۴-	عرض مسئلہ	۱-مولانا شمس پیرزادہؒ	
		۲-مولانا جنید عالم ندوی قاسمی	
		۳-مفتی جمیل احمد نذیری	
		۴-مولانا صدر الحسن ندوی	
		۵-مفتی حبیب اللہ قاسمی	
		۶-مولانا محمد زید مظاہری	
		۷-مولانا آل مصطفیٰ مصباحی	
		۸-مولانا انیس الرحمٰن قاسمی	
۴-	**دوسرا باب مختصر جوابات**		
	۱-طبی امور و مسائل	مفتی نظام الدین	۸۷

Marfat.com

۲-طبی امور و مسائل	مولانا محمد برہان الدین سنبھلی	۸۹
۳-طبی اصول وضوابط-اسلامی شریعت کی روشنی میں	مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی	۹۲
۴-طب، طبیب اور مریض سے متعلق احکام ومسائل	مفتی عبدالرحمٰن	۹۵
۵-قانوناً طبیب کی اہلیت	ڈاکٹر سید قدرت اللہ باقوی	۹۹

۵-تیسرا باب : تفصیلی مقالات

۱-طبی اخلاقیات اور جدید مسائل-شرع اسلامی کی روشنی میں	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۰۵
۲-طبی اخلاقیات سے متعلق سوالوں کے جوابات	مفتی محمد عبید اللہ الاسعدی	۱۴۰
۳-ایڈز اور متعدی امراض کے احکام	مولانا عتیق احمد قاسمی	۱۵۰
۴-متعدی امراض اور ان کے شرعی احکام	مفتی زید مظاہری	۱۵۷
۵-اطباء کے ضمان اور تعزیر کا مسئلہ	مولانا زبیر احمد قاسمی	۱۸۷
۶-مریض کو نقصان کی صورت میں تاوان اور احکام و مسائل	مولانا شمس پیرزادہؒ	۲۰۲
۷-طبی اخلاقیات-مسائل واحکام	مولانا اختر امام عادل	۲۱۱
۸-طبیب پر تاوان کی قانونی حیثیت	ڈاکٹر سید کمال اشرف	۲۴۰
۹-نظم وقانون میں طبیب کی اخلاقیات	ڈاکٹر عبدالوہاب	۲۴۹
۱۰-طبی اخلاقیات اسلامی شریعت کی روشنی میں	مفتی حبیب اللہ قاسمی	۲۵۶
۱۱-طبی اخلاقیات سے متعلق جدید مسائل	مفتی محمد جعفر ملی	۲۶۱
۱۲-میڈیکل سائنس کے جدید مسائل اور طبی اخلاقیات	مفتی عزیز الرحمٰن فتحپوری	۲۷۲
۱۳-طبی اخلاقیات، علاج ومعالجہ کے شرعی احکام	مفتی جمیل احمد نذیری	۲۸۵
۱۴-علاج، معالج اور بیماریاں اور اس کے اصول وضوابط	مفتی عزیز الرحمٰن مدنی	۳۰۳
۱۵-علاج ومعالجہ میں ڈاکٹر کی شرعی ذمہ داریاں	مولانا محمد نعیم الدینؒ	۳۰۹
۱۶-جدید طبی مسائل کا حل، حدیث وفقہ کی روشنی میں	مولانا ابوبکر قاسمی	۳۲۳
۱۷-چند اہم طبی مسائل-شرعی نقطہ نظر	مولانا محمد اسلم	۳۳۸

Marfat.com

۱۸-لاعلاج امراض سے متعلق شرعی احکام	مولانا اخلاق الرحمٰن قاسمی	۳۵۰
۱۹-طبیب میں اہلیت کا مسئلہ	ڈاکٹر بہاء الدین محمد ندوی	۳۶۳
۲۰-علاج ومعالجہ کے شرعی اصول وضوابط	مولانا فضل الرحمٰن رشادی	۳۷۰
۲۱-علاج ومعالجہ اور مہلک امراض سے متعلق احکام	مفتی محمد معز الدین	۳۸۳
۲۲-چند طبی مسائل اور ان کے شرعی احکام	مولانا ریاست علی قاسمی	۳۹۱
۲۳-چند جدید امراض سے متعلق شرعی احکام	مولانا نذر توحید مظاہری	۴۰۳
۲۴-اسلام کا نظریہ طب وعلاج	مولانا ولی اللہ مجید قاسمی	۴۰۹
۲۵-جدید طبی ترقیات اور نئے پیدا شدہ مسائل	مولوی محمد نور القاسمی	۴۲۷
۲۶-جدید طبی مسائل اور ان کا حل	مولانا سید اسرار الحق سبیلی	۴۴۴
۲۷-ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر علاج ومعالجہ کی حیثیت	مولوی نعیم اختر قاسمی	۴۵۶

۶-چوتھا باب : اقتسابات

۱-طبی اخلاقیات	مولانا عارف مظہری	۴۷۳
۲-طبیب کو ضامن قرار دیئے جانے کا مسئلہ	مولانا عتیق الرحمٰن سیوانی	۴۷۸
۳-علاج ومعالجہ کے لئے قانونی اجازت	مولانا سعید الرحمٰن قاسمی	۴۸۲
۴-معالج کی ذمہ داریاں شریعت کی نظر میں	مولانا محمد نہال الدین قاسمی	۴۹۲
۵-کچھ اہم طبی مسائل-عصر حاضر کے تناظر میں	مولانا محمد نعیم رشیدی	۴۹۷
۶-ڈاکٹر کی کوتاہی اور ضمان کا مسئلہ	مولانا محمد ہارون قاسمی	۵۰۲
۷-ڈاکٹر کا مریض کے راز کا افشاء کرنا	مولانا محمد حاذق قاسمی	۵۰۹
۸-مریضوں کے عیوب افشاء کرنا کا مسئلہ	مولانا محمد نظام الدین قاسمی	۵۱۲
۹-ایڈز کے مریض کے شرعی احکام	مولانا محمد مجتبیٰ مظاہری	۵۱۶
۱۰-ایڈز، طاعون اور کینسر کے احکام ومسائل	مولانا شہباز عالم ندوی	۵۲۴
۱۱-ایڈز اور دیگر متعدی امراض کے شرعی احکام	مفتی احمد نادر القاسمی	۵۲۹
۱۲-طبیب کے لئے مریضوں کی رازداری کا مسئلہ	مولانا مجاہد الاسلام قاسمی	۵۳۸

Marfat.com

۷-پانچواں باب : اختتامی امور

۱-HIV/ایڈز-عام معلومات	سید شاہد حسین انبالوی	۵۴۷
۲-ایڈز مسائل اور اعداد وشمار کے ائنہ میں		۵٦۷
۳-مناقشہ		٦۰۴
۴-اطباء کے لئے مجوزہ اسلامی ضابطہ اخلاق	ادارہ	٦۴۴

☆☆☆

Marfat.com

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں ایک اہم ترین نعمت زندگی اور صحت بھی ہے، انسان جب صحتمند ہوتا ہے تو طوفانوں سے کھیلنا بھی اس کے لئے آسان ہوتا ہے، اور جب صحت چھن جاتی ہے تو زندگی خود اس کے لئے بوجھ بن جاتی ہے، جو شخص کل تک متلاطم لہروں سے پنجہ آزمانے کا حوصلہ رکھتا تھا، آج وہ ایک گلاس پانی کے لئے بھی کسی مددگار کا محتاج بن جاتا ہے، اسی لئے اردو کے شاعر سالک نے کہا ہے:

تنگ دستی اگر نہ ہو سالک　　　　تندرستی ہزار نعمت ہے

لیکن اس حقیر کا خیال ہے کہ شاعر نے اپنے اس شعر میں تندرستی جیسی نعمت پر اپنے مالک و پروردگار کی شکر گذاری اور احسان مندی کا حق ادا نہیں کیا ہے، اسے کہنا چاہئے تھا:

تنگ دستی ''اگر چہ'' ہو سالک　　　　تندرستی ہزار نعمت ہے

اسلام دین فطرت ہے اس لئے وہ ان نعمتوں کی بھی قدر دانی اور قدر شناسی کا حکم دیتا ہے جن کا تعلق مادی ضرورتوں سے ہو، اسی لئے اسلام نے زندگی اور صحت کی حفاظت کا حکم دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے خود علاج کرایا ہے، پرہیز کیا ہے، طاقتور مومن کو کمزور مومن سے بہتر قرار دیا ہے اور جو لوگ واقفیت کے بغیر علاج کرنا شروع کر دیتے ہیں ان کے رویہ کو ناپسند کرتے ہوئے انہیں مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن قرار دیا ہے، اسی لئے خلیفہ راشد حضرت علیؓ اور معروف فقیہ و مجتہد امام شافعیؒ سے فن طب کی خصوصی اہمیت و فضیلت منقول ہے۔

Marfat.com

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سائنسی انقلاب کے بعد دو شعبے ایسے ہیں جن میں خصوصیت سے بہت سے نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں جنہیں قانون شریعت کے مطابق حل کرنا ضروری ہے، ایک معاشیات، دوسرے طب، آج علاج کے جو نئے طریقے دریافت ہوئے ہیں اور نت نئے وسائل معرض ایجاد میں آئے ہیں، ماضی میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، اسی لئے ''فقہ الطب'' کے شعبہ پر علماء وارباب افتاء کی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے، اکیڈمی نے اپنے پہلے ہی سمینار سے جدید میڈیکل مسائل کو اپنی خصوصی توجہ کا مرکز بنایا ہے اور اکثر سمیناروں میں طب سے تعلق رکھنے والے مسائل زیر بحث آتے رہے ہیں۔ اکیڈمی کا سمینار مشہور تاریخی عصری دانش گاہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بتاریخ ۲۲ تا ۲۴ راکتوبر ۱۹۹۵ء منعقد ہوا، اس سمینار میں زیادہ وقت طبی مسائل ہی کے لئے رکھا گیا، اور طبی اخلاقیات سے مربوط مسائل اور ایڈز سے متعلق پیدا ہونے والے سوالات پر تفصیلی بحث ہوئی۔

بحمد اللہ اس موضوع پر ہمارے ارباب افتاء نے بڑے چشم کشا مقالات لکھے ہیں، یہ مجموعہ بانی اکیڈمی حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی حیات ہی میں پہلی بار شائع ہو چکا ہے، اور جدید وقدیم تعلیم یافتہ حلقوں میں اس کو بڑی پذیرائی حاصل ہوئی ہے، اب مزید بہتر طریقہ پر دوبارہ اس کی ترتیب عمل میں آئی ہے اور ترتیب وتصحیح کا کام محبّ عزیز مفتی احمد نادر القاسمی رفیق شعبہ علمی اکیڈمی نے کیا ہے۔ یہ مجموعہ چار ابواب پر مشتمل ہے: پہلا باب تمہیدی امور کا ہے جس میں موضوع کے تعارف پر ماہرین کی تحریریں بھی شامل ہیں، دوسرے باب میں مختصر جوابات، تیسرے باب میں تفصیلی مقالات اور چوتھے باب میں طلبہ کے مقالات سے اقتباسات شامل ہیں۔ پانچواں باب اختتامی امور پر مشتمل ہے، جس میں شرکاء کے مناقشات ومباحث کے ساتھ ساتھ اطباء کے لئے مجوزہ اسلامی ضابطہ اخلاق کے عنوان سے ایک رہنما تحریر ہے جسے ایک سب کمیٹی نے مرتب کیا ہے۔ امید ہے کہ اس مجموعہ سے نہ صرف احکام شریعت کو سمجھنے میں مدد ملے گی اور ان پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا، بلکہ قارئین کو شریعت اسلامی کی جامعیت اور ہر عہد

Marfat.com

میں اس کی افادیت، نیز عصری تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت کا بھی اندازہ ہو سکے گا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالی اسے امت کے لئے نافع بنائے اور اکیڈمی کے علمی سفر کو جاری وساری رکھے۔

(خالد سیف اللہ رحمانی)

جنرل سکریٹری

۲؍جون ۲۰۰۹ء

۸؍جمادی الاخری ۱۴۳۰ھ

☆☆☆

Marfat.com

افتتاحیہ

ہوا اور پانی کے بعد جیسے غذا انسان کے لئے سب سے بڑی ضرورت ہے، اسی طرح غذا کے بعد شاید دوا سے بڑھ کر کوئی انسانی ضرورت نہ ہو، بچہ ہو یا جوان یا بوڑھا، مرد ہو یا عورت، مالدار ہو یا غریب اور طاقت ور ہو یا کمزور، مرض کی گرفت سے کوئی باہر نہیں، بیماری انسان کو اس کے عجز و ناچاری کی یاد دلاتی ہے، اور رب قدیر کی طرف اس کو متوجہ کرتی ہے کہ وہی خدا ہے، جس کے حکم سے بیماری بھی آتی ہے، اور وہی صحت وشفاء بھی عطاء فرماتا ہے:

"وإذا مرضت فهو يشفين" (سورۂ شعراء:۸۰)۔

اسلام مرض کو اللہ تعالی کی طرف سے ایک امتحان تصور کرتا ہے اور اسی لئے مریض کے تئیں ہمدردی کا رویہ رکھتا ہے، اسلام کا تصور یہ ہے کہ انسان کے پاس اس کا جسم اللہ کی امانت ہے، اور اس کی حفاظت وصیانت ہر انسان کا شرعی فریضہ ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے علاج کی حوصلہ افزائی فرمائی، اور خود انبیاء کرام نے علاج کا راستہ اختیار کیا، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ علاج توکل اور ورع وتقوی کے خلاف نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے اس حقیقت کی طرف بھی متوجہ فرمایا کہ جیسے اللہ تعالی نے اس کائنات میں انسان کی دوسری ضروریات کا سروسامان کیا ہے، اسی طرح کوئی بیماری نہیں جس کی دوا پیدا نہ کی ہو، گویا میڈیکل تحقیق کی دعوت ہے کہ طبی سائنس پر کام کرنے والے لوگ کبھی حوصلہ نہ ہاریں، اور گو کتنا بھی مشکل مرحلہ سامنے آجائے، سفر تحقیق جاری رکھیں کہ اللہ تعالی ضرور ان کو منزل سے ہمکنار فرمائے گا۔

پھر اسلام نے جیسے زندگی کے دوسرے شعبوں میں حقوق وفرائض کی تعیین کی اور ان کو

Marfat.com

پوری وضاحت سے بیان کیا، اسی طرح مریض اور معالج کے باہمی تعلق اور حقوق و واجبات کے گوشے کو بھی شریعت اسلامی نے تشنہ نہیں رکھا، اور اس باب میں بھی ایسی اصولی ہدایات سے سرفراز فرمایا، کہ اعتدال و توازن اور انسانی ضروریات سے ہم آہنگی میں اس سے بہتر اصول نہیں ہوسکتے۔

ہمارے عہد میں جہاں معاشی نظام اور سماجی اقدار میں تبدیلی کی وجہ سے بعض نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں، وہیں جدید اکتشافات اور نت نئے وسائل کی ایجاد نے بھی بے شمار ایسے مسائل کو جنم دیا ہے جو اس عہد کے فقہاء کی توجہ کے متقاضی ہیں، میڈیکل سائنس چونکہ براہ راست انسان کے وجود سے متعلق ہے، اس لئے اس شعبہ میں جب کوئی چیز معرض ایجاد میں آتی ہے، یا کسی ایسی حقیقت سے پردہ اٹھتا ہے، جس سے اب تک بھی دنیا ناواقف تھی، تو اس کا اثر دور رس بھی ہوتا ہے اور فوری حل طلب بھی۔

''اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا'' کے قیام کا منشاء یہی ہے کہ علماء اجتماعی غور وفکر اور تبادلہ خیال کے ذریعہ ایسے نو پید مسائل کا حل پیش کریں، اکیڈمی کی عمر گو زیادہ نہیں، لیکن اس مختصر مدت میں اس نے امت کے عوام وخواص اور علماء وارباب افتاء کا جو تعاون اور اعتماد حاصل کیا ہے، وہی اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہے اور یہ محض اللہ ہی کا فضل ہے کہ اس نے اپنے عاجز بندوں سے دین متین اور شرع مبین کی یہ حقیر خدمت لی ہے، ''والحمد لله أولا و آخرا''۔

چنانچہ اکیڈمی نے اپنے آٹھویں سمینار منعقدہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مؤرخہ ۲۲؍ تا ۲۴؍اکتوبر ۱۹۹۵ء میں جن مسائل کو بحث وتحقیق کا موضوع بنایا، ان میں ایک اہم مسئلہ ''طبی اخلاقیات'' کا تھا، اس موضوع کے تحت بعض امراض کی نسبت سے پیدا ہونے والے سماجی اور معاشرتی مسائل کے علاوہ مریضوں سے متعلق معالج کے فرائض واختیارات پر بھی تبادلہ خیال اور غور وفکر کی دعوت دی گئی تھی، اس سمینار میں جہاں ملک کے طول وعرض سے اصحاب تحقیق علماء نے اپنے مطالعہ اور فکر کا نچوڑ پیش کیا اور بیرون ملک سے بعض معروف ومعتبر ترین فقہاء (جن میں

Marfat.com

ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی حفظہ اللہ کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے) نے ہمارے لئے استفادہ کا موقع بہم پہنچایا، وہیں میڈیکل سائنس کے ماہرین نے بھی تصویر مسئلہ میں ہماری مدد کی، ہم ان سبھوں کے شکر گزار ہیں اور دعا گو ہیں کہ علم وتحقیق کا یہ کاروان اپنا سفر جاری رکھے اور نگاہ بد سے محفوظ رہے۔

اس وقت یہ ''مجلّہ'' اسی موضوع پر آنے والے مقالات اور تحریروں کا مجموعہ ہے، مجلّہ کی ضخامت کو کم کرنے کی غرض سے حذف واختصار سے بھی کام لیا گیا ہے، بعض دفع عربی عبارتوں کی جگہ صرف ان کے ترجمے رکھے گئے ہیں، البتہ اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ مقالہ نگار کا مقصد ومنشاء پوری طرح ادا ہو جائے، اس بات کی وضاحت بھی مناسب ہوگی کہ مقالہ نگار پر اپنی رائے کے اظہار میں کوئی پابندی نہیں، کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اجتہادات کی روشنی میں اس کی جو رائے قائم ہوتی ہے، وہ اس میں امین ہیں اور یہی دیانتدارانہ اور خداترسانہ حریت رائے علمی مشکلات کی عقدہ کشائی کے لئے اکسیر ثابت ہوتی ہے، لیکن اس کی حیثیت بہر حال انفرادی رائے کی ہے، اجتماعی رائے وہ ہے جو ''تجاویز'' کی حیثیت سے مذکور ہے، قارئین اس فرق کو ضرور ملحوظ رکھیں۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیڈمی کی اس علمی وفقہی خدمت کو قبول فرمائے، اس کو ہمیشہ حق وصواب کی راہ پر قائم رکھے اور اس علمی تحفہ سے اصحاب ذوق اور اہل علم کو نفع پہنچے۔

''ربنا تقبل منا إنک أنت السميع العليم''

مجاہد الاسلام قاسمیؒ

(سکریٹری جنرل، اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا)

Marfat.com

پہلا باب

تمہیدی امور

Marfat.com

Marfat.com

اکیڈمی کا فیصلہ:

پیشہ طب سے چونکہ صحت انسانی کی حفاظت جیسا فریضہ متعلق ہے، اس لئے اطباء کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں، ہمدردی و بہی خواہی، صبر و حلم، شخصی کمزوریوں اور راز کی حفاظت، اجتماعی مفادات کا خیال اور اپنے فن میں مہارت و حذاقت، بصیرت مندی و حاضر دماغی اور خدمت خلق کا جذبہ ان کے اخلاقی فرائض میں داخل ہے، چنانچہ اس اہم موضوع پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غور وفکر اور بحث و تبادلہ خیالات کے بعد سمینار درج ذیل فیصلے منظور کرتا ہے:

ا- الف: علاج کرنے کا حق اس شخص کو حاصل ہے جو فن کا علم رکھتا ہو اور تجربہ کار ہو اور اس کے علم اور تجربہ کی کسی مستند و معتبر ذریعہ نے تصدیق کی ہو، صحیح علم و تجربہ کے بغیر علاج معالجہ کرنا جائز نہیں ہے۔

ب: جس شخص کو علاج معالجہ کی شرعاً اجازت نہیں ہے اگر اس کے علاج کی وجہ سے مریض کو غیر معمولی ضرر لاحق ہو جائے تو ضمان عائد ہوگا۔

۲- اگر کسی مستند معالج نے علاج میں کوئی کوتاہی کی اور اس کی وجہ سے مریض کو ضرر پہنچ گیا تو معالج ضامن ہوگا۔

۳- اسی طرح قدرت کے باوجود مریض یا اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر اگر ڈاکٹر مریض کا آپریشن کردے اور آپریشن مضر یا مہلک ثابت ہو تو ضمان لازم آئے گا۔

۴- اگر مریض بے ہوش ہے، اور اس کے اولیاء وہاں موجود ہوں اور ڈاکٹر یہ محسوس کرتا ہو کہ اس کی جان یا عضو کی حفاظت کے لئے فوری آپریشن ضروری ہے، اور اس نے اجازت کے بغیر آپریشن کردیا مگر مریض کو نقصان پہنچ گیا تو ڈاکٹر ضامن نہ ہوگا۔

Marfat.com

۵- اگر کسی شخص کے رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے اور وہ کسی مرض یا عیب میں مبتلا ہے جس پر مطلع ہونے کے بعد مخطوبہ عورت اس سے نکاح کرنے پر راضی نہ ہوگی، ڈاکٹر کو اپنے مریض کے مرض یا عیب کا علم ہے، اس صورت میں اگر عورت یا اس کا ولی ڈاکٹر سے ملاقات کر کے مریض کے مرض یا عیب کے بارے میں رشتہ نکاح کے حوالہ سے مریض کی صحیح صورتحال معلوم کرنا چاہیں تو ڈاکٹر کے لئے ضروری ہے کہ صحیح صورت حال کی خبر دے دے، لیکن ڈاکٹر سے اگر اس بارے میں عورت یا اس کے اولیاء نے رابطہ قائم نہیں کیا تو اس کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ عورت یا اس کے اولیاء کو اس مرض یا عیب کی اطلاع دے، ڈرائیور کی بینائی کے متاثر ہونے کی صورت میں ڈاکٹر پر ضروری ہوگا کہ وہ متعلقہ محکمہ کو باخبر کردے، اسی طرح ہوائی جہاز کا پائلٹ یا ٹرین اور بس کا ڈرائیور اگر نشہ کا عادی ہو اور اس سے مسافروں کو خطرہ لاحق ہو تو ڈاکٹر پر لازم ہوگا کہ وہ متعلقہ محکمہ کو آگاہ کردے۔

۶- اگر ڈاکٹر کو اپنے مریض کے جرم کی اطلاع ہو اور جرم میں کوئی بے گناہ شخص ماخوذ ہو رہا ہو تو اس بے گناہ شخص کی براءت کے لئے ڈاکٹر پر حقیقت حال کا اظہار ضروری ہے، رازداری سے کام لینا اس کے لئے جائز نہ ہوگا۔

اسلامی نقطہ نظر سے اطباء کے لئے ضابطہ اخلاق کی تدوین

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں اس وقت جو مہلک اور خطرناک بیماریاں موجود اور معروف ومشہور ہیں، ان میں ''ایڈز'' کو سب سے نمایاں مقام حاصل ہے، یہ مرض بتدریج انسان کو گھلا دیتا ہے، جسم کی قوت مدافعت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے، اور ہر نئی بیماری اپنے لئے انسانی جسم میں بڑی آسانی کے ساتھ راہ بنا لیتی ہے، زندگی دراصل حوصلہ، نشاط اور امنگ سے عبارت ہے، لیکن ایڈز کا مریض ان عالی صفات سے عاری وخالی ہو کر بے حسی اور بے کیفی کی طرف تیزی

Marfat.com

کے ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے، اس لحاظ سے ایڈز کیا ہے؟ وحشت ناک موت کا سفر اور زندگی کے عبرت ناک خاتمہ کا نقیب ہے، اس لئے آج کی دنیا اس مرض سے سب سے زیادہ ڈری اور سہمی ہوئی ہے، اور معالجین اس کے اسباب وعلل پر غور وخوض کرتے ہوئے اس کے تدارک اور انسداد پر اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کررہے ہیں، لیکن سچی بات یہ ہے کہ اب تک دنیا بھر کے معالجین نت نئے انکشافات، ایجادات اور طبی تحقیقات کے اس دور میں اس ''زہر'' کا کوئی ''تریاق'' دریافت نہیں کرسکے اور اس وقت حال یہ ہے کہ

''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''

مرض ایڈز کے بارے میں جو معلومات فراہم کی جارہی ہیں اور گرد وپیش پر نظر ڈال کر جو نتائج سامنے لائے جارہے ہیں ان کی روشنی میں اس مرض کو ''عذاب الٰہی'' سے تعبیر کیا جائے تو نامناسب نہیں ہوگا۔

خالق کائنات نے جنسی تسکین اور آسودگی کے لئے جو فطری ضابطے مقرر کئے ہیں، ان کی خلاف ورزی، بلکہ باغیانہ روش اور طور طریقے، اسی نے دراصل اس خطرناک مرض کو جنم دیا ہے، اس سلسلہ میں مغربی ممالک میں مرد وعورت کا جو آزادانہ میل جول ہے، ٹی وی پر جو بے حیائی کے مناظر سامنے آرہے ہیں، سنیما کے پردے جس طرح غیر اخلاقی حرکتوں کی ٹریننگ کا کام انجام دے رہے ہیں، فحش لٹریچر اور عریاں اشتہارات ذہن ودماغ کو جس طرح پراگندہ کررہے ہیں، ایڈز دراصل ان مذموم اور ناپاک اعمال اور اخلاق کا لازمی نتیجہ ہے، جسے ''خود کردہ را علاجے نیست'' کا مصداق بھی قرار دیا جاسکتا ہے، مرض ایڈز کے پھیلاؤ کو روکنے کا موثر ذریعہ بھی یہی ہے کہ ماحول اور سماج کو پاکیزہ بنایا جائے، جنسی آوارگی پر بندشیں لگائی جائیں، جنسی جذبات کو برانگیختہ کرنے والے مناظر پر پوری جرأت کے ساتھ پابندی عائد کی جائے اور جنسی تسکین کے اس راستے کی طرف دعوت دی جائے جو شریعت کی نظر میں مقصود اور مطلوب ومحمود ہیں، یہ اجتماع مرض ایڈز کے انسداد اور روک تھام کے لئے اطباء، ڈاکٹرس، علماء، مصلحین، اہل

Marfat.com

قلم، اہل صحافت، عالمی ادارہ صحت عامہ، ذرائع ابلاغ، رفاہی ادارے اور حکومت کو توجہ دلانا چاہتا ہے کہ وہ اپنے اپنے لحاظ سے اس سلسلہ میں کوشش کریں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ علم ادیان اور علم ابدان کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اور یہی دو علم، علم کا نچوڑ اور خلاصہ ہیں، اس کے پیش نظر ضرورت اس کی محسوس کی جارہی ہے کہ ''پیشہ طبابت'' کے سلسلہ میں اسلامی نقطۂ نظر سے ایک ضابطۂ اخلاق ترتیب دیا جائے، اس لئے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے، جو تمام پہلوؤں اور جہتوں کو سامنے رکھتے ہوئے طبی ضابطۂ اخلاق مرتب کرے گی:

ڈاکٹر سید مسعود اشرف صاحب
پروفیسر سید ظل الرحمن صاحب
ڈاکٹر سعود عالم قاسمی صاحب
ڈاکٹر یوسف امین صاحب
ڈاکٹر امان اللہ صاحب
ڈاکٹر عبدالقادر صاحب
مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب

ایڈز:

۱- اگر کوئی مرد ایڈز کا مریض ہو، مگر اس نے اپنا مرض ظاہر کئے بغیر کسی خاتون سے نکاح کرلیا تو ایسی صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوگا۔

اور اگر نکاح کے بعد مرد اس بیماری میں مبتلا ہوجائے اور خطرناک حد تک پہنچ جائے تو خاتون کے لئے فسخ نکاح کا حق ہوگا۔

۲- ایڈز کی مریضہ اگر حاملہ ہوجائے اور مستند ڈاکٹروں کی رائے میں غالب گمان یہ ہے کہ بچہ بھی اس مرض سے متاثر ہوگا، تو ایسی صورت میں حمل میں جان آنے سے پہلے جس کی مدت فقہاء نے ۱۲۰ دن لکھی ہے، اسقاط کرانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

۳- ایڈز کے مریض کو اگر مرض نے پورے طور پر اپنی گرفت میں لے لیا ہو اور وہ زندگی کے

Marfat.com

معمولات کو ادا کرنے سے معذور ہو گیا ہو، تو ایسے شخص کو مرض موت کا مریض سمجھا جائے گا۔

۴- ایڈز کے مریض کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں یا متعلقین کو اس مرض سے مطلع کردے اور خود بھی احتیاطی تدابیر ملحوظ رکھے۔

۵- ایڈز کا مریض اگر اپنے مرض کو چھپانے پر ڈاکٹر سے اصرار کر رہا ہے اور ڈاکٹر کی رائے میں اس کے مرض کو راز میں رکھنے سے اس کے اہل خانہ، متعلقین اور سماج کو ضرر لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ محکمۂ صحت اور متعلقہ حضرات کو اس کی اطلاع کردے۔

۶- ایڈز اور دوسرے متعدی امراض میں مبتلا افراد کے بارے میں ان کے اہل خانہ، متعلقین اور سماج کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کو تنہا اور بے سہارا نہ چھوڑیں، طبی احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی پوری نگہداشت کریں اور انہیں علاج معالجہ اور احتیاطی تدابیر فراہم کرنے میں پورا تعاون کریں۔

۷- ایڈز زدہ بچے بچیوں کو تعلیم سے محروم کرنا درست نہیں ہے، ضروری احتیاطی طبی تدابیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی تعلیم و تربیت کا نظم کیا جائے۔

۸- طاعون زدہ علاقہ میں آمدورفت پر پابندی مستحسن چیز ہے، البتہ ضرورت و مجبوری کے حالات مذکورہ پابندی سے مستثنیٰ ہیں۔

۹- ایڈز کے مرض میں مبتلا شخص کا اپنے مرض کی نوعیت سے واقف ہونے کے باوجود اس مرض کو کسی بھی صحت مند انسان کی طرف عمداً منتقل کرنا حرام ہے اور ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے، اس طرح کے عمل کا مرتکب اس عمل کی نوعیت اور اس کے فرد یا معاشرے پر برے اثرات پڑنے کے اعتبار سے سزا کا مستحق ہے۔

Marfat.com

سوالنامہ:

محور اول

امراض اور حوادث کی کثرت کی وجہ سے دن بدن ڈاکٹرز کی ضرورت بڑھتی جارہی ہے، ہر گھر بلکہ ہر فرد کو ڈاکٹرز یا طبی اداروں سے علاج و معالجہ کی غرض سے رابطہ رکھنا پڑتا ہے، حکومتیں طبی اداروں کو ترقی دینے، ان میں جدید ترین آلات اور مشینیں مہیا کرنے، مختلف امراض کے ماہر ترین ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کررہی ہیں، علاج و معالجہ کی روز افزوں ضرورت کی وجہ سے طب اور میڈیکل سائنس سے بے بہرہ لوگ بھی کسب زر کے لئے اس میدان میں داخل ہوگئے ہیں، اور ایسے افراد کی تعداد بڑھتی ہی جارہی ہے، ایسے جاہل اور نیم طبیب قسم کے لوگوں کو علاج و معالجہ سے روکنے کے لئے حکومت نے بہت سے قوانین وضع کئے ہیں، اور مختلف امراض کے علاج کے لئے مخصوص طبی تعلیم اور تجربہ کی شرط لگادی گئی ہے، مستند میڈیکل اداروں میں تعلیم حاصل کر کے سند حاصل کرنے والے افراد ہی علاج و معالجہ کے مجاز ہوتے ہیں۔

مختلف امراض کے علاج میں سرجری اور آپریشن کا عمل بھی کثرت سے ہونے لگا ہے، آپریشن کے مرحلہ میں ڈاکٹر کے آپریشن کا قانونا مجاز ہونے اور مریض یا اس کے اولیاء کی طرف سے آپریشن کی اجازت حاصل ہونے کا مسئلہ بھی سامنے آتا ہے، اگر غلط علاج کرنے یا آپریشن کی وجہ سے مریض کا انتقال ہوگیا یا اسے سخت ضرر لاحق ہوگیا تو ڈاکٹر یا طبیب کو ضامن قرار دینے یا نہ دینے کا سوال بھی کھڑا ہوتا ہے، اس طرح کے مختلف مسائل میں اسلامی شریعت کی رہنمائی حاصل کرنے کے لئے درج ذیل سوالات قائم کئے جارہے ہیں، امید ہے کہ کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات تحریر کئے جائیں گے:

۹۵۷۶۰

Marfat.com

۱- ایسا کوئی شخص جو قانوناً کسی مرض کا علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے، لیکن اپنے ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بناء پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے، اگر اس شخص نے کسی مریض کے کہنے پر اس کا علاج کیا تو شرعاً اس کا یہ علاج کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اس کے علاج سے مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچا یا اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر کوئی ضمان یا تاوان لازم ہوگا یا نہیں؟ کیا اس کا عمل شرعاً قابل تعزیر جرم شمار ہوگا؟

۲- جس ڈاکٹر کو قانوناً علاج و معالجہ کی اجازت ہے، اس نے اگر کسی مریض کا علاج کیا لیکن اس نے طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں، مثلاً بعض ضروری جانچیں نہیں کروائیں، یا مریض کی پورے طور پر دیکھ ریکھ نہیں کی، اگر اس کے علاج کے باوجود مریض فوت ہو گیا، یا اس کا کوئی عضو (مثلاً آنکھ) ضائع ہو گیا تو کیا یہ ڈاکٹر مریض کے پہنچنے والے نقصان کا یا اس کی جان کے تاوان کا ضامن ہوگا؟

۳- اگر ڈاکٹر کی رائے میں زیر علاج مریض کا آپریشن ضروری ہے، اور ڈاکٹر نے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کر ڈالا، آپریشن کامیاب ہونے کے بجائے مہلک ثابت ہوا، مریض فوت ہو گیا، یا اس کا آپریشن شدہ عضو بیکار ہو گیا، تو ایسی صورت میں کیا ڈاکٹر اس مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن ہوگا، جب کہ وہ ڈاکٹر اس آپریشن کا مجاز ہے اور تجربہ رکھتا ہے۔

۴- بعض اوقات مریض پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے، وہ اجازت دینے کے لائق نہیں ہوتا ہے، اور اس کے اعزہ زیر علاج مقام سے بہت دور ہوتے ہیں، ان سے فی الفور رابطہ قائم نہیں کیا جا سکتا ہے، ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کی رائے میں آپریشن فوری طور پر ضروری ہے، اور تاخیر ہونے میں اس کے نزدیک مریض کی جان یا عضو کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، اس لئے اس نے مریض اور اس کے قریبی اعزہ سے اجازت حاصل کئے بغیر مریض کا آپریشن کر دیا، اور یہ آپریشن ناکام رہا، مریض کی جان چلی گئی، یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو گیا، تو کیا اس صورت میں ڈاکٹر کو

Marfat.com

ضامن قرار دیا جائے گا، اور مریض کو پہنچنے والے نقصان کا تاوان اس پر شرعاً لازم ہوگا؟

محور دوم

ایڈز کا خوف پوری دنیا پر مسلط ہے، یہ مرض جسم انسانی کے دفاعی نظام کو تباہ کر دیتا ہے، اس کے بعد انسان بڑی تیزی کے ساتھ مختلف موذی اور مہلک امراض میں گرفتار ہو کر دم توڑ دیتا ہے، اس مرض کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ یہ مرض بڑی تیزی کے ساتھ پھیلتا ہے، اگر کسی جگہ ایڈز کا مرض کسی شخص کو لاحق ہو گیا، تو ضروری احتیاطیں ملحوظ نہ رکھنے پر بہت تھوڑے وقت میں بے شمار افراد کو یہ مرض لاحق ہو جاتا ہے، یہ مرض خاص طور سے جنسی عمل اور ایڈز کے مریض کا خون چھونے سے منتقل ہوتا ہے، یا ماں سے اس کے بچے کی طرف دوران حمل یا شیر خوارگی سے منتقل ہوتا ہے، یوں عام اختلاط سے منتقل نہیں ہوتا۔

ایڈز کے اس مہلک مرض نے مریض، مریض کے متعلقین اور سماج کے لئے بہت سے مسائل پیدا کر دیئے ہیں، ان کے بارے میں شریعت کی رہنمائی درکار ہے۔

۱- جس مریض میں ایڈز کے جراثیم پائے گئے ہیں، کیا اس کے لئے جائز ہے کہ اپنے گھر والوں یا متعلقین سے اس خوف سے اس مرض کو چھپائے کہ اس مرض کا اظہار ہونے کے بعد وہ اپنے گھر اور سماج میں اچھوت بن کر رہ جائے گا، یا اس کے لئے اپنے اہل خانہ اور متعلقین کو اس مرض سے مطلع کر دینا ضروری ہے۔

۲- اگر ایڈز کا مریض اپنے اہل خانہ اور متعلقین سے اپنے مرض کو چھپا رہا ہے، اور ڈاکٹر سے بھی اصرار کر رہا ہے کہ وہ اس کے مرض کو کسی پر ظاہر نہ کرے تو ایسی صورت میں شرعاً ڈاکٹر کی کیا ذمہ داری ہے، وہ اس مرض کو راز میں رکھے یا افشاء کرے؟

Marfat.com

۳- ایڈز اور دوسرے خطرناک متعدی امراض، مثلاً طاعون وغیرہ کے مریض کے بارے میں اس کے اہل خانہ، متعلقین اور سماج کی شرعاً کیا ذمہ داری ہے؟

۴- ایڈز کا ایسا مریض جو کہ اپنے مرض اور اس کی نوعیت سے بخوبی واقف ہے اگر وہ کسی دوسرے تک اپنے مرض کو منتقل کرنے کی غرض سے کوئی ایسا کام کرے، مثلاً اس نے بیوی سے مجامعت کی، جس کی وجہ سے ایڈز کے وائرس (جراثیم) بیوی میں منتقل ہو گئے، یا کسی مریض کو خون کی ضرورت ہے، ایڈز کے اس مریض نے اپنا خون اس کے لئے پیش کیا، اور مریض کو وہ خون چڑھ گیا جس کے نتیجہ میں اس مریض کو بھی ایڈز کا مرض لاحق ہو گیا تو کیا ایڈز کا یہ مریض جو دانستہ دوسرے شخص تک اس قاتل مرض کی منتقلی کا سبب بنا ہے، قابل سزا قرار پائے گا؟ اور اسے سزا دی جائے گی؟

اور اگر اس نے اپنے مرض کو منتقل کرنے کا ارادہ تو نہیں کیا، مگر مرض کو اور اس کے منتقل ہونے کی بات کو جاننے کے باوجود مجامعت کی اور خون دیا تو وہ گنہگار و مجرم ہوگا یا نہیں؟

۵- اگر کسی مسلمان خاتون کا شوہر ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو گیا تو کیا اس عورت کو شوہر کے اس مرض کی بناء پر فسخ نکاح کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہے؟ اسی طرح اگر ایڈز کے کسی مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کر لیا، تو کیا عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

۶- جو خاتون ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو، اگر اسے حمل قرار پا گیا تو اس کا مرض دوران حمل یا دوران ولادت یا دوران رضاعت بچے کی طرف منتقل ہونے کا طبی لحاظ سے پورا اندیشہ ہے، ایسی عورت کیا بچہ تک اس مرض کی منتقلی کے خوف سے اسقاط حمل کرا سکتی ہے؟ اور اگر عورت اس کے لئے تیار نہ ہو تو کیا اس کا شوہر یا حکومت کا محکمہ صحت اسے اسقاط حمل پر مجبور کر سکتا ہے؟ کیونکہ ایڈز کا مریض بچہ سماج کے لئے خطرہ ہوگا اور حکومت کے لئے بڑا بار ہوگا؟

۷- جو بچے یا بچیاں ایڈز کے مرض میں مبتلا ہیں، کیا انہیں مدارس اور اسکولوں میں داخلے

Marfat.com

سے محروم کرنا درست ہوگا؟ جب کہ مرض مریض کو چھونے یا اس کے ساتھ اٹھنے یا بیٹھنے سے منتقل نہیں ہوتا، بلکہ مریض سے جنسی تعلق پیدا کرنے یا اس کا خون چھونے سے منتقل ہوتا ہے، اگر ایڈز کا مریض بچہ کسی اسکول میں داخل ہے تو عام حالات میں اس سے دوسرے بچوں میں مرض منتقل ہونے کا خطرہ نہیں ہے، لیکن اس بات کا اندیشہ ضرور ہے کہ مریض بچہ کو چوٹ لگ جائے، بچوں کی آپس میں لڑائی میں اس کے جسم سے خون نکل جائے، اور وہ خون دوسرے بچوں کو لگ جائے، یا دوسرے بچے اس کا خون چھولیں، یا جنسی بے راہ روی میں مبتلا ہو کر یہ مرض دوسروں تک پہنچ جائے۔

۸- اگر کوئی بچہ یا بچی ایڈز کے مرض میں گرفتار ہے، تو اسلامی تعلیمات کی رو سے اس بچے یا بچی کے بارے میں اس کے والدین، اہل خانہ اور سماج کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

۹- ایڈز، نیز طاعون و کینسر جیسے امراج جب طبی لحاظ سے نا قابل علاج مرحلہ میں پہنچ جائیں، تو کیا ان کے لئے مرض الموت کا حکم ہوگا؟ اور ایسے مریض کے لئے مرض موت و وفات کے احکام جاری ہوں گے؟

۱۰- طاعون یا اس جیسے مہلک مرض کے پھیلنے کی صورت میں اگر کسی علاقہ کے اندر حکومت کی طرف سے آمدورفت کی پابندی لگتی ہے تو شرعا اس کی کیا حیثیت ہے؟

۱۱- اگر ایسی جگہ سے کچھ لوگ اپنی ضروریات سے باہر گئے ہوئے ہیں، اور پھر یہ صورتحال پیدا ہوگئی، اور ان کے قیام کی نہ اب ضرورت ہے، نہ ممکن ہے، پھر ان کا گھر، اہل وعیال سب اس طاعون زدہ علاقہ میں ہیں، اہل وعیال کو ان کی ضرورت ہے، نیز گھر و کاروبار کو بھی ان کی نگہداشت کی ضرورت ہے، تو ایسے لوگ کیا کریں؟

اس کے برعکس باہر سے کسی ضرورت سے آئے ہوئے لوگ جن کا کام ختم ہو چکا ہے، یا اب نہیں ہو رہا ہے وہ کیا کریں؟ اسی طرح وہ شخص جس کی مناسب نگہداشت اور علاج و تیمارداری

Marfat.com

کا یہاں انتظام نہیں ہو رہا ہے، یا کسی وجہ سے اس کی دوسری جگہ ضرورت ہے، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

محور سوم

اسلام نے امانت پر بہت زور دیا ہے، ازر امانت کے بارے میں اسلام کا تصور بہت وسیع ہے، کہ اگر کسی مجلس میں چند لوگ باہم بیٹھ کر باتیں کر رہے ہیں، ان باتوں کو امانت قرار دیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "المجالس بالامانة" (.....) ڈاکٹر اپنے مریضوں کا راز دار ہوتا ہے، اس کی شرعی، اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ اپنے زیر علاج یا زیر تجربہ مریضوں کا راز افشا نہ کرے، جس سے ان مریضوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، یا سماج میں ان کی بدنامی یا سبکی ہو، لیکن بعض حالات میں مریض کا راز ظاہر نہ کرنے سے اس سے متعلق دوسرے شخص یا اشخاص کے شدید نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، اور بعض دفعہ مریض کی پردہ داری بے شمار لوگوں کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے، ایسی حالت میں ایک مسلمان ڈاکٹر بڑی کشمکش میں گرفتار ہوتا ہے، اگر افشائے راز نہیں کرتا ہے تو مریض کے علاوہ دوسرے اشخاص کا نقصان ہوتا ہے، اور اگر افشائے راز کرتا ہے تو اسے مریض کے سامنے شرمندہ ہونا پڑتا ہے، جس نے اسے ڈاکٹر سمجھ کر اپنا راز دار بنایا تھا، اس طرح کی چند صورتیں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں، ان مسائل کے بارے میں حکم شرع کی وضاحت مطلوب ہے، تاکہ جو مسلمان ڈاکٹرس اور اطباء اس طرح کے حالات سے دوچار ہوتے ہیں، وہ شریعت کی رہنمائی میں اپنا طریقہ کار طے کریں:

۱- ایک ماہر امراض چشم (Eye Specialist) مسلمان ڈاکٹر نے ایک نوجوان کی آنکھ کا علاج کیا، اس نوجوان کی ایک آنکھ کی بصارت ختم ہو چکی ہے، لیکن ڈاکٹر کی کوششوں سے اس مریض کی وہ آنکھ دیکھنے میں بالکل صحیح وسالم معلوم ہوتی ہے، اس نوجوان کا رشتہ کسی خاتون سے طے پا رہا ہے، ڈاکٹر کو یقین ہے کہ اگر خاتون کو نوجوان کے اس عیب کا علم ہو جائے تو ہرگز یہ

Marfat.com

رشتہ کرنے کو راضی نہیں ہوگی، نوجوان یہ عیب چھپا کر اس خاتون سے رشتہ نکاح کر رہا ہے، ایسی صورت میں کیا اس مسلمان ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس خاتون یا اس کے گھر والوں کو نوجوان کے اس عیب کی اطلاع کر دے، یا اس کے لئے نوجوان کے اس عیب کو راز میں رکھنا ضروری ہوگا؟ اگر لڑکی کے گھر والوں کو یہ بھنک لگ گئی ہے کہ وہ نوجوان فلاں ڈاکٹر سے آنکھ کا علاج کروا رہا ہے اور لڑکی یا اس کے گھر والے معلومات کرنے کے لئے اس ڈاکٹر کے پاس آئیں تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کا کیا رویہ ہونا چاہئے؟ وہ لڑکی اور اس کے گھر والوں کو نوجوان کے اس عیب سے باخبر کر دے یا نوجوان کا راز افشا نہ کرے؟۔

۲- ایک مرد اور ایک عورت جن کے درمیان رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے، کسی ڈاکٹر کے پاس طبی جانچ کے لئے آتے ہیں، طبی جانچ کے نتیجہ میں ڈاکٹر کو کسی ایک کا کوئی ایسا مرض معلوم ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اس بات کا پورا اندیشہ ہے کہ ناقص الاعضاء بچے پیدا ہوں گے یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد یا عورت کے مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہیں ہیں، ایسی صورت میں کیا ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے فریق کو پہلے فریق کے عیب یا مرض سے باخبر کرے یا اس طبی جانچ کو راز سمجھ کر دوسرے فریق کو اس سے باخبر نہ کرے؟۔

۳- ایک شخص کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، ڈاکٹر کو طبی جانچ کے نتیجہ میں یہ بات معلوم ہے کہ یہ شخص نامرد ہے یا اس میں کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا نکاح بار آور نہیں ہو سکتا، ڈاکٹر کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے نکاح کی بات چیت کر رہا ہے اور اپنے اس عیب کو چھپا کر اس عورت سے نکاح کر لینا چاہتا ہے، یا کوئی خاتون کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، وہ کسی ایسے اندرونی مرض یا عیب میں مبتلا ہے، جس پر مطلع ہونے کے بعد اس کا رشتہ نکاح کہیں ہونا بہت مشکل ہے، اور وہ خاتون اپنے اس اندرونی مرض یا عیب کو چھپا کر کسی مرد سے نکاح کی بات چیت کر رہی ہے، رشتہ نکاح کی بات ڈاکٹر کے علم میں آچکی ہے، ان دو صورتوں میں کیا ڈاکٹر کے لئے جائز یا واجب ہے کہ وہ دوسرے فریق کو اپنے مریض کے مرض یا عیب سے مطلع کر دے،

Marfat.com

اور اگر دوسرا فریق اس مریض یا مریضہ کے بارے میں معلومات کرنے کے لئے ڈاکٹر سے رابطہ قائم کرتا ہے تو ڈاکٹر کا رویہ کیا ہونا چاہئے؟۔

۴۔ ایک شخص کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے، اس کی بینائی بری طرح متاثر ہو چکی ہے، ڈاکٹر کی رائے میں اس کا گاڑی چلانا اس کے اور دوسروں کے لئے مہلک ہو سکتا ہے، ایسا شخص اگر ڈاکٹر کے منع کرنے کے باوجود گاڑی چلاتا ہے تو کیا ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کے بارے میں اطلاع کرے، اور ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کرے؟ یا وہ رازداری برت کر خاموشی اختیار کر سکتا ہے؟۔

یہ سوال اس وقت اور اہمیت حاصل کر لیتا ہے جب کہ یہ شخص گاڑی چلانے کی ملازمت کرتا ہو، بس وغیرہ چلاتا ہے، اس میں اگر ڈاکٹر متعلقہ محکمہ کو اطلاع نہیں کرتا ہے تو بہت سے لوگوں کی جان ضائع ہونے کا پورا خطرہ ہوتا ہے، اور اگر اطلاع کر دیتا ہے تو اس ڈرائیور کی ملازمت خطرہ میں پڑ جاتی ہے، وہ اور اس کے گھر والے بے پناہ معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

۵۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی ملازمت پر ہے جس سے بہت سے لوگوں کی زندگیوں کا تحفظ وابستہ ہے: مثلاً ہوائی جہاز کا پائلٹ یا ٹرین یا بس وغیرہ کا ڈرائیور، یہ شخص شراب یا دوسری نشہ آور چیزوں کا بری طرح عادی ہے اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، نشہ کو ترک نہیں کرتا اور اسی حال میں ملازمت کے فرائض انجام دیتا ہے، تو کیا ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس مریض کے بارے میں خبر کرے کہ یہ شخص کثرت سے شراب یا نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتا ہے، یا مریض کی رازداری کرے؟۔

۶۔ اگر کسی عورت کو ناجائز حمل تھا، اس عورت سے بچہ پیدا ہوا اور وہ اس نومولود کو کسی شاہراہ یا پارک یا کسی اور مقام پر زندہ حالت میں چھوڑ کر چلی آئی تاکہ سماج میں بدنامی سے بچ جائے، اس نے ڈاکٹر سے رابطہ قائم کیا اور ڈاکٹر کو اس صورتحال کی خبر دی تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی کیا

Marfat.com

ذمہ داری ہے، کیا وہ اس عورت کی رازداری کرے، اور اس کے غلط اقدام کے بارے میں کسی کو خبر نہ دے، یا اس کا یہ فریضہ بنتا ہے کہ وہ اس معصوم زندہ بچے کے بارے میں حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کردے؟۔

۷- ایک شخص شراب کا یا کسی اور نشہ آور چیز کا بہت بری طرح عادی ہے، اور اپنی اس بری عادت کو خواہش کے باوجود نہیں چھوڑ پا رہا ہے، اس شخص نے یا اس کے گھر والوں نے ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر سے اس مریض کا علاج کرانے کے لئے رابطہ قائم کیا، ڈاکٹر نفسیاتی علاج کے مختلف طریقے مریض پر آزما چکا، لیکن اسے کامیابی نہیں مل سکی، اور یہ شخص برابر شراب یا منشیات کا رسیا رہا، اس ماہر نفسیات ڈاکٹر کے پاس ایک ہی طریقہ علاج باقی بچا ہے، وہ یہ کہ مریض کو وقفہ وقفہ سے وہی شراب یا نشہ آور چیز استعمال کرنے کی تجویز کرے، جس کا وہ عادی ہے، لیکن مریض کے علم میں لائے بغیر اس میں کوئی ایسی دوا شامل کرا دے جو شراب یا نشہ آور چیز کے استعمال کے بعد وہ مریض کافی دیر تک متلی یا قے وغیرہ کی شکایت میں گرفتار رہے، اس طرح مریض کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے گی کہ میں شراب یا نشہ آور چیز کا استعمال کروں گا تو متلی اور قے میں گرفتار ہو جاؤں گا، یہ طریقہ علاج بہت سے مریضوں پر کارآمد ثابت ہوتا ہے، کیا مختلف نفسیاتی طریقہ علاج کے ناکام ہونے کے بعد ایک مسلمان ڈاکٹر اپنے مریض پر یہ طریقہ علاج استعمال کر سکتا ہے؟، حالانکہ اس میں مریض کو ایک ناجائز اور حرام چیز کے استعمال کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔

۸- بہت سے جرائم پیشہ افراد ماہر نفسیات ڈاکٹر کے زیر علاج ہوتے ہیں، یہ لوگ اپنے جرائم پیشہ ہونے کا حد درجہ اخفاء کرتے ہیں کہ کسی کو اس کی خبر نہ ہو سکے، مثلاً ایک شخص جاسوسی کرتا ہے اور لوگوں کے راز مختلف ذرائع سے حاصل کر کے دوسرے افراد یا پارٹیوں تک پہنچاتا ہے، اس کی جاسوسی سے بہت سے لوگوں کا غیر معمولی نقصان ہوتا ہے، ایسا جاسوس بسا اوقات نفسیاتی الجھن میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے، نفسیاتی الجھن کی وجہ سے بسا اوقات اسے بے خوابی اور دوسری شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں، اور وہ ڈاکٹر سے رابطہ قائم کرتا ہے، اسے

Marfat.com

اپنے پیشہ اور جرائم کی خبر دیتا ہے، ایسے بعض لوگ اپنے پیشوں اور جرائم کو انتہائی غلط سمجھتے ہیں، لیکن چونکہ ان کے معاشی مفادات اس پیشہ یا جرم سے وابستہ ہوگئے ہیں، اس لئے اسے ترک کرنے کا فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں، ڈاکٹر کو اس مریض کے بتانے سے اس کے ناجائز پیشہ اور جرم کی خبر ہو چکی ہے۔

ایسی صورت میں اس مریض کے بارے میں ڈاکٹر کا رویہ کیا ہونا چاہئے؟ کیا وہ رازداری سے کام لے اور کسی کو اس کے بارے میں باخبر نہ کرے یا اس کے بارے میں لوگوں کو اور حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کر دے تاکہ اس کے ضرر سے لوگ محفوظ رہیں؟۔

۹- کسی مریض (مثلاً نفسیاتی مریض) نے کسی جرم کا ارتکاب کیا، مثلاً کسی کو قتل کیا یا اس طرح کی کوئی اور سنگین واردات کی ہے، اور ڈاکٹر کے پاس اس جرم کا اقرار کیا ہے، اسی جرم پر شبہ کی بنیاد پر دوسرا شخص ماخوذ ہو گیا ہے، اس کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے، اس بات کا پورا اندیشہ ہے کہ وہ دوسرا شخص جو دراصل جرم سے بری ہے عدالت میں مجرم قرار دے دیا جائے اور سزایاب ہو جائے، ایسی صورت میں کیا ڈاکٹر اس مجرم مریض کے بارے میں رازداری سے کام لے یا اس کا راز افشاء کرتے ہوئے عدالت میں جا کر بیان دے تاکہ بے گناہ شخص کی رہائی ہو سکے؟۔

۱۰- اگر کوئی شخص کسی متعدی مرض (مثلاً ایڈز، طاعون وغیرہ) میں مبتلا ہے اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، مریض کا اصرار ہے کہ ڈاکٹر اس کے اس مرض کی اطلاع کسی سے حتی کہ اس کے گھر والوں سے بھی نہ کرے ورنہ وہ گھر اور سماج میں اچھوت بن کر رہ جائے گا، کوئی بھی اس سے ملنا جلنا، اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا گوارہ نہیں کرے گا، ایسی صورت میں اس مریض کے تئیں ڈاکٹر کا رویہ کیا ہونا چاہئے، کیا وہ اس کے مرض کو راز میں رکھے تاکہ مریض کو ضرر سے بچا سکے، یا اس کے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو اس کے مرض کی خبر کر دے تاکہ یہ مرض دوسروں کو لاحق نہ ہو جائے۔

مجاہد الاسلام قاسمیؒ

(سکریٹری جنرل، اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا)

Marfat.com

تلخیص:

طبی اخلاقیات

مفتی محمد فہیم اختر ندوی☆

محور اول

اس محور کے تحت آنے والے سوالات ضمان سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے متعدد حضرات نے طبابت کے اصول وشرائط پر بھی ہلکی سی روشنی ڈالی ہے، کسی نقصان پر ڈاکٹر کو ضامن قرار دینے یا نہ دینے کے سلسلہ میں مختلف ائمہ کے یہاں علاحدہ علاحدہ کچھ شرائط وحدود ہیں، مولانا اختر امام عادل نے انہیں یکجا کرتے ہوئے ایسی چار شرطیں بتائی ہیں جن کی رعایت کے بعد مریض کو پہنچنے والے نقصان کی ذمہ داری ڈاکٹر پر نہیں آتی

۱- وہ شخص باقاعدہ ڈاکٹر ہو۔

"من تطبب ولم يعلم منه طب فهو ضامن" (مشکوۃ)۔

۲- نیک نیتی اور دلچسپی کے ساتھ مریض کا علاج کیا ہو۔

۳- دوران علاج تمام طبی رعایتیں ملحوظ رکھی گئی ہوں۔

۴- مریض یا اس کے اولیاء کی طرف سے اجازت حاصل ہو۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا خیال ہے کہ فی زمانہ میڈیکل سائنس کا فن پیچ در پیچ اور شاخ در شاخ ہو چکا ہے اور فن طب بہت ترقی کر چکا ہے، اس لئے طبیب حاذق کہلانے کے مستحق وہی اشخاص ہوں گے جن کو طبی دانش گاہیں اور گورنمنٹ کا محکمہ صحت علاج کا مجاز قرار دیتا ہو۔

☆ سابق انچارج شعبہ علمی، اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)۔

Marfat.com

۱- ناواقفیت کے باوجود علاج

بیشتر حضرات کی رائے میں ایسا شخص علاج کا مجاز ہی نہیں ہے، اگر مریض کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو اس پر ضمان واجب ہوگا، نیز حکومت اس کی سرزنش بھی کرے گی۔

دوسری رائے یہ ہے کہ اگر اسے فن طب میں مہارت وحذاقت ہو تو خواہ قانوناً وہ علاج کا مجاز نہ ہو، لیکن فیما بینہ وبین اللہ وہ مجاز ہے، اور مریض کے کہنے کے بعد معالج کی حیثیت اجیر کی ہے اور عقد اجارہ کے سبب علاج کرنا قضاء اس پر لازم ہے اور اگر نقصان ہو جائے تو ضمان وتاوان معالج پر نہیں ہوگا، فقہاء لکھتے ہیں:

"أما الحاکم والحجام والختان والفصاد والبزاغ فلا یتقید فعلهم بشرط السلامة کالأجیر" (درمختار ۵/ ۳۶۳)۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے: مقالہ مولانا زبیر احمد قاسمی اور مولانا محمد زید مظاہری)۔

ڈاکٹر کی کوتاہی کی وجہ سے مریض کو نقصان پہنچتا ہے تو بالاتفاق اس کا تاوان ڈاکٹر پر لازم آئے گا۔

۳- بغیر اجازت آپریشن

مریض یا اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر اگر ڈاکٹر آپریشن کرتا ہے اور آپریشن مہلک ثابت ہوتا ہے تو بیشتر حضرات کی رائے میں اس پر ضمان لازم آئے گا، علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

"ویستفاد بمجموع الروایتین اشتراط عدم التجاوز والإذن لعدم وجوب الضمان حتی إذا عدم أحدهما أو کلاهما یجب الضمان" (البحر الرائق ۸/۲۹)۔

چند حضرات کے نزدیک "الضرر یزال" کے اصول پر ضمان لازم نہیں آئے گا مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا محمد ہارون)۔

Marfat.com

۴-ضرورت کی بناء پر آپریشن بلا اجازت

ایک رائے جسے اکثر حضرات نے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ ممکن حد تک نفس انسانی کو بچانے کی کوشش خود اللہ تعالی کی طرف سے واجب ہے، لہذا گو وہ انسان کی طرف سے ماذون نہیں ،لیکن شارع کی طرف سے اجازت یافتہ متصور ہوگا اور اس کی کوتاہی کے بغیر موت واقع ہوگئی تو اس کا ضامن بھی نہ ہوگا۔

دوسری رائے مولانا زبیر احمد قاسمی اور مولانا زید نے اختیار کی ہے کہ اپنے اس عمل نیک اور جذبہ ترحم کی وجہ سے وہ تو عند اللہ ماجور ہوگا ،لیکن عدم اذن کی صورت میں علاج اس کے لئے مباح کا درجہ رکھتا ہے، اور''المباح یتقید بسلامة'' کے تحت نقصان کی صورت میں وہ ضامن ہوگا۔

محور دوم

۱-مریض ایڈز کا فریضہ

اس سلسلہ میں دو نقطہ نظر ہیں:

ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ مریض کا اپنے مرض کو چھپانا اہل خاندان اور متعلقین کے لئے ضرر کا باعث ہوسکتا ہے، خود اس کے ضرر انفرادی اور خاندان کا ضرر اجتماعی ہے، اس لئے قاعدہ ''یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام'' کے تحت مریض پر واجب ہے کہ صحیح صورتحال سے اہل خانہ کو آگاہ کردے، جسم سے خون نکلنے کے متعدد امکانات کے تحت دوسروں کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے (مولانا عتیق احمد قاسمی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی وغیرہ)۔

دوسری رائے والوں کا کہنا ہے، چونکہ یہ مرض جنسی تعلقات یا خون کی منتقلی سے دوسروں تک منتقل ہوتا ہے، صرف ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے نہیں ہوتا ہے، دوسری جانب اگر وہ اپنے مرض کی اطلاع دیتا ہے تو اچھوت بن کر رہ جانے کا خطرہ ہے، اس لئے وہ ضروری احتیاطیں تو ملحوظ رکھے، لیکن اہل خانہ کو اطلاع دینا ضروری نہیں ہے (مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا محمد زید مظاہری)۔

Marfat.com

۲-ڈاکٹر کی ذمہ داری

اس سوال کا جواب دینے والے علماء کرام کی فرق اسلوب و انداز کے ساتھ بنیادی رائے یہ ہے کہ اگر دوسروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو انہیں اطلاع کر دی جائے، بصورت دیگر افشاء راز ڈاکٹر کی ذمہ داری نہیں ہے، مریض کو احتیاطی تدابیر ملحوظ رکھنی چاہئے اور ڈاکٹر بھی مریض کو اسی سلسلے میں ہدایات دے۔

۳-سماج کی ذمہ داری

تمام حضرات کا خیال ہے کہ ایسے شخص کو ذہنی اذیت اور تنہائی میں نہ ڈالا جائے، بلکہ اس کی دیکھ ریکھ، علاج معالجہ اور احتیاطی تدابیر میں تعاون کیا جائے، اس کے ساتھ رحم دلی کا برتاؤ کیا جائے۔

۴-قصداً مرض منتقل کرنا

اگر قصداً مرض منتقل کرنے کی نیت سے مریض کوئی عمل کرتا ہے تو اکثر حضرات کی رائے میں وہ گنہگار ہونے کے ساتھ تاوان کا ضامن بھی ہوگا۔

بعض حضرات کے نزدیک مجرم و گناہگار تو ہوگا، لیکن چونکہ ایڈز کے جراثیم کی منتقلی کے عمل میں خود بیوی یا خون لینے والے کے عمل کا بھی دخل ہے، اور فقہ کا اصول ہے کہ ''اگر قتل یا ہلاک ہونے والے شخص کا بھی اس میں عمل دخل ہو تو سبب بننے والا ضامن نہیں ہوتا''، اس لئے مریض پر ضمان نہیں ہوتا (مولانا اختر امام عادل، مولانا زبیر احمد قاسمی)۔

مولانا عبید اللہ اسعدی اور مولانا زید مظاہری کا خیال ہے کہ اگر تعدی کی نیت نہ ہو، بلکہ جذبہ ہمدردی کے تحت ہو تو اسے معذور قرار دیا جائے گا۔

۵-فسخ نکاح کا حق

تمام مقالہ نگار علماء کرام نے ائمہ ثلاثہ اور امام محمد کے قول کو راجح قرار دیتے ہوئے عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق حاصل ہونے کی رائے دی ہے۔

Marfat.com

۶-اسقاط حمل

تمام شرکاء کا تقریبا متفقہ خیال ہے کہ جب تک جنین کے اندر جان نہیں آتی ہے، عورت اسقاط حمل کرا سکتی ہے، جان آ جانے کے بعد اسقاط حمل کی اجازت نہیں ہوگی، کہ نفخ روح کے بعد اسقاط حمل کی حرمت پر اجماع واتفاق ہے۔

اگر عورت خود اس کے لئے تیار نہ ہو تو بعض کے خیال میں شوہر یا حکومت کا محکمہ صحت اسے اسقاط حمل پر مجبور کر سکتا ہے (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا محمد زید مظاہری)۔

مولانا عتیق احمد قاسمی اور مولانا زبیر احمد قاسمی صاحبان کے خیال میں اسے اسقاط حمل پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے، مولانا شمس پیرزادہ صاحب کی رائے میں جب ماں کو جان کا خطرہ ہو جب ہی اسقاط حمل کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔

۷-ایڈز کے مریض بچوں کا اسکول میں داخلہ

تقریبا تمام حضرات کی رائے ہے کہ ایسے بچوں کو تعلیم سے محروم کرنا درست نہیں ہے، ضروری احتیاطی تدابیر ملحوظ رکھی جائیں، اگر ممکن ہو تو ان کے لئے علاحدہ مخصوص ادارے قائم کئے جائیں، لیکن تعلیم ان کا بنیادی حق ہے۔

بعض حضرات نے احتیاطا ایسے بچوں کو اسکول میں داخل نہ کرنے ہی کو بہتر سمجھا ہے (مولانا جعفر ملی، مولانا اخلاق الرحمٰن)۔

۸- سوال نمبر تین کے جواب میں اس سوال کا جواب آ چکا ہے۔

۹-کیا ایڈز جیسی بیماریاں مرض موت ہیں؟

مرض موت کی تعریف کے سلسلے میں فقہاء سے مختلف اقوال منقول ہیں، البتہ ایسے امراض جو طویل المدت ہوا کرتے ہیں، متعدد مقالہ نگار حضرات نے یہ رائے نقل کی ہے کہ اگر مرض میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہو تب تو اسے مرض موت میں شمار کریں گے، لیکن اگر ایک سال کی مدت تک ایک ہی حالت پر مرض رکا رہے تو وہ مرض موت میں داخل نہیں۔

Marfat.com

مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب کی رائے میں طاعون اگر شدید ہو اور مولانا عتیق احمد قاسمی صاحب کی رائے میں ایڈز، طاعون اور کینسر جب طبی لحاظ سے ناقابل علاج مرحلے میں پہنچ جائیں تو مرض موت کے احکام جاری ہوں گے۔

۱۰- طاعون زدہ علاقے میں آمد و رفت پر پابندی

تمام حضرات کے نزدیک ایسی پابندی نہ صرف درست، بلکہ مستحسن اور فرمان نبوی کے مطابق ہوگی۔

۱۱- ضرورت کی بناء پر طاعون زدہ شہر میں آنا یا وہاں سے جانا

تمام شرکاء کے خیال میں ضرورت و مجبوری کے حالات مذکورہ پابندی سے مستثنیٰ ہوں گے، اور وہاں آنا یا وہاں سے جانا یا مناسب علاج کے لئے جانا سب درست ہے۔

محور سوم

۱- بیشتر حضرات کی رائے ہے کہ ڈاکٹر از خود راز افشاء نہ کرے، لیکن جب اس سے دریافت کیا جائے تو "المستشار مؤتمن" کی ہدایت کے پیش نظر صحیح صورت حال بتادے۔

بعض حضرات کے خیال میں دونوں صورت میں ڈاکٹر کو چاہئے کہ وہ لڑکی کے اہل خانہ کو اس راز سے آگاہ کردے (مولانا عتیق احمد قاسمی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

۲- تقریباً تمام حضرات کی رائے ہے کہ طبی جانچ کے نتیجے میں پائے جانے والے عیب یا مرض سے دوسرے فریق کو ڈاکٹر باخبر کردے۔

بعض حضرات نے یہ تفصیل بھی کی ہے کہ چونکہ دونوں فریق طبی جانچ ہی کی غرض سے آئے ہیں، اس لئے ڈاکٹر کے لئے اصل حقیقت کو پوشیدہ رکھنا جائز نہیں ہے، اور مرض سے باخبر کرنا ضروری ہے۔

۳- تمام حضرات نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر ڈاکٹر سے دریافت کیا جائے تو اس کے

Marfat.com

لئے بتانا ضروری ہے، اگر دریافت نہ کیا جائے تو بعض حضرات کے خیال میں از خود راز افشاء کرنا جائز نہیں ہوگا (مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا محمد زید مظاہری)۔

اور دوسرے حضرات کی رائے میں اس صورت میں بھی جائز ہوگا (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا عتیق احمد قاسمی)۔

۴،۵- تمام حضرات کے خیال میں ڈاکٹر کے لئے ضروری ہے کہ متعلقہ محکمہ کو باخبر کرے۔

۶- تقریباً تمام حضرات کا نقطہ نظر یہی ہے کہ ایک جانب ممکنہ حد تک ستر اور پردہ داری افضل ہے اور دوسری جانب حیات انسانی کا تحفظ وبقاء انتہائی اہم ہے، اس لئے اگر بچہ کی ماں کی شناخت اور اظہار کے بغیر بچے کے متعلق اطلاع دینا اور اس کی جان بچانا ممکن ہو، تب تو ایسا ہی کرے، لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو بچے کی جان کی حفاظت مقدم ہوگی اور عورت کا راز فاش کیا جائے گا۔

۷- حرام اشیاء سے علاج کے اس مسئلہ میں فقہاء متقدمین کے درمیان اختلاف رائے ہے، لیکن متاخرین اور معاصرین فقہاء نے اس کے جواز کی رائے دی ہے، تقریباً تمام مقالہ نگار حضرات نے اسی رائے کو راجح قرار دیتے ہوئے جواز بتایا ہے۔

بعض حضرات کے خیال میں نشے کی عادت دوسرے طریقے سے چھڑائی جاسکتی ہے، اس لئے شراب استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے (مولانا شمس پیرزادہ، مفتی جمیل احمد نذیری، مفتی حبیب اللہ قاسمی)۔

۸- تمام حضرات کی رائے ہے کہ ضرر عام کے ازالہ کے لئے ایسے مجرم کے بارے میں متعلقہ محکمہ کو اطلاع دی جائے۔

۹- اس جواب پر بھی تمام حضرات متفق ہیں کہ بے گناہ شخص کی براءت کے لئے ڈاکٹر پر حقیقت حال کا اظہار ضروری ہے، راز داری سے کام لینا جائز نہیں ہوگا۔

Marfat.com

عرض مسئلہ:

طبی اخلاقیات-محوراول

جناب شمس پیرزادہؒ☆

''طبی اخلاقیات'' سے متعلق جو سوالنامہ مقالہ نگاروں کو بھیجا گیا تھا وہ تین محوروں پر مشتمل تھا، یہاں محوراول سے تعلق رکھنے والے سوالات کے جوابات عرض مسئلہ کی شکل میں پیش کئے جارہے ہیں:

۱- پہلے سوال کے دو جز تھے۔

الف-ایسا کوئی شخص جو قانونا کسی مرض کا علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے، لیکن اپنے ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بناء پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے، اگر اس شخص نے کسی مریض کے کہنے پر اس کا علاج کیا تو شرعا اس کا یہ علاج کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔

اس کا جواب ۲۹ حضرات نے دیا ہے، جن میں ۲۰ حضرات کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کا علاج کرنا جائز نہیں اور ۹ حضرات اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔

عدم جواز کے قائل ہیں: مولانا محمد عبید اللہ اسعدی، ڈاکٹر قدرت اللہ باقوی، حکیم ظل الرحمن، مولانا اختر امام عادل، مفتی محمد جعفر ملی، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، شمس پیرزادہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی، مولانا نظام الدین قاسمی، مولانا محمد شہباز عالم ندوی، مولانا محمد ہارون قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مفتی احمد نادر القاسمی، مفتی حبیب اللہ

☆ سابق بانی وصدر ادارہ دعوت القرآن ممبئی۔

Marfat.com

قاسمی، مولانا عزیز الرحمٰن مدنی، مولانا عتیق احمد قاسمی، مولانا سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی اور مولانا محمد عارف مظہری۔

اور جواز کے قائل یہ ہیں:

مولانا اخلاق الرحمٰن قاسمی، مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا محمد فضل الرحمٰن رشادی، مولانا محمد زید مظاہری، مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا محمد صادق قاسمی، مولانا محمد نور القاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا محمد نعیم رشیدی۔

عدم جواز کے قائلین کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے:

نبی ﷺ کی حدیث ہے، جسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے:

"من طبب ولم يعلم منه طب فهو ضامن"۔

(جو شخص بہ تکلف اپنے کو طبیب ظاہر کرے، حالانکہ طبابت کی لیاقت اس سے ظاہر نہیں ہوئی وہ نقصان کا ضامن ہے)۔

لہذا جس نے با قاعدہ ڈاکٹری کی تعلیم حاصل نہ کی ہو وہ طبیب جاہل ہے۔

امام مالک حاکم وقت سے قانونی اجازت لینے کو ضروری قرار دیتے ہیں، اور حنفی فقہ میں جاہل طبیب پر حجر (پابندی) کا حکم ہے۔ ہر کس و ناکس کو اپنے ذاتی مطالعہ و تجربہ کی بناء پر علاج کی اجازت دینا مصلحت عامہ کے خلاف ہے، کیونکہ اس سے ضرر پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے اور فقہاء کرام نے "سد ذرائع" کی بحث میں اس کی صراحت کی ہے کہ جو اسباب و طریقے عمومی حالات میں فساد و ضرر کا ذریعہ بنتے ہیں ان پر بندش لگانا ضروری ہے، فقہ اسلامی میں تسعیر اور احتکار کی شکل میں بھی قانونی پابندیوں کی مثالیں ملتی ہیں۔

قانونی اجازت دراصل موجودہ زمانہ کا وہ "عرف" ہے جس کے خلاف طور طریقے اختیار کرنے کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

رہے ان لوگوں کے دلائل جو جواز کے قائل ہیں تو وہ کہتے ہیں:

Marfat.com

اصول یہ ہے کہ "الضرر یزال" (ضرر کو زائل کیا جائے)، اس لئے مریض کے ضرر کو اس کی اجازت سے ختم کرنے کی کوشش کرنا صحیح ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ علاج میں اصل چیز حذاقت و تجربہ ہے، نہ کہ قانونی طور پر علاج کرنے کا مجاز ہونا۔

شریعت میں ایسی کوئی قید نہیں ہے، اس لئے جس شخص کو قانونا اجازت نہیں ہے وہ اگر علاج میں مہارت اور تجربہ رکھتا ہو تو اس کا علاج کرنا جائز ہے۔

ان دو رایوں میں پہلی رائے ہی راجح ہے، یعنی جس نے باضابطہ طور پر کسی میڈیکل انسٹی ٹیوٹ سے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل نہیں کی ہے اور قانون نے اس کو علاج معالجہ کا مجاز نہیں قرار دیا ہے اس کا علاج کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ موجودہ زمانہ میں امراض کی بھی کثرت ہوگئی ہے اور مریضوں کی بھی اور دوائیں بہ کثرت اور بہت خطرناک ایجاد ہوئی ہیں جن کے استعمال میں اگر غلطی ہوئی تو بعض مرتبہ مریض کو شدید نقصان پہنچ جاتا ہے اور کبھی کبھی تو دواؤں کی غلطی جان لیوا ثابت ہوتی ہے، دواؤں کا ری ایکشن (Reaction) بھی ایک عام بات ہے جس کی وجہ سے احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، ہومیو پیتھک دوائیں بھی بعض مرتبہ مضر ثابت ہوتی ہیں اور خاص طور سے اونچی قوت (High Potency) کی دوائیں مرض میں اضافہ (Aggravate) کرتی ہیں، علاوہ ازیں آپریشن بھی اب عام ہوگیا ہے اور اس کے لئے بڑی مہارت اور تجربہ کی ضرورت ہے، ورنہ مریض کے اعضاء تلف ہونے اور جان کے ضائع ہوجانے کا سخت اندیشہ ہوتا ہے، ان حالات میں غیر سند یافتہ طبیب یا ڈاکٹر یا سرجن کے بارے میں یہ اطمینان کرلینا آسان نہیں ہے کہ وہ اس کام کا اہل ہے، البتہ حکومت کا قانون جن کو (Practice) کی اجازت دیتا ہے ان کے بارے میں یہ اطمینان حاصل ہوجاتا ہے کہ وہ صحیح علاج کریں گے گویا قانونی جواز اس زمانہ کا ایک "معروف" مصلحت عامہ پر مبنی ہے، اگر حادثات سے بچنے کے لئے ٹریفک کے قوانین کی پابندی ضروری ہے، خواہ کسی غیر اسلامی حکومت ہی کے نافذ کردہ ہوں تو مریضوں کے تحفظ کے لئے ڈاکٹروں پر نافذ قوانین کی پابندی کیوں

Marfat.com

ضروری نہیں؟، لہذا مذکورہ دلائل کی روشنی میں ان قوانین کی پابندی شرعاً ضروری قرار پاتی ہے اور ان کو نظر انداز کرنا صحیح نہیں۔

ب- سوال کا دوسرا جزء یہ تھا کہ اگر ایسے شخص کے علاج سے جو قانوناً علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچا، یا اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر کوئی ضمان یا تاوان لازم ہوگا یا نہیں؟ اور کیا اس کا عمل شرعاً قابل تعزیر جرم شمار ہوگا؟۔

اس کے جواب میں ۱۳ حضرات کی رائے یہ ہے کہ ایسی صورت میں ضمان واجب ہوگا یعنی ایسے شخص کو نقصان کا نقد ہرجانہ وتاوان ادا کرنا ہوگا، اور ان میں اکثر حضرات کی رائے یہ بھی ہے کہ وہ تعزیر کا بھی مستحق ہے۔ ۱۰ حضرات کی رائے یہ ہے کہ ایسا شخص نہ ضامن ہوگا اور نہ لائق تعزیر اور ۵ حضرات کی رائے یہ ہے کہ ایسا شخص ضامن نہ ہوگا، البتہ لائق تعزیر ہوگا۔

جو حضرات ضامن قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ طبیب جاہل شریعت کی نگاہ میں محجور (جس کے شریعت کی طرف سے کسی کام کے مجاز ہونے پر پابندی عائد ہو) سمجھا گیا ہے اور محجور سے کوئی چیز تلف ہو جاتی ہے تو اس پر ضمان لازم ہوتا ہے، جو لوگ ضمان کے قائل نہیں ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اس میں تعدی (زیادتی) نہیں پائی گئی اور ضمان تعدی کی صورت میں ہوتا ہے یا اس صورت میں، جبکہ مریض یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر علاج کرے، اور یہ دوسری صورت بھی پائی نہیں گئی، اس لئے ضمان لازم نہیں آئے گا، ان میں قابل ترجیح ان لوگوں کی رائے ہے جو ضمان کو واجب اور ایسے شخص کو لائق تعزیر قرار دیتے ہیں، کیونکہ دلیل کے اعتبار سے ان کی رائے زیادہ وزنی ہے۔

۲- دوسرا سوال تھا: جس ڈاکٹر کو قانوناً علاج ومعالجہ کی اجازت ہے، اس نے اگر کسی مریض کا علاج کیا، لیکن اس نے طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں، مثلاً بعض ضروری جانچیں نہیں کروائیں، یا مریض کی پورے طور پر دیکھ ریکھ نہیں کی، اگر اس کے علاج کے باوجود مریض فوت ہو گیا، یا اس کا کوئی عضو (مثلاً آنکھ) ضائع ہو گیا تو یہ ڈاکٹر کیا مریض کے پہنچنے والے نقصان کا یا

Marfat.com

اس کی جان کے تاوان کا ضامن ہوگا؟۔

اس کے جواب میں تمام حضرات کی متفقہ رائے یہ ہے کہ اس صورت میں ڈاکٹر پر ضمان ہوگا، ان حضرات کے اسمائے گرامی ہیں: مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا اخلاق الرحمٰن اور ریاوی، مولانا زبیر احمد قاسمی، ڈاکٹر قدرت اللہ باقوی، حکیم ظل الرحمٰن، مولانا عزیز الرحمٰن مدنی، مولانا فضیل الرحمٰن عثمانی، مولانا اختر امام عادل، مولانا محمد جعفر ملی، مولانا ولی اللہ قاسمی، شمس پیرزادہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا محمد فضل الرحمٰن رشادی، مولانا محمد زید مظاہری، مولانا عتیق احمد قاسمی، مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا محمد حاذق قاسمی، مولانا محمد نور قاسمی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا محمد نعیم رشیدی، مولانا نظام الدین قاسمی، مولانا محمد شہباز عالم ندوی، مولانا محمد ہارون قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا احمد نادر قاسمی اور مولانا محمد عارف مظہری۔

دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تعدی (زیادتی) کی صورت ہے اور تعدی کی صورت میں طبیب پر ضمان ہوتا ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ طبیب کی حیثیت اجیر مشترک کی سی ہے اور حفظ مال میں اجیر مشترک کی بد احتیاطی اور کوتاہی کی وجہ سے مال تلف ہوگیا تو اس پر ضمان لازم ہوتا ہے، تیسری دلیل یہ ہے کہ قاعدہ فقہیہ ہے کہ ضرر عام کو رفع کرنے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے، لہذا عام مریضوں کو ضرر سے بچانے کے لئے ڈاکٹر پر تاوان عائد کرنا ضروری ہے۔

یہ دلائل نہایت قوی ہیں اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ طبیب یا ڈاکٹر نے جب اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کیا اور اس سے مریض کو نقصان پہنچا تو مریض کو پہنچنے والے نقصان پر وہ مریض کو ہرجانہ ادا کرے اور اگر مریض کی جان چلی گئی تو وہ اس کی دیت ادا کرے۔

۳- تیسرا سوال یہ تھا کہ اگر ڈاکٹر کی رائے میں زیر علاج مریض کا آپریشن ضروری ہے، اور ڈاکٹر نے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کر ڈالا، آپریشن کامیاب ہونے کے بجائے مہلک ثابت ہوا، مریض فوت ہوگیا، یا اس کا آپریشن شدہ عضو بیکار

Marfat.com

ہو گیا، تو ایسی صورت میں کیا ڈاکٹر اس مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن ہوگا، جب کہ وہ ڈاکٹر اس آپریشن کا مجاز ہے اور تجربہ رکھتا ہے۔

اس کے جواب میں ۲۲ حضرات نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ایسی صورت میں ڈاکٹر ضامن ہوگا۔ ان حضرات کے اسمائے گرامی ہیں:

مولانا محمد عبید اللہ اسعدی، مولانا اخلاق الرحمٰن ارریاوی، مولانا زبیر احمد قاسمی، ڈاکٹر قدرت اللہ باقوی، مولانا اختر امام عادل، مولانا محمد جعفر ملی، مولانا ولی اللہ قاسمی، شمس پیرزادہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا محمد فضل الرحمٰن رشادی، مولانا محمد زید مظاہری، مولانا عتیق احمد قاسمی، مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا محمد حاذق قاسمی، مولانا محمد نور القاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا محمد نعیم رشیدی، مولانا نظام الدین قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا احمد نادر قاسمی اور مولانا محمد عارف مظہری۔

مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر بغیر اجازت ایسا کرتا ہے تو وہ قانون کے خلاف کرتا ہے، اس کے برعکس ۵ حضرات کی رائے یہ ہے کہ ڈاکٹر ضامن نہیں ہوگا، یہ رائے (حکیم ظل الرحمٰن، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد شہباز عالم ندوی اور مولانا محمد ہارون قاسمی) کی ہے، جو حضرات ڈاکٹر کو ضامن قرار دیتے ہیں ان کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ اولا: مریض کے جسم میں قطع و برید کے لئے مریض کی اجازت اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کے متعلقین کی اجازت ضروری ہے، ائمہ اربعہ کے نزدیک اس کو کافی اہمیت حاصل ہے، لہذا اجازت لئے بغیر آپریشن کرنے کی صورت میں ڈاکٹر نقصان کا ضامن ہوگا۔ ثانیا: مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کرنا ایک جرم ہے، ثالثاً: علاج معالجہ کا اختیار خود مریض کو یا اس کے اعزہ کو حاصل ہے۔ رابعا: آپریشن کے لئے اجازت شرط ہے، اور چونکہ ڈاکٹر کی حیثیت اجیر مشترک کی سی ہے، اس لئے بوقت تعدی وجبر ضمان لازم آتا ہے۔

اور جن حضرات کی رائے میں ڈاکٹر ضامن نہیں ہوگا ان کی سب سے بڑی دلیل یہ

Marfat.com

ہے کہ شریعت نے ضمان کے معاملہ میں تعدی (زیادتی) اور عدم تعدی کا اعتبار کیا ہے، نہ کہ اجازت اور عدم اجازت کا، نیز وہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر نے نیک نیتی سے مریض کو بچانے کا عمل کیا ہے اور اس کی خیر خواہی کی ہے، اس کو ضرر پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا ہے، بالفاظ دیگر ڈاکٹر نے اس پر احسان کیا ہے، اس لئے اس پر ضمان عائد کرنا صحیح نہیں۔

ان دورایوں میں ان حضرات ہی کی رائے صحیح معلوم ہوتی ہے جو ڈاکٹر کو مذکورہ صورت میں ضامن قرار دیتے ہیں، ان کے دلائل نسبتا زیادہ قوی ہیں، مگر موجودہ حالات مین ضمان کی صورت شاذ ہی پیش آسکتی ہے، کیونکہ اسپتالوں میں جو طریقہ رائج ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی مریض آپریشن کے لئے آتا ہے تو اس کے متعلقین سے باقاعدہ اجازت حاصل کی جاتی ہے اور اس کے بعد مریض کا آپریشن کیا جاتا ہے، اس طرح کوئی ڈاکٹر بھی بلا اجازت آپریشن کرنے کا خطرہ (Risk) مول نہیں لیتا۔

۴- چوتھا سوال یہ تھا کہ بعض اوقات مریض پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے، وہ اجازت دینے کے لائق نہیں ہوتا ہے، اور اس کے اعزہ زیر علاج مقام سے بہت دور ہوتے ہیں، ان سے فی الفور رابطہ قائم نہیں کیا جاسکتا ہے، ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کی رائے میں آپریشن فوری طور پر ضروری ہے، اور تاخیر ہونے میں اس کے نزدیک مریض کی جان یا عضو کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے، اس لئے اس نے مریض اور اس کے قریبی اعزہ سے اجازت حاصل کئے بغیر مریض کا آپریشن کردیا، اور یہ آپریشن ناکام رہا، مریض کی جان چلی گئی، یا اس کا کوئی عضو ضائع ہوگیا، تو کیا اس صورت میں ڈاکٹر کو ضامن قرار دیا جائے گا، اور مریض کو پہنچنے والے نقصان کا تاوان اس پر شرعا لازم ہوگا؟۔

اس کا جواب ۲۶ حضرات نے یہ دیا کہ ایسی صورت میں ڈاکٹر پر ضمان نہیں ہوگا اور دو حضرات کہتے ہیں کہ ڈاکٹر تاوان کا ضامن ہوگا۔ جن حضرات کی رائے یہ کہ ڈاکٹر پر ضمان نہیں ہوگا ان کے اسمائے گرامی ہیں:

Marfat.com

مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا اخلاق الرحمٰن ارریاوی، ڈاکٹر قدرت اللہ باقوی، حکیم ظل الرحمٰن، مولانا اختر امام عادل، مفتی فضیل الرحمٰن عثمانی، مولانا محمد جعفر ملی، مولانا ولی اللہ قاسمی، شمس پیرزادہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا محمد فضل الرحمٰن رشادی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا عتیق احمد قاسمی، مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا محمد حاذق قاسمی، مولانا محمد نور القاسمی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا نعیم رشیدی، مولانا نظام الدین قاسمی، مولانا محمد شہباز عالم ندوی، مولانا محمد ہارون قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا احمد نادر قاسمی اور مولانا محمد عارف مظہری۔

اور جو حضرات ڈاکٹر کو ضامن قرار دیتے ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا محمد زید مظاہری۔

جن حضرات کی رائے میں ضمان عائد نہیں ہوتا ان کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے:

۱- کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالی گئی ہے، "لا يكلف الله نفسا إلا وسعها" (سورۂ بقرہ:۲۸۶) اور قاعدہ فقہیہ ہے: "الأمر إذا ضاق اتسع" (الاشباہ والنظائر)۔

۲- ڈاکٹر کا یہ عمل انسان کی جان یا اس کے عضو کے تحفظ کے لئے وجود میں آیا جو مصلحت شرع ہے، نفس کو بچانے کی کوشش خود اللہ کی طرف سے واجب ہے، لہٰذا ڈاکٹر شارع کی طرف سے اجازت یافتہ متصور ہوگا۔

۳- اجازت دلالۃ ثابت ہے، اس لئے کہ عاقل تصرف نافع کی اجازت دیتا ہے، اور مذکورہ صورت میں سمجھا جائے گا کہ ڈاکٹر کو سرپرست کی طرف سے دلالۃ اجازت ہے۔

۴- مذکورہ صورت میں ڈاکٹر امین ہے اور امین پر کوئی ضمان عائد نہیں ہوتا۔

۵- ڈاکٹر کی طرف سے کوئی تعدی (زیادتی) یا بدنیتی یا تقصیر اور لاپرواہی نہیں پائی گئی کہ اس پر ضمان عائد کیا جائے۔

Marfat.com

۶- ایسے موقع پر حکومت کی طرف سے قانونا علاج ومعالجہ کی اجازت ہوتی ہے اور حدیث میں ہے: "السلطان ولی من لا ولی له"

۷- جان یا عضو کا بچانا زیادہ اہمیت رکھتا ہے اجازت حاصل کرنے کے مقابلے میں، اور قاعدہ فقہیہ ہے: " الضرر یزال"۔

۸- اگر کسی نمازی کے سامنے کسی اندھے شخص کا گذر ہو رہا ہو اور سامنے کنواں ہے اگر روکا نہ جائے تو وہ کنویں میں گر سکتا ہے، ایسی صورت میں نمازی پر نماز کو توڑ کر اسے بچانا واجب ہے، یہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہے، اور ڈاکٹر کے آپریشن کو انسانی ہمدردی پر محمول کیا جائے گا۔

۹- اگر لقطہ ضائع ہونے کے کنارے پر ہو جب کہ اٹھا نہ لیا جائے ،تو اس صورت میں اس کا اٹھانا واجب ہے، اسی طرح مذکورہ صورت میں مریض کو ہلاکت سے بچانے کے لئے اس کا آپریشن کرنا ڈاکٹر پر واجب ہے۔

اس کے برخلاف جو حضرات مذکورہ صورت میں ڈاکٹر کو تاوان کا ضامن قرار دیتے ہیں ان کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ علاج معالجہ اسباب مقطوعہ میں سے نہیں، بلکہ اسباب مظنونہ میں سے ہے، اس لئے اس کے اختیار نہ کرنے کی صورت میں مریض ہلاک ہوتا ہے تو وہ گنہگار نہ ہوگا، لہذا ڈاکٹر پر بھی علاج ومعالجہ کرنا واجب نہیں ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ آپریشن کرنا مباح ہے اور قاعدہ ہے: "المباح یتقید بالسلامة" لہذا ڈاکٹر وجوب ضمان کا سبب پائے جانے کی صورت میں، یعنی مریض کی ہلاکت کی صورت میں ضامن ہوگا، کیونکہ ہر مستحق ثواب کے لئے ضمان سے بری ہونا ضروری نہیں۔

ضمان کے ان قائلین کے دلائل کی کمزوری بالکل واضح ہے، علاج معالجہ اسباب مظنونہ میں سے ہو تب بھی بعض حالات میں آپریشن مریض کی جان بچانے کے لئے ناگزیر ہو جاتا ہے، مثلاً زچگی میں جب کہ بچہ کا رخ الٹا ہو یا وہ پیٹ میں مر گیا ہو تو زچہ کی جان بچانے کے لئے آپریشن ایک قطعی سبب بن جاتا ہے، اسی طرح حادثات میں جب کہ ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں مریض

Marfat.com

کو ہلاکت سے بچانے کے لئے آپریشن ناگزیر ہوتا ہے، اس لئے اس کو اباحت کے درجہ میں نہیں رکھا جا سکتا۔ لہذا جو حضرات مذکورہ صورت میں ڈاکٹر پر ضمان کے قائل نہیں ہیں ان کے دلائل ہی قوی ہیں، لیکن یہ باتیں اس مفروضہ پر مبنی ہیں کہ ڈاکٹر بعض صورتوں میں بلا اجازت آپریشن کرنے کا قانوناً مجاز ہے، حالانکہ واقعہ یہ نہیں ہے، جہاں تک پرائیوٹ اسپتالوں کا تعلق ہے کوئی ڈاکٹر اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ وہ مریض یا اس کے اعزہ کی اجازت کے بغیر آپریشن کرے، رہے سرکاری اسپتال تو وہاں قاعدہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حادثہ میں زخمی ہو کر آیا ہے اور اس کا فوری طور سے آپریشن ضروری ہے، مگر مریض بے ہوش ہے اور اس کے اعزہ معلوم نہیں ہیں تو اس صورت میں ڈاکٹر کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپریشن سے پہلے اس کی اطلاع پولیس کو دے، گویا یہ حکومت کی طرف سے اجازت کی صورت ہے، اس صورت میں پولیس کیس ہو جاتا ہے اور آپریشن کی ناکامی کی صورت میں عدالت میں ڈاکٹر کے خلاف مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے، جب یہ قانونی صورت موجود ہے جو معقول بھی ہے اور خلاف شرع بھی نہیں تو پھر مفروضوں پر بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے؟۔

Marfat.com

عرض مسئلہ:

سوال ۳، ۶، ۷، ۸

مفتی جمیل احمد نذیری ☆

نحمده و نصلي على رسوله الكريم أما بعد:

عرض مسئلہ کے لئے طبی اخلاقیات (محور دوم) کے سوال ۳، ۶، ۷ و ۸ کا جو موضوع مجھے دیا گیا ہے، اس سے متعلق ۲۸ مقالات میرے پیش نظر ہیں۔

سوال ۳ کے تحت پوچھا گیا تھا کہ ایڈز اور دوسرے خطرناک متعدی امراض، مثلاً طاعون وغیرہ کے مریض کے بارے میں اس کے اہل خانہ، متعلقین اور سماج کی شرعاً کیا ذمہ داری ہے؟۔

اس کے جواب میں تقریباً بھی مقالہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ ایسے مریضوں کے علاج و معالجہ کا پورا انتظام کیا جائے، ان کی بھرپور دیکھ بھال اور تیمارداری کی جائے، انہیں اچھوت بنا کر بے یارومددگار نہ چھوڑا جائے۔

کچھ حضرات نے جواب میں مزید تفصیل کی ہے، وہ یہ کہ دیکھ بھال کرنے والے اسباب منتقلی سے بچنے کے لئے احتیاط بھی کریں، اور غالباً ضروری احتیاطی تدابیر سے کسی کو انکار نہ ہوگا۔

اکثر حضرات کی دلیل یہ ہے کہ ارض طاعون سے فرار کی ممانعت والی حدیث کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ مریض بے یارومددگار رہ جائیں گے اور مرنے والوں کی تجہیز و تکفین نہ ہوسکے گی، احقر کے مقالہ میں یہ دلیل آئی ہے کہ ان امراض کا دوسروں تک پہنچنا امر موہوم ہے

☆ مہتمم جامعہ عین الاسلام، نواده مبارکپور۔

Marfat.com

اورعیادت وتیمارداری فرض ہے، ایک فرض کوایک امر موہوم کی وجہ سے چھوڑانہیں جاسکتا۔

کچھ حضرات نے جوتفصیلات پیش کی ہیں وہ خاص توجہ کی متقاضی ہیں، مثلاً:

انہیں اختلاط سے روکا جائے، اگر ایسے مریضوں کی تعداد زیادہ ہوتو حکومت ان کے لئے علاحدہ جگہ بنادے (مولانا نظام الدین قاسمی)۔

اگر سماج میں ایسے مریضوں کے تئیں نفرت عام ہوجائے اوران کا سماج میں رہنا دوبھر ہوجائے توان کے لئے الگ ہوسٹل تعمیر کرادیا جائے (مولانا خالدسیف اللہ رحمانی)۔

اگراس طرح کے مریض اکا دکا ہوں توانہیں اختلاط سے نہیں روکا جاسکتا اور زیادہ ہوجائیں توروکا جاسکتا ہے، بشرطیکہ ان کے علاحدہ رہنے سہنے کا بندوبست کردیا گیا ہو (مولانا محمد زید مظاہری)۔

مولانا خالدسیف اللہ رحمانی اورمولانا نظام الدین قاسمی کی دلیل یہ ہے:

"ذهب المالكية و الشافعية و الحنابلة إلى منع المجذوم يتأذى به من مخالطة الأصحاء و الاجتماع بالناس......" (الموسوعہ الفقہیہ ۸۷/۷)۔

"وإذا كثر عدد الجذمى، فقال الأكثرون: يؤمرون أن ينفردوا فى مواضع عن الناس ولا يمنعون عن التصرف فى حوائجهم" (الموسوعہ ۱۳۰/۱۵)۔

"يتخذ لهم مكان متفرد عن الأصحاء" (الموسوعہ ۷۸/۸)۔

مولانا محمد زید مظاہری کی دلیل ہے:

"ولم يختلفوا فى القليل منهم فى أنهم لا يمنعون قال: ولا يمنعون من صلوة الجمعة مع الناس ويمنعون من غيرها الخ" (شرح مسلم للنووی ۲۳۳/۲ باب اجتناب المجذوم)۔

ان حضرات نے (فتح الباری ۲۵۲/۱۰ باب العین حق) سے یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے جذامی کولوگوں کے ساتھ اختلاط رکھنے سے منع فرمایا تھا۔

Marfat.com

احقر کے نزدیک یہی رائے قابل ترجیح ہے کہ اس قسم کے ایک دو مریضوں کو اختلاط سے نہ روکا جائے اور تعداد بڑھ جانے کی صورت میں حکومت وسماج کا فرض ہے کہ ان کے لئے کوئی ایسا رہائشی بندوبست کرے جس سے اختلاط کی نوبت نہ آئے تاکہ کسی کو ایک دوسرے سے کبیدگی یا نفرت و دل شکنی نہ ہو، لیکن اگر حکومت وسماج ایسا انتظام نہ کرسکیں تو اختلاط سے روک کر ان کی ضروریات زندگی نہ پوری ہونے دینا انصاف کے خلاف ہے، اوپر جو دلائل دیئے گئے ہیں وہ بلاشبہ وزن رکھتے ہیں۔

سوال نمبر ۶ یہ تھا: جو خاتون ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو، اگر اسے حمل قرار پا گیا تو اس کا مرض دوران حمل یا دوران ولادت یا دوران رضاعت بچے کی طرف منتقل ہونے کا طبی لحاظ سے پورا اندیشہ ہے، ایسی عورت کیا بچہ تک اس مرض کی منتقلی کے خوف سے اسقاط حمل کرا سکتی ہے؟ اور اگر عورت اس کے لئے تیار نہ ہو تو کیا اس کا شوہر یا حکومت کا محکمہ صحت اسے اسقاط حمل پر مجبور کرسکتا ہے؟، کیونکہ ایڈز کا مریض بچہ سماج کے لئے خطرہ ہوگا اور حکومت کے لئے بڑا بار ہوگا؟۔

اس سوال کے جواب میں بہت اختلاف ملا۔

۱- اسقاط کی اجازت نہیں ہے، کوئی اسے شرعاً مجبور بھی نہیں کرسکتا (مفتی حبیب اللہ قاسمی، حکیم ظل الرحمٰن، مولانا سعید الرحمٰن قاسمی، شمس پیرزادہ، جمیل احمد نذیری)۔

ان حضرات کا استدلال یہ ہے کہ منتقلی محض طبی اندیشہ اور امر موہوم ہے، یقینی نہیں ہے اور امر موہوم پر مسائل کا مدار نہیں ہوتا۔

۲- اسقاط جائز ہے (مولانا محمد ہارون قاسمی، مولانا احمد نادر القاسمی، محمد نعیم رشیدی، مولانا محمد نور القاسمی)۔

۳- اسقاط پر مجبور کرنا درست نہیں (ڈاکٹر قدرت اللہ باقوی، مولانا زبیر احمد قاسمی)۔

۴- جان پڑنے سے قبل اسقاط جائز ہے (مولانا شہباز عالم ندوی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا ولی اللہ قاسمی)۔

Marfat.com

۵-جان پڑنے سے قبل اسقاط جائز ہے، شوہر اور محکمہ صحت مجبور بھی کرسکتا ہے (مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، مولانا محمد حاذق القاسمی، مولانا اخلاق الرحمٰن ارریاوی، محمد فضل الرحمٰن رشادی، مولانا اختر امام عادل، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا محمد زید مظاہری، لیکن مولانا محمد زید مظاہری صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''سد اللباب'' اس کا فتوی نہ دیا جائے، نہ اس کی قانون سازی کرائی جائے، بلکہ حسب موقع و مصلحت علماء ربانیین کا فتوی معتبر ہوگا۔

۶-ظن غالب کی صورت میں جان پڑنے سے قبل عورت کے لئے اسقاط جائز ہے، لیکن اس کی مرضی کے خلاف شوہر یا محکمہ صحت مجبور نہیں کرسکتا، جان پڑنے کے بعد اس وقت جائز ہوگا جبکہ خود عورت کی جان کو خطرہ ہو (مولانا عتیق احمد قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی)۔

اسقاط کے مجوزین نے عام طور پر یہ دلیل دی ہے:

''امرأة مرضعة ظهرلها حمل وانقطع لبنها وتخاف على ولدها الهلاك، وليس لأب هذا الولد سعة حتى يستاجر الظئر يباح لها أن تعالج في استنزال الدم مادام نطفة أو مضغة أو علقة ولم يخلق له عضو'' (فتاوی ہندیہ ۳۵۶/۵)۔

مولانا محمد زید مظاہری کے مقالہ میں ہے کہ بعض امراض زمانہ حمل، ولادت اور رضاعت میں بچہ کی طرف متعدی ہوسکتے ہیں، ابن قتیبہ اور ابن القیم نے اس کی صراحت کی ہے، مولانا اختر امام عادل لکھتے ہیں کہ اسقاط حمل کے اعذار میں فقہاء کرام نے ''ولد سوء'' کی تخلیق کا اندیشہ بھی بیان کیا ہے، ایڈز زدہ بچہ سے زیادہ ''ولد سوء'' کا مصداق آج کے دور میں کون ہوسکتا ہے۔

جوابات کا تجزیہ کرنے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مجوزین اور مانعین میں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے، کیونکہ جن لوگوں نے جواز کی بات کہی ہے انہوں نے بھی طبیب حاذق اور ظن غالب وغیرہ کی قید لگائی ہے، اور جن لوگوں نے ناجائز کہا ہے انہوں نے بھی محض اندیشہ اور امر موہوم کی وجہ سے ناجائز کہا ہے۔

Marfat.com

اسقاط حمل کے اعذار کی صورت میں بھی اسقاط کی اجازت نفخ روح اور تخلیق اعضاء سے قبل ہی ثابت ہے، نہ کہ اس کے بعد، البتہ عورت کی ہلاکت کے خوف کا مسئلہ دوسرا ہے۔

رہی جبر کی بات تو شوہر کی حاکم وراعی ہونے اور حکام کی ولایت عامہ والی حیثیت سے اس کی گنجائش بھی نظر آتی ہے۔

احقر کے خیال میں جب متعدد حاذق اطباء یہ کہیں کہ اس حاملہ کے مرض کا بچے کی طرف منتقل ہونے کا خطرہ ظن غالب اور یقین کے درجہ کو پہنچ چکا ہے، ایسی صورت میں اسقاط جائز ہوگا اور عورت راضی نہ ہو تو جبر بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ اسقاط جان پڑنے سے قبل ہونا چاہئے، جان پڑنے کے بعد اسی وقت اجازت ہوگی جب خود عورت کی جان کا خطرہ یقینی بن گیا ہو۔

لیکن اس کا عام فتوی نہ دیا جائے، جس کو ضرورت پڑ جائے وہ صورت حال بتا کر مفتیان کرام سے شرعی حکم معلوم کرے اور اس پر عمل کرے۔

ساتواں سوال تھا: جو بچے یا بچیاں ایڈز کے مرض میں مبتلا ہیں، کیا انہیں مدارس اور اسکولوں میں داخلے سے محروم کرنا درست ہوگا؟ جب کہ مرض مریض کو چھونے یا اس کے ساتھ اٹھنے یا بیٹھنے سے منتقل نہیں ہوتا، بلکہ مریض سے جنسی تعلق پیدا کرنے یا اس کا خون چھونے سے منتقل ہوتا ہے، اگر ایڈز کا مریض بچہ کسی اسکول میں داخل ہے تو عام حالات میں اس سے دوسرے بچوں میں مرض منتقل ہونے کا خطرہ نہیں ہے، لیکن اس بات کا اندیشہ ضرور ہے کہ مریض بچہ کو چوٹ لگ جائے، بچوں کی آپس میں لڑائی میں ان کے جسم سے خون نکل جائے، اور وہ خون دوسرے بچوں کو لگ جائے، یا دوسرے بچے اس کا خون چھو لیں، یا جنسی بے راہ روی میں مبتلا ہو کر یہ مرض دوسروں تک پہنچ جائے۔

ایک مقالہ نگار محمد فضل الرحمن صاحب رشادی لکھتے ہیں کہ خون کو مس کرنے سے ایڈز نہیں پھیلتا، ہاں ایک کا خون دوسرے کے خون سے مل جائے تو متعدی ہوسکتا ہے، موصوف کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹروں نے سوال کے اس حصہ کو نادرست قرار دیا ہے۔

Marfat.com

سوال کے جواب میں اکثر حضرات نے لکھا ہے کہ مذکورہ بالا اندیشوں کے پیش نظر داخلوں سے محروم کرنا جائز نہیں، کیونکہ مذکورہ اندیشے سامنے آجانے کے باوجود ضروری نہیں کہ مرض متعدی ہو ہی جائے، لہذا یہ محض ایک واہمہ ہے جو شرعاً غیر معتبر ہے، البتہ محتاط طریقہ اختیار کرتے ہوئے انہیں تعلیمی استفادہ کا موقع دیا جائے۔

ایک ضرر یقینی ہے، ایک ضرر محتمل، تو ضرر محتمل کا اعتبار کر کے ضرر یقینی گوارہ نہیں کیا جا سکتا (مولانا محمد زید مظاہری)۔

اگر ایسے طلبہ زیادہ ہوں تو ان کے لئے تعلیم وتربیت کا جداگانہ انتظام کیا جائے (مولانا اختر امام عادل، مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا عتیق احمد بستوی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا محمد زید مظاہری صاحب)۔

کچھ حضرات نے بغیر اس تفصیل کے کہ تعداد کم ہو یا زیادہ، ان کے لئے الگ مخصوص تعلیمی نظام بنانے کی رائے دی ہے، مثلاً مفتی محمد جعفر ملی، مولانا محمد نعیم رشیدی، مولانا اخلاق الرحمن ارریاوی۔

مولانا محمد ہارون قاسمی لکھتے ہیں کہ انہیں داخلہ سے محروم کیا جائے ''اتقوا الشبہات'' کے تحت اور فرد واحد کے ضرر کو برداشت کر کے عام ضرر کو رفع کیا جائے، مولانا سعید الرحمن قاسمی کا کہنا ہے کہ داخلوں سے محروم بھی نہیں کیا جا سکتا، الگ رکھنے کا بھی حکم نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ لوگوں کا عقیدہ خراب ہوگا، اس مرض کو بذاتہ متعدی سمجھیں گے۔

احقر کے خیال میں یہ مسئلہ بھی اختلاط کا ہے، ایک دو بچوں کو داخلہ سے محروم نہیں کیا جا سکتا، تعداد بڑھ جائے تو حکومت وسماج کا فرض ہے کہ ان کی تعلیم جیسی بنیادی ضرورت کے لئے جداگانہ مخصوص انتظام کرے، جب تک حکومت وسماج اپنا فرض ادا نہیں کرتے ہیں، انہیں داخلوں سے محروم نہیں رکھ سکتے۔

چنانچہ جن حضرات نے تعداد زیادہ ہونے پر تعلیم وتربیت کا جداگانہ نظام قائم کرنے کی

Marfat.com

بات لکھی ہے، انہوں نے (فتح الباری، الموسوعۃ الفقہیہ اور شرح مسلم للنووی) کی انہیں عبارتوں کا حوالہ دیا ہے جو سوال ۳ کے جواب کے تحت گذریں۔

سوال نمبر ۸ تھا: اگر کوئی بچہ یا بچی ایڈز کے مرض میں گرفتار ہے، تو اسلامی تعلیمات کی رو سے اس بچے یا بچی کے بارے میں اس کے والدین، اہل خانہ اور سماج کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟۔

یہ سوال اور سوال ۳ دونوں ایک ہی ہیں، اسی لئے کچھ حضرات نے اس کا جواب چھوڑ دیا ہے، ۳ پر اکتفاء کرتے ہوئے کچھ حضرات نے ۳ والے جواب کا حوالہ دیا ہے، کچھ حضرات نے وہی باتیں دہرادی ہیں، یعنی یہ کہ ان کے ساتھ شفقت ومحبت کا معاملہ کیا جائے، علاج ومعالجہ اور نگہداشت کا پورا خیال رکھا جائے، طبی احتیاط کے ساتھ تعلیم وتربیت وغیرہ وغیرہ۔

علاج وغیرہ کی جو ذمہ داریاں والدین برداشت نہ کرسکیں وہ حکومت وقت اور بیت المال پر عائد ہوں گی، اختلاط وغیرہ سے متعلق امور بھی ملحوظ رہیں گے۔

Marfat.com

عرض مسئلہ:

سوال نمبر ۱۰،۱۱

مولانا محمد صدر الحسن ندوی ☆

طبی اخلاقیات کے محور دوم کے سوال ۱۰ اور سوال ۱۱ کے عرض کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے، اس موضوع پر لکھے گئے تمام مقالات کے مطالعہ کے بعد میں نے مقالہ نگار حضرات کی رائے اور ان کے پیش کردہ دلائل کی تلخیص کی ہے جو پیش خدمت ہے۔

محور دوم سوال ۱۰ یہ ہے:

طاعون یا اس جیسے مہلک مرض کے پھیلنے کی صورت میں اگر کسی علاقہ کے اندر حکومت کی طرف سے آمد و رفت کی پابندی لگتی ہے تو شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے؟۔

اس سوال کے جواب میں بلا کسی اختلاف رائے کے تمام مقالہ نگار حضرات نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ طاعون یا اس جیسے مہلک مرض سے متاثرہ علاقہ میں حکومت کی طرف سے آمد و رفت پر پابندی لگانا شرعاً درست ہے، اور اس کی تعمیل واجب ہے، البتہ ضرورت اور حاجت کے مواقع اس سے مستثنیٰ رہیں گے، اس کے قائلین ہیں:

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا محمد زید، مولانا عتیق احمد قاسمی، مولانا اختر امام عادل، مولانا محمد صدر الحسن ندوی، مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا محمد عارف مظہری، مولانا احمد نادر القاسمی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا محمد ہارون قاسمی، مولانا محمد شہباز عالم ندوی، مولانا نظام الدین قاسمی، مولانا محمد نعیم رشیدی، مولانا نعیم اختر قاسمی، اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد نور القاسمی،

☆ اورنگ آباد، مہاراشٹرا۔

Marfat.com

مولانا محمد حاذق قاسمی، مولانا سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا جمیل احمد نذیری، مولانا محمد فضل الرحمٰن رشادی، مولانا زبیر احمد قاسمی، جناب شمس پیرزادہ، مولانا ولی اللہ قاسمی، مولانا محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، مولانا اخلاق الرحمٰن، مولانا عزیز الرحمٰن، جناب حکیم ظل الرحمٰن۔

تقریباً تمام مقالہ نگار حضرات نے اپنا مستدل صحیحین کی اس روایت کو بنایا ہے:

"إذا سمعتم بالطاعون بأرض فلا تدخلوها وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا منها" (بخاری)۔

اور دوسری روایت ہے:

"إذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه، وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا منه" (بخاری ومسلم)۔

مفتی جمیل احمد نذیری نے فتح الباری کی یہ عبارت نقل کی ہے:

"وفي هذا الحديث جواز رجوع من أراد الدخول فعلم أمدبها الطاعون ومد ذلک ليس من الطيره وإنما هي من منع الالقاء إلى التهلكة أو سد اللذريعة" (فتح الباری ۱۰/ ۱۸۷)۔

اسی طرح حضرت عمرؓ کے سفر شام کے واقعہ کو بھی مستدل بنایا گیا ہے کہ سفر شام کے دوران جب حضرت عمر کو مقام عوامس میں یہ اطلاع ملی کہ اس علاقہ میں طاعون پھیلا ہوا ہے تو آپ نے اکابر صحابہ سے مشورہ کے بعد سفر ملتوی فرمایا، جس پر حضرت ابوعبیدہ کو اعتراض ہوا اور انہوں نے کہا کہ آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں! تو حضرت عمرؓ نے یہ تاریخی جملہ فرمایا: "نعم أفر من قدر الله إلى قدر الله" (مسلم ۲/ ۲۲۸، ۲۲۹)۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے جب حدیث طاعون بیان کی تو صحابہ کرام کو اطمینان ہوا۔

مولانا اختر امام عادل صاحب نے "سنن ابی داؤد" کی یہ روایت نقل کی ہے:

"عن يحيى بن عبد الله بن بحير قال أخبرني من سمع فروه بن

Marfat.com

مسیک یقول: قلت یا رسول اللہ: عندنا أرض یقال لها: أبید وهی أرض ریفنا ومیرتنا" (زراعت اور غلہ کی زمین) وإن وباء ها شدید، فقال دعها عنک، فإنه من القرف (قرب) التلف" (ہلاک) (مشکوۃ شریف ۳۹۱-۳۹۲)۔

مولانا مفتی زید مظاہری صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

حکومت کی طرف سے پابندی عائد کرنے کے بعد کیا رعایا کے لئے اس کی اطاعت ضروری ہے یا اس پابندی کی خلاف ورزی بھی درست ہے؟، سوال قائم کرنے کے بعد خود ہی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: احتیاط و اجتناب کا حکم وجوبی نہیں، بلکہ استحبابی ہے اور قاعدہ ہے کہ امر مندوب بھی اگر حکومت کا قانون بن جائے تو اس کی اطاعت ضروری ہوتی ہے، خصوصا وہ قانون جس میں عام لوگوں کی مصلحت ہو، ایسے قانون کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوتا ہے، ظاہرا بھی اور باطنا بھی، یعنی اس حکم کی خلاف ورزی کرنے میں ضرر کا احتمال ہے، دین و دنیا دونوں کا، دنیا کا تو اس طرح ممکن ہے کہ واقعی مرض متعدی ہو جائے اور دین کا اس طرح کہ شیطان بداعتقادی پیدا کر دے گا کہ اگر تم نہ جاتے تو یہ بیماری نہ لگتی، الغرض حکم کی خلاف ورزی میں ضرر کا احتمال ہے اور جس قانون کی خلاف ورزی میں ضرر کا احتمال ہو اس کی اطاعت و پابندی باطنا بھی واجب ہوتی ہے، یعنی حکومت کو اطلاع نہ ہو جب بھی اس قانون کی خلاف ورزی درست نہیں (امداد الفتاوی ۳/۴۳۹، ۲/۳۱۳)۔

سوال نمبر ۱۱: اگر ایسی جگہ سے کچھ لوگ اپنی ضروریات سے باہر گئے ہوئے ہیں، اور پھر یہ صورتحال پیدا ہوگئی، اور ان کے قیام کی نہ اب ضرورت ہے نہ ممکن ہے، پھر ان کا گھر، اہل وعیال سب اس طاعون زدہ علاقہ میں ہیں، اہل وعیال کو ان کی ضرورت ہے، نیز گھر و کاروبار کو بھی ان کی نگہداشت کی ضرورت ہے، تو ایسے لوگ کیا کریں؟۔

اس کے برعکس باہر سے کسی ضرورت سے آئے ہوئے لوگ جن کا کام ختم ہو چکا ہے، یا اب نہیں ہو رہا ہے وہ کیا کریں؟ اسی طرح وہ شخص جس کی مناسب نگہداشت اور علاج و تیمارداری

Marfat.com

کا یہاں انتظام نہیں ہورہا ہے، یا کسی وجہ سے اس کی دوسری جگہ ضرورت ہے، ان کے لئے کیا حکم ہے؟۔

اس کے جواب میں تمام مقالہ نگار حضرات نے یہ لکھا ہے کہ طاعون زدہ علاقہ سے باہر جانا اگر از راہ فرار نہ ہو، بلکہ کسی ضرورت اور مصلحت کے تحت ہو تو جائز ہے، اسی طرح جو لوگ باہر ہوں اور کسی خاص ضرورت و مصلحت کی بنا پر طاعون زدہ علاقہ میں داخل ہونا چاہیں تو ان کے لئے بھی اجازت ہے، یہ رائے درج ذیل حضرات نے دی ہے:

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مفتی محمد زید مظاہری، مولانا عتیق احمد قاسمی، مولانا اختر امام عادل، مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا محمد عارف مظہری، مولانا احمد نادر قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا محمد ہارون قاسمی، مولانا محمد شہباز عالم ندوی، مولانا نظام الدین قاسمی، مولانا محمد صدر الحسن ندوی، مولانا محمد نعیم رشیدی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد نور قاسمی، مولانا محمد حاذق قاسمی، مولانا سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا جمیل احمد نذیری، مولانا محمد فضل الرحمٰن رشادی، مولانا زبیر احمد قاسمی، جناب شمس پیرزادہ، مولانا ولی اللہ قاسمی، مولانا محمد جعفر ملی، مولانا فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، مولانا سید قدرت اللہ باقوی، مولانا اخلاق الرحمٰن ارریاوی، حکیم ظل الرحمٰن، مفتی عزیز الرحمٰن مدنی۔

دلیل

مولانا عتیق احمد قاسمی، جناب شمس پیرزادہ، مولانا فضل الرحمٰن رشادی، مولانا زبیر احمد قاسمی وغیرہم کی دلیل یہ ہے کہ وبائی علاقہ میں دخول اور وہاں سے خروج کی پابندی عام حالات میں ہے، ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں، مولانا محمد جعفر ملی نے (امداد الفتاوی ۴؍۲۸۴) کی یہ عبارت نقل کی ہے:

"لأن الضرورة مستثناة بإطلاق الدلائل"

مولانا ولی اللہ قاسمی نے شرح نووی علی مسلم کی عبارت نقل کی ہے:

Marfat.com

"اتفقوا على جواز الخروج بشغل وغرض غير الضرار، ودليله صريح الأحاديث" (شرح مسلم للنووی ۲/۲۲۹)۔

مفتی جمیل احمد نذیری نے (امداد الفتاوی ۴/۲۹۷) کی عبارت نقل کی ہے جو خروج کسی عارض کی وجہ سے ہو وہ فرار من الطاعون نہیں ہے، اگر وہ عارض قوی ومعتبر ہے تو خروج جائز ہے۔ "درمختار" میں ہے:

"إذا خرج من بلدة بها الطاعون، فإنه علم أن كل شئ بقدر الله تعالى فلا بأس بأنه يخرج ويدخل، وإن كان عقده أنه لو خرج نجا، ولو دخل ابتلى به كره ذلک، فلا يدخل ولا يخرج صيانة لاعتقاده، وعليه حمل النهى فى الحديث الشريف" (درمختار ۵/۵۳۴)۔

مولانا سعید الرحمٰن قاسمی نے "زاد المعاد" کی عبارت نقل کی ہے:

"قيامه الدخول في الأرض التي هو بها تعرض للبلاء" (زاد المعاد ۴/۴۲)۔

مفتی محمد زید صاحب نے احکام القرآن قرطبی کی عبارت نقل کی ہے:

"إذا أيقن أن دخولها لا يجلب إليه قدرا لم يكن الله قدره له يباح له الدخول والخروج منه على هذا الحد الذى ذكرناه" (احکام القرآن للقرطبی ۴/۲۳۴)۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے احیاء علوم الدین کی عبارت نقل کی ہے:

"لا ينهى عن الدخول لانه تعرض لضرر موهوم على رجاء دفع ضرر عن كيفية المسلمين" (احیاء علوم الدین ۱۲/۲۸۰)۔

طاعون زدہ شہر میں داخل ہونے سے منع نہیں کیا گیا ہے کہ عام مسلمان جس ضرر میں مبتلا ہیں ان کو بچانے کی امید پر اپنے لئے ایک موہوم نقصان کے خطرہ کو گوارا کرتا ہے۔ مولانا اختر امام عادل صاحب نے معارف القرآن کی عبارت نقل کی ہے، مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث کے الفاظ میں "فلا تخرجوا منه فرارا" آیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی

Marfat.com

شخص موت سے فرار کے لئے نہیں بلکہ اپنی کسی دوسری ضرورت سے دوسری جگہ چلا جائے تو وہ اس ممانعت میں داخل نہیں ہے، اسی طرح اگر کسی شخص کا عقیدہ اپنی جگہ پختہ ہو کہ یہاں سے دوسری جگہ چلا جانا موت سے نجات نہیں دے سکتا، یہ عقیدہ پختہ رکھتے ہوئے محض آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے یہاں سے چلا جائے تو وہ بھی ممانعت سے مستثنیٰ ہے، اسی طرح کوئی آدمی کسی ضرورت سے اس جگہ میں داخل ہو جہاں وبا پھیلی ہوئی ہے اور عقیدہ اس کا پختہ ہو کہ یہاں آنے سے موت نہیں آئے گی، وہ اللہ کی مشیت کے تابع ہے، تو ایسی حالت میں اس کے لئے وہاں جانا بھی جائز ہوگا (معارف القرآن ۱/۵۹۸-۵۹۹)۔

اس عبارت کی طرف مفتی محمد زید مظاہری صاحب نے بھی اپنے مقالہ میں اشارہ کیا ہے۔

Marfat.com

عرض مسئلہ:

محور دوم

مفتی حبیب اللہ قاسمی ☆

راقم السطور کو طبی اخلاقیات کے محور دوم کے سوال ر ۴ کے عرض مسئلہ کا مکلّف بنایا گیا ہے، لہذا پہلے سوال ر ۴ سپرد قلم ہے، اس کے بعد مقالہ نگار اہل قلم کی آرا و دلائل سپرد قرطاس کئے جائیں گے۔

سوال نمبر ۴-ایڈز کا ایسا مریض جو کہ اپنے مرض اور اس کی نوعیت سے بخوبی واقف ہے اگر وہ کسی دوسرے تک اپنے مرض کو منتقل کرنے کی غرض سے کوئی ایسا کام کرے، مثلاً اس نے بیوی سے مجامعت کی، جس کی وجہ سے ایڈز کے وائرس (جراثیم) بیوی میں منتقل ہو گئے، یا کسی مریض کو خون کی ضرورت ہے، ایڈز کے اس مریض نے اپنا خون اس کے لئے پیش کیا، اور مریض کو وہ خون چڑھ گیا جس کے نتیجہ میں اس مریض کو بھی ایڈز کا مرض لاحق ہو گیا تو کیا ایڈز کا یہ مریض جو دانستہ دوسرے شخص تک اس قاتل مرض کی منتقلی کا سبب بنا ہے، قابل سزا قرار پائیگا؟ اور اسے سزا دی جائے گی؟۔

اور اگر اس نے اپنے مرض کو منتقل کرنے کا ارادہ تو نہیں کیا، مگر مرض کو اور اس کے منتقل ہونے کی بات کو جاننے کے باوجود مجامعت کی اور خون دیا تو وہ گنہگار و مجرم ہوگا یا نہیں؟

اس سوال کے جواب پر مشتمل ۲۹ مقالات راقم السطور کو موصول ہوئے، ان سارے

☆ بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور اعظم گڑھ۔

Marfat.com

مقالات کے مطالعہ کے بعد قدر مشترک اور امر متفق علیہ جو چیز ملی وہ ایڈز کے مریض کا مجرم و گنہگار ہونا ہے، سارے ہی مقالہ نگار حضرات نے ایسے شخص کو گنہگار قرار دیا ہے، البتہ اکثر حضرات نے عمد و غیر عمد کا فرق کیا ہے، عمد کی صورت میں تقریباً سارے ہی مقالہ نگار گناہگار و مجرم قرار دیتے ہیں، البتہ شمس پیرزادہ صاحب نے عامد مضطر و مکرہ کو گناہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور غیر عامد، یعنی ایسا شخص جس کو جماع یا خون دینے سے انتقال مرض کا علم نہ ہو اس کو عدم علم و عدم عمد کی وجہ سے معذور قرار دیا ہے۔

لیکن مولانا محمد عارف مظہری، مولانا ولی اللہ قاسمی، مولوی مجاہد الاسلام قاسمی، مولوی محمد نور القاسمی، مولوی محمد نعیم رشیدی صاحبان نے غیر عامد پر قیاس کرتے ہوئے گنہگار و مجرم قرار دیا ہے۔

بصورت جماع یا اعطاء دم مرض کے یقینی طور پر منتقل ہو جانے کی صورت میں ایسے مریض کا یہ عمل موجب ضمان ہے یا نہیں؟ اکثر مقالہ نگاروں کی رائے یہ ہے کہ ایسا شخص ضامن ہوگا اور قابل تعزیر ہوگا، تقریباً اکثر مقالہ نگاروں نے ایسے شخص کو متسبب قرار دیتے ہوئے ضمان کی بات لکھی ہے، لیکن مفتی محمد زید مظاہری نے اس کو مباشر تسلیم کیا ہے، جن حضرات نے متسبب قرار دیا ہے انہوں نے تعمد اور تعدی کی شرط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضامن قرار دیا ہے، اکثر حضرات کے مقالات میں بطور دلیل تین طرح کی عبارتیں مذکور ہیں:

۱- "إذا سقی إنسانا شرابا سموما فمات، فعليه التعزير" (شامی)

۲- "لو أتلف المعائن شيئا ضمنه" (قرطبی)

۳- "لا ضرر ولا ضرار فی الإسلام" (الحدیث)

البتہ مولانا اختر امام عادل صاحب نے مقتول مختار و غیر مختار کا فرق کیا ہے، یعنی مقتول نے اپنی رضا سے مریض کو جانتے ہوئے جماع کروایا یا خون لیا تو قاتل پر ضمان نہیں آئے گا مریض کی رضاء کو مسقط تسبب قرار دیا ہے۔

Marfat.com

لیکن مولانا زبیر احمد قاسمی اور مفتی جمیل احمد نذیری اور مولانا سعید الرحمٰن قاسمی جماع کی صورت میں شوہر کے ضمان کے قائل نہیں، مولانا زبیر احمد قاسمی اور مولانا سعید الرحمٰن قاسمی کا استدلال عالمگیری کے اس جزئیہ سے ہے:

"عن محمد رجل جامع امراته و مثلها يجامع فماتت من ذات فلا شئ عليه"

لیکن مولانا نظام الدین قاسمی اور مولانا ولی اللہ قاسمی نے جماع کو صفت سلامتی کے ساتھ مشروط قرار دیا ہے۔

مفتی جمیل احمد نذیری کی دلیل یہ ہے کہ وطی یا خون دینے سے انتقال مرض یقینی نہیں بلکہ ظنی امر ہے، لہذا امر مظنون پر ضمان کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔

موت کی صورت میں ایڈز کا مریض جو قتل کا سبب بنا ہے اس پر دیت واجب ہوگی یا نہیں؟ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب وجوب دیت کے قائل ہیں، لیکن مولانا زبیر احمد قاسمی صاحب وجوب دیت کے قائل نہیں، ان کا استدلال خانیہ کی اس عبارت سے ہے:

"لو سقى إنسانا شرابا فمات لاقصاص ولادية؛ لأنه شرب منه باختياره، إلا أن الدفع خدعة، فلا يلزم إلا التعزير والاستغفار"۔

Marfat.com

عرض مسئلہ:

محور دوم

مولانا مفتی محمد زید مظاہری ☆

سوال ۵- اگر کسی مسلمان خاتون کا شوہر ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو گیا تو کیا اس عورت کو شوہر کے اس مرض کی بناء پر فسخ نکاح کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہے؟ اسی طرح اگر ایڈز کے کسی مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کر لیا، تو کیا عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

اس سوال کے دو جز ہیں: ایک تو یہ کہ ایڈز کے مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کر لیا تو عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا یا نہیں، دوسرا جز یہ ہے کہ نکاح کے بعد یہ مرض شوہر کو لاحق ہو جائے تو عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا یا نہیں؟

اس سلسلہ میں جملہ مقالہ نگار حضرات کی جو آراء موصول ہوئی ہیں وہ چار قسم کی ہیں:

پہلی رائے: ان حضرات کی ہے جنہوں نے سوال کے جز اول وثانی کی تفصیل کے بغیر (یعنی یہ کہ مرض نکاح سے پہلے موجود تھا یا بعد میں لاحق ہو گیا بغیر کسی تشقیق وتفصیل کے) مطلقا عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے۔

ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں: مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مفتی محمد عبید اللہ اسعدی، سید اسرار الحق سبیلی، مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، مفتی جمیل احمد

☆ استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

Marfat.com

نذیری، مولانا محمد نورالقاسمی، مولانا احمد نادرالقاسمی، مولانا سعید الرحمٰن قاسمی، ڈاکٹر سید قدرت اللہ باقوی، محمد نعیم رشیدی، جناب شمس پیرزادہ۔

دوسری رائے: ان حضرات کی ہے جنہوں نے سوال کے دونوں شقوں میں صراحت کے ساتھ، یعنی یہ کہ مرض نکاح سے پہلے موجود ہو یا بعد میں لاحق ہو گیا ہو دونوں صورتوں میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے، ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں: مولانا اخلاق الرحمٰن، مولانا اختر امام عادل، مولانا محمد شہباز ندوی، مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا محمد حاذق، مولوی مجاہد الاسلام قاسمی، اور مولانا عتیق احمد قاسمی (نے مالکیہ مسلک کے مطابق اجازت دی ہے)۔

تیسری رائے: بعض حضرات نے چند شرائط کے ساتھ عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے، جس کی تفصیل مندرج ذیل ہے:

مولانا فضل الرحمٰن رشادی، مولانا نظام الدین قاسمی، مولانا ولی اللہ قاسمی، یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سوال کی دونوں شقوں میں عورت کو فسخ نکاح کا حق ہے، بشرطیکہ:

١- عورت خود اس مرض میں مبتلا نہ ہو،

٢- نیز علم ہو جانے کے بعد رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو۔

حکیم ظل الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ ایک سال مہلت علاج کے بعد بھی مرض باقی ہے تو عورت فسخ نکاح کرا سکتی ہے۔

مولانا مفتی محمد جعفر صاحب فرماتے ہیں کہ فسخ نکاح کا اختیار اس وقت زوجین عمر کے اس مرحلہ میں ہوں جس میں جنسی عمل کا وقوع ہو سکتا ہے۔

مولانا محمد ہارون قاسمی نے مذکورہ بالا شرائط (جز ۵ کے) نیز قضاء قاضی کی شرط کے ساتھ عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے۔

چوتھی رائے: ان حضرات کی ہے جنہوں نے مسئلہ میں تفصیل کی ہے، وہ یہ کہ نکاح سے پہلے شوہر میں یہ مرض موجود تھا اور مرض چھپا کر اس نے نکاح کر لیا تب تو عورت کو فسخ نکاح کا حق

Marfat.com

ہے، ورنہ بعد میں مرض لاحق ہوجانے کی وجہ سے عورت فسخ نکاح کا مطالبہ نہیں کرسکتی، ان حضرات کے نام یہ ہیں:

مولانا محمد عارف مظہری، مولانا نعیم اختر قاسمی، راقم الحروف محمد زید۔

جملہ آراء کا تجزیہ اور متفق علیہ آراء

۱- تمام مقالہ نگار حضرات اس پر متفق ہیں کہ اگر ایڈز کے مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کرلیا تو عورت کے علم میں آجانے کے بعد اس کو فسخ نکاح (گو شیخین کے مسلک کے مطابق نہیں ہے، لیکن) امام محمد کے مسلک کے مطابق ہے، تمام مقالہ نگار حضرات نے امام محمد کے قول کو اختیار فرما کر فسخ نکاح کا حق دیا ہے، البتہ مولانا عارف مظہری کی تحریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں بھی عورت کو اختیار نہ ہونا چاہئے۔ ان کے نزدیک شیخین کا قول راجح ہے، اور مولانا محمد جعفر ملی فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی اختیار اس وقت ہوگا جب کہ زوجین عمر کے اس مرحلہ میں ہوں جس میں جنسی عمل کا وقوع ہوسکتا ہے، ورنہ نہیں، علت انتقال مرض پائے جانے کی وجہ سے۔

۲- نیز تمام مقالہ نگار حضرات اس پر بھی متفق ہیں کہ علم میں آجانے کے بعد بھی اگر عورت نے شوہر کو اختیار کرلیا تو اب عورت کا یہ اختیار باطل ہوجائے گا۔

۳- جملہ مقالہ نگار کی آراء سے مجموعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی رائے (جس کے تحت تین حضرات کے نام ہیں) ان کے علاوہ بقیہ تمام مقالہ نگار حضرات اس پر متفق ہیں کہ نکاح کے بعد بھی ایڈز کا مرض لاحق ہوجانے کی صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا، جن حضرات نے شرائط کا ذکر کیا ہے واضح ہونے کی وجہ سے دوسرے حضرات نے اس کے ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی۔

نیز جملہ مقالہ نگار حضرات نے فقہ حنفی کے دائرہ میں رہ کر امام محمد کے قول کو اختیار کرتے

Marfat.com

ہوئے فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے علاوہ مولانا عتیق احمد قاسمی کے، کہ انہوں نے مالکی مذہب کی بناء پر عورت کو فسخ نکاح کا حق دیا ہے۔

جملہ مقالہ نگار حضرات نے اپنے مدعی کے اثبات کے جو دلائل ذکر فرمائے ہیں ان میں اہم دلائل یہ ہیں:

حدیث سعید بن المسیب، علامہ کاسانی، علامہ ابن نجیم اور عالمگیری کی عبارت نیز ''فتح الباری'' کی عبارت۔

دلائل پر گفتگو سے قبل یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ زیر بحث مسئلہ اب صرف یہ ہے کہ تکمیل نکاح کے بعد شوہر کو مرض ایڈز لاحق ہو جانے کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا یا نہیں، اور امام محمد کے مسلک کے مطابق اس صورت میں فسخ نکاح کی اجازت ہے یا نہیں؟۔

اس کے بعد ہم دلائل میں سے بعض دلائل کا جائزہ لینا چاہیں گے۔

دلائل کا مختصر جائزہ

جملہ مقالہ نگار حضرات نے جتنے بھی دلائل تحریر کئے ہیں ان میں کسی بھی حدیث یا فقہی عبارت میں اس کی صراحت نہیں ہے کہ نکاح کے بعد بھی امراض لاحق ہو جانے کی صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوگا۔

۱-اس سلسلہ میں حضرت سعید بن المسیب کی روایت جس کو امام محمد نے موطاء میں نقل فرمایا ہے، ذکر کی جاتی ہے، وہ یہ ہے:

''عن سعید بن المسیب أنه قال: أیما رجل تزوج امرأة، وبه جنون أو ضرر فإنها تخیرت إن شاء قرت، وإن شاء فارقت'' (موطاء امام محمد ص ۲۴۳)۔

امام محمد نے اس سلسلہ میں جس توسع کے قول کو اختیار فرمایا ہے اور مرض کی تحدید کے بغیر ہر نوع کے ناقابل برداشت امراض کی صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے، اس کا ماخذ یہی حدیث بالا ہے، چنانچہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام محمد فرماتے ہیں:

Marfat.com

"قال محمد: إذا كان أمرا لايحتمل خيرت، فإن شاء قرت، وإن شاء فارقت" (ص ۲۴۳)۔

حدیث بالا کے الفاظ میں غور کیجئے جو امام محمد کا مستدل ہے کہ اس میں جنون یا کسی نوع کا مرض نکاح کے وقت موجود ہونے کی صراحت ہے یا نکاح کے بعد پیدا ہونے کی؟ بالکل واضح الفاظ ہیں: "تزوج امرأة وبه جنون أو ضرر" یعنی نکاح کے وقت مرد میں یہ مرض موجود تھا، اسی وجہ سے امام محمد نے موطا میں جو عنوان مقرر کیا ہے وہ بھی اسی کے موافق ہے "باب الرجل ينكح المرأة ولا يصل إليها لعلة بالمراة أو بالرجل" اور اس سے زیادہ واضح عبارت امام محمد نے "کتاب الآثار" میں نقل فرمائی ہے:

"باب الرجل يتزوج وبه العيب والمرأة" آگے فرماتے ہیں: "وكذلك اذا وجدته مجنونا موسوسا يخاف عليه قتله أو وجدته مجذوما منقطعا" (کتاب الآثار ص ۲۵۴ کراچی)۔

یعنی اس بات کا بیان کہ مرد نکاح کرے حالانکہ اس میں عیب موجود ہو، اس طرح (عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا) جبکہ عورت نے شوہر کو مجنون یا جذام کے مرض میں مبتلا پایا۔

ان سب تصریحات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد کے نزدیک عورت کو فسخ نکاح کا حق اسی وقت ہے جب کہ نکاح کے وقت بھی مرد میں وہ عیب موجود ہو، باقی بعد میں مرض لاحق ہو جانے کی صورت میں اختیار نہ ہوگا۔

"الحیلۃ الناجزہ" میں ہے: جو جنون عقد نکاح کے بعد پیدا ہو گیا ہو اس کے متعلق امام محمد سے کوئی صراحت نہیں ملی (ص ۶۶)۔

اس کے بعد فقہاء کرام نے امام محمد کے اسی مسلک کو نقل فرمایا ہے، علامہ کاسانی، زیلعی، طحطاوی، قہستانی، عالمگیری کی عبارتیں موجود ہیں، لیکن کسی ایک عبارت سے اس پر دلالت نہیں ہوتی کہ نکاح کے بعد مرض لاحق ہو جانے کی صورت میں بھی عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا۔

Marfat.com

۲- بعض حضرات نے علامہ کاسانی کی یہ عبارت دلیل میں نقل فرمائی ہے:

"قال محمد خلوه من كل عيب لا يمكنها المقام معه إلا بضرر كالجنون والجذام والبرص شرط لزوم النكاح حتى يفسخ به النكاح، وجه قول محمد أن الخيار في العيوب الخمسة إنما تثبت لدفع الضرر عن المرأة وهذه العيوب في إلحاق الضرر فوق تلك" (بدائع ۲/ ۳۲۷)۔

لیکن علامہ کاسانی کی اس عبارت سے اس پر استدلال کرنا کہ نکاح کے بعد بھی شوہر کے کسی مہلک مرض میں گرفتار ہو جانے کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا محل غور ہے، کیونکہ امام محمد نے اس قسم کے عیوب وامراض سے خالی ہونے کی شرط نکاح لازم ہونے کے لئے لگائی ہے، لیکن نکاح لازم ہو جانے کے بعد بقاء نکاح ودوام نکاح کے لئے بھی شوہر کا ان امراض سے خالی ہونا ضروری اور شرط ہے یا نہیں، عبارت میں اس سے تعرض ہی نہیں، کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بقاء نکاح کے لئے شوہر کا امراض سے خالی ہونا ضروری نہیں۔

اور بالفرض اگر علامہ کاسانی کی مذکورہ عبارت کا یہی مطلب ہے کہ نکاح کے بعد جو امراض مرد کو لاحق ہوں ان کی بناء پر بھی عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا تو اس سے لازم آتا ہے کہ شوہر ہمبستری کے بعد بھی اگر مجبوب یا عنین ہو جائے تب بھی عورت کو فسخ نکاح کا حق ہونا چاہئے، کیونکہ عبارت بالا میں عیوب خمسہ اور دیگر امراض سے خالی ہونا شرط قرار دیا ہے اور عیوب خمسہ میں جب عنت بھی ہے تو کیا کوئی اس کا بھی قائل ہے کہ شوہر کے بعد میں عنین ہو جانے کی وجہ سے اس کی عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا؟ حالانکہ علامہ کاسانی خود فرماتے ہیں: "لو وصل إليها مرة فلا خيار لها" (بدائع ۲/ ۳۲۵) ایک مرتبہ صحبت کے بعد عورت کو خیار فسخ باقی نہیں رہتا۔

۳- اصل بات یہی ہے کہ لزوم نکاح سے پہلے تو عورت کو (عیوب وامراض معتبرہ کی وجہ سے) نکاح کو رد کرنے کا اختیار رہتا ہے، لزوم نکاح کے بعد نہیں، یہی وجہ ہے کہ زیلعی وغیرہ

Marfat.com

نے جو عبارت نقل فرمائی ہے اس میں لفظ ''ترد'' فرمایا، اور ''رد'' کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ ابھی نکاح لازم اور مکمل نہ ہوا ہو، ایسی حالت میں رد نکاح ہوگا، تکمیل نکاح کے بعد رد نہیں، بلکہ فسخ نکاح ہوگا، یعنی لفظ ''رد'' خاص ہے تکمیل اور لزوم نکاح سے پہلے کے لئے، اور فسخ دونوں کو عام ہے (واللہ اعلم کذا قال استادنا)۔ البتہ فسخ نکاح دونوں صورتوں کو عام ہے، اسی سے مندرجہ ذیل عبارات کا مطلب بھی واضح ہوگیا جس کو بعض حضرات نے بطور استدلال کے ذکر فرمایا ہے:

''ترد المرأة إذا كان بالرجل عيب فاحش لا تطيق المقام معه'' (زیلعی ۲۵/۳)۔

''إن القاضي لو قضى برد أحد الزوجين بعيب نفذ قضاءه'' (بحر ۱۲۷/۴)۔

غور فرمایئے! کیا اس عبارت میں اس کی صراحت ہے کہ مرض لاحق ہوجانے کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا؟ اور صاحب بحر نے قضاء قاضی کی جو صراحت فرمائی ہے وہ اس وجہ سے کہ یہ شیخین کے مسلک کے خلاف ہے، لیکن قضاء قاضی کے بعد اس کا نفاذ ہوجائے گا اور شیخین کے نزدیک (جب وعنۃ) کے علاوہ دیگر امراض وعیوب جو نکاح سے پہلے شوہر میں موجود تھے ان کی وجہ سے بھی فسخ نکاح نہیں ہوسکتا، اس کے متعلق صاحب بحر تحریر فرماتے ہیں کہ اگر قاضی نے سابقہ عیوب کی بناء پر نکاح رد کردیا تو وہ نافذ ہوجائے گا۔ عیوب حادثہ سے اس عبارت کا تعلق نہیں۔

۴- اس سلسلہ میں سب سے اہم عالمگیری کی مندرجہ ذیل عبارت سمجھی جاتی ہے جس کو متعدد حضرات نے نقل فرمایا ہے، وہ یہ ہے:

''قال محمد إن كان الجنون حادثا يؤجله سنة كالعنة، وإن كان مطبقا فهو كالجب، وبه نأخذ'' (عالمگیری ۵۵۲/۲، مجمع الانہر ۴۶۴/۱)۔

امام طحاوی نے امام محمد کا مسلک نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

''إذا كان بالرجل من الجنون ما يمنعه من الوصول إلى زوجته أو من

Marfat.com

البرص وكان الجنون جنونا حادثا كان ذلك كالعنين ينتظر برؤه منه حولا، وإن كان ما به من الجنون جنون اطباق خيرت بين المقام معه وبين فراقه"(مختصر الطحاوی ص ۱۸۲)۔

اس عبارت میں جنون حادث کا مطلب عام طور پر یہ سمجھا گیا ہے کہ وہ جنون جو بعد نکاح پیدا ہوجائے اس میں ایک سال کی مہلت دی جائے گی اور صحت نہ ہونے کی صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا، لیکن جنون حادث کا یہ مطلب یہاں پر ہرگز مراد نہیں ہوسکتا، جس کے وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

اولاً تو اس وجہ سے کہ یہ مسئلہ امام محمد سے منقول ہے اور امام محمد نے موطا نیز کتاب الآثار میں خود صراحت فرمائی ہے کہ عورت کو اختیار اس وقت ہوگا جب کہ نکاح کے وقت مرد کو جنون لاحق ہو۔

دوسرے علامہ کاسانی کی عبارت کے تحت جو کچھ عرض کیا گیا اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جنون حادث کا مفہوم یہ نہیں، کیونکہ لزوم نکاح کے بعد عورت کو اختیار نہیں رہتا، جس کی تفصیل ماقبل میں گزر چکی۔

تیسرے خود عبارت میں غور کیجئے! جنون حادث کو جنون مطبق کے بالمقابل ذکر فرمایا ہے، اور جنون مطبق کی تعریف میں تعین ہے کہ جو مستقل یا سال کے اکثر حصہ میں مجنون رہتا ہو۔

"إن كان حاصلا فی أكثر السنة فمطبق ومادونها فغير مطبق"(کتاب التعریفات للجرجانی رص ۳۵)۔

اس سے جنون حادث کی تعریف بھی متعین ہوجاتی ہے کہ وہ جنون جس میں کبھی افاقہ ہوتا ہو اور کبھی جنون ہوتا ہو، امام طحاوی کی عبارت میں غور فرمایئے کہ اگر جنون حادث کا یہی مطلب ہوتا کہ وہ جنون جو بعد نکاح شوہر کو لاحق ہوجائے تو اس کے مقابلہ میں جنون اطباق نہ فرماتے، بلکہ جنون حادث کے مقابلہ میں جنون قدیم فرماتے کہ وہ جنون جو نکاح سے بیشتر شوہر

Marfat.com

میں موجود ہو، ورنہ اگر حادث کے یہی معنی ہیں کہ جو جنون بعد میں پیدا ہو تو لازم آتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں مطبق کو جنون قدیم کے معنی میں مراد لیا جائے، حالانکہ فقہاء کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنون مطبق کو قدیم کے معنی میں ہرگز مراد نہیں لے سکتے۔

"وتبطل الوكالة بموت المؤكل وجنونه جنونا مطبقا" (ہدایہ ۳/۱۹۹، بحر ۷/۱۸۹)۔

الغرض چونکہ جنون حادث کو جنون مطبق کے مقابلہ میں فرمایا ہے اور مطبق کی تعریف متعین ہے جس سے حادث کی تعریف بھی متعین ہوگئی۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے جدید فقہی مسائل دوم میں عالمگیری کی مذکورہ بالا عبارت کی ترجمانی ان الفاظ میں فرمائی ہے: فقہاء نے جنون کی دو قسمیں کی ہیں، جنون مطبق اور جنون غیر مطبق (جنون حادث کو جنون غیر مطبق سے تعبیر فرمایا ہے) آگے اس کا حکم بیان فرماتے ہیں، جنون غیر مطبق یہ ہے کہ وقفہ وقفہ سے جنون کا دورہ پڑتا ہو، ایسے مریض کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی اگر اس کے باوجود صحت مند نہ ہوا تو پھر نکاح فسخ کر دیا جائے گا (جدید فقہی مسائل ص ۱۷۰ بحوالہ عالمگیری ۲/۴/۱۳)۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ موصوف کے نزدیک جنون حادث کا مصداق اور اس کی تعبیر جنون غیر مطبق ہے، نہ کہ وہ جنون جو نکاح کے بعد لاحق ہو جائے۔

نیز علامہ موصوف نے مقالہ میں ایڈز کے مریض کو عنین کے حکم میں قرار دیا ہے اور عنین کا حکم متعین ہے کہ ایک مرتبہ صحبت کے بعد حق تفریق ختم ہو جاتا ہے اور جو بعد میں عنین ہو گیا ہو اس کی عورت کو فسخ نکاح کا حق نہیں ہوگا اس حکم کی روشنی میں علامہ موصوف کی تصریح کے مطابق ایڈز کے مریض کی عورت کو بھی فسخ نکاح کا حق نہ ہونا چاہیے۔

احقر کی رائے کا مستدل

اس سلسلہ میں احقر کی رائے یہ ہے کہ نکاح سے پہلے ایڈز اور اس جیسے مہلک امراض

Marfat.com

اگر مرد میں پائے جائیں تو عورت کو فسخ نکاح کا حق امام محمد کے مسلک کے مطابق ہوگا اور وہ جنون اور مہلک امراض جو بعد میں شوہر کو لاحق ہو جائیں فقہاء حنفیہ میں سے کسی امام کے نزدیک عورت کو فسخ نکاح کا حق نہیں ہوگا، جس کے مختصر دلائل یہ ہیں:

۱-مصنف عبد الرزاق کی روایت ہے:"عبد الرزاق عن الثوری فی رجل یحدث به بلاء لا یفرق بینهما هو بمنزلة المرأة لا یرد الرجل ولا ترد المراة، وذكره عن حماد عن إبراهيم"(مصنف عبدالرزاق ۶/۲۴۹)۔

اس میں صراحت ہے کہ نکاح کے بعد پیدا ہونے والی مصیبت اور مرض کی بناء پر زوجین میں تفریق نہیں کی جائے گی، نہ مرد عورت کو رد کرسکتا ہے، نہ عورت مرد کو، حماد نے ابراہیم سے اس طرح نقل فرمایا ہے۔

۲-"عبد الرزاق عن ابن جريج قال: قلت لعطاء: فالرجل إن كان به بعض الأربع جذام أو جنون أو برص أو عفل قال: ليس لها شئ هو أحق بها"(مصنف عبدالرزاق ۶/۲۴۹ حدیث ۱۰۷۰۱)۔

اس میں صراحت ہے کہ جذام، جنون، برص، عفل کی بنا پر بھی عورت کو فسخ نکاح کا حق نہیں، مریض شوہر ہی عورت کا زیادہ مستحق ہے۔

۳-مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے:

"حدثنا أبوبكر قال نا عبدالوهاب الثقفی عن أيوب قال: كتبت إلى أبی قلابة فی امرأة زوجها مجنون لا نرجوأن يبراء، يطلق عنه وليه؟ فكتب إلى أنها امرأة أبلاها الله بالبلاء فلتصبر"(مصنف ابن ابی شیبہ ۵/۳۴)۔

۴-"وذكر عن عطاء فيمن تزوج فلما دخل بدا منه برص أو جذام، قال عطاء: لا تنزع عنه، قال: وهو قول أبی الزناد وابن أبی ليلى، وداؤد، والثوری وأبی حنيفة وأبی يوسف"(الجوہر النقی علی سنن بیہقی رص ۲۱۵)۔

Marfat.com

ان روایات میں صراحت ہے کہ برص، جذام، جنون کی بنا پر بھی نکاح فسخ نہیں کیا گیا اور عورت کو صبر کرنے کی تاکید کی گئی۔

۵-امام بیہقی نے سنن کبری میں اور امام محمد نے موطا میں روایت نقل کی ہے:

"عن سعيد بن المسيب أنه قال أيما رجل تزوج امرأة وبه جنون أو ضرر، فإنها تخير فإن شاء ت فرقته وإن شاء ت قرت" (سنن بیہقی ۷/ ۲۱۵)

اس روایت میں صراحت ہے کہ نکاح کے وقت اگر شوہر کو جنون یا مرض لاحق ہو تو عورت کو فسخ نکاح کا بھی اختیار ہے، اس طرح بعد نکاح دخول سے پہلے مرض لاحق ہو جائے تب بھی عورت کو اختیار ہے، مصنف عبدالرزاق میں اس سلسلہ کی کئی روایت موجود ہیں (روایت ص ۱۰۷۰۲، ۱۰۷۰۹، ۱۰۷۱۰)۔

المحلی میں بھی اسی کو اختیار کیا ہے کہ نکاح کے بعد برص، جذام، جنون وغیرہ پیدا ہو جانے کی صورت میں فسخ نکاح نہیں ہو سکتا۔

"لا يفسخ النكاح بعد صحته بجذام حادث ولا ببرص كذلك ولا بجنون كذلك" (المحلی ۱۰/ ۱۰۹)۔

حنفیہ کا بھی اصل مسلک یہی ہے اور امام محمد سے جو کچھ توسع منقول ہے وہ صرف اس صورت میں ہے جب کہ نکاح سے پہلے مرد میں وہ عیب موجود ہو۔

فقہاء حنفیہ کا مستدل مندرجہ بالا روایات ہیں، احقر نے بھی اسی رائے کو عرض کیا ہے۔

مالکیہ کے مسلک پر فتوی

البتہ دوسرے مذاہب فقہاء مالکیہ وغیرہ کے یہاں اس کی گنجائش ہے کہ نکاح کے بعد بھی جو جنون پیدا ہو جائے اس میں بھی عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا۔

مدونہ میں ہے:

"قال لي مالك في المجنون إذا أصابه الجنون بعد تزويجه المراة أنها

Marfat.com

تعزل ویضرب له أجل فی علاجه، فإن برأ، وإلافرق بینهما" (مدونہ ۲/۲۶۶)۔

شدید ضرورت کی بنا پر اکابر علماء ہند نے اس صورت میں مالکیہ کے قول پر فتوی دیا ہے، یعنی نکاح کے بعد شوہر کو جنون لاحق ہو جائے تو عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا (الحیلۃ الناجزہ ص ٦٦)۔

لیکن مجنون کی طرح دیگر عیوب وامراض، مثلاً ایڈز، کینسر وغیرہ جو بعد میں شوہر کو لاحق ہو جائیں ان میں بھی شوہر کو ایک سال کے علاج کی مہلت دی جائے گی اور صحت نہ ہونے کی صورت میں فسخ نکاح کا اختیار ہوگا یا یہ حکم صرف مجنون کے ساتھ خاص ہے؟ اس سلسلہ میں مدونہ وغیرہ کی تصریحات زیادہ واضح نہیں، المغنی اور الشرح الکبیر میں تصریح ہے کہ بعد نکاح جو عیب پیدا ہو جائیں تو دو قول ہیں:

"حدث العیب بأحدهما بعد العقد، ففیه وجهان: أحدهما یثبت الخیار والثانی، لا یثبت وهو قول أبی بکر وابن حامد و مذهب مالک، وقال أصحاب الشافعی: إن حدث بالزوج یثبت الخیار" (المغنی ٦/ ٦٥۴)۔

پہلے قول کی بنیاد پر اور شافعیہ کے مسلک کے مطابق بعد عقد پیدا ہونے والے امراض کی بناء پر اگر اختیار مان بھی لیا جائے تب بھی یہ بات غور کرنے کی ہے کہ ہر مذہب والوں کے نزدیک محدود اور متعین امراض وعیوب ہیں جن کی بنا پر عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوتا ہے اور ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ ان امراض وعیوب کے علاوہ دوسرے عیوب کی بناء پر فسخ نکاح کا حق نہیں اور نہ ہی ان امراض پر دوسرے عیوب کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

"الفصل الثالث أنه لا یثبت الخیار لغیر ماذکرناه، ولا یصح قیاسها علی هذه العیوب لما بینهما من الفرق" (المغنی ٦/ ٦۵۲)۔

اس لئے اگر دوسرے مذاہب کی بنیاد پر ایڈز کی وجہ سے اس کی بیوی کو فسخ نکاح کا حق دیا جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس مذہب کے کبار علماء وارباب افتاء سے رجوع

Marfat.com

کیا جائے، کہ ان کے مذہب کے مطابق ایڈز کے مریض کی بیوی کو فسخ نکاح کا حق ہوگا یا نہیں۔

اس کے بعد غور کرنا چاہئے کہ اس مسئلہ میں بھی مجنون کی طرح دوسرے مذہب کو اختیار کرنا مناسب ہے یا نہیں؟ اس میں مصالح زیادہ ہیں یا مفاسد، کہیں ایسا تو نہیں کہ اس بڑھتے اور پھیلتے ہوئے ایڈز کے مریض کی بیویاں ذرا سہارا پا کر معمولی بات پر جھٹ ایڈز کا دعوی کر کے ڈاکٹری رپورٹ لکھوا کر فسخ نکاح کا دعوی شروع کرنے لگیں اور اس طرح ایک نئے فتنہ کا دروازہ کھل جائے، اہل علم ارباب افتاء کو تمام پہلوؤں پر غور کر کے کوئی فیصلہ کرنا چاہئے۔

احقر کی رائے یہی ہے کہ وہ خواتین جن کے شوہر ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو جائیں ان کو نہایت وفاداری کا ثبوت دینا چاہئے اور ایسی حالت میں حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نمونہ پیش کرنا چاہئے کہ ان کے شوہر کی حالت اس درجہ کی ہوگئی تھی کہ بدن سڑ گیا، گوشت گل گیا، کیڑے پڑنے لگے، بدبو کی وجہ سے لوگوں نے بستی سے باہر کر دیا، جذام، برص، ایڈز سے بدتر حالت تھی، لیکن ایسی حالت میں ایوب علیہ السلام کی اہلیہ نے صبر و استقامت کا ثبوت دیا، اخیر تک تیمارداری، خدمت گذاری میں کسر نہ اٹھا رکھی، مزدوری کرتیں اور خدمت کرتیں اور یہی طریقہ آج بھی اپنانا چاہئے (ابن کثیر ۳/۱۸۸، درمنثور ۴/۳۲۸، قرطبی ۱۱/ ۳۲۴، معارف القرآن سورہ انبیاء ۶/ ۲۱۵)۔

Marfat.com

عرض مسئلہ:

محور سوم

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ☆

طبی اخلاقیات سے متعلق سوالنامہ کا اہم حصہ مریضوں کے عیوب کو دوسروں کے سامنے افشاء کرنے یا نہ کرنے سے متعلق ہے، اس عنوان کے تحت محور سوم میں نوقسم کے سوالات کئے گئے ہیں جن پر علماء نے دلائل کی روشنی میں اپنی رائے ظاہر کی ہے، اس موضوع پر تقریبا تمام مقالہ نگاروں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ڈاکٹر اپنے مریضوں کا رازدار اور امین ہوتا ہے، اس لئے عام حالات میں اس کی اخلاقی وشرعی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے زیر علاج یا زیر تجربہ مریضوں کا راز افشاء نہ کرے، اس لئے کہ افشاء راز غیبت ہے اور غیبت حرام ہے، بعض علماء نے حدیث رسول ﷺ "المجالس بالأمانة" سے بھی استدلال کیا ہے۔ مفتی محمد زید مظاہری صاحب نے مشہور مالکی عالم علامہ ابن الحاج المالکی کا قول "المدخل" سے نقل کیا ہے، لکھتے ہیں:

"وينبغي أن يكون الطبيب أمينا على أسرار المرضى لا يطلع أحدا على ماذكره المريض إذ أنه لم يأذن له في إطلاع غيره على ذلک، ولو أذن ينبغي أن لا يفعل ذلک معه"

طبیب کو مریضوں کے اسرار (خفیہ امور اور عیوب) کا امین ہونا چاہئے، مریض نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کو کسی سے بھی ظاہر نہ کرے، کیونکہ مریض نے دوسرے کو ظاہر کرنے کی

☆ ناظم امارت شرعیہ، بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ، پھلواری شریف، پٹنہ۔

Marfat.com

اجازت تو دی نہیں اور اگر اجازت دے بھی دے تب بھی طبیب کو یہی چاہئے کہ کسی سے اس کے عیوب اور امراض کو ظاہر نہ کرے۔

۱- لیکن یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ ڈاکٹر اپنے مریضوں کے عیوب وراز کا امین ہوتا ہے اور عام حالات میں اس کے لئے افشاء راز جائز نہیں، یہ سوال کیا گیا کہ خاص حالات میں اس کا عمل کیا ہونا چاہئے، جیسے کسی ڈاکٹر نے کسی نوجوان کا علاج کیا، اس کی ایک آنکھ کی بصارت زائل ہوگئی ہے، اب اس سے رشتہ نکاح کرنے والی خاتون یا اس کا ولی ڈاکٹر سے یہ معلوم کرے کہ اس کی بصارت ہے یا نہیں، تو ڈاکٹر کی کیا ذمہ داری ہے؟ کیا اس عیب کو ظاہر کردینا واجب یا جائز ہے، یا جائز نہیں؟۔

مولانا عتیق احمد قاسمی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا زبیر احمد قاسمی، مفتی محمد زید مظاہری، مولانا جعفر ملی، مولانا ولی اللہ قاسمی اور مولانا اخلاق الرحمٰن صاحب کی رائے یہ ہے کہ ڈاکٹر کے لئے صحیح صورت حال کو بتانا واجب ہے، اسی طرف مفتی عبیداللہ صاحب اور جناب شمس پیرزادہ کا رجحان ہے، ان میں سے بعض حضرات نے حدیث رسول: "الدين النصيحة" اور "المستشار مؤتمن" سے استدلال کیا ہے، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے امام نووی کا یہ قول نقل کیا ہے:

"ويجب على المشاور أن لا يخفي حاله، بل يذكر المساوى التي فيه بنية النصيحة"۔

مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری، مولانا اختر امام عادل کا رجحان یہ ہے کہ ڈاکٹر کے لئے استفسار پر جواب دینا جائز ہے، مفتی ریاست علی کا خیال یہ ہے کہ اس طرح کے امراض کے بارے میں ڈاکٹر کو اختیار ہے کہ اطلاع دے یا نہ دے، مولانا اختر امام عادل نے حدیث رسول ﷺ "فانظر إليها، فإن في أعين الأنصار شيئا" کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس طرح کے عیوب شادی بیاہ کے وقت بتائے جاسکتے ہیں۔

Marfat.com

لیکن مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی صاحب کی رائے یہ ہے کہ ڈاکٹر استفسار پر بھی افشاء نہ کرے، مولانا نذر توحید مظاہری کے نزدیک افشاء راز بہتر نہیں ہے۔

سوال کی دوسری جہت یہ ہے کہ ڈاکٹر سے استفسار تو نہیں کیا گیا، لیکن ڈاکٹر کو معلوم ہے کہ اس ایک آنکھ کی بصارت زائل ہونے والے نوجوان کا رشتہ فلاں لڑکی سے طے ہو رہا ہے اور ان لوگوں کو اس کی آنکھ کے بارے میں علم نہیں ہے کہ یہ عیب ہے، حالانکہ علم ہونے پر وہ رشتہ نہیں کریں گے، تو کیا ڈاکٹر کے لئے ان لوگوں تک اس نوجوان کے عیب کو ظاہر کر دینا جائز ہے، یا واجب ہے، یا جائز نہیں؟۔

۱- مولانا ولی اللہ قاسمی، مولانا عتیق احمد بستوی، مولانا اخلاق الرحمٰن کی رائے میں ازخود اطلاع دینا ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا محمد زید مظاہری، مولانا جعفر ملی کی رائے میں اطلاع دینا جائز ہے۔

۲- جبکہ مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا زبیر احمد قاسمی، جناب شمس پیرزادہ صاحب اور مولانا اختر امام عادل کی رائے یہ ہے کہ ازخود اطلاع نہیں دینا چاہئے۔

۳- مولانا عتیق احمد صاحب کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ شادی کرنے والا شخص اپنے عیب چھپا کر خاتون کو دھوکہ دینا چاہتا ہے کہ جس شخص کو، جیسے ڈاکٹر جسے اس عیب کی اطلاع ہے کہ اس کی شرعی ذمہ داری ہے کہ متعلقہ فرد کو اس عیب سے مطلع کر دے لیکن مولانا زبیر احمد قاسمی کا کہنا یہ ہے کہ بظاہر ڈاکٹر کی رازداری برتنے سے عورت کا ضرر خاص ہوگا تو اظہار عیب سے مرد کا ضرر خاص ہوگا تو یہ دونوں برابر ہیں، اس لئے ڈاکٹر اپنا فریضہ خاموش ہی کو سمجھے، اور مولانا اختر امام عادل صاحب کہتے ہیں کہ عیب سے خبردار کرنا واجب نہیں، بلکہ محض جائز ہے اور یہ کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس سے عورت اور اس کے گھر والوں کو مضرت پہنچے، اس لئے بلا طلب و مشورہ ڈاکٹر کو افشاء راز کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال ر ۲ محور سوم کا دوسرا سوال ایسے عیب سے متعلق ہے جس کی وجہ سے بچوں کے

Marfat.com

ناقص الاعضاء پیدا ہونے کا ظن غالب ہے، ایسی صورت میں ایک مرد اور ایک عورت جن کے درمیان رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے، کسی ڈاکٹر کے پاس طبی جانچ کے لئے آتے ہیں، طبی جانچ کے نتیجہ میں ڈاکٹر کو کسی ایک کا کوئی ایسا مرض معلوم ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اس بات کا پورا اندیشہ ہے کہ ناقص الاعضاء بچے پیدا ہوں گے یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد یا عورت کے مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہیں ہیں، ایسی صورت میں کیا ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے فریق کو پہلے فریق کے عیب یا مرض سے دوسرے کو باخبر کرے یا اس راز کو ظاہر نہ کرے؟۔

مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا اختر امام عادل، مولانا زید، مولانا ابوبکر، مولانا بہاء الدین ندوی، مولانا نذر توحید، مولانا محمد جعفر ملی کی رائے یہ ہے کہ ڈاکٹر پر واجب ہے کہ حقیقت کو ظاہر کردے ان کی دلیل یہ ہے کہ فریقین کا ڈاکٹر کے پاس آنا دراصل عقد نکاح کے متعلق مشورہ لینا ہے، اس لئے ''المستشار موتمن'' کی حدیث کے مطابق کتمان حقیقت جائز نہیں ہے، یہ خیانت ہوگی اور کسی ایک فریق کو دانستہ خطا وفریب دے کر ضرر میں ڈالنا ہوگا، یہ شرعاً ممنوع ہے۔

مولانا عتیق احمد قاسمی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مفتی عزیز الرحمٰن، مفتی ریاست علی، مفتی حبیب اللہ قاسمی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ اظہار حقیقت کی اجازت ہے۔

اس سلسلہ کا تیسرا سوال یہ ہے کہ

۳- اگر کوئی مرد کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، اور اس کے بارے میں ڈاکٹر کو یہ علم ہے کہ وہ نامرد ہے، اسی طرح اگر کوئی خاتون زیر علاج ہے، وہ کسی ایسے اندرونی مرض یا عیب میں مبتلا ہے، جس پر مطلع ہونے کے بعد اس کا رشتہ نکاح کہیں ہونا بہت مشکل ہے، اور یہ دونوں اپنا مرض یا عیب کو چھپا کر اپنا رشتہ طے کر رہے ہیں، تو کیا ڈاکٹر کے لئے رشتہ نکاح کے علم کے بعد ان دونوں صورتوں میں ان کے عیب کو دوسرے فریق تک پہنچانا جائز ہے یا واجب؟ اسی طرح دوسرا فریق اس مریض یا مریضہ کے بارے میں معلومات کرنے کے لئے ڈاکٹر سے رابطہ قائم کرتا ہے تو ڈاکٹر کا رویہ کیا ہونا چاہئے؟۔

Marfat.com

مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا اختر امام عادل، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری صاحب کی رائے یہ ہے کہ ڈاکٹر کے لئے استفسار کی صورت میں حقیقت حال کو بلاکم وکاست بیان کردینا چاہئے، لیکن استفسار کے بغیر ازخود ڈاکٹر کو ایک دوسرے کا عیب بتانا مولانا زبیر احمد قاسمی کے نزدیک فعل مذموم قرار پائے گا، کیونکہ اظہار عیب اور راز داری برتنا دونوں ہی عمل کسی نہ کسی فریق کے لئے ضرر خاص کو مستلزم ہے، جب کہ دیگر علماء نے اس صورت میں بھی افشاءراز کی اجازت دی ہے، ان کی دلیل "الدین النصیحه" کی حدیث ہے۔

سوال ۴- کا تعلق ایسے شخص سے ہے جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے، اور یہ شخص گاڑی چلانے کی ملازمت کرتا ہے، مگر اس کی بینائی بری طرح متاثر ہوچکی ہے، ڈاکٹر کی رائے میں اس کا گاڑی چلانا اس کے اور دوسروں کے لئے مہلک ہوسکتا ہے، تو کیا ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کے بارے میں اطلاع کرے، اور ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کرے؟ یا اگر وہ اطلاع کردیتا ہے تو اس ڈرائیور کی ملازمت خطرہ میں پڑ جاتی ہے، وہ اور اس کے گھر والے بے پناہ معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہوسکتے ہیں، اور اگر مطلع نہیں کرتا تو حادثہ کا امکان ہے اور بہت سے لوگوں کی جان جانے کا خطرہ ہے، اس بارے میں اکثر مقالہ نگاروں کی رائے ہے کہ ڈاکٹر خاموشی اختیار کرنے کے بجائے متعلقہ محکمہ کو اطلاع دے دے، اس کی دلیل بعض مقالہ نگاروں نے "الدين النصيحه" کی حدیث اور قاعدہ فقہیہ "يتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام" کو پیش کیا ہے۔

یہی جواب سوال- ۵ کے سلسلہ میں دیا گیا ہے جس میں ہوائی جہاز کا پائلٹ یا ٹرین یا بس وغیرہ کا ڈرائیور، یہ شخص شراب یا دوسری نشہ آور چیزوں کا بری طرح عادی ہے اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس مریض کے بارے میں خبر کرے کہ یہ کثرت سے شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتا ہے، تقریبا تمام مقالہ نگاروں نے یہی

Marfat.com

رائے ظاہر کی ہے۔

اس محور کے سوال-۶ کا تعلق ناجائز حمل سے پیدا ہونے والے بچے سے ہے، اگر کوئی عورت ایسے نومولود کو کسی شاہراہ یا پارک یا کسی اور مقام پر زندہ حالت میں چھوڑ کر چلی آئی تاکہ سماج میں بدنامی سے بچ جائے، اس نے ڈاکٹر سے رابطہ قائم کیا اور ڈاکٹر کو اس صورتحال کی خبر دی تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی کیا ذمہ داری ہے، کیا وہ اس عورت کی رازداری کرے، اور حکومت کے متعلقہ محکمہ کو بچے کے بارے میں اطلاع کر دے؟۔

مقالہ نگاروں نے اس صورت میں عام حالات میں عورت کے راز کی حفاظت کرنے اور مناسب طریقہ پر حکومت کے متعلقہ محکمہ کو اطلاع دینے کی رائے ظاہر کی ہے، اس لئے کہ معصوم جان کی حفاظت بھی ضروری ہے اور اس عیب کا افشاء کرنا بھی شریعت میں مطلوب نہیں ہے۔

سوال-۷ کا تعلق نشہ کے عادی شخص کا علاج اس نشہ سے باز رکھنے کے لئے کسی ماہر نفسیات ڈاکٹر سے علاج کرنے سے ہے جس میں ڈاکٹر اپنے مریض کو شراب یا دیگر منشیات کا استعمال کرا کر آہستہ آہستہ اس نشہ سے باز رکھتا ہے، سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان ڈاکٹر اپنے مریض پر یہ طریقہ علاج استعمال کر سکتا ہے؟۔

مفتی حبیب اللہ قاسمی، اور شمس پیرزادہ صاحب کی رائے یہ ہے کہ کوئی دوسرا علاج تجویز کرے، اس لئے کہ حرام اشیاء کے استعمال کی جو شرطیں ہیں اس میں مفقود ہیں، جب کہ مفتی عبید اللہ اسعدی، مولانا ابوبکر، مفتی ریاست علی، مولانا اختر امام عادل، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، مولانا عتیق احمد قاسمی کی رائے یہ ہے کہ ڈاکٹر یہ طریقہ علاج اختیار کر سکتا ہے، مولانا زبیر احمد قاسمی صاحب نے بھی جواز کی رائے دی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

دوسرا باب

مختصر جوابات

Marfat.com

Marfat.com

۵-"فإذا جاء أجلهم فلا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون"(سورۂ اعراف:۳۴)۔

اس نص سے معلوم ہوا کہ موت کا وقت اس طرح مقرر و متیقن ہے کہ جب یہ وقت موعود پہنچ جائے گا تو ایک سکنڈ بھی مؤخر نہیں ہوگا اور دن رات اس واقعہ کا تحقق مشاہد و متحقق ہے، دن رات دیکھا جاتا ہے کہ یہ معاملہ اسی طرح غریب کے ساتھ بھی پیش آتا ہے اور اسی طرح بڑے سے بڑے مالدار کے ساتھ بھی پیش آتا ہے حتی کہ گھر کتنا ہی زبردست طاقت و مال والا ہو بلکہ بادشاہ وقت بھی ہو، جب بھی اس سے چھٹکارا نہیں پاتا، ہزار تدبیر کرو مگر وقت موعود سے کوئی بھی نہیں بچتا اور نہ اپنے کو بچا سکتا ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ بالکل حق وصحیح و بدیہی ہے، لہذا یہ معاملہ بالکل عقلی اور واقعی بھی ہوگیا۔ اگر کوئی شخص آخرت کا قائل نہ بھی ہو جب بھی اس سے مفر نہیں، لہذا اس مشاہد کا عقلی و واقعی تقاضا ہے کہ حرام روزی کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے، اور اگر وہ مسلمان ہو جب تو اس پر اور بھی عقلا وطبعا وشرعا لازم وضروری رہے گا کہ حرام روزی کی طلب نہ کرے اور آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے، واضح ہوگیا کہ اس سے متعلق جو احکام شرع ہیں وہ سب اسی طبی امور کے شرعا مسائل بھی شمار ہوں گے اور وہ مسائل اس قدر طویل وعریض ہیں کہ ان کا احاطہ بڑی سے بڑی کتاب بھی نہیں کرسکتی، اس لئے بجائے تفصیل کرنے کے اس کے لئے یہ اصل درج کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ جن مسائل کا علم نہ ہو اس کو کسی ذی استعداد معتمد عالم سے یا کسی معتمد مفتی سے معلوم کر کے عمل کریں خود رائی ہرگز نہ کریں۔

☆☆☆

Marfat.com

طبی امور ومسائل

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی☆

محور اول

۱- قانونا مجاز ہونے نہ ہونے پر مدار نہ ہونا چاہئے، بلکہ واقعۃ صلاحیت واہلیت پر ہونا چاہئے، جس طرح کوئی شخص مفتی ہونے کی سند نہ رکھتا ہو مگر اس نے اہلیت وصلاحیت افتاء پیدا کرلی ہو تو فتوی دے سکتا ہے، دوسری بات یہ کہ معالج نے جان بوجھ کر ضرر پہنچانے کی کوشش نہ کی ہو، اس لئے اس کا دیانت دار ہونے کی صورت میں تو قول معتبر ہوگا، ورنہ نہیں۔

۲- ذمہ دار ہوگا۔

۳- نہیں، بشرطیکہ اس نے کسی قسم کی کوتاہی نہ کی ہو۔

۴- اگر کوئی کوتاہی ڈاکٹر کی طرف سے سرزد نہیں ہوئی تو وہ ضامن نہ ہوگا۔

محور دوم

۱- ضروری نہیں ہے۔

۲- جب افشاء کرنا ضروری مریض کے لئے نہیں تو ڈاکٹر کے لئے بھی نہیں ہوگا۔

☆ استاذ تفسیر وفقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

Marfat.com

۳- مثلاً یہ کہ وہ فرار اختیار نہ کریں اور علاج ومعالجہ وتیمارداری میں کوتاہی نہ کریں۔

۴- نہیں، کیونکہ تعدیہ، بلکہ علاج ومعالجہ اسباب غیر یقینیہ میں ہے (جدید میڈیکل مسائل ص۶۱ بحوالہ عالمگیری)۔

۵- امام محمد وغیرہ کے قول کے مطابق جذامی پر قیاس کرتے ہوئے کرسکتی ہے۔

۶- قبل تبین خلقت اسقاط کرایا جاسکتا ہے اس کے بعد نہیں (موجودہ مسائل ص ۱۷۳ بحوالہ کتب فقہ کثیرہ)۔

۷- ایسے بعید احتمالات کی وجہ سے ضروری تعلیم سے محروم کرنا درست نہیں، کیونکہ حصول علم ضروری، واجب ہے اور تعدیہ، سبب غیر یقینی، بلکہ وہمی ہے، بلکہ شرعاً گویا غیر معتبر ہے۔

۸- جو دوسرے متعدی امراض کے سلسلہ میں ہیں۔

۹- ٹی بی (سل) جیسے مزمن امراض میں مبتلا کے جو احکام ہیں وہ ان کے بھی ہوں گے۔

۱۰- وہاں سے نکلنا درست نہیں، وہاں جانے پر پابندی عین مقتضائے شریعت ہے۔

۱۱- باہر جانے کی ممانعت کی حکمت کا تقاضہ یہی ہے کہ یہ لوگ گھر واپس آجائیں، نکل کر دوسری جگہ جاسکتا ہے۔

محور سوم

۱- ایسے عیب سے باخبر کرنا عین مقتضائے سنت ہے، جس طرح دوسرے عیوب کی اطلاع دینا۔

مقولہ: "أما معاوية فرجل صعلوک"۔

۲- ایسے عیوب کو چھپانا غالباً ممنوع نہ ہوگا۔

Marfat.com

۳- اول کا جواب ہی اس میں بھی درست ہے۔

۴- اس میں ضرر عام کا خطرہ ہے، اس لئے ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو مطلع کرکے اسے موٹر چلانے سے رکوائے۔

۵- پہلی صورت سے زیادہ اس میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ مطلع کرے۔

۶- ایسی صورت اختیار کرے کہ عورت کی پردہ دری بھی نہ ہو اور بچہ کی جان بچ جائے، جان بچانا بہر حال مقدم وضروری ہے۔

۷- مثال کو دیکھتے ہوئے اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

۸- مفاد عام کا پہلو ملحوظ رکھنا چاہئے۔

۹- شہادت دے، کیونکہ یہ یقینی ذریعہ ہے، بے قصور مظلوم کو سزا سے بچانے کا۔

۱۰- اس لئے کہ تعدیہ اسباب یقینیہ میں نہیں ہے، اس لئے ڈاکٹر رازداری برتے تو مضائقہ نہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

طبی اصول وضوابط-اسلامی شریعت کی روشنی میں

مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی ☆

محور اول

۱- طب ایک مستقل فن ہے جس کے کچھ اصول ہیں، باقاعدہ فن اور اصول کی تعلیم کے بغیر ذاتی مطالعے اور تجربے کی بنیاد پر علاج کرنا درست نہیں ہے، اور مریض کو اگر اس کے علاج سے غیر معمولی ضرر پہنچے تو اس کے نقصان کی تلافی معالج کے ذمہ ہوگی، تعزیر یا تاوان کیا ہوگا؟۔ عدالت معاملے کی نوعیت دیکھ کر فیصلہ کرے گی۔

۲- اگر قانونا مجاز ڈاکٹر نے بے احتیاطی برتی اور اس کی بے احتیاطی کی وجہ سے مریض نوت ہوگیا یا اس کو نقصان پہنچا تو معالج اس کے لئے ذمہ دار ہوگا۔

۳- طبی اخلاقیات میں یہ اصول اور قانون ہے کہ قریبی اعزہ سے اجازت لی جاتی ہے اور اس کے بغیر مہلک آپریشن نہیں کیا جاتا، داکٹر اگر بغیر اجازت ایسا کرتا ہے تو وہ قانون کے خلاف کرتا ہے۔

۴- اگر ڈاکٹر اس صورت میں کہ مریض اجازت دینے کے قابل نہیں ہے اور اعزہ سے بھی رابطہ کی صورت نہیں ہے اور وہ مریض کی جان بچانے کے لئے آپریشن کرتا ہے تو آپریشن کی

☆ سابق مفتی اعظم پنجاب، مالیر کوٹلہ، پنجاب۔

Marfat.com

ناکامی کی صورت میں ڈاکٹر ذمہ دار قرار نہیں دیا جائے گا، اس لئے کہ اس نے بہر حال مریض کی جان بچانے کے لئے ایسا کیا ہے، جان نہیں بچی یہ الگ بات ہے۔

محور دوم

۱- ایڈز کے مریض کے لئے اپنے مرض کو چھپانا درست نہیں ہے، رہی اچھوت بن جانے کی بات تو سماج اس کی تربیت دیتا ہے کہ ایڈز کے مریض سے اختلاط نقصان دہ نہیں ہے۔

۲- ڈاکٹر کو ظاہر کر دینا چاہئے۔

۳- متعدی امراض کے سلسلہ میں اہل خانہ اور سماج کی ذمہ داری ہے کہ وہ بلا خوف انسانی ہمدردی اور اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے مریض کی تیمارداری کریں۔

۴- ایڈز کا مریض اس صورت میں خطاوار ہے، جاننے کے باوجود ایسا کرتا ہے تب بھی گنہگار ہے، اس لئے کہ وہ باعث ضرر بنا ہے۔

۵- یقیناً اختیار ہے، اور اگر چھپا کر نکاح کیا تو معلوم ہونے پر مطالبہ فسخ کرنا درست ہے۔

۶- اس صورت میں اسقاط حمل درست ہے۔

۷- داخلہ سے محروم کرنا تو درست نہ ہوگا، مگر احتیاطی تدبیر اختیار کی جائے گی۔

۸- اس بیماری کی وجہ سے اس سے نفرت نہ کریں، بلکہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر برتاؤ کریں۔

۹- ہرگز نہیں۔

۱۰- شرعاً ایسی پابندی میں کوئی جرم نہیں۔

دوسری صورت میں ایسے لوگوں کو واپس بھیجنا درست ہوگا، ان دونوں صورتوں میں پابندی نرم ہونی چاہئے۔

Marfat.com

محور سوم

۱- اس صورت میں راز افشاء نہ کرے، کیونکہ ایک آنکھ کی بصارت نہ ہونے کی صورت میں عورت کا کوئی ضرر نہیں ہے۔

۲- دوسری صورت میں افشاء کرنا مناسب ہے، کیوں کہ اولاد کا نہ ہونا عورت کے حق میں نہیں ہے۔

۳- اس صورت میں ظاہر کردینا ہی درست ہے۔

۴- متعلقہ محکمہ کو مطلع کرنا درست ہوگا، کیونکہ ضرر عام کے دفعیہ کے لئے ضرر خاص قابل برداشت ہوگا۔

۵- ظاہر کرنا چاہئے۔

۶- معصوم زندہ بچے کے بارے میں باخبر کردے، تاکہ بچے کی جان ضائع نہ ہو، مگر یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں کہ فلاں عورت اس کی ماں ہے۔

۷- ایسا کرنا درست ہوگا، کیونکہ یہ شخص آئندہ مستقل حرام کے استعمال سے بچ جائے گا۔

۸- باخبر کردے۔

۹- عدالت کو مطلع کرنا بے گناہ کی جان بچانے کے لئے درست ہوگا۔

۱۰- اگر مریض اس کا وعدہ کرے کہ وہ اس مرض کی وجہ سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے گا تو ڈاکٹر اس کو راز میں رکھ سکتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

طب، طبیب اور مریض سے متعلق احکام ومسائل

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمن صاحبؒ ☆

محور اول

۱- ایسا شخص جو قانوناً کسی مرض کا علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے اور کسی مرض کے متعلق بھی اسے مہارت اور حذاقت حاصل نہیں ہے، دواؤں کی خصوصیات اور ان کی منفعتوں اور مضرتوں سے اسے واقفیت حاصل نہیں ہے تو ایسے شخص کے لئے محض اپنے ذاتی مطالعہ اور کسی قدر تجربہ سے کسی بھی بڑے مرض کا علاج کرنا نہ قانوناً درست ہے اور نہ ہی شرعاً درست ہے، اور اگر وہ علاج کرتا ہے اور اس سے مریض ہلاک ہو جاتا ہے یا مریض کا کوئی عضو تلف ہو جاتا ہے تو وہ بے شک ضامن ہوگا۔

۲- بے شک اس صورت میں غفلت ولاپرواہی کی بناء پر ایسا شخص ضامن ہوگا۔

۳- مجاز ہونے کے باوجود بغیر اذن آپریشن جائز نہیں، لہذا اس صورت میں بھی یہ شخص ضامن ہوگا۔

۴- آپریشن کے لئے اذن ہونا ضروری ہے، اگر بغیر اذن آپریشن کیا اور کوئی عضو تلف ہو گیا تو تاوان لازم آئے گا۔

"وإذا فصد الفصاد أو بزغ البزاغ ولم يتجاوز الموضع المعتاد فلا

☆ سابق صدر مفتی دارالافتاء، مدرسہ امینیہ، سنہری مسجد، کشمیری گیٹ، دہلی۔

Marfat.com

ضمان عليه فيما عطب من ذلک، فإن تجاوز الموضع ضمن، وهذا إذا كان البزغ بإذن صاحب الدابة، أما إذا كان بغير إذنه فهو ضامن، سواء كان تجاوز الموضع المعتاد أو لم يتجاوز، كذا في السراج الوهاج"(ہندیہ/۸۴۴)۔

محور دوم

۱، ۲- خود اس شخص پر لازم ہوگا کہ اپنے مرض کو نہ چھپائے اور اگر وہ ڈاکٹر کو منع کرتا ہے تو ڈاکٹر کے لئے لازم ہوگا کہ وہ اس کی بات نہ مانے اور اس کے اس مرض کو اس کے اہل خانہ اور دیگر لوگوں پر بھی ظاہر کر دے تا کہ ہر شخص احتیاطی تدابیر اختیار کرے، اور خود اس شخص کے لئے بھی ضروری ہوگا کہ احتیاطی تدابیر اختیار کرے اور بیوی پر بھی ظاہر کر دے اور اس سے جنسی اختلاط نہ کرے۔

۳- یہی ذمہ داری ہے کہ ایسے امراض کو چھپائے نہیں اور احتیاطی تدابیر اختیار کریں اس عقیدہ کے ساتھ کہ بغیر اذن الٰہی کوئی مرض دوسرے کو نہیں لگتا، دونوں حدیث کو پیش نظر رکھیں۔

"لا عدوى ولا طيرة الخ"، "وفر من المجذوم فرارک من الأسد"

۴- اگر اس کو اس بات کا علم ہے کہ مجامعت سے میرا مرض منتقل ہوسکتا ہے یا خون دینے سے مرض منتقل ہو جائے گا تو ایسی صورت میں مجامعت کرنے اور خون دینے سے یہ شخص گنہگار ہوگا، بشرطیکہ مجامعت کرنے یا خون دیتے وقت یہ معاملہ متحضر ہو، اور اگر یہ معاملہ متحضر ہونے کے ساتھ ساتھ مرض کو منتقل کرنے کا ارادہ بھی ہو تو یہ ارادہ اس جرم کو مزید سنگین بنا دے گا۔

۵- "قال في الدر المختار ولا يتخير أحد الزوجين بعيب الأخر ولو فاحشا، كجنون وجذام و برص ورتق وقرن، وفي رد المحتار؛ و خالف الائمة الثلاثة في الخمسة مطلقا ومحمد في الثلاثة الأول لو بالزوج كذا يفهم من البحر وغيره"(شامی/۲)۔

Marfat.com

"وفی المبسوط للسرخسی: وعلی قول محمد لها الخیار إذا کان علی حال لا تطیق المقام معه، وفی کتاب الأثار للامام محمد: وکذلک إذا وجدته مجنونا موسوسا یخاف علیها قتله۔ وفی الفتاوی الحامدیه من المضمرات: قال محمد إن کان بالزوج عیب لایمکنه الوصول إلی زوجة فالمراۃ مخیرۃ بعد ذلک الخ" (حیلہ ناجزہ)۔

عبارت مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ شیخین کے نزدیک تو جنون شوہر کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں، لیکن امام محمد کے نزدیک اس کو یہ حق حاصل ہے کہ قاضی کے یہاں درخواست دے کر تفریق کا مطالبہ کرے اور اپنے آپ کو مجنون کی زوجیت سے علاحدہ کرالے، بشرطیکہ جنون اس درجہ کا ہو کہ اس کے ساتھ رہنا قدرت سے خارج ہو، مثلاً اس سے قتل کا اندیشہ ہو۔

ایڈز کا مرض بھی خطرناک ہے اور اس میں جنسی اختلاط بھی خطرناک ہے، تو مقاصد نکاح تو یقیناً فوت ہیں، اگر عورت جوان ہے، شوہر کو ایڈز کا مرض ہے اور عورت جوان ہے اور اس کو زنا میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں عورت کو ضرر سے بچانے کے لئے خود شوہر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ بیوی کو طلاق دے دے، اگر وہ طلاق نہ دے تو عورت کو خیار فسخ حاصل ہونا چاہئے۔

۶- ہاں بے شک بچہ میں جان پڑنے سے قبل وہ اسقاط کرا سکتی ہے، بلکہ اسقاط کرالینا ضروری ہے، اگر وہ تیار نہ ہو تو شوہر اور حکومت کا محکمہ صحت اس کو مجبور کر سکتا ہے۔

۷- میرے خیال میں اس میں احتیاط مناسب ہے، ایسے بچوں کے سرپرستوں کو چاہئے کہ وہ ان کی تعلیم کا انتظام پرائیوٹ کرائیں اور جب وہ سن شعور کو پہنچ جائیں تو اسکول میں بھی ان کو بھیجا جا سکتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ استادوں کو اور بچوں کو ان کے اس مرض سے آگاہ کر دیا جائے۔

Marfat.com

۸- ایسی تمام تدابیر اختیار کریں جن کی وجہ سے دوسرے لوگ ضرر سے محفوظ رہیں۔

۹- ہاں اس درجہ میں ان امراض کو مرض وفات کہنا صحیح ہے اور ایسے مریض پر مرض وفات کے احکام جاری ہوں گے، جبکہ مرض اس درجہ کو پہنچ جائے کہ غالب اس میں موت ہے، یا یوماً فیوما اضافہ ہے جس کی وجہ سے موت کا خوف غالب ہے۔

"قيل مرض الموت أن لا يخرج لحوائج نفسه وعليه اعتمد في التجريد بزازية، والمختار أنه ما كان الغالب منه الموت، وإن لم يكن صاحب فراش قهستاني عن هبة الذخيرة" (درمختار)۔

"وفي المعراج: وسئل صاحب المنظومة عن حد مرض الموت! فقال: كثرت فيه أقوال المشائخ واعتمادنا في ذلك على قول الفضلي وهو أن لا يقدر أن يذهب في حوائج نفسه لخارج الدار، والمراة لحاجتها داخل الدار لصعود السطح ونحوه والظاهر أنه عقيد بغير الأمراض المزمنة التي طالت ولم يخف منها الموت كالفالج ونحوه الخ" (شامی ۵/۴۶۰)۔

"وقال قبله: ثم المراد من الخوف الغالب منه لا نفس الخوف كفايه، وفسر القهستاني عدم الخوف بأن لا يزاد ما به وقتاً فوقتا" (شامی ۵/۴۶۰)۔

۱۰- ایسے علاقوں میں بلاضرورت جانا نہیں چاہئے۔

۱۱- ان کے لئے تو ضرورت داعی ہے، یہ حضرات واپس اپنے گھر آسکتے ہیں، اسی طرح باہر سے آئے ہوئے حضرات بھی اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس اپنے مقام پر جاسکتے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

قانوناً طبیب کی اہلیت

ڈاکٹر قدرت اللہ باقوی (میسور)

محور اول

۱- جو شخص علاج مرض پر قانوناً مجاز نہ ہو تو ایسے شخص سے علاج کرنا شرعاً ناجائز ہے، اور مریض کے اصرار پر علاج کر رہا ہے جس سے غیر معمولی نقصان ہو جائے، اس پر تاوان نہ ہوگا، البتہ شرعاً قابل تعزیر ہے۔

۲- ڈاکٹر پر تاوان ہوگا۔

۳- مریض یا قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کرنا ایک جرم ہے، لہذا ڈاکٹر نقصان کا ضامن ہوگا۔

۴- اس پر شرعاً تاوان جاری نہ ہوگا، کیونکہ ڈاکٹر کی نیت نیک تھی۔

محور دوم

۱- مریض کو چاہئے کہ حتی الامکان احتیاط برتے اور ضرور اطلاع دے دے۔

۲- مرض کو راز میں رکھ کر ڈاکٹر علاج کرے، مگر اہل خانہ اور متعلقین کو پرہیز سے رہنے کے لئے دوسری ترکیب کام میں لائے۔

۳- متعدی امراض سے پوری طرح احتیاط کرنے کے لئے ضروری سامان فراہم کرے۔

Marfat.com

۴- جو شخص دانستہ قاتل مرض کی منتقلی کا سبب بنتا ہے وہ مجرم ہے، اسے اس قابل سزا دی جائے۔

۵- فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

۶- اسقاط حمل پر مجبور کرنا درست نہیں، کیونکہ اسقاط حمل ''الواد الخفی'' ہے، اس پر مریضہ کی حالت بھی مشتبہ ہوسکتی ہے۔

۷- ایڈز کے بچوں کو مدارس اور اسکولوں میں داخلے سے محروم کرنا درست نہیں ہے، اتفاقی حالات میں احتیاط برتی جاسکتی ہے، اخبار میں آیا ہوا تھا کہ ایڈز کا علاج بھی زیر تحقیق ہے، اس طرح سے لاعلاج مرض سمجھنا قبل از وقت فیصلہ ہے۔

۸- اگر کوئی بچہ ایڈز کے مرض میں گرفتار ہے تو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اہل خانہ اور ذمہ دار احتیاط سے کام لیں، بعض امراض ایسے بھی ہیں جن کے تصور سے تکلیف بڑھ جاتی ہے، اور بعض لاعلمی کی وجہ سے تکلیف دہ نہیں ہوتے، اس لئے بچے کو اس کے مرض سے آگاہ کئے بغیر سودمند تدابیر کرنا بہتر اور محمود ہے۔

۹- اگر امراض ناقابل علاج مرحلہ تک پہنچ جائیں تو ایسے مریض کے لئے مرض موت کے احکام جاری کئے جاسکتے ہیں۔

۱۰- احتیاط برتنی چاہئے، حالانکہ موت وحیات اللہ تعالی کے ارادہ پر منحصر ہے۔

۱۱- ایسی حالت میں خدا پر بھروسہ کر کے اہل وعیال کو سنبھالنے اور کاروبار کی نگہداشت کے لئے جاسکتے ہیں، اس کے برعکس حالات میں باہر جاسکتے ہیں۔

محور سوم

ڈاکٹر کو چاہئے کہ لڑکی کے گھر والے اگر صلاح چاہیں تو یہ راز صرف ان پر فاش کیا جائے، تاکہ مستقبل میں آنے والے غلط نتیجہ سے بچ جائیں۔

Marfat.com

۲- اندیشہ میں اچھے اور برے کا امکان ہے، اس لئے دوسرے فریق کو باخبر کرنا مناسب نہیں ہے۔

۳- ڈاکٹر کے لئے ضروری ہے کہ دوسرے فریق کو اپنے عیب سے مطلع کردے، تاکہ آئندہ مصائب کا دروازہ بند کردے اور فسخ نکاح کی گنجائش نہ ہو۔

۴- ڈاکٹر کو چاہئے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اطلاع دے، تاکہ اس کی غلطی سے کئی خاندانوں کی جان بچ سکے۔

۵- متعلقہ محکمہ کو اطلاع ضرور دے۔

۶- معصوم بچہ سے متعلق متعلقہ محکمہ کو خبر دے۔

۷- مسلمان ڈاکٹر کو یقین ہو جائے کہ مریض کی عادت چھوٹ جائے گی تو مشورہ دے سکتا ہے، کیونکہ اگر مشورہ نہ بھی دے تو اس کی عادت باقی رہے گی، مشورہ دینے سے بری عادت دور ہونے کے امکانات ہیں۔

۸- اولاً تنبیہ کرے، پھر محکمہ کو اطلاع دے دے۔

۹- ڈاکٹر اس مجرم کا راز فاش کر کے بے گناہ کو بچا سکتا ہے۔

۱۰- دوسروں پر راز فاش کئے بغیر کنارہ کشی کی تدابیر بتائی جائیں۔

☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

تیسرا باب

تفصیلی مقالات

Marfat.com

Marfat.com

طبی اخلاقیات اور جدید مسائل

شرع اسلامی کی روشنی میں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ☆

انسان کے وجود کے بارے میں اسلام کا تصور ہے کہ وہ خود ایک امانت ہے، اس کے لئے اپنے جسم میں وہی تصرف جائز اور درست ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو، وہ اپنے منشاء و مزاج کے مطابق خود اپنے جسم کو نقصان پہنچانے یا اس میں تغیر و تبدل کرنے کا بھی مجاز نہیں، اپنے آپ کی حفاظت اس کا شرعی فریضہ ہے اور صحت جسمانی کو برقرار رکھنے کی امکان بھر سعی تقاضا امانت کے تحت اس کی ذمہ داری ہے، فن طب چونکہ ایک ایسا فن ہے جو خالق تعالی کے اس مقصد کو پورا کرتا ہے، اس لئے علماء اسلام نے اس کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھا ہے، امام شافعیؒ سے نقل کیا گیا ہے:

"العلم علمان: علم الفقه للأديان وعلم الطب للأبدان" (مفتاح السعادة ۱/۲۶۷)۔

(علم (درحقیقت) دو ہی ہیں: ایک فقہ طریقہ زندگی کے لئے، دوسرے طب علاج جسمانی کے لئے)۔

اسی طرح کا قول حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے (حوالہ سابق)۔

☆ بانی و ناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدر آباد۔

Marfat.com

اطباء چونکہ صحت انسانی کی حفاظت جیسا اہم فرض اور عظیم الشان خدمت انجام دیتے ہیں، اس لئے ان کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں، ہمدردی و بہی خواہی، صبر وعلم، بردباری، شخصی کمزوریوں اور رازہائے حدوں کی حفاظت، اجتماعی مفادات کا خیال اور اپنے فن میں بصیرت مندی و حاضر دماغی، خدمت خلق کا جذبہ اور شریعت کی قائم کی ہوئی حدود پر استقامت، یہ اس راہ کے مسافر کے لئے متاع اولین کا درجہ رکھتے ہیں اور شریعت نے اس طبقہ کے لئے جو اخلاقیات مقرر کی ہیں، ان کا عطر وخلاصہ ہیں۔

محور اول:

ا-ناواقفیت کے باوجود علاج

شریعت میں کسی بھی عمل کے لئے بنیادی شرط ''اہلیت'' کی ہے، اہلیت اور مطلوبہ صلاحیت کے بغیر جو فعل انجام دیا جائے وہ بہر حال ناروا ہے، گو اتفاقی طور پر اس سے بہتر نتیجہ حاصل ہو جائے، حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قاضی تین طرح کے ہیں: ایک جنتی ہے، دو-دوزخی ہیں، جو حق سے واقف ہو اور اس کے مطابق فیصلہ کرے وہ جنتی ہے۔ جو حق سے واقف ہو کر ناحق فیصلہ کرے وہ جہنمی ہے اور جو حق کا علم ہی نہ رکھتا ہو اور باوجود جہل کے کار قضا انجام دینے لگے وہ بھی جہنمی ہے۔

''ورجل لم يعرف الحق فقضى للناس على جهل فهو في النار''(سنن ابی داؤد ۲/ ۵۰۳ کتاب القضاء)۔

اس لئے قضاء کے عہدہ کی بابت فقہاء نے لکھا ہے کہ اہلیت وصلاحیت کے بغیر اس نازک اور اہم کام کے لئے طالع آزمائی قطعاً حرام و ناجائز ہے۔

''ومحرم على غير الأهل الدخول فيه قطعا''(الدر المختار علی ہامش الرد ۴/ ۳۰۷)۔

Marfat.com

جیسے قضاء کے عہدہ سے لوگوں کے حقوق متعلق ہیں، اسی طرح علاج معالجہ سے لوگوں کی زندگی اور صحت کا تعلق ہے، شریعت میں نفس انسانی کی حفاظت من جملہ اساسی مقاصد کے ہے اور حفظ دین کے بعد سب سے زیادہ اہمیت اسی شعبہ کو دی گئی ہے، چنانچہ اکثر رخصتوں اور سہولتوں کی روح یہی ہے کہ انسان کو ہلاکت اور شدید مشقت سے بچایا جائے، اس لئے ظاہر ہے کہ علاج و معالجہ کے لئے بھی اہلیت اور مناسب لیاقت وصلاحیت ضروری ہے۔ اسی پس منظر میں فقہاء نے جاہل و ناواقف طبیب کو علاج سے روکنے کا حکم دیا ہے (البحر الرائق ۸/۷۹)۔

بلکہ علامہ کاسانی نے تو نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ وہ تین ہی اشخاص پر حجر کے قائل ہیں۔ آوارہ فکر مفتی، جاہل طبیب اور دیوالیہ شخص جو لوگوں کو کرایہ پر اشیاء دینے کا معاملہ کیا کرے، اور خوب لکھا ہے کہ یہ ممانعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضہ سے ہے۔

”لأن المنع عن ذلک من باب الأمر بالمعروف و النهی عن المنکر“ (بدائع الصنائع ۷/۱۶۹)۔

اصل یہ ہے کہ جہاں کہیں شخصی آزادی اجتماعی ضرر و نقصان کا باعث بنتی ہو، وہاں اجتماعی مفاد کو ترجیح دی جائے گی، اور گو کسی کی شخصی آزادی کو سلب کر لینا بھی ضرر سے خالی نہیں، تاہم چونکہ یہ اجتماعی ضرر کے مقابلہ کم تر ہے، اس لئے اس کو قبول کیا جائے گا، دانائے رموز شریعت ابن ہمام کا بیان ہے:

”حتی لو کان فی الحجر دفع ضرر عام کالحجر علی المتطبب الجاهل و المفتی الماجن و المکاری المفلس جاز فی ما یروی عنه إذ هو دفع ضرر أعلی بالأدنی“ (فتح القدیر ۹/۲۶۱)۔

اگر حجر کے ذریعہ عمومی ضرر کو دور کرنا مقصود ہو، جیسے جاہل طبیب، آوارہ خیال مفتی اور مفلس کرایہ پر لگانے والا، تو امام ابوحنیفہؒ سے جو روایت ہے اس کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ کم نقصان کو گوارا کر کے زیادہ نقصان کو دور کرنا ہے۔

Marfat.com

طبیب جاہل وحاذق

لیکن اصل سوال یہ ہے کہ ''طبیب جاہل'' کا اطلاق کس پر ہوگا؟ فقہاء نے اپنے زمانہ واحوال کے مطابق اس کو متعین کرنے کی سعی کی ہے، صاحب ''فتاوی سراجیہ'' کا بیان ہے:

''الذی یسقی الناس السم وعنده أنه دواء''(السراجیہ/۱۴۰)۔

(جو زہر پلا دے اور اس کا گمان ہو کہ وہ دوا ہے)۔

علامہ بابرتی لکھتے ہیں:

''الذی یسقی الناس فی أمراضهم دواء مهلکا وهو یعلم ذلک أولا یعلم ''(عنایہ علی الہدایہ ۳/ ۳۵۴)۔

(جو لوگوں کو بیماریوں میں مہلک دوا پلا دے، جانتا ہو یا نہ جانتا ہو)۔

بعض حضرات نے اسی کو کسی قدر وضاحت سے یوں لکھا ہے:

''یسقی الناس دواء مهلکا ولا یقدر علی إزالة ضرر دواء اشتد تأثیره علی المرضی''(الفقہ الاسلامی وادلتہ ۵/۴۴۹)۔

(جو لوگوں کو مہلک دوا پلائے اور ایسی دوا کا منفی اثر دور کرنے پر قادر نہ ہو جو مریض پر ظہور پذیر ہو)۔

ماحصل یہ ہے کہ جو دواؤں کی شناخت نہ رکھتا ہو، زہر کو امرت سمجھ لیتا ہو، اندازہ پر دوائیں دیتا ہو اور منفی اثر کی حامل دواؤں کے مضر اثرات سے نمٹنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، ایسے شخص کو ''طبیب جاہل'' تصور کیا جائے گا، فقہاء کی یہ تعریف ان کے عہد اور زمانہ کے تناظر میں بالکل صحیح ہے، کیونکہ اس زمانہ میں یہ فن اس قدر پیچ در پیچ اور شاخ در شاخ نہ ہوا تھا، لوگ دوسرے علوم کے ساتھ امراض کی علامات اور ادویہ پر ایک آدھ کتاب پڑھ لیا کرتے تھے، تجربات سے مزید رہنمائی ملتی تھی اور بس اس کو طبابت کے لئے کافی تصور کیا جاتا تھا، اس کے لئے مستقل تعلیم درکار ہوتی تھی، نہ باضابطہ سندوتوثیق۔

Marfat.com

ایک اور روایت میں ہے:

"من تطبب ولم يعلم منه قبل ذلك الطب فهو ضامن" (سنن ابی داؤد ٢/٠ ٦٣، سیوطی نے اس حدیث پر "صحیح" کا رمز لگایا ہے، الجامع الصغیر مع فیض القدیر ٦/١٠٦ حدیث نمبر ٨٥٩٦)۔

(جس نے علاج کیا، حالانکہ وہ علاج کی اہلیت رکھنے میں معروف نہ ہو، تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا)۔

علامہ مناوی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

"ولفظ التفعل يدل على تكلف الشئ والدخول فيه بكلفة ككونه ليس من أهله فهو ضامن لمن طبه بالدية إن مات بسببه" (فیض القدیر ٦/١٠٦)۔

("تفعل" کا باب کسی بات میں تکلف اور بہ تکلف داخل ہونے کو بتاتا ہے، جیسے یہ کہ وہ علاج کرنے کا اہل نہ ہو، پھر بھی علاج کرے تو اگر اس کے علاج سے مریض فوت ہو جائے، تو وہ دیت کا ضامن ہوگا)۔

فقہاء کے یہاں بھی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ اہلیت کے حامل طبیب کی خطاء کو قابل عفو سمجھا گیا ہے اور نااہل کی وہی خطاء موجب ضمان قرار دی گئی ہے:

"الكحال الذروی فی عین رمد فذهب ضوء ها لايضمن كالختان، إلا إذا غلط، فإن قال رجلان: إنه أهل ورجلان إنه ليس بأهل، وهذا من غلطه لا يضمن، وإن صوبه رجل وخطاه رجلان فالمخطی صائب ويضمن" (فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ٥/٨٩)۔

(برادہ والا سرمہ آشوب چشم میں ڈالا اور بینائی جاتی رہی تو وہ ضامن نہ ہوگا، جیسا کہ ختنہ کرنے والا غلطی کر جائے، پس اگر دو شخص کہے کہ یہ اس کا اہل ہے اور دو اشخاص کہیں کہ یہ اہل نہیں ہے، بلکہ یہ اس کی غلطی ہے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، اور اگر ایک شخص نے اس کی اہلیت کی گواہی دی اور دو اشخاص نے اس کے خلاف تو یہ صائب ہوں گے اور وہ ضامن ہوگا)۔

Marfat.com

ابن قیم نے تفصیل سے اس پر گفتگو کی ہے کہ طبیب کن صورتوں میں ضامن ہوگا اور کب ضامن نہیں ہوگا؟، تاہم جو شخص مناسب صلاحیت واہلیت سے محرومی کے باوجود لوگوں کو تختہ مشق بنائے اس کی بابت اہل علم کا اجماع واتفاق ہے کہ وہ مریض کی جان جانے کی صورت میں ضامن ہوگا:

''فإذا تعاطى علم الطب وعمله ولم يتقدم له به معرفة فقد هجم بجهله على اتلاف الأنفس وأقدم بالتهور على مالم يعلمه، فيكون قد غرر بالعليل، فيلزمه الضمان لذللک، وهذا إجماع من أهل العلم'' (زادالمعاد ۴/۱۳۹)۔

(جو طب کی تعلیم بھی دینے لگے اور اس پر عمل بھی کرنے لگے حالانکہ اس نے پہلے خود اس فن کو حاصل نہ کیا ہو، چنانچہ اپنی ناواقفیت کے باعث وہ لوگوں کی جانیں ضائع کر رہا ہے اور غیر ذمہ داری کے باعث ایسا کام کر رہا ہے جس سے وہ خود واقف نہیں تو وہ مریض کو دھوکہ دے رہا ہے لہذا اس پر تاوان واجب ہوگا۔ اس پر اہل علم کا اتفاق ہے)۔

اگر علاج میں مریض کی اجازت بھی شامل ہو، لیکن یہ اجازت اس پر مبنی ہو کہ معالج نے اس کو اپنی حذاقت ومہارت کا سبز باغ دیکھایا ہو، تب بھی طبی ناتجربہ کاری کی وجہ سے پہنچنے والے نقصان کی ذمہ داری طبیب پر ہی عائد ہوگی۔

''وإن ظن المريض أنه طبيب وأذن له في طبه''

(اگر معالج کی بابت مریض کا گمان ہو کہ وہ طبیب ہے، تو وہ اس کو ڈاکٹری کی اجازت دے)۔

لیکن آج فن طب بہت ترقی کر چکا ہے، بنیادی طور پر میڈیکل سائنس تین امور پر بحث کرتی ہے:

اول: امراض کی علامات اور امراض کی شناخت۔

دوم: ادویہ اور اس کے ایجابی وسلبی اثرات۔

Marfat.com

سوم: مریض کے جسم میں ادویہ کو قبول کرنے کی صلاحیت۔

ان تینوں پہلوؤں سے گوناگوں طریقہ ہائے علاج، طبی تجربات اور غیر معمولی حالات پر قابو پانے کی تدابیر نے آج فن نہیں، بلکہ کئی فنون کو وجود بخشا ہے، اور ایسی ادویہ کا تجربہ کیا گیا ہے کہ مرض کی شناخت میں معمولی غلطی صحت کے بجائے موت کا باعث بن جائے۔

اصل یہ ہے کہ ہر شعبہ میں ایک دور تجربات کا ہوتا ہے، پھر بہ تدریج تجربات مدون ومرتب ہوتے ہیں اور ان کی مرتب ومدون صورت بالاخر ایک مستقل علم اور فن کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور اس وقت تعلیم وتعلم کے بغیر مجرد تجربات کی بناء پر اس شعبہ میں متعلق شخص کی مہارت وحذاقت کو قبول نہیں کیا جاتا، یہی حال اس وقت میڈیکل سائنس کا ہے، اس لئے خیال ہوتا ہے کہ فی زمانہ وہی اشخاص طبیب حاذق کہلانے کے مستحق ہیں جن کو طبی دانش گاہیں اور گورنمنٹ کا محکمہ صحت علاج ومعالجہ کا مجاز قرار دیتا ہو۔

اگر مریض کو نقصان پہنچ جائے

ایسے ناواقف اور نااہل لوگوں کو علاج سے روکنا تو درست ہے ہی، اگر یہ ایسی نااہلیت کے ساتھ علاج کریں اور مریض کو نقصان پہنچ جائے، تو ان پر ضمان بھی واجب ہوگا، اس سلسلہ میں خود آپ ﷺ کی صراحت موجود ہے، ارشاد ہے:

”أیما طبیب تطبب علی قوم لایعرف له تطبب قبل ذلک فأعنت فهو ضامن“ (سنن ابی داؤد ۲/ ۶۳۰)۔

جس طبیب نے لوگوں کا علاج کیا، حالانکہ پہلے سے وہ اس فن میں معروف نہیں تھا، چنانچہ وہ باعث مشقت ہوجائے تو وہ ضامن ہے۔

”لأجل معرفته، ضمن الطبیب ما جنت یده وکذلک إن وصف له دواء یستعمله والعلیل یظن أنه وصفه لمعرفته وحذقه فتلف به ضمنه، والحدیث ظاهر فیه أو صریح“ (زاد المعاد ۴/ ۱۴۰)۔

Marfat.com

(علاج کے فن سے واقف سمجھ کر علاج کرنے کی اجازت دے دے، تو وہ اپنی طبی جنایت کا ضامن ہوگا، یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب مریض کو دواء کی نشاندہی کر دے کہ وہ اس کو استعمال کرے اور مریض کا خیال ہو کہ یہ معالج فن سے آگہی اور مہارت کی بناء پر دوا تجویز کر رہا ہے، یہاں تک کہ مریض فوت ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا، حدیث اس بابت ظاہر یا بالکل صریح ہے)۔

یہ مان لینے کے بعد کہ طبیب جاہل کے علاج سے پہنچنے والا نقصان موجب تاوان ہے، یہ بات حل طلب ہے کہ یہ ضمان خود اس شخص کو ادا کرنا ہوگا یا اس میں اس کے اعزہ (عاقلہ) بھی شریک ہوں گے؟ حافظ ابن رشد نے دونوں طرح کے اقوال نقل کئے ہیں (بدایۃ المجتہد ۲/۲۳۲)۔

حنفیہ کے یہاں جو قتل میں ''متسبب'' ہو، یعنی بالواسطہ قتل وہلاکت کا باعث بنا ہو، خوں بہا (دیت) اس کے اعزہ پر واجب ہوتی ہے:

''أما القتل بسبب كحافر البئر، و واضع الحجر في غير ملكه، وموجبه إذا تلف فيه آدمي الدية على العاقلة'' (ہدایہ مع فتح القدیر ۱۰/۲۹۹)۔

(قتل بالسبب کی مثال دوسرے کی ملک میں پتھر رکھنے اور کنواں کھودنے والے کی ہے کہ اگر کوئی شخص اس کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو عاقلہ پر دیت واجب ہوگی)۔

''طبیب جاہل'' سے ہونے والا نقصان اسی زمرہ میں آئے گا اور اسی اصول پر تاوان واجب ہوگا، البتہ کفارہ واجب نہ ہوگا، اور نہ اس کی وجہ سے اگر معالج مریض کا وارث ہو تو میراث سے محروم ہوگا (حوالہ سابق)۔

تاہم یہ تاوان کا واجب ہونا اور نہ ہونا تو مریض کے حق کی بناء پر ہے، عامۃ الناس کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے اور ان کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے حکومت ایسے شخص کی مناسب تعزیر و سرزنش بھی کرے گی، حافظ ابن رشد کا بیان ہے:

''وإن لم يكن من أهل المعرفة فعليه الضرب والسجن والدية'' (بدایۃ

Marfat.com

المجتہد ۲/ ۲۳۳)۔

(اگر معالج فن طب سے واقف نہ ہو تو سرزنش اور قید کی سزا ہوگی اور دیت واجب ہوگی)۔

۲-ڈاکٹر کی کوتاہی سے نقصان

ڈاکٹر جس مرض کا علاج کر رہا ہے، وہ قانوناً اس کا مجاز ہے اور اس نے اصول علاج کے مطابق کسی کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا ہے تو اتفاق ہے کہ وہ ضامن نہیں ہوگا، فقہاء حنفیہ میں صاحب ''فتاوی بزازیہ'' کی صراحت آچکی ہے کہ اگر اہل و لائق طبیب کے مناسب علاج کے باوجود آنکھ کی روشنی جاتی رہی تو اس پر تاوان نہیں ہے (بزازیہ ۸۹/۵)، مالکیہ میں علامہ دردیر کا بیان ہے:

''وإذا عالج طبيب عارف و مات المريض عن علاجه المطلوب لا شئ عليه'' (الشرح الصغیر ۴/ ۷۷)۔

(اگر فن سے آگاہ طبیب نے علاج کیا اور مناسب طریقہ پر علاج کے باوجود مریض فوت ہوگیا، تو اس پر کچھ واجب نہیں)۔

فقہاء حنابلہ میں ابن قدامہ لکھتے ہیں:

''ولا ضمان على حجام ولا ختان ولا متطبب إذا عرف منهم حذق الصفة ولم تجن أيديهم'' (المغنی ۵/ ۳۱۲)۔

(پچھنا لگانے والے، ختنہ کرنے والے اور علاج کرنے والے پر تاوان واجب نہیں، اگر ان کا ماہر فن ہونا معلوم ہو اور انہوں نے جنایت نہیں کی ہو)۔

حافظ ابن قیم نے اس پر فقہاء کا اتفاق نقل کیا ہے:

''طبيب حاذق أعطى الصفة حقها ولم تجن يده، فتولد من فعله المأذون فيه من جهة الشارع، ومن جهة من يطبه تلف العضو أو النفس أو

Marfat.com

ذهاب صفة، فهذا لا ضمان عليه اتفاقا" (زاد المعاد ۱۳۹/۴)۔

(طبیب ماہر جس نے فن کا حق ادا کیا اور کوتاہی نہیں کی، پھر بھی شریعت اور مریض کی جانب سے اجازت کی بنیاد پر ہونے والے فعل سے عضو یا جان ہلاک ہوگئی یا کوئی صلاحیت ضائع ہوگئی تو بالاتفاق اس پر ضمان واجب نہیں)۔

بلکہ اگر کمال احتیاط اور کمال رعایت کے باوجود معالج سے کہیں بھول چوک واقع ہوگئی اور کسی ایسے معاملہ میں اس نے غلط رائے اختیار کی جس میں ایک سے زیادہ رائے کی گنجائش تھی، تب بھی وہ ضامن نہیں۔

لیکن اگر مریض کا علاج کرنے میں وہ فنی کوتاہی اور بے احتیاطی کا مرتکب ہوا ہے تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا۔

"و كذا الختان وقلع الفرس والطب فلا ضمان إلا بالتفريط" (الشرح الصغیر ۴۷/۴)۔

(ختنہ کرنے، دانت نکالنے اور علاج کرنے میں کوتاہی کرنے کی صورت میں ہی تاوان واجب ہوگا)۔

فتاوی بزازیہ میں ہے:

"حجم أو ختن أو بزغ و تلف لم يضمن، إلا إذا تجاوز المعتاد" (بزازیہ ۸۹/۵، نیز دیکھئے: البحر الرائق ۲۹/۸)۔

(کسی نے پچھنا لگایا، ختنہ کیا یا جانور کی نعلبندی کی اور آدمی یا جانور فوت ہوگیا تو وہ اس صورت میں ضامن ہوگا کہ اس نے معمول کی حد سے تجاوز کیا ہو)۔

ابن قدامہ نے اصولی بات لکھی ہے کہ دو شرطیں پائی جائیں تو معالج ضامن نہیں ہوگا اور ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ضامن ہوگا، اول یہ کہ وہ اپنے فن میں بصیرت و مہارت رکھتا ہو، دوسرے اس نے علاج میں کسی کوتاہی سے کام نہ لیا ہو، بے بصیرتی کے ساتھ علاج بھی

Marfat.com

ناروا ہے اور بصیرت وحذاقت کے باوجود کوتاہی بھی ناقابل قبول اور موجب ضمان ہے (المغنی ۵/۳۱۲)۔

اس ذیل میں فقہاء نے ایک جزئیہ ذکر کیا ہے جومن جملہ '' فقہی لطائف'' کے ہے، کہ اگر معالج نے اپنی کوتاہی سے مریض کے کسی عضو کو بالکل ہی معطل کر دیا، البتہ اس کی زندگی بچ گئی تو اس کی پوری دیت ادا کرنی ہوگی کہ ایک منفعت سے مکمل محرومی مکمل دیت کی موجب ہے اور اگر مریض کی موت واقع ہوگئی تو نصف دیت ادا کرنی ہوگی، کیونکہ اب دیت پورے وجود کی واجب ہوگی، اور صورتحال یہ ہے کہ موت میں دو باتوں کو دخل ہے، ایک تو آپریشن اور دوسرے آپریشن میں حد سے تجاوز، پہلی بات میں معالج خطا کار نہیں، البتہ دوسرے معاملہ میں اس کی خطاء ہے، اس لئے نصف دیت اسی پر واجب ہوگی (البحر الرائق ۸/۲۹)۔

ماضی قریب کے فقہاء میں شیخ عبد الرحمٰن الجزیری نے بھی اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے اور ڈاکٹر کی کوتاہی کی صورت میں اسی تفصیل کے مطابق اس کو ذمہ دار قرار دیا ہے (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۳/۱۴۷)۔

تاہم چونکہ یہ جنایت خطاء ہے، اس لئے ابن قیم کا بیان ہے کہ دیت کے ایک تہائی سے کم کی تعداد ضمان عائد ہو تب تو اسے خود ادا کرنا ہوگا، اور اگر ایک تہائی یا اس سے زیادہ ہو تو عاقلہ جو اعزہ یا ہم پیشہ لوگ ہو سکتے ہیں ادا کریں گے (زاد المعاد ۴/۱۴۰، نیز دیکھئے: بدایۃ المجتہد ۲/۲۳۳)۔

۳- بلا اجازت آپریشن

اگر مریض خود اجازت دینے کے موقف میں ہو، یا اس کے اولیاء موجود ہوں تو ان سے اجازت لینا واجب ہے، اور باوجود قدرت وامکان کے بلا اجازت آپریشن کیا یا کوئی ایسا طریقہ علاج اختیار کیا جو امکانی طور پر ہلاکت کا باعث ہو سکتا ہے اور مریض کی جان چلی گئی یا اس کا کوئی عضو جاتا رہا تو معالج پر اس کی ذمہ داری ہوگی، گو ولایت کا تعلق اصل میں تو نکاح اور اموال میں

Marfat.com

تصرف کے حق سے ہے، لیکن فقہاء کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج اور جسمانی تصرف کے باب میں بھی اس کو کچھ کم اہمیت نہیں دی گئی ہے، مثلاً لکھتے ہیں:

"قال: أقطع يدی فقطعه لا شئ عليه" (بزازیہ ۶/ ۳۸۳)۔

(کہا میرا ہاتھ کاٹ لو، اس نے کاٹ لیا تو اس پر کچھ واجب نہیں)۔

غور کیا جائے کہ کھلی ہوئی جنایت بھی اس لئے قصاص و دیت کا موجب نہیں کہ اس میں اذن واجازت شریک ہے۔

فتاویٰ سراجیہ میں ہے:

"الحجام أو الفصاد أو البزاغ أو الختان إذا حجم أو فصد أو بزغ أو ختن بإذن صاحبه فسرى إلى النفس زمات لم يضمن" (الفتاوی السراجیہ/ ۱۴۲)۔

(پچھنا اور فصد لگانے والا یا نعلبندی کرنے والا یا ختنہ کنندہ نے پچھنا لگایا، فصد لگایا، نعلبندی کی یا ختنہ کیا اور یہ سب صاحب معاملہ کی اجازت سے کیا، پھر یہ زخم پھیل گیا اور موت واقع ہوگئی تو ضامن نہیں ہوگا)۔

اسی طرح کی بات عالمگیری میں کہی گئی ہے (ہندیہ ۶/ ۳۴)۔

فقہاء حنابلہ میں ابن قدامہ کا بیان ہے:

"وإن ختن صبيا بغير إذن وليه فسرت جنايته ضمن، لأنه قطع غير مأذون فيه وإن فعل ذلك الحاكم أو من له ولايته عليه أو فعله من أذن له لم يضمن، لأنه مأذون فيه شرعا" (المغنی ۵/ ۳۱۳)۔

(اگر ولی کی اجازت کے بغیر بچہ کا ختنہ کیا اور اس کا زخم پھیل گیا تو وہ ضامن ہوگا، اس لئے کہ اس کے کاٹنے کی اجازت نہیں تھی، اور اگر حاکم یا ایسے شخص نے ختنہ کیا جس کو اس پر ولایت حاصل تھی، یا جس شخص نے کیا اس کو ان دونوں سے اجازت حاصل تھی تو وہ ضامن نہیں ہوگا اس لئے کہ شرعا وہ اس کا مجاز ہے)۔

Marfat.com

فقہاء حنابلہ میں ابن قیم نے بھی یہی رائے نقل کی ہے، گو خود ابن قیم کی رائے ہے کہ یہ معالج کا احسان ہے، اس لئے اگر اس کی طرف سے کوئی بے احتیاطی پیش نہ آئی ہو تو اس کو ضامن قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں (زاد المعاد ۲/۱۴۱)۔

تاہم کہا جاسکتا ہے کہ اولیاء کی موجودگی میں ان سے اجازت لئے بغیر کسی پُرخطر علاج کا طریقہ اختیار کرنا بجائے خود معالج کی کوتاہی اور بے احتیاطی ہے۔

فقہاء حنفیہ میں ابن نجیم نے اس نکتہ کو بے غبار کیا ہے کہ معالج کی کوتاہی اور بلا اذن اولیاء اس قسم کے علاج، ضمان واجب ہونے کے دو مستقل اسباب ہیں، فرماتے ہیں:

"**ویستفاد بمجموع الروایتین، اشتراط عدم التجاوز والإذن لعدم وجوب الضمان حتی إذا عدم أحدهما أو کلاهما یجب الضمان**" (البحر الرائق ۸/۲۹)۔

(دونوں روایتوں کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمان واجب نہ ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں، مناسب حد سے تجاوز نہ کرنا اور اجازت کا حاصل ہونا، اگر ان میں سے ایک یا دونوں شرطیں پائی گئیں تو ضمان واجب ہوگا)۔

خود امام شافعیؒ کی تحریر میں بھی اس کا اشارہ موجود ہے، انہوں نے طبیب کو اس کی کوتاہی نہ پائے جانے کی صورت میں اس لئے ضامن قرار دیا ہے کہ طبیب نے خود مریض کی اجازت سے یہ عمل کیا ہے (الأم ۶/۱۷۶)۔

۴-ضرورت کی بناء پر آپریشن بلا اجازت

اگر مریض یا اس کے اولیاء واعزہ سے آپریشن کی اجازت لینا ممکن نہ ہو اور مرض کی نوعیت ایسی ہو کہ اس طریقہ علاج سے چارہ نہ ہو، اور تاخیر وانتظار کی گنجائش بھی نہ ہو تو ڈاکٹر کا ان کی اجازت کے بغیر آپریشن کرنا جائز ہوگا، اس لئے کہ ممکن حد تک نفس انسانی کو بچانے کی کوشش خود اللہ تعالی کی طرف سے واجب ہے، لہذا گو وہ انسان کی طرف سے ماذون نہیں، لیکن شارع

Marfat.com

کی طرف سے ماذون واجازت یافتہ متصور ہوگا، انسانی جان کو بچانے کی کوشش کس درجہ اہم فریضہ ہے؟ اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

''إن اضطر إلى طعام و شراب لغيره فطلبه منه فمنعه إياه مع غناءه عنه في تلك الحال، فمات بذلک ضمنه المطلوب منه'' (المغنی ۸/۲۳۸)۔

(اگر دوسرے کے کھانے یا پانی کے استعمال پر مضطر ہوگیا اور اس سے وہ چیز طلب کی، اس نے اس وقت اس سے مستغنی ہونے کے باوجود منع کردیا اور اس کی موت واقع ہوگئی تو جن صاحب سے مانگا تھا وہ ضامن ہوں گے)۔

اسی طرح اگر کسی شخص کو موقع ہلاکت میں دیکھ کر باوجود قدرت و طاقت کے اس کو بچانے کی کوشش نہ کی تو گنہگار تو ہوگا ہی، بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اس کو اس انسانی فریضہ سے غفلت کی وجہ سے اس کا ضمان بھی ادا کرنا ہوگا (حوالہ سابق)۔

پس ایسی صورت میں معالج کا یہ عمل نہ صرف جائز، بلکہ مستحسن ہوگا اور اگر اس کی کوتاہی اور بے التفاتی کے بغیر مریض کی موت واقع ہوگئی تو وہ اس کا ضامن بھی نہ ہوگا۔

محور دوم:

کیا بیماریاں متعدی ہوتی ہیں؟

ایڈز اور طاعون سے متعلق سوالات اسی تناظر میں ابھرے ہیں کہ میڈیکل سائنس ان کو متعدی بیماری تصور کرتی ہے، اس لئے مناسب ہے کہ پہلے خود اس قدیم بحث کی طرف اشارہ کردیا جائے جو امراض میں تعدیہ کی صلاحیت کی بابت ہوتی آئی ہے۔

قرآن مجید نے امراض کے متعدی ہونے اور نہ ہونے کی بابت صراحت کے ساتھ کوئی بات نہیں کہی ہے، البتہ طاعون کو عذاب الٰہی ''رجز'' سے تعبیر کیا گیا جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا، اس سے ایک درجہ میں اس کے متعدی ہونے کا اشارہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

احادیث اس بات میں دونوں طرح کی ہیں: بعض تعدیہ کی نفی کرتی ہیں اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ امراض میں متعدی ہونے کی صلاحیت ہے۔ جو روایات نفی کرتی ہیں وہ عام طور پر "لاعدوی" کے لفظ سے وارد ہوئی ہیں (بخاری عن ابی ہریرہ وعبداللہ بن عمر ۲/۸۵۹ باب لاعدوی، مسلم عن ابی ہریرہ ۲/۲۳۰ باب لاعدوی الخ)۔

اسی طرح مجذوم شخص کی بابت منقول ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''اللہ کے بھروسہ اور توکل پر''۔

"ثقة بالله وتوكلا عليه" (فتح الباری ۱۰/۱۵۹)۔

جن روایات سے امراض کا متعدی ہونا معلوم ہوتا ہے یا اس کی طرف اشارہ ہوتا ہے، وہ اس طرح ہیں:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

"لا توردوا المرضى على المصح" (بخاری ۲/۸۵۹ باب لاعدوی، مسلم ۲/۲۳۰)۔

(بیماروں کو تندرستوں پر نہ لاؤ)۔

حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے:

"فرمن المجذوم كالفرار من الأسد" (بخاری ۲/۸۵۰ باب الجذام)۔

(کوڑھی سے شیر کی طرح بھاگو)۔

طبرانی نے بواسطہ حضرت عبداللہ بن عباس آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

"لا تديموا النظر إلى المجذمين" (فیہ ابن لبید حدیثہ حسن وبقیۃ رجالہ ثقات، مجمع الزوائد ۵/۱۰۱)۔

(کوڑھیوں کو مسلسل نہ دیکھو)۔

حضرت سعد اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إذا سمعتم بالطاعون في أرض فلا تدخلوها وإن وقع بأرض وأنتم بها

Marfat.com

فلا تخرجو منها'' (بخاری ۲/ ۸۵۳ باب یذکر فی الطاعون)۔

(جب تم کسی مقام پر طاعون کی اطلاع پاؤ تو وہاں نہ جاؤ اور تم جہاں ہو وہیں پھوٹ پڑے تو اس سے باہر نہ جاؤ)۔

حافظ ابن حجر نے تفصیل سے ان دونوں طرح کی روایات میں تطبیق کی بابت اہل علم کے نقاط نظر کا ذکر کیا ہے، منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ سمجھتے تھے کہ امراض خود طبعا اور لازما دوسروں میں منتقل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت واختیار کا اس میں دخل نہیں، اس کی نفی کی گئی ہے، جن روایات سے تعدیہ کا ثبوت ظاہر ہے ان کا منشاء یہ ہے کہ اسباب کے درجہ میں تعدیہ بیماری کا سبب وذریعہ بن سکتا ہے، لیکن یہ بہرحال مشیت خداوندی کے تابع ہے، ابن حجر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے (فتح الباری ۱۰/۱۶۱ باب الجذام)۔

امام نووی نے بھی اس کو مزید وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہی جمہور علماء کا نقطہ نظر ہے:

''فهذا الذى ذكرناه من تصحيح الحديثين والجمع بينهما هو الصواب الذى عليه جمهور العلماء ويتعين المصير إليه'' (شرح المسلم ۲/ ۲۳۰)۔

(یہ جو ہم نے دونوں حدیثوں کا صحیح ہونا اور دونوں کے درمیان تطبیق کی صورت ذکر کی ہے یہی صحیح ہے اور اسی کا قابل قبول ہونا متعین ہے)۔

ہمارے عہد میں بہت سے امراض کا متعدی ہونا نظر وخیال سے بڑھ کر مشاہدہ بن چکا ہے اور خدا اور رسول ﷺ کا کلام واقعہ ومشاہدہ کے خلاف نہیں ہوسکتا، اس لئے صحیح یہی ہے کہ بعض امراض جراثیم کے ذریعہ متعدی ہوتے ہیں، البتہ یہ من جملہ اسباب کے ہیں، نہ بیماری کا پیدا ہونا کسی بیمار سے میل جول پر موقوف ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ بیمار شخص سے میل جول لازما بیماری کو لے آئے، ان اسباب سے متاثر ہونا اور نہ ہونا بہرحال مشیت خداوندی اور قدر الٰہی کے تابع ہے۔

Marfat.com

اب اسی کی روشنی میں ان سوالات کا جواب دیا جاتا ہے:

۱-مریض ایڈز کا فریضہ

چونکہ ایڈز کے مریض کے لئے اپنے مرض کو چھپانا اس کے اہل خاندان اور متعلقین کے لئے ضرر کا باعث ہوسکتا ہے، خود اس کا ضرر انفرادی اور شخصی ہے اور خاندان کا ضرر اجتماعی ہے اور انفرادی ضرر یا ضرر کا اندیشہ اجتماعی ضرر اور اندیشہ ضرر کے مقابلہ قابل قبول ہے، اس لئے اس پر واجب ہے کہ اپنے متعلقین کو صحیح صورت حال سے آگاہ کردے، یوں بیوی بچوں کے علاوہ عام لوگوں تک یہ مرض خون ہی کے ذریعہ منتقل ہوتا ہے، لیکن جسم کا کٹ جانا، پھٹ جانا یا نکسیر و بواسیر وغیرہ کے ذریعہ خون کا آجانا، پائیریا کے ذریعہ خون کا نکلنا ایسی باتیں ہیں جو کثیر الوقوع ہیں اور ان کی وجہ سے اس کے احباب و متعلقین کو ضرر پہنچ سکتا ہے۔

۲-ڈاکٹر کی ذمہ داری

ڈاکٹر پر واجب ہے کہ جن لوگوں کو مریض سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، ان کو مطلع کردے، یہ زیادہ سے زیادہ غیبت ہوگی اور غیبت کو جن وجوہ سے جائز قرار دیا گیا ہے، من جملہ ان کے یہ بھی ہے کہ مسلمان کو شر سے بچایا جائے، امام غزالیؒ کے الفاظ میں: "تحذیر المسلم من الشر" (احیاء علوم الدین ۳/ ۱۵۲)، امام نووی نے چھ اور علامہ شامی نے گیارہ اسباب لکھے ہیں کہ جن کی وجہ سے غیبت اور اظہار عیب جائز ہوجاتا ہے (دیکھئے: شرح مسلم ۲/ ۳۲۲، ردالمحتار ۵/ ۲۶۲،۶۳)۔

اور ان سب کی روح یہی ہے کہ دینی و دنیوی مضرت کو دفع کرنے، اپنا جائز حق وصول کرنے اور صحیح مشورہ دینے کی غرض سے بہ طور اظہار حقیقت کے اظہار عیب جائز ہے۔

۳-سماج کی ذمہ داری

سماج کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے شخص کو تنہا نہ چھوڑے، علاج و معالجہ میں اس کی مدد

Marfat.com

کرے اور احتیاطی تدابیر پر عمل کرتے ہوئے اس سے ربط و تعلق بھی رکھے، طاعون زدہ شہر سے صحت مند لوگوں کے بھاگنے کو جو آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے، اس کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ اس سے مریضوں کی دیکھ بھال کرنے والا باقی نہ رہ پائے گا، امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

''اگر صحت مند لوگوں کو باہر جانے کی اجازت دے دی جائے تو شہر میں صرف بیمار رہ جائیں گے جن کو طاعون نے معذور کر رکھا ہے تو اس سے ان کی دل شکنی ہوگی، وہ تیمارداروں سے محروم ہو جائیں گے، ان کو کوئی دوا پلانے اور کھانا کھلانے والا بھی نہیں رہے گا اور وہ خود بھی اپنی ان ضروریات کی انجام دہی سے معذور ہوں گے تو گویا یہ یقینی طور پر ان کو ہلاک کرنے کی کوشش کرنے کے مترادف ہوگا'' (احیاء علوم الدین مع الاتحاف ۱۲/ ۷۹، ۲۷۸)۔

لہذا ایسے شخص کی تیمارداری اور دیکھ ریکھ میں کوئی کمی نہیں کرنی چاہئے، جمعہ، جماعت اور اجتماعی مواقع پر حاضری میں بھی ان پر پابندی نہیں ہونی چاہئے، گو اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر کسی مقام پر مریضان جذام کی کثرت ہو جائے تو کیا ان کے لئے علاحدہ مسجد تعمیر کر دی جائے اور عام مساجد میں آنے سے ان کو روکا جائے؟ لیکن اکثر لوگوں کی رائے یہی ہے کہ وہ مسجدوں میں آیا جایا کریں گے (فتح الباری ۱۰/ ۱۶۳)۔

تاہم میرے خیال میں ان تمام اخلاقی، شرعی اور انسانی ہدایات کے باوجود کسی سماج میں ایسے مریضوں کے تئیں نفرت عام ہو جائے اور ان کے لئے سماج میں رہنا دوبھر ہو جائے تو ان لوگوں کی رائے پر عمل کر لینے میں کوئی قباحت نہیں کہ ان کے لئے خصوصی ہاسٹل تعمیر کر دیا جائے۔

''يتخذ لهم مكان متفرد عن الأصحاء'' (حوالہ سابق)۔

موسوعہ فقہیہ میں ہے:

''ذهب المالكية والشافعية والحنابلة إلى منع المجذوم يتأذى به من مخالطة الأصحاء والاجتماع بالناس'' (الموسوعہ الفقہیہ ۸/ ۷۸)۔

Marfat.com

(مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے ایسے کوڑھیوں کو صحت مند لوگوں کے ساتھ اختلاط اور اجتماع سے منع کیا ہے جن سے گھن محسوس کی جاتی ہو)۔

حنفیہ کے بارے میں ''موسوعہ'' کے مرتبین نے لکھا ہے کہ ہمیں اس سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں ملی، لیکن حنفیہ ''ضرر عام'' کو دفع کرنے کے لئے ''ضرر خاص'' کو گوارا کرنے کے اصول پر جس طور پر کاربند ہیں، اس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہی رائے حنفیہ کی بھی ہوگی۔

۴-قصداً مرض منتقل کرے؟

ایڈز کا مریض اگر عمداً دوسروں کو مرض منتقل کرے تو اگر یہ اس کی موت کا باعث بن جائے تو مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ایسا شخص از راہ قصاص قتل کردیا جائے گا، اس لئے کہ یہ زہر خورانی کے حکم میں ہے اور ایسی موت موجب قصاص ہے۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں:

''أن يسقيه سما أو يطعمه شيئا قاتلا فيموت به فهو عمد موجب للقود إذا كان مثله يقتل غالبا'' (المغنی ۸/ ۲۱۲)۔

(زہر پلائے یا کوئی مہلک چیز کھلائے اور اس سے موت واقع ہوجائے اور اس طرح کی چیز اکثر باعث ہلاکت بن جاتی ہو، تو یہ قتل عمد تصور کیا جائے گا اور اس کی وجہ سے دیت واجب ہوگی)۔

یہی رائے مالکیہ کی ہے (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۵/ ۴۵، ۲۴۴)۔

اور اسی طرح ایک قول امام شافعی کا ہے، امام شافعیؒ کا دوسرا قول یہ ہے کہ اگر بالغ آدمی کی ضیافت کی گئی، کھانے میں زہر ملایا گیا اور مہمان اپنی لاعلمی کی وجہ سے زہر کھا گیا اور اس کی موت واقع ہوگئی تو اس پر دیت واجب نہ ہوگی، نہ کہ قصاص (حوالہ سابق، المغنی ۸/ ۲۱۲)۔

فقہاء حنفیہ کے یہاں بعض ایسی جزئیات ملتی ہیں جن سے بہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسموم غذا، کھانے سے موت واقع ہوجائے تب بھی اس پر کوئی ذمہ داری نہیں (دیکھئے: السراجیہ

Marfat.com

۱۱۶، بزازیہ)۔

لیکن ایسی جزئیات کی بابت سمجھنا چاہئے کہ فقہاء نے ان صورتوں کا حکم بیان کیا ہے جب خود میزبان کو بھی کھانے کی مسموم ومہلک ہونے کی اطلاع نہ ہو، ورنہ باوجود علم واطلاع اور قصد وارادہ کے ایسے شخص کو بری الذمہ قرار دینا نا قابل قیاس ہے۔

حنفیہ کے یہاں اصولی یہ ہے کہ قاتل متسبب پر دیت واجب ہوتی ہے۔

"وأما القتل بسبب..... إذا تلف فيه آدمي الدية على العاقلة" (فتح القدیر ۱۰/ ۲۱۴)۔

اور قتل سے کم تر نقصان ہوا ہو تب بھی اس پر ضمان واجب ہوتا ہے، اگر اس میں اس کی تعدی کو دخل ہو (حوالہ سابق ۱۰/ ۳۳۰)۔

لہذا اگر مریض کے اس عمل کی وجہ سے دوسرے شخص کی موت واقع ہوگئی تو اس پر دیت واجب ہوگی، اگر موت واقع نہ ہوئی، بلکہ صحت کو شدید نقصان پہنچا تو مناسب تاوان واجب ہوگا، اور علاوہ اس کے حکومت اس کی مناسب سرزنش بھی کرے گی، فتاوی سراجیہ میں ہے:

"إذا سقى إنسانا شرابا مسموما فمات فعليه التعزير" (الفتاوی السراجیہ / ۱۴۳)۔

(کسی انسان کو زہرناک مشروب پلا دیا اور موت واقع ہوگئی تو اس پر تعزیر واجب ہوگی)۔

اگر مرض کو منتقل کرنے کا ارادہ نہیں تھا، لیکن اس اثر ونتیجہ سے واقف تھا تب بھی وہ اس کا ضامن ہوگا، اس لئے کہ انسان کسی ضرر کا باعث بنے تو اس کے اسباب ومحرکات کچھ بھی ہوں، نقصان کی تلافی اس کی ذمہ داری ہے، فقہاء کے یہاں اس طرح کی بے شمار نظائر ہیں، بہ طور نمونہ ایک دو ذکر کی جاتی ہیں:

"لو وضع في الطريق جمرا فاحترق به شئ كان ضامنا"۔

Marfat.com

(اگر راستہ میں چنگاری رکھ دی اور اس سے کوئی چیز جل گئی تو وہ اس کا ضامن ہوگا)۔

"لو سقط من أيديهم آجر أو حجارة أو خشب فأصاب إنسان فقتله فإنه يجب الدية على عاقلة من سقط ذلك من يده وعليه الكفارة" (ہندیہ ۴۱-۴۲/۶)۔

(اگر ہاتھوں سے پختہ اینٹ یا پتھر یا لکڑی گر گئی اور کسی انسان کو جا لگے اور اس کی موت واقع ہو جائے، تو جس کے ہاتھوں وہ چیز گری ہے اس کے عاقلہ پر دیت اور خود اس پر کفارہ واجب ہوگا)۔

"وكذا إذا هب الماء في الطريق فمطب به إنسان أو دابة، وكذا إذا رئس الماء أو توضاء" (ہدایہ مع الفتح ۳۱۰/۱۰)۔

(اسی طرح راستہ میں پانی بہائے اور اس سے انسان یا جانور ہلاک ہو جائے یا پانی کا چھڑکاؤ کیا ہو یا وضو کیا ہو (تو ایسا کرنے والا ضامن ہوگا))۔

اور چونکہ خون دینے والا اپنے اس فعل کے اثر اور منفی و مضر نتیجہ سے واقف تھا، اس لئے گنہگار بھی ہوگا۔

۵- ایڈز کی وجہ سے فسخ نکاح

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک نکاح بھی ان معاملات میں سے ہے، جو عیب کی وجہ سے فسخ کیا جا سکتا ہے، اگر نکاح کے بعد شوہر میں ایسا عیب پیدا ہوا یا نکاح کے وقت موجود تھا، لیکن عورت کو مطلع نہیں کیا گیا تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے، جن عیوب کی وجہ سے فسخ نکاح کا حق دیا گیا ہے، گو ان کی تفصیلات میں اختلاف ہے، تاہم بنیادی طور پر وہ دو طرح کے ہیں: ایک وہ جو جنسی اعتبار سے ایک کو دوسرے کے لئے ناقابل انتفاع بنا دیں، دوسرے وہ جو قابل نفرت ہوں اور ان کے متعدی ہونے کا اندیشہ ہو، جیسے برص وجنون (دیکھئے: الشرح الصغیر ۲/ ۴۶۷-۴۶۹، سبل السلام ۱/ ۱۳۴، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۴/ ۱۸۰)۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شوہر کے نامرد یا مقطوع الذکر ہونے کے سوا کوئی اور صورت نہیں جس میں تفریق کا مطالبہ کر سکے (ہدایہ ۴۰۱/۲)۔

امام محمد کے نزدیک جنون و برص کی وجہ سے بھی عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے (البحر الرائق ۱۲۶/۴)۔

اور متاخرین حنفیہ نے بھی اسی پر فتویٰ دیا ہے (ہندیہ ۳۴/۶)۔

عام طور پر اہل علم نے امام محمد سے عورت کے حق تفریق کو جنون، برص اور جذام تک محدود نقل کیا ہے، لیکن بعض نقول سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حصر و تحدید درست نہیں ہے، علامہ کاسانیؒ کا بیان ہے:

"خلوه من كل عيب يمكنها المقام معه إلابضرر كالجنون والجذام والبرص شرط للزوم النكاح حتى يفسخ به النكاح" (بدائع الصنائع ۳۲۷/۲)۔

(نکاح کے لازم ہونے کے لئے ایسے عیوب سے شوہر کا خالی ہونا ضروری ہے کہ جن عیوب کے رہتے ہوئے اس کے ساتھ ضرر اٹھائے بغیر عورت نہ رہ سکتی ہو، جیسے جنون، برص، کوڑھ، کہ ان امراض کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے)۔

زیلعی کہتے ہیں:

"وقال محمد ، ترد المراة إذا كان بالرجل عيب فاحش بحيث لا تطيق المقام معه، لأنها تعذر عليها الوصول إلى حقها لمعنى فيه فكان كالجب والعنة" (تبیین الحقائق ۲۵/۳)۔

(امام محمد نے فرمایا: اگر شوہر میں ایسا کھلا ہوا عیب ہو کہ عورت اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی تو عورت نکاح رد کر سکتی ہے، اس لئے کہ عورت کے لئے اس صورت میں اپنا حق وصول کرنا دشوار ہو جائے گا، لہذا یہ قطع ذکر اور نامردی کا سا عیب شمار ہوگا)۔

گویا امام محمد کے نزدیک ہر متعدی اور قابل نفرت مرض کی بنا پر عورت مطالبہ تفریق

Marfat.com

کر سکتی ہے، اور یہی شریعت کے مزاج و مذاق سے ہم آہنگ اور اس کے اصول و مقاصد اور روح وقواعد کے مطابق ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: جدید فقہی مسائل ۲/۰۷-۱۵۸ مذکورہ بحث اسی کی تلخیص ہے)۔

ان تفصیلات کی روشنی میں غور کیا جائے تو ائمہ ثلاثہ کے علاوہ حنفیہ کے نزدیک بھی ایڈز ان امراض میں سے ہے جن کی وجہ سے عورت کو حق تفریق حاصل ہوتا ہے، کیونکہ یہ برص وجذام سے زیادہ قابل نفرت بھی ہے اور متعدی بھی اور چونکہ جنسی ربط بھی اس مرض کی منتقلی کا ایک اہم سبب ہے اس لئے ایڈز کا مریض شوہر اس کی بیوی کے حق میں نامردہی کے حکم میں ہے کہ وہ مرض کی منتقلی کے خوف سے اس مرد کے ذریعہ داعیہ نفس کی تکمیل نہیں کر سکتی۔

۶- ایڈز کی بنا پر حمل کا اسقاط

حمل کے دو مرحلے ہیں: ۱۲۰ دنوں کے بعد جب کہ روح پیدا ہو چکی ہو، اس سے پہلے جب کہ روح پیدا نہیں ہوئی ہے، روح پیدا ہو چکی ہے تو گو بچہ کے ایڈز سے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو، پھر بھی اسقاط جائز نہیں، کہ نفخ روح کے بعد اسقاط حمل کے حرام ہونے پر اجماع واتفاق ہے، شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں:

"إسقاط الحمل حرام بإجماع المسلمين" (فتاوی ابن تیمیہ ۴/۳۱۷)۔

(اسقاط حمل بالاجماع حرام ہے)۔

اور شیخ احمد علیش مالکی فرماتے ہیں:

"التسبب في إسقاطه بعد نفخ الروح فيه محرم إجماعا وهو من قتل النفس" (فتح العلی المالک ۱/۳۹۹)۔

(روح پیدا ہونے کے بعد اسقاط حمل کے ذرائع اختیار کرنا بالاجماع حرام ہے اور یہ قتل نفس کے حکم میں ہے)۔

Marfat.com

روح پیدا ہونے سے پہلے عذر کی بناء پر اسقاط کی گنجائش ہے، فقہاء نے عذر کی مثال دی ہے کہ ابھی شیر خوار بچہ ماں کی گود میں ہو اور باپ میں اتنی استطاعت نہ ہو کہ کسی اور عورت سے دودھ پلوا سکے تو اس نومولود بچہ کی غذائی ضرورت کے تحت حمل ساقط کرا سکتا ہے، تا کہ دودھ بند نہ ہو (ردالمحتار ۲/۳۸۰)۔

بچہ کا موروثی طور پر ایڈز جیسی بیماری کے ساتھ پیدا ہونا ظاہر ہے کہ اس سے شدید تر عذر ہے، اس لئے ۱۲۰ دنوں سے کم کا حمل ساقط کرایا جا سکتا ہے اور عورت شوہر اور محکمہ صحت تینوں ہی اس کا مجاز ہے۔

۷-ایدز کے مریض بچوں کی تعلیم کا مسئلہ

اگر کسی سماج میں ایڈز کے مریض بچوں کی کثرت ہو جائے تب تو مناسب ہے کہ حکومت اور رفاہی ادارے ایسے معذوروں کے لئے علاحدہ درسگاہیں قائم کریں، ''موسوعہ فقہیہ'' کے مؤلفین نے جذام کے مریضوں کے بارے میں فقہاء کی رائے اس طرح نقل کی ہے:

''وإذا كثر عدد الجذمى، فقال الأكثرون يؤمرون أن ينفردوا عن مواضع الناس ولا يمنعون عن التصرف فى حوائجهم'' (الموسوعہ الفقہیہ ۱۵/۱۳۰)۔

(اگر جذامیوں کی تعداد بڑھ جائے تو اکثر فقہاء کی رائے ہے کہ ان کو لوگوں سے علاحدہ رہنے کا حکم دیا جائے گا، البتہ ان کو ان کی ضروریات کی بابت تصرف سے منع نہیں کیا جائے گا)۔

ظاہر ہے ان کو عوامی مقامات سے الگ رکھنا اسی وقت ممکن ہو سکے گا کہ ان کے لئے الگ درسگاہیں ہوں۔

جہاں اس قسم کے ایک دو مریض ہوں، وہاں عمومی اسکولوں میں ان کا داخلہ لیا جائے گا، البتہ دیگر طلبہ کو اس کے مرض اور احتیاطی تدابیر سے واقف کرا دینا ضروری ہوگا، بہر حال محض اوہام اور اندیشہ ہائے دور دراز کی وجہ سے ان کو تعلیم سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔

Marfat.com

۸-والدین کی ذمہ داری

والدین، اہل خانہ اور سماج کی ذمہ داری ہے کہ شریعت نے بیمار افراد کے ساتھ جس رحم دلانہ سلوک، محبت وشفقت اور رعایت کا حکم دیا ہے اس کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے اور مریض کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے کہ وہ اپنے آپ میں جینے کا حوصلہ پا سکے۔

۹-کیا ایڈز اور اس جیسی بیماریاں مرض موت ہیں؟

مرض موت کی تعریف کے سلسلہ میں مختلف اقوال منقول ہیں اور ان میں خاصا فرق وتفاوت پایا جاتا ہے (دیکھئے: فتح القدیر ۱۵۱/۴)۔

علامہ حصکفی نے لکھا ہے کہ بیماری یا کسی اور وجہ سے اس کی ہلاکت یقینی ہو اور وہ گھر سے باہر نکل کر اپنی ضروریات خود پوری کرنے سے قاصر ہو (الدر المختار مع الرد ۲/ ۵۲۰)۔

فقیہ ابواللیث سے منقول ہے کہ وہ مرض موت کی تحقیق کے لئے فریش ہونے کو ضروری قرار نہ دیتے تھے، اس بات کو کافی سمجھتے تھے کہ عام طور پر یہ بیماری ہلاکت تک منتج ہوتی ہو، شامی نے اس کی تائید کی ہے اور لکھا ہے کہ صدر شہید کا فتوی بھی اسی پر تھا اور یہی امام محمد کے کلام سے ہم آہنگ ہے، پھر اس رائے کے حق میں بعض اور مؤیدات بھی نقل کئے ہیں (الرد مع الدر ۲/ ۵۲۰-۲۱)۔

البتہ ایسے امراض جو عام طور پر طویل المدت ہوا کرتے ہیں، وہ اسی وقت مرض موت شمار ہوں گے جب کہ ان میں سلسلہ وار اضافہ ہو رہا ہو، اگر وہ ایک خاص حد پر آ کر رک گیا اور سال بھر بھی اس پر کوئی اضافہ نہیں ہو تو یہ مرض موت شمار نہیں کیا جائے گا، در مختار میں ہے:

"المقعد والمفلوج والمسلول إذا تطاول ولم يقعد في الفراش كالصحيح، ثم رمز شح حد التطاول سنة، وفي القنية: المفلوج والمسلول والمقعد مادام يزداد كالمريض" (الدر المختار ۲/ ۵۲۱، نیز دیکھئے: ہندیہ ۱/ ۴۶۳)۔

Marfat.com

(اپاہج، مفلوج، سل زدہ کا مرض طول پکڑ لے اور وہ فریش نہ ہوا ہو تو صحت مند کی طرح ہے، پھر شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے کہ مرض کے طویل ہونے کی حد ایک سال ہے، اور قنیہ میں ہے کہ مفلوج، سل زدہ کا مرض جب تک بڑھتا رہے وہ مریض موت ہی کے حکم میں ہے)۔

اب ان توضیحات کی روشنی میں ایڈز، طاعون اور کینسر وغیرہ امراض کا حکم یہ ہوگا کہ اگر بیماری نا قابل علاج ہے اور طبی اصول تحقیق کے مطابق مرض میں اضافہ کا سلسلہ جاری ہے تو یہ مرض موت ہی کی کیفیت ہے اور اگر ایک سطح پر آ کر مرض رک گیا ہے اور سال بھر سے یہی کیفیت ہے تو موجودہ صورتحال میں یہ مرض موت متصور نہیں ہوگا۔

ترکہ، اقرار، وصیت اور طلاق وغیرہ احکام وتصرفات جو مرض موت سے متاثر ہوتے ہیں، میں اسی اصول کے احکام جاری ہوں گے۔

۱۰- طاعون زدہ علاقہ میں آمدورفت پر پابندی

حکومت کا اس طرح کی پابندی لگانا درست ہے، اور آپ ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق ہے جو حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے منقول ہے:

"إذا سمعتم بالطاعون في أرض فلا تدخلوها، وإن وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجو منها" (بخاری ۲/ ۸۵۲ باب مایذکر فی الطاعون)۔

(جب تم کسی سرزمین میں طاعون کی اطلاع پاؤ تو داخل نہ ہو، اور اگر جہاں تم ہو وہیں طاعون پھوٹ پڑے تو اس مقام سے باہر نہ جاؤ)۔

جب اسباب کے درجہ میں ان امراض کا متعدی ہونا ثابت ہے تو صحت عامہ کی حفاظت کے لئے اس قسم کی تدابیر از قبیل واجبات ہے، طاعون وجذام اور اس سلسلہ میں احتیاط وتوکل کے موضوع پر امام غزالی اور حافظ ابن قیم نے اسرار شریعت کے رمز شناس اور فن طب کے غواص وشناور کی حیثیت سے جو کلام کیا ہے وہ اس باب میں خضر طریق ہے، امام غزالیؒ کی گفتگو کا

Marfat.com

ماحصل یہ ہے کہ طاعون زدہ شہر کے لوگوں کو باہر جانے سے اس لئے روکا گیا ہے کہ وہاں جو لوگ بظاہر صحت مند نظر آتے ہیں، ان کا بھی طاعون سے متاثر ہونا بعید نہیں، کیونکہ ابتدائی مرحلہ میں بیماریوں کا اثر ظاہر نہیں ہوتا، اب یہ دوسری جگہ آمدورفت کریں تو بیماری متعدی ہوسکتی ہے (احیاء علوم الدین مع الاتحاف ر ۱۲)۔

ابن قیم نے باہر سے اس شہر میں داخلہ کی ممانعت پر جو حکمتیں بیان فرمائی ہیں ان میں ایک یہی ہے کہ مجاورت اور اختلاط ایسی بیماریوں کو پروان چڑھاتی ہے، اس لئے جو لوگ باہر ہیں اور صحت مند ہیں، ان کا اپنی صحت کو ناحق خطرہ میں ڈالنا مناسب نہیں (الطب النبوی ر ۳۴)۔

گوشارحین حدیث کے درمیان اس میں اختلاف ہے کہ حدیث میں مذکور ممانعت واجب کے درجہ میں ہے یا ممانعت تنزیہی ہے؟ اور بہ قول حافظ ابن حجر وبغوی یہ ممانعت واجب کے درجہ میں نہیں ہے (فتح الباری ۱۰ر ۱۸۷)۔

اور یہی بات اس اصول سے ہم آہنگ بھی ہے کہ جہاں ممانعت کسی شرعی قباحت کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ طبی اور طبعی مصلحت کے تحت ہو، جس کو اصولیین ''نہی ارشاد'' کہتے ہیں، وہاں حرمت متصور نہیں ہوتی، لیکن چونکہ یہاں اس شخص کے فعل سے عمومی صحت و بیماری متعلق ہوگئی ہے اور حکومت کو مفاد عامہ کی رعایت کرتے ہوئے بعض خصوصی پابندیاں عائد کرنے کا حق حاصل ہے، جیسا کہ فقہاء نے بڑھتے ہوئے گراں فروشی کے رجحان کو روکنے کے لئے ''تسعیر'' (نرخ متعین کرنے) کی اجازت دی ہے (درمختار علی ہامش الرد ۵ر ۲۸۳)۔

اس لئے یہاں بھی صحت عامہ کی حفاظت کے لئے حکومت اس طرح کی پابندی عائد کرسکتی ہے، یہ تو اس تقدیر پر ہے کہ اس ممانعت کو حرمت کا درجہ حاصل نہ ہو، مگر ابن حجر نے اکثر اہل علم سے اس کی حرمت نقل کی ہے (فتح الباری ۱۰ر ۱۸۹)، ایسی صورت میں یہ پابندی صرف حکومت ہی کی طرف سے نہ ہوگی، بلکہ شریعت کی طرف سے بھی ہوگی۔

Marfat.com

۱۱-ضرورت کی بنا پر طاعون زدہ شہر میں آنا اور وہاں سے جانا

طاعون زدہ شہر میں جن لوگوں کا مریض طاعون ہونا پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے، ان کا تو بہر حال دوسری جگہ جانا جائز نہیں، البتہ صحت مند لوگوں کا اس شہر سے باہر جانا اگر از راہ فرار نہ ہو، بلکہ کسی اور ضرورت و مصلحت کے تحت ہو تو جائز ہے، اس طرح جو لوگ باہر ہوں اور کسی خاص ضرورت کی بناء پر طاعون زدہ شہر میں داخل ہونا چاہیں ان کے لئے بھی اجازت ہے، امام نووی لکھتے ہیں:

"وفی هذه الأحاديث منع القدوم على بلد الطاعون ومنع الخروج منه فرارا من ذلک، أما الخروج لعارض فلا بأس به، وهذا الذی ذكرناه هو مذهبنا ومذهب الجمهور قال القاضی هو قول الأكثرين" (شرح مسلم ۲/۲۲۸)۔

(ان احادیث میں طاعون زدہ شہر میں داخلہ اور وہاں سے راہ فرار اختیار کرنے کی ممانعت ہے، اگر کوئی اور عذر پیش آجائے اور اس کی وجہ سے نکلے تو حرج نہیں، یہ بات جو ہم نے ذکر کی ہے ہمارا (شافعیہ کا) مذہب بھی ہے اور جمہور کا بھی، اور قاضی کا بیان ہے کہ یہی اکثر حضرات کی رائے ہے)۔

ایک اور موقع پر لکھتے ہیں کہ اس پر اتفاق ہے: "واتفقوا على جواز الخروج لشغل وغرض غير الفرار" (حوالہ سابق ۲/۲۲۹)۔

علامہ مرتضی زبیدی کا بیان ہے: "واتفقوا على جواز الخروج لشغل وغرض غير الفرار" (اتحاف سادة المتقین ۱۲/۲۸۱)۔

(طاعون سے فرار کے سوا کسی اور مقصد کے تحت طاعون زدہ شہر سے نکلنے کے جائز ہونے پر سبھوں کا اتفاق ہے)۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اگر طاعون زدہ شہر سے نکلنے میں خالصتاً کوئی اور مقصد ہو، فرار بالکل پیش نظر نہ ہو، مثلاً: سفر کی تیاری پہلے سے کر چکا تھا کہ اتفاق سے طاعون پھوٹ پڑا اب تو

Marfat.com

اتفاق ہے کہ سفر میں کوئی قباحت نہیں، البتہ اگر سفر کا مقصد تو کچھ اور ہو، لیکن ضمنی طور پر یہ خیال بھی ہو کہ اسی بہانہ اس طاعون زدہ شہر سے بھی راحت نصیب ہوگی تو اس کے بارے میں اختلاف ہے، بعض حضرات نے اس کو مباح قرار دیا ہے اور ''طاعون عمواس'' کے موقع سے حضرت عمرؓ کی سرحد شام سے واپسی کو اسی پر محمول کیا ہے (فتح الباری ۱۰/۱۸۸)۔

جہاں تک طاعون زدہ شہر میں کسی ضرورت کے تحت واپسی کی بات ہے تو یہ بہ درجہ اولی جائز ہوگا، اس لئے کہ اب اس کی واپسی سے دوسروں کی صحت کو خطرہ نہیں ہے، بلکہ اپنے اہل وعیال کے خیال سے وہ اپنی صحت کو خطرہ میں ڈال کر ایثار سے کام لے رہا ہے، خاص طور پر طبی کارکنان اور ریلیف کے لوگ جو مریضوں کی مدد کے لئے شہر میں داخل ہوں، عند اللہ ماجور بھی ہوں گے، امام غزالیؒ نے بھی اس مقصد سے شہر میں آنے کو مستحب قرار دیا ہے اور کہا ہے:

''لا ینهی عن الدخول؛ لأنه تعرض لضرر موهوم علی رجاء دفع ضرر عن کیفیة المسلمین'' (احیاء علوم الدین مع الاتحاف ۱۲/۲۸۰)۔

(طاعون زدہ شہر میں داخل ہونے سے منع نہیں کیا جائے گا، کہ عام مسلمان جس ضرر میں مبتلا ہیں، ان کو بچانے کی امید پر اپنے لئے ایک موہوم نقصان کے خطرہ کو گوارہ کرنا ہے)۔

محور سوم

شرعی مصلحتوں کی بنا پر غیبت

اس میں شبہ نہیں کہ شریعت میں غیبت، چغلخوری اور مسلمانوں کے عیوب اور کوتاہیوں کا اظہار بدترین گناہ اور شدید معصیت ہے اور ستر و راز پوشی اسی قدر مطلوب و پسندیدہ ہے، لیکن اصل میں یہ احکام مقاصد و نتائج کے تابع ہیں، اگر کسی درست شرعی مصلحت کے تحت غیبت اور افشاء راز کی حاجت پڑ جائے تو پھر یہی عمل کبھی جائز اور کبھی بہ تقاضائے مصلحت واجب بھی ہو جاتا

Marfat.com

ہے،اس لئے محدثین نے جہاں غیبت کی شناعت پر عنوان باندھا ہے،ان مواقع کی بھی نشاندہی فرمائی ہے جن میں غیبت جائز ہوتی ہے،امام بخاری فرماتے ہیں:

"باب مایجوز من اغتیاب أهل الفساد والریب"(بخاری ۲/۸۹۱، باب لم یکن النبی فاحشاولا متفحشا)۔

(اہل فساد وریب کی غیبت جائز ہونے کا بیان)۔

اور پھر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے حاضری کی اجازت چاہی،تو آپ ﷺ نے ایک طرف ازراہ اخلاق وطبعی ملاطفت ونرم خوئی اس کو باریابی کی اجازت بھی مرحمت فرمائی اور دوسری طرف ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے اس کی بابت یہ بھی فرمایا کہ خاندان کا بدترین شخص ہے۔"بئس أخو العشیرة"(حوالہ سابق)۔

اس کے علاوہ ثابت ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ نے آپ ﷺ سے اپنے شوہر حضرت ابوسفیان کی جانب سے نفقہ میں تنگی برتنے کی شکایت کی،اور آپ ﷺ نے اس پر کوئی تنبیہ نہیں فرمائی(بخاری ۲/۸۰۸ دیوبند)۔

حضرت فاطمہ بنت قیس نے دواشخاص سے آئے ہوئے پیام نکاح کی بابت استفسار کیا تو آپ ﷺ نے اس کو قبول نہ کرنے کا مشورہ دیا اور ان کی کمزوریوں کا ذکر فرمایا(مسلم ۱/۴۸۳)۔

حضرات صحابہ کرام سے بھی کسی مصلحت یا اصلاح کے لئے بعض لوگوں کی خامیوں اور کوتاہیوں کا ذکر کرنا ثابت ہے۔

اس لئے فقہاء نے ازالہ ظلم، دفع ضرر اور کسی جائز شرعی مصلحت کے حصول کے لئے غیبت کی اجازت دی ہے(دیکھئے: خلاصۃ الفتاوی ۴/۳۷۶،ردالمحتار ۵/۲۶۳،شرح مسلم للنووی ۲/۳۲۲) میں صرف حافظ ابن حجر کی ایک مختصر اصولی اور جامع تحریر نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں،فتح الباری میں ہے:

Marfat.com

''علماء نے کہا ہے کہ ہر ایسے مقصد کے لئے غیبت جائز ہے جو شرعا درست ہو اور اس کے سوا اس مقصد کے حصول کا کوئی اور راستہ نہ ہو، جیسے: ظلم کی مدافعت، اصلاح منکرات میں مدد حاصل کرنا، فتوی دریافت کرنا، قاضی کے یہاں مقدمہ لے جانا، دوسروں کو کسی کے شر سے بچانا، اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ راویوں اور گواہان پر جرح کی جائے، ذمہ داروں کو ان ماتحتوں کے حالات سے باخبر کیا جائے، نکاح یا کسی اور معاملہ سے متعلق مشورہ خواہ کو مشورہ دیا جائے، کسی طالب علم کو بدعتی یا فاسق شخص کے پاس آمدورفت کرتے دیکھا جائے اور اس کے اس سے متاثر ہوجانے کا اندیشہ ہو تو اس کو آگاہ کر دیا جائے، نیز جو لوگ علانیہ ظلم وفسق یا بدعت میں مبتلا ہوں، ان کی غیبت کرنا بھی جائز ہے''۔

اب غیبت اور افشاء راز سے متعلق اسی اصول کی روشنی میں ان سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

۱- جب ڈاکٹر کے لئے مریض کا عیب ظاہر کرنا جائز ہے

اگر لڑکی کے لوگوں نے معالج سے اس عیب کی بابت دریافت نہیں کیا تب بھی معالج کے لئے لڑکی والوں کو اس کی اطلاع کر دینا جائز ہے، کیونکہ اس سے ایک طرف وہ دھوکہ سے محفوظ رہیں گے اور دوسری طرف مرد بھی آئندہ زندگی کی ناخوشگواری اور باہمی ناچاقی کی ابتلاء سے محفوظ رہے گا، یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء نے استمزاج وطلب مشورہ کی قید لگائے بغیر بھی مطلق اس مقصد کے لئے غیبت کی اجازت دی ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

''فتباح غيبة مجهول و متظاهر بقبيح ولمصاهرة الخ'' (الدر المختار ۵/ ۲۶۲)۔

(نامعلوم اور علانیہ برائیوں میں مبتلا شخص کی، نیز رشتہ کی بابت غیبت جائز ہے)۔

اور اگر لڑکی کے لوگوں نے اس بابت استفسار کیا تب صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا واجب ہوگا اور حقائق کو چھپائے تو یہ خود بھی دھوکہ دہی کا گنہگار ہوگا، کیونکہ کسی بھی مسلمان کو صحیح مشورہ دینا واجب ہے، امام نووی رقم طراز ہیں:

Marfat.com

"ويجب على المشاورأن لا يخفى حاله بل يذكر المساوى التى فيه بنية النصيحة" (رياض الصالحين ۵۸۱ باب ما يباح من الغيبة)۔

(مشورہ دینے والے پر یہ واجب ہے کہ صورت حال کو چھپائے نہیں، بلکہ جس کے متعلق مشورہ لیا جا رہا ہو، بہ نیت خیر خواہی ان کی برائیاں ذکر کر دے)۔

۲- چونکہ اس صورت میں افشاء راز سے نہ صرف ایک مسلمان، بلکہ ایک مسلمان خاندان کو شر سے بچانا ہے، اس لئے اس صورت میں بھی معالج کے لئے افشاء راز جائز ہے۔

۳- اس صورت میں بھی دوسرے فریق کے دریافت کرنے پر صحیح صورتحال سے آگاہ کرنا واجب، ورنہ جائز ہے۔

۵- فقہ کے متفق علیہ اور مسلمہ قواعد میں سے جن پر نصوص اور آیات و درایات کی قوت و تائید بھی ہے ایک یہ ہے:

"يتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ر ۸۷)۔

چنانچہ معالج کی طرف سے صحیح اطلاع گو ڈرائیور اور پائلٹ کے لئے باعث ضرر ہے لیکن اس سے پہلوتہی کی صورت عام لوگوں کو جو شدید ضرر پہنچ سکتا ہے وہ زیادہ قابل لحاظ ہے، لہذا ان حالات میں ڈاکٹر پر واجب ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس سے باخبر کر دے۔

۶- ناجائز بچہ کی بابت اطلاع

حدود و فحشاء کے بارے میں اسلام کا اصول یہ ہے کہ ممکن حد تک ستر و پردہ داری افضل ہے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

"والشهادة فى الحدود يخير فيها الشاهد بين الستر والإظهار؛ لأنه بين حسبتين إقامة الحد والتوقى عن الهتك والستر أفضل" (ہدایہ مع الفتح ۷ر ۳۶۷)۔

Marfat.com

(حدود کی بابت شہادت کے معاملہ میں گواہ کو ستر اور اظہار کے درمیان اختیار ہوگا، اس لئے کہ وہ دونیکیوں کے درمیان ہے، حد شرعی کا قائم کرنا، مسلمان کی ہتک عزت سے بچنا، البتہ ستر افضل ہے)۔

اور فقہاء کی یہ رائے خود آپ علیہ کے ارشاد پر مبنی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ علیہ نے فرمایا:

"من ستر مسلما ستره الله في الدنياء والأخرة" (دیکھئے: نصب الرایہ ۴/۷۹، بحوالہ بخاری و مسلم)۔

(جس نے کسی مسلمان کی برائی کو چھپایا، اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں اس کی ستر پوشی کرے گا)۔

دوسری طرف حیات انسانی کا تحفظ و بقاء جس درجہ اہم ہے، وہ بھی محتاج اظہار نہیں کہ کسی اجنبی کی جان بچانے کے لئے بھی ضرورت پڑے تو نماز کا توڑنا واجب ہے (ہندیہ ۱/۱۰۹)۔

اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے:

"ينبغي للملتقط إذا كان لا يريد الإنفاق من مال نفسه أن يرفع الأمر إلى الإمام" (خانیہ ۳/۳۹۶)۔

(جو کسی گم شدہ کو پائے تو اگر مال سے اس کے اخراجات ادا کرنے کا ارادہ نہ ہو تو معاملہ کو حاکم کے سپرد کردینا چاہئے)۔

پس ان دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کر بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اگر بچہ کی ماں کی شناخت اور اظہار کئے بغیر بچہ کے متعلق اطلاع دینا اور اس کی جان بچانا ممکن ہو تب تو ایسا ہی کرے اور سرکاری یا کسی ایسے غیر سرکاری ادارہ کو اس سے مطلع کردے جو ایسے بچوں کی ذمہ داری کو قبول کرتا ہو، اور اگر اس بچہ کی پرورش اور بقا اس کے بغیر ممکن نہ ہو کہ اس عورت کا راز فاش کیا جائے، تو پھر اس کے بارے میں اظہار جائز ہے کہ انسانی زندگی کا تحفظ بہر حال زیادہ اہم ہے۔

Marfat.com

۷- علاج بہ ذریعہ شراب

یہ مسئلہ حرام اشیاء سے علاج کے جواز وعدم جواز سے متعلق ہے، گو متقدمین کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف رائے تھا، لیکن متاخرین اور فقہاء معاصرین اب اس کے جواز پر متفق ہیں، بہ طور نمونہ زیلعی کی ایک عبارت نقل کی جاتی ہے:

"وفی النهاية، يجوز التداوی بالمحرم كالخمر والبول إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يجد غيره من المباح ما يقوم مقامه والحرمة ترتفع للضرورة، فلم يكن متداويا بالحرام" (تبیین الحقائق ۶/ ۳۳)۔

(نہایہ میں ہے: حرام اشیاء جیسے شراب اور پیشاب سے علاج جائز ہے، بشرطیکہ کسی مسلمان طبیب نے اس میں شفا کی خبر دی ہو اور اس کا کوئی جائز متبادل موجود نہ ہو، کیونکہ ضرورت کے موقع پر حرمت ختم ہو جاتی ہے، لہذا وہ حرام سے علاج کا مرتکب ہی نہیں ہوا)۔

رسول اللہ ﷺ کا اصحاب عرینہ کو اونٹ کا پیشاب ازراہ علاج پینے کی اجازت دینا (ترمذی ۱/ ۲۱، باب ماجاء فی بول مایوکل لحمہ)، اور حضرت ابوجحیفہ کو سونے کی ناک بنوانے کی ہدایت فرمانا (ابوداؤد ۲/ ۵۸۱) اس کے جائز ہونے کی واضح دلیل ہے، اس لئے خود شراب کے ذریعہ شراب نوشی کا علاج کرنا جائز ودرست ہے۔

۸- مجرمین کی بابت اطلاع

اگر مریض اصلاح حال پر آمادہ نہ ہو تو ضرر عام کو دفع کرنے کے لئے متعلقہ افراد، محکمہ جات یا حکومت کو اس کی اطلاع کر دینی چاہئے کہ گو اس سے اس شخص کی ایک ذاتی منفعت فوت ہو رہی ہے، لیکن "دفع مفسدہ" کو "جلب منفعہ" پر ترجیح حاصل ہے۔

۹- بے گناہ شخص کی براءت کے لئے اظہار حقیقت

شہادت دینا فرض ہے، کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

Marfat.com

"لا تكتموا الشهادة ومن يكتمها فإنه آثم قلبه" (سورۂ بقرہ: ۲۸۳)۔

(گواہی کو نہ چھپایا کرو، اور جس نے گواہی چھپائی اس کا دل گنہگار ہے)۔

یہ فرضیت دو صورتوں سے متعلق ہے، ایک اس وقت جب مدعی گواہی دینے کا مطالبہ کرے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

"ولا يسعهم كتمانها إذا طالبهم المدعي" (ہدایہ مع الفتح ۷/۳۶۵)۔

(مدعی کے مطالبہ کے بعد گواہی چھپانے کی گنجائش نہیں)۔

دوسرے گواس سے گواہی دینے کی خواہش نہ کی جائے اور نہ فریق کو اس کا گواہ ہونا معلوم ہو، مگر وہ جانتا ہو کہ اگر اس نے گواہی نہ دی تو ایک شخص حق سے محروم ہو جائے گا یا ناحق ماخوذ ہو جائے گا، بابرتی کے الفاظ میں:

"ويعلم الشاهد أنه إن لم يشهد يضيع حقه فإنه يجب عليه الشهادة" (عنایہ مع الفتح ۷/۳۶۶، نیز دیکھئے: فتح القدیر ۷/۳۶۵، کتاب الشہادات)۔

گواہ کو معلوم ہو کہ اگر اس نے گواہی نہیں دی تو اس کا حق ضائع ہو جائے گا، تو ایسی صورت میں اس پر گواہی واجب ہے۔

لہذا ایسی صورت میں ڈاکٹر ہی کی گواہی پر ایک بے قصور شخص بری الذمہ ہو سکتا ہے، ڈاکٹر کے لئے رازداری سے کام لینا جائز نہیں اور حقیقت حال کا اظہار واجب ہے۔

۱۰- اہل خانہ کو صحیح صورت حال سے مطلع کر دینا چاہئے، تفصیل (محور ۲ کے سوال ۲) کے جواب میں گذر چکی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

طبی اخلاقیات سے متعلق سوالوں کے جوابات

مفتی محمد عبید اللہ اسعدی

محور اول

۱-الف: مریض کی اجازت کے باوجود ایسے شخص کو علاج ومعالجہ کی اجازت نہیں جسے عرفی یا قانونی طور پر وہ واقفیت وحیثیت حاصل نہیں ہے، جس کے بعد علاج ومعالجہ کی اجازت ہوتی ہے، اس لئے کہ علماء محققین نے ایک اہم شرط باقاعدہ معالج ہونے کی ذکر کی ہے۔

ب- طبیب کے حق میں مواخذہ وگرفت سے بری ہونے کی چار شرطیں علماء محققین نے ذکر کی ہیں، ان کے مطابق ایسا شخص جو کہ علاج ومعالجہ کی اہلیت نہیں رکھتا، اگر اس سے کوئی نقصان پہنچے گا تو اس پر اس کا ضمان واجب ہوگا (التشریع الجنائی ۱/ ۵۲۳، الجنایۃ بین الفقہ الاسلامی والقانون الوضعی رص ۱۱۱۴)۔

البتہ مولانا ظفر احمد تھانوی نے یہ تفصیل کی ہے کہ اگر تجویز کردہ دوا کی وجہ سے نقصان ہوا ہے تو ضمان نہیں ہوگا اور اگر کسی چیر پھاڑ اور قطع وبرید کے نتیجہ میں ایسا ہوا ہے تو ضمان ہوگا (اعلاء السنن ۱۸/ ۲۳۲)۔

لیکن سمجھ میں یہ آتا ہے کہ دوا کی تجویز کی صورت میں بھی ضمان ہونا چاہئے، اس لئے کہ ایسا طبیب اصلاحی طور پر تو مباشر نہیں، لیکن متعدی متسبب ضرور ہے، جو کہ تعدی کی وجہ سے

☆ شیخ الحدیث، جامعہ عربیہ، ہتھورہ، باندہ، یوپی۔

Marfat.com

ضامن ہوا کرتا ہے، اور بعض مرتبہ درمیان میں فاعل مختار کا واسطہ ہوتا ہے اس کے باوجود اس پر ضمان ہوتا ہے (الاشباہ ر ۱۶۳)۔

دوسرے حضرات اس تفصیل وفرق کے قائل نہیں ہیں (مرقاۃ ۷ر ۸۶)۔

ضمان کا مطلب یہ ہے کہ نقصان کا بصورت نقد ہرجانہ وتاوان ادا کرنا ہوگا، جس کی ذمہ داری ایسے طبیب اور اس کے متعلقین پر ہوگی اور حکام وحکومت کی طرف سے وہ تعزیر کا بھی مستحق ہے اور سختی کے ساتھ اس پابندی کے عائد کئے جانے کا کہ وہ علاج ومعالجہ کا کام نہ کرے (اعلاء السنن ۱۸ر ۳۳۳، شامی ۶ر ۱۴۷)۔

۲- جس شخص کو قانونا وعرفا علاج معالجہ کی اجازت ہے، اس پر اس کے فن کی رو سے جو ذمہ داریاں عائد ہیں اور جو علاج کررہا ہے اس کے جو اصول وتقاضے ہیں ان کی خلاف ورزی ولاپرواہی کی صورت میں جو نقصان ہوگا اس کا اس پر ضمان وتاوان ہوگا، اس لئے کہ محققین کی صراحت کے مطابق تعدی کی صورت میں طبیب پر ضمان ہوتا ہے اور یہ بھی ایک طرح کی تعدی اور زیادتی ہے، نیز یہ کہ عدم ضمان اور عدم مواخذہ کی ایک شرط یہ بھی ذکر کی گئی ہے کہ طبیب اصول طب کے مطابق کام کرے اور پھر اس سے کوئی نقصان ہوجائے (مرقاۃ ۷ر ۸۶، والتشریع الجنائی فی الاسلام ۱ر ۵۲۳)۔

۳- مریض کے جسم میں قطع وبرید وغیرہ کا ایسا عمل جس سے اس کو نقصان پہنچ سکتا ہے اگر مریض یا متعلقین کی اجازت کے بغیر انجام دیا گیا جب کہ وہ موجود ہیں اور ان سے اجازت لینا ممکن ہے تو طبیب کے تجربات کے باوجود نقصان کا اس پر ضمان واجب ہے۔ (التشریع الجنائی فی الاسلام ۱ر ۵۲۳)۔

ان معاملات میں مریض کی اجازت کو یا یہ ممکن نہ ہو تو متعلقین کی اجازت کو مذاہب اربعہ میں اور ائمہ اربعہ کے نزدیک اہمیت حاصل ہے (بدائع ۷ر ۳۰۵ مواہب الجلیل ۶ر ۳۲۱، نہایۃ المحتاج ۸ر ۲۰، المغنی ۱۰ر ۳۴۹، التشریع الجنائی فی الاسلام ۱ر ۵۲۱)۔

Marfat.com

۴- اگر کسی مریض کو (۳) میں مذکور عمل کی ضرورت ہے اور خود اس سے یا اس کے متعلقین اعزہ ورفقا وغیرہ سے اجازت لینا ممکن نہیں تو اس کا حل یہ ہے کہ اسپتال یا محلّہ وگاؤں اور شہر کے حکام و ذمہ داران سے اجازت لی جائے، اس اجازت کو بھی مریض اور متعلقین کی اجازت کی حیثیت حاصل ہوگی، اس لئے کہ حکام بھی ایک قسم کے ولی و ذمہ دار ہوتے ہیں اور اگر طبیب ماہر ومعتمد ہے اور واقعۃً و دیانۃً وہ محسوس کرتا ہے کہ اجازت کی کارروائی کی تاخیر مریض کے لئے جان لیوا ثابت ہوگی اور وہ اقدام کر بیٹھتا ہے تو اس پر ضمان نہیں ہونا چاہئے، اس کے خیال واحساس کے اعتبار کے لئے قرینہ اس کو قرار دیا جائے گا کہ دوسرے اطباء بھی مریض کا حال جاننے کے بعد تصدیق وتائید کریں۔

محور دوم

بیماریوں کا تعدیہ اور چھوت شریعت کی نگاہ میں

اس محور کے سوالات کے جواب سے پہلے ایک تمہید مناسب معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اسلامی وایمانی نقطہ نظر سے اللہ تعالی ہی جملہ امور میں موثر ہے اور وہ ہی مسبب الاسباب ہے، اس بنیادی عقیدہ کے ساتھ مرض کے تعدیہ وچھوت سے متعلق وارد ہونے والی مختلف قسم کی احادیث کے پیش نظر علماء امت کے اس بابت دو نقطہائے نظر رہے ہیں:

ایک سرے سے مرض کے تعدیہ اور چھوت کی نفی کا اور یہ کہ مرض جہاں پیدا ہوتا ہے محض اللہ کے پیدا کرنے سے، سابق مریض ومرض سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

دوسرا یہ کہ اگرچہ اصل فاعل وموثر اللہ تعالی کی ذات ہی ہے، مگر دوسرے اسباب کی طرح اس نے بعض امراض میں اس قسم کی صفت رکھی ہے کہ ایک سے دوسرے کو وہ امراض لگ جاتے ہیں۔

تاہم دونوں نقطہائے نظر ایسے مریضوں سے احتیاط اور اجتناب کی گنجائش دیتے ہیں اور

Marfat.com

اس کو بالکل ناجائز وغلط نہیں کہتے (نخبۃ الفکر ۷، ۸، ۴۴، فتح الباری ۶/ ۶۲، ۱۰/ ۱۰۹ تا ۱۶۲، ۱۸۶، ۱۸۸)۔

اس قسم کے لوگوں کی نسبت سے کچھ پابندی وغیرہ کی ہدایت واجازت ان روایات سے ملتی ہے جن میں مجذوم سے اجتناب کا ذکر ہے اور جن میں طاعون زدہ جگہ کی آمدورفت کی بابت کچھ ہدایات آئی ہیں۔

اس طرح فقہاء نے بھی جو کچھ طاعون اور خصوصیت سے اس شخص کے لئے ذکر کیا ہے جس کی نظر بہت لگتی ہے، اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، علامہ عینی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب کسی کے متعلق معلوم ہو کہ اس کی نظر لگ جایا کرتی ہے تو اس سے اجتناب واحتراز چاہئے اور امام وحاکم کو چاہئے کہ ایسے شخص کو لوگوں کے پاس آنے جانے سے منع کردے اور اس کو اپنے گھر وٹھکانے پر ہی رہنے کا پابند بنادے، اگر معاش کا نظم نہ ہو تو اس کا انتظام کرے جب کہ اس کا ضرر تو پیاز و لہسن کھانے والے کے ضرر سے، نیز مجذوم کے ضرر سے کہیں زیادہ ہے (شامی ۶/ ۳۶۴)۔

دوسری بات یہ کہ ایڈز کا تعدیہ محض مخالطت کی وجہ سے نہیں ہوتا، بلکہ صرف صحبت وجماع یا خون کے نقل ومس کی وجہ سے، لہذا جواب میں ان سب باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۱- چونکہ ایڈز کا مرض عام مخالطت، میل جول، کھانے پینے وغیرہ کی وجہ سے متعدی نہیں ہوتا، بلکہ اس کے تعدیہ کے اسباب بہت ہی محدود ہیں، اس لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا مریض دوسروں کو اپنے مرض سے باخبر کردے، ہاں خود اس کو ان چیزوں میں احتیاط لازم ہے جن کی وجہ سے یہ مرض متعدی ہوتا ہے اور اس کو چاہئے کہ ان چیزوں کی معلومات رکھے، یعنی خود کو بیوی سے دور رکھے اور اگر اتفاقاً بدن کے کسی حصے سے خون نکلے تو کسی کو ہاتھ نہ لگانے دے۔

۲- مریض کو اس کا مرض اور اس کی نزاکت وذمہ داریاں سمجھادے، دوسروں پر اظہار ضروری نہیں ہے، بلکہ اچھا بھی نہیں ہے۔

۳- متعدی امراض کے مریضوں کی ضروری نگہداشت وعلاج کے ساتھ واجبی احتیاط سب

Marfat.com

کی ذمہ داری ہے۔

۴-الف: ایڈز یا ایسے کسی مرض کا مریض اگر قصدا دوسرے کو اپنے مرض میں مبتلا کرنے کی غرض سے مرض کے تعدیہ کی کوئی حرکت کرتا ہے تو وہ قابل سزا ہونا چاہئے۔

فقہاء نے ایسے کئی مسائل ذکر کئے ہیں بالخصوص زہر خورانی کا مسئلہ اس سے مناسبت رکھتا ہے، جس میں حنفیہ کے یہاں قصاص نہیں ہے، لیکن حبس وتعزیر ضرور ہے، اور دوسرے حضرات کے یہاں قصاص وغیرہ بھی ہے، البتہ دیت حنفیہ کے یہاں بھی بعض صورتوں میں ہے اور بعض نے قصاص کو بھی ذکر کیا ہے (الفقہ الاسلامی ۶/ ۲۴۳، شامی ۶/ ۵۴۲)۔

''کتاب الرضاع'' کا ایک معروف جزئیہ ہے کہ اگر کسی شخص کی بڑی عمر کی بیوی ہے اور اس نے اپنے شوہر کی شیر خوار بیوی کو اس غرض سے دودھ پلادیا تا کہ یہ میرے شوہر پر حرام ہوجائے تو شوہر کو جو نصف مہر ادا کرنا ہوگا وہ دودھ پلانے والی عورت پر واجب ہوگا (شامی ۳/ ۲۱۹، ۲۲۱)۔

ب- اگر ایسے مریض نے اپنے مرض کی نوعیت وحیثیت سے واقف ہونے کے باوجود ایسا کوئی کام کیا، مگر مرض کو متعدی کرنے کا قصد وارادہ نہیں کیا، بلکہ اپنے کسی تقاضے سے مجبور ہوکر یا کسی ہمدردی وخیر خواہی کے جذبہ کے تحت ایسا کوئی کام کیا تو اسے معذور قرار دیا جائے گا۔

اوپر ذکر کردہ رضاعت کے جزئیہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر بچی کی بھوک وجان کی فکرو پرواہ میں دودھ پلادیا گیا تو دودھ پلانے والی عورت پر کوئی ضمان نہ ہوگا، اگر چہ اس کو مسئلہ کا بخوبی علم رہا ہو۔

۵- ایڈز کے مریض شوہر کی بیوی اس بیماری کی وجہ سے فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے، اس سلسلہ میں حنفیہ کا اصل مذہب اور امام صاحب کی رائے میں تو گنجائش نہیں ہے، مگر امام محمد کی رائے پر مشائخ حنفیہ نے فتوی دیا ہے اور اس حد تک کہ طحطاوی علی الدر میں آیا ہے:

''قوله في الثلاثة الأول وهي الجنون والجذام والبرص، وألحق بها

Marfat.com

القهستانی کل عیب لایمکنها المقام معه إلابضرر ونقله المؤلف فی شرح الملتقی"(۲/ ۲۱۳)۔

تین بیماریوں میں، یعنی جنون اور جذام وبرص میں یہ معروف ہے اور قہستانی نے ہر اس بیماری ونقص کو یہی حیثیت دی ہے جس کی وجہ سے عورت کا شوہر کے ساتھ رہنا ضرر سے خالی ہو (ملاحظہ ہو: کتاب الفسخ والتفریق رص۹۷ تا۸۵ والحیلۃ الناجزہ ص۶۱-۶۸)۔

۶- غالباً حمل کے ابتدائی مرحلہ میں ایڈز کا مرض حمل و بچے کی طرف منتقل نہیں ہوتا، بلکہ جان آجانے کے بعد ہوتا ہے، بہر حال جب ماں کو یہ مرض ہو اور تعدیہ کا اندیشہ قوی ہو تو اس کی وجہ سے اولاً: حمل سے بچنے کی سعی وتدبیر کرے، اور ثانیاً: ابتدائی مرحلہ میں ہی حمل کے اسقاط کی گنجائش ہوگی، آگے کے مرحلہ میں اس سے بچنا ہی ضروری ہوگا، اس لئے کہ اسقاط حمل کا مسئلہ سخت ہے، نہایت مجبوری میں اس کی اجازت فقہاء دیتے ہیں اور وہ بھی جان پڑ جانے کے بعد حکم مزید سخت ہو جاتا ہے، قاضی خاں وغیرہ کا ذکر کردہ ایک جزئیہ پیش نظر رکھا جا سکتا ہے، فرماتے ہیں کہ ایک عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہے اسے حمل ٹھہر گیا، اس کی وجہ سے دودھ اس کا ختم ہو گیا، اب شیر خوار بچے کا دوسرا نظم ممکن نہیں تو اجازت ہے کہ جب تک جان پڑنے کا مرحلہ نہ آئے حمل ساقط کرادے (عالمگیری ۵/ ۳۵۶)۔

۷- جب یہ طے ہے کہ عام مخالطت کی وجہ سے یہ مرض متعدی نہیں ہوتا اور زوجین کے علاوہ بقیہ لوگوں اور بالخصوص بچوں کے لئے تعدیہ صرف خون کے چھونے و لگنے کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے، تو ایڈز کے مریض بچوں کو مدارس واسکول سے محروم کرنا کسی طرح درست معلوم نہیں ہوتا، ایک صورت تو یہ ہے کہ ایسے بچوں کا کوئی مستقل تعلیمی نظام قائم کیا جائے، ورنہ محض خون کے لگنے لگانے کی وجہ سے جس کی نوبت کم ہی آتی ہے، اور احتیاط بھی کرائی جا سکتی ہے، ایسے بچوں کو تعلیم سے محروم کرکے ان کے مستقبل کو برباد کرنا کسی طرح درست معلوم نہیں ہوتا۔

۸- سوال (۳) کے تحت اس قسم کا سوال آیا ہے، جواب گذر چکا ہے، اور ایسے کمسن

Marfat.com

مریضوں کے علاج کی فکر کے ساتھ ان کے مستقبل کی بہر حال فکر کرنی ہوگی۔

۹- ایڈز اور طاعون و کینسر جیسی بیماریوں میں ایک مرحلہ ایسا آتا ہے کہ مرض کو لاعلاج قرار دے دیا کرتے ہیں، اور موت کی مدت وحد بھی متعین کر دیتے ہیں، لیکن موت و زیست جس کے ہاتھوں میں ہے اس کی قدرت کے کرشمے ہم کو یہ بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ ایسے مریض بسا اوقات سالہا سال زندہ رہتے ہیں یا کسی دوسرے اور مزید علاج سے ان کے حالات بدل جاتے ہیں، اس لئے اس حال کو مرض موت کا حکم نہیں دیا جا سکتا، مزید یہ کہ فقہاء نے مرض موت و وفات کی تفصیل و تحدید میں جو کچھ کہا ہے اس کے مطابق بھی اس حال کو اطلاقا یہ حیثیت نہیں دی جا سکتی۔

علامہ شامی اس بابت بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"حاصله أنه إن صار قديما بأن تطاول سنة ولم يحصل فيها ازدياد فهو صحيح، أما لو مات حالة الازدياد الواقع قبل التطاول أو بعده فهو مريض" (شامی ۳/۳۸۵)۔

مریض اگر ایسا ہے کہ اس کے مرض میں اور حالات میں برابر فرق آتا جا رہا ہے اور شدت پیدا ہو رہی ہے، خواہ کتنا عرصہ گذر چکا ہو تو اس کو مریض کا حکم دیں گے، یعنی مرض موت کے مریض کا، اور اگر ایک جگہ پر مرض رک گیا تو اس پر سال بھر کا عرصہ گذرنے سے پہلے پہلے اس کو مریض قرار دیں گے اور سال بھر کے بعد وہ صحت مند کا حکم رکھے گا۔

لہذا ایڈز وغیرہ میں اطباء کے ایسے فیصلے کے بعد بھی اگر مرض میں ترقی ہو رہی ہے یا اس کے بعد ابھی سال بھر کا عرصہ نہیں گذرا تب تو اس کو مرض وفات مانیں گے، ورنہ نہیں، اور یوں تو فقہاء ہلاکت کے ظن غالب کی وجہ سے یہ حکم دے دیا کرتے ہیں، لہذا لکھا ہے کہ جس بستی میں طاعون عام ہو جائے اور قوی اندیشہ ہو کہ شاید ہی کوئی بچے تو صحت مندوں کو بھی مریض اور مرض وفات میں گرفتار و شکار مان لیا جاتا ہے (شامی ۳/۳۹۰)۔

Marfat.com

البتہ طاعون اور ایڈز و کینسر میں یہ فرق ہے کہ طاعون کے اثرات فوری اور تیزی سے ہوتے ہیں، بیماری عموماً موت تک زیادہ وقفہ نہیں لیتی، بخلاف کینسر وغیرہ کے، اس لئے طاعون کے شدید مریض کو اطلاقاً یہ حکم دیا جاسکتا ہے۔

۱۰- شریعت نے خود یہ پابندی لگائی ہے کہ کسی علاقے میں جب طاعون جیسی وبائی بیماری پیدا ہو جائے تو اس میں آمد و رفت نہ رکھی جائے، لہذا حکومت کی یہ پابندی لائق لحاظ ہے، حکومت ایک جگہ اور مقامی لوگوں کے انتظامات کو زیادہ اچھی طرح دیکھ سکتی ہے، اور آمد و رفت اس میں زحمت اور کام کو بڑھانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

۱۱- مذکورہ مخصوص حالات میں آمد و رفت کی اجازت ہے، پابندی لازمی اور ایسی نہیں کہ مستثنیات نہ ہوں، حدیث میں بھی طاعون کے خوف سے بھاگنے کی ممانعت آئی ہے، لہذا اگر کسی ضرورت کی وجہ سے جانا یا آنا ہو تو اس کے تحت داخل نہیں، جیسا کہ ''طیبی'' وغیرہ نے صراحت بھی کی ہے (مرقاۃ ۳/۶۰ ۳، فتح الباری ۱۰/۱۸۸)۔

محور سوم

۱- اگر رشتہ کے خواہش مند حضرات ڈاکٹر سے اپنی اس ضرورت کا اظہار کر کے معلومات کریں تو ڈاکٹر کو چاہئے کہ مریض کے عیب کا اظہار کر دے، اس لئے کہ اس صورت میں اگر عیب کو چھپانے کا مسئلہ امانت کا ہے ایک طرف، تو دوسری طرف خیانت کا بھی ہے کہ پوچھنے والوں کی ضرورت و اہمیت سے صرف نظر کر کے خلاف واقعہ بات ان کو بتائے گا یا یہ کہ حقیقت کو ان سے چھپائے گا، حدیث نبوی سے یہی ہدایت ملتی ہے کہ شادی کے خواہش مند میں جب کوئی عیب ہو اور اس کی بابت معلومات و مشورہ کی بات آئے تو جاننے والا حقیقت کا اظہار کر دے (مشکاۃ ص ۲۸۸ بحوالہ مسلم) اور ''المستشار مؤتمن'' ایک مشہور حدیث ہے جس کا مقتضی بھی یہی ہے۔

Marfat.com

۲- استفسار کی صورت میں بتانا چاہئے۔

۳- ۱، ۲ کا جواب ہے۔

۴- جب کسی شخص کے اندر ایسی کمزوری ہے کہ جس کی وجہ سے کوئی بڑا حادثہ ونقصان ہوسکتا ہے تو جاننے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ لوگوں کو باخبر کردے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ کسی شخص کے اندر کوئی عیب ہو اور وہ کسی جرم کا مرتکب ہو اور اس کے خراب نتائج وثمرات سامنے آرہے ہوں تو اس کے متعلق اس کے سرپرستوں یا حکام کو اطلاع دی جائے، یہ نہ غیبت ہے اور نہ منع (شامی ۵/ ۲۶۴، ۶/ ۴۰۸)۔

اس طرح جسمانی ایسے کسی عیب کی ذمہ داروں کو اطلاع کرنا امانت و دیانت کے خلاف نہیں، بلکہ یہ بھی ایک قسم کی امانت ہے۔

رہا مسئلہ ملازمت کے نقصان اور ملازم کی معاش کے فساد کا تو قاعدہ معروف ہے کہ ضرر عام کے دفعیہ کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا۔

۵- ۴ کا حکم ہے۔

۶- بچے کی حفاظت کی فکر کرے اور لاوارث بچوں کو دیکھنے والے ادارے کو مطلع کرے، عورت کے فعل غلط کی خبر وافشاء کی ضرورت نہیں ہے۔

۷- کرسکتا ہے، حرام چیز کا استعمال کرانا ضرورۃ جائز ہے، اور کرنا بھی اور جب اطباء نے یہ طے کردیا ہے کہ اب اس کے علاوہ کوئی دوسرا علاج اس کے لئے نہیں ہے تو اس کے حق میں یہ علاج جائز ہے جب کہ اس حرام چیز سے پیچھا چھڑانے کے لئے اس کو ذریعہ بنایا جاسکتا ہے اور بنایا جارہا ہے۔

۸- ۴، ۵ کا جواب ہے۔ اور اس کے تحت جرم کے اظہار اور اس کے حوالہ کا بھی تذکرہ آیا ہے اور مسئلہ یہاں ۴، ۵ سے کہیں شدید ہے اور ضرر خاص بھی وہ حیثیت نہیں رکھتا، اس لئے آدمی

Marfat.com

حرام اور معاشرہ اور ملک وملت کے لئے کسی مضر چیز کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے ہے۔

۹- جب کسی بے گناہ شخص کو سزا اور قتل سے بچانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے تو بے گناہ کی بے گناہی جو ڈاکٹر کو معلوم ہے اس کا برموقع اظہار کر کے بے گناہ کی جان کو بچانا اور اس کو نجات دلانا بدرجہ اولی جائز، بلکہ ضروری ہے، فقہاء نے "کتاب الشہادۃ" میں، شہادت کے جو احکام بیان کئے ہیں ان سے یہ ظاہر وواضح ہے، مثلاً یہ کہ اگر صاحب حق کو اپنے حق کی بابت کسی شہادت کا علم نہیں، لیکن ایک آدمی واقف ہے اور اندیشہ ہے کہ وہ بیان نہ دے تو حق ضائع ہو جائے گا تو جاننے والے پر از خود عدالت میں جا کر بیان دینا واجب ہے، اسی طرح یہ کہ حقوق اللہ میں از خود شہادت دینا واجب ہے، اور فرمایا ہے کہ حدود سے متعلق شہادت کا چھپانا اچھا ہے، لیکن جو آدمی بہت ڈھیٹ ہو چکا ہو، اس کے متعلق اس کا اظہار ہی کیا جائے گا (شامی ۵/۴۶۱، ۴۶۳، ۴۶۴)۔

۱۰- ایسے امراض کی خبر مریض کے قریبی متعلقین کو تو کر ہی دینا چاہئے تا کہ وہ ان امور کا لحاظ کر سکیں جن کے ذریعہ وہ خود کو ان امراض سے محفوظ رکھیں، یعنی مریض کے ضرر کے بجائے دوسروں کے ضرر کا لحاظ کرے گا، اس لئے کہ مریض تو ایک مصیبت میں گرفتار ہو چکا ہے اس کے مرض وعیب کو چھپانے کے نتیجے میں دوسرے متعدد لوگوں کے مصیبت میں گرفتار ہونے کا اندیشہ ہے اور یہ زیادہ اہم ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

ایڈز اور متعدی امراض کے احکام

مولانا عتیق احمد بستوی ☆

محور اول

۱- ایسا کوئی شخص جو قانوناً کسی مرض کا علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے، لیکن اپنے ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بنا پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے اس کے لئے مریضوں کا علاج معالجہ کرنا جائز نہیں ہے، خصوصاً شدید اور سنگین امراض میں جن میں غلط تجویز وتشخیص اور غلط علاج معالجہ سے مریض کی جان جانے، اس کا کوئی عضو تلف ہونے یا اسے شدید ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

ایسے شخص کے علاج معالجہ سے اگر مریض کا انتقال ہوگیا یا اسے شدید ضرر پہنچ گیا تو ایسے شخص کو خون بہا اور تاوان ادا کرنا ہوگا۔

رسول اکرم ﷺ کا صریح ارشاد ہے:

"من تطبب ولا یعلم منه طب فهو ضامن" (ابوداؤد)۔

۲- علاج اور آپریشن کے لئے قانوناً مجاز ڈاکٹر نے اگر ضروری طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں، مثلاً کوئی میجر آپریشن کرنے سے پہلے وہ ضروری ٹسٹ نہیں کروائے جن کا آپریشن سے پہلے کروانا تمام ماہرین فن کے نزدیک ضروری ہے یا غلط آپریشن کر دیا، مثلاً دائیں آنکھ کا آپریشن

☆ استاذ حدیث وفقہ، دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

Marfat.com

ہونا تھاڈاکٹر نے غلطی سے بائیں آنکھ (جو درست تھی) کا آپریشن کردیا اور اس کی وجہ سے مریض کی جان چلی گئی یا اس کا کوئی عضو تلف ہوگیا تو اس ڈاکٹر کے ذمہ تاوان لازم ہوگا، اسی طرح آپریشن میں جس حد تک چیر پھاڑ ضروری اور معتاد ہے اس سے کہیں زیادہ چیر پھاڑ کردی اور مریض جانبر نہ ہوسکا تو بھی تاوان لازم ہوگا۔

ابن قدامہ حنبلی کے مطابق طبیب، پچھنا لگانے والے، ختنہ کرنے والے دو شرطوں کے ساتھ ضامن نہیں ہوں گے۔

۱- انہیں اپنے پیشہ میں پوری مہارت اور واقفیت ہو۔

۲- اسی حد تک چیر پھاڑ کی ہو جتنی کی جانی چاہئے، معتاد مقام سے تجاوز نہ کیا ہو ان دونوں میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو ضمان لازم ہوگا، ابن قدامہ کے مطابق یہی مسلک امام شافعی اور اہل الرائے کا بھی ہے (المغنی لابن قدامہ جز ۵/ ۳۹۸)۔

علامہ عینی حنفی کے مطابق اگر ماہر ڈاکٹر نے آپریشن کیا اور مریض ہلاک ہوا تو دو شرطوں کے ساتھ وہ ضامن نہیں ہوگا۔

۱- اس نے آپریشن مریض یا اس کے ولی کی اجازت سے کیا ہو۔

۲- آپریشن میں چیر پھاڑ اسی حد تک کی ہو جتنی کی جانی چاہئے تھی، اس سے تجاوز نہ کیا ہو، لہذا اگر اس نے اجازت کے بغیر آپریشن کیا یا آپریشن میں معتاد مقام سے تجاوز کیا تو ضامن ہوگا (البنایہ فی شرح الہدایہ ۹/ ۳۸۴، ۳۸۵)۔

۳- اگر ڈاکٹر نے مریض یا اس کے ولی سے اجازت لئے بغیر آپریشن کر ڈالا اور آپریشن جان لیوا ثابت ہوا تو ڈاکٹر ضامن ہوگا، خواہ وہ آپریشن کا قانونا مجاز اور تجربہ کار ہی ہو۔

۴- صورت مسئولہ میں ڈاکٹر ضامن نہیں ہوگا، شرعا اس پر تاوان لازم نہیں ہوگا۔

محور دوم

۱- ایڈز کے مریض کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنا مرض اپنے اہل خانہ اور متعلقین سے

Marfat.com

چھپائے، اس کے لئے ضروری ہے کہ ڈاکٹر کے مشورہ سے وہ تمام طبی احتیاطیں کرے جن کی بناء پر جراثیم کے تعدیہ کو روکا جاسکے، اپنے اہل خانہ اور متعلقین کو بھی اپنے مرض سے باخبر کردے تاکہ وہ لوگ بھی ممکنہ طبی احتیاطیں ملحوظ رکھیں۔

۲- اگر ایڈز کا مریض اپنے اہل خانہ اور متعلقین سے اپنا مرض چھپارہا ہے اور ڈاکٹر سے بھی اصرار کررہا ہے کہ اس کا مرض کسی پر ظاہر نہ کرے اور ڈاکٹر کو ظن غالب ہے کہ اس کے اہل خانہ اور متعلقین بے خبری کی بناء پر اس مرض میں مبتلا ہوسکتے ہیں تو اس کی ذمہ داری ہے کہ مریض کی خواہش کے علی الرغم اس کے اہل خانہ اور متعلقین، نیز حکومت کے محکمہ صحت کو اس کے اس مرض کی خبر کردے۔

۳- ایڈز، طاعون وغیرہ کے مریضوں کے بارے میں اس کے اہل خانہ متعلقین اور سماج کی ذمہ داری ہے کہ ایسے مریضوں کے علاج معالجہ کا پورا انتظام کریں، ان کے ساتھ ہمدردی اور رحم دلی کا برتاؤ کریں، ایسے مریضوں کا معاشی تکفل کریں۔

۴- جی ہاں ایسا مریض قابل سزا ہے اور اس کا یہ عمل گناہ اور جرم ہے۔

۵- اگر شوہر نکاح سے پہلے ہی سے ایڈز کا مریض تھا اور بیوی نے اس مرض کا علم ہونے کے باوجود نکاح کیا تو اسے نکاح کے بعد خیار فسخ حاصل نہ ہوگا اور اگر عورت اس بات سے ناواقف تھی کہ اس کا ہونے والا شوہر ایڈز کا مریض ہے اور نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے اس مرض کا علم ہوا تو بیوی کو خیار فسخ حاصل ہوگا، اس لئے کہ برص اور جذام جیسے امراض میں امام محمد اور ائمہ ثلاثہ بیوی کو خیار فسخ نکاح دیتے ہیں، ایڈز مذکورہ بالا امراض سے کہیں زیادہ خطرناک مرض ہے، لہذا اس میں بدرجہ اولی خیار فسخ ہونا چاہئے، اگر شوہر کو نکاح کے بعد ایڈز کا مرض لاحق ہوا ہے اور بیوی اس کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہیں ہے تو مالکیہ کے قول کو اختیار کرتے ہوئے بیوی کو خیار فسخ نکاح حاصل ہوگا۔

Marfat.com

۶- ایڈز کے مرض میں گرفتار خاتون کو اگر حمل ٹھہر جائے اور ماہر ڈاکٹروں کو ظن غالب ہے کہ اگر بچہ پیدا ہوا تو وہ بھی ایڈز کا مریض ہوگا تو حمل میں جان پڑنے کے مرحلہ سے پہلے وہ عورت اسقاط حمل کرا سکتی ہے، عورت اگر اسقاط حمل پر آمادہ نہیں تو اس کے شوہر یا محکمہ صحت کی طرف سے جبراً اسقاط حمل کرایا جانا جائز نہیں ہے، حمل میں جان پڑنے کے مرحلہ کے بعد اگر خود عورت کی جان کو حمل کی وجہ سے ڈاکٹروں کی رائے میں کوئی سنگین خطرہ درپیش نہ ہو تو ایڈز کی مریضہ کا اسقاط حمل کرانا یا شوہر وغیرہ کی طرف سے جبراً اسقاط حمل کرایا جانا جائز نہیں ہے۔

۷- ایڈز کے مرض میں مبتلا بچے اور بچیوں کو تعلیم سے محروم کرنا درست نہیں، بہتر یہ ہے کہ ایسے بچے، بچیوں کے لئے الگ مدارس اور اسکول قائم کئے جائیں تا کہ دوسرے بچوں کے لئے جو ایڈز کے جراثیم سے پاک ہیں، اس مہلک مرض کا خطرہ نہ پیدا ہو، لیکن اگر ایڈز کے مریض بچوں کے لئے علاحدہ مدارس اور اسکولز قائم کرنا ممکن نہ ہو تو عام مدارس اور اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے سے انہیں محروم کرنا درست نہیں ہوگا، یہ مریض بچے بھی انہیں مدارس اور اسکولوں میں تعلیم حاصل کریں، لیکن ادارہ کے ذمہ داروں کے لئے ایسے انتظامات کرنا لازم ہوگا جن کی وجہ سے یہ مرض دوسرے بچوں تک منتقل نہ ہو۔

۸- جو بچے یا بچیاں ایڈز کے مرض میں گرفتار ہیں ان کے تئیں ان کے والدین اہل خانہ اور سماج کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کے علاج معالجہ کا معقول بندوبست کریں، طبی احتیاطوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی تعلیم وتربیت کا پورا بندوبست کریں اور ان کے تئیں نفرت وحقارت کا رویہ اختیار کرنے کے بجائے ہمدردی اور خیر خواہی کی روش اپنائیں، دیکھا یہ جاتا ہے کہ اس طرح کے مریضوں کو عموماً اچھوت بنا کر الگ تھلگ کر دیا جاتا ہے، قریب ترین اقربا اور اعزا ان کے قریب آنے اور ان سے اظہار ہمدردی کی ہمت نہیں کرتے، اس صورت حال کا مریضوں کی صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ حتی الامکان طبی احتیاطوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان مریضوں کی نگہداشت کی جائے، ان کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا رویہ اپنایا جائے، تا کہ

Marfat.com

انہیں اس بات کا احساس نہ ہو کہ گھر اور سماج کے تمام لوگ انہیں نفرت اور خوف کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔

۹- ایڈز، طاعون اور کینسر جیسے امراض جب طبی لحاظ سے نا قابل علاج مرحلہ میں پہنچ جائیں اور مریض کا درمیان میں صحتیاب ہوئے بغیر اسی مرض میں انتقال ہو جائے تو اس پر شرعاً مرض الموت کے احکام جاری ہوں گے، لیکن ڈاکٹروں کی رائے میں کسی مرض کے لا علاج ہو جانے پر مریض کی وفات کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، یعنی جب مریض زندہ ہے اور زندگی کے آثار و علامتیں اس میں موجود ہیں تو خواہ اس کی شفایابی سے ڈاکٹر کتنے ہی مایوس کیوں نہ ہوں اسے شرعاً زندہ ہی قرار دیا جائے گا اور مردہ کے احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے۔

۱۰- طاعون اور اس طرح کے دوسرے مہلک متعدی امراض کسی علاقہ میں پھیلنے کی صورت میں حکومت کی طرف سے اس علاقہ میں داخل ہونے اور وہاں سے نکلنے پر پابندی عائد کیا جانا نہ صرف جائز ہے، بلکہ شرعاً مطلوب ہے، رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے: ''جب تم سنو کہ فلاں علاقہ میں طاعون پھیلا ہے تو اس علاقہ میں داخل نہ ہو اور اگر جہاں تم ہو وہاں طاعون پھیل جائے تو طاعون سے بھاگنے کے لئے اس جگہ سے نہ نکلو'' (بخاری شریف)۔

جس علاقہ میں مہلک وبائی مرض پھیلا ہوا ہے وہاں جانا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، لہذا بلا ضرورت وہاں جانے کی اجازت نہیں اور جس علاقہ میں انسان موجود ہے وہاں اگر مہلک متعدی مرض خود بڑھتا ہے تو اس مرض سے بھاگنے کی نیت سے وہاں سے نکلنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے بہت سے مفاسد کا خطرہ ہے، کوئی شخص اگر اپنی کسی ضرورت سے سفر میں گیا ہوا تھا اسی دوران اس مقام پر طاعون پھوٹ پڑا جہاں پر اس کا قیام تھا اب اگر اس کا مقصد سفر پورا ہو گیا یا مقصد سفر پورا ہوئے بغیر وہ اپنے وطن لوٹنا چاہتا ہے تو اسے مقام طاعون سے نکلنے کی اجازت ہے، اسی طرح اگر ایک شخص سفر میں تھا اسی دوران اس کے وطن میں طاعون پھوٹ پڑا جس کی اسے اطلاع ہوئی تو وہ محفوظ علاقہ سے مقام طاعون (جو اس کا وطن ہے) میں اپنے اہل خانہ کی

Marfat.com

نگہداشت کے لئے اور اپنے وطن میں قیام کے لئے واپس آسکتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ وبائی علاقہ میں دخول اور وہاں سے خروج کی پابندی عام حالات میں ہے، ضرورت کے مواقع اس سے مستثنیٰ ہیں۔

محور سوم

۱- بلا شبہ اسلام میں رازداری کا حق دیا گیا ہے افشائے راز سے منع کیا گیا ہے، مجلس کی گفتگو کو بھی امانت قرار دیا گیا ہے، لیکن کسی کے عیب یا راز کا اخفاء اسی وقت تک درست ہے جب تک اس اخفائے راز سے کسی دوسرے شخص کو شدید ضرر لاحق ہونے کا قوی خطرہ نہ ہو، اگر ایک شخص کی عیب پوشی سے دوسرے شخص کو شدید ضرر پہنچنے والا ہو اور پہلا شخص اپنے عیب اور راز کو چھپا کر دوسرے شخص کو دھوکا دینا چاہتا ہے تو جس تیسرے شخص کو اس عیب یا راز کی اطلاع ہے اس کی شرعی ذمہ داری ہے کہ متعلقہ شخص (جس کو ضرر لاحق ہونے کا خطرہ ہے) کو اس عیب اور راز سے مطلع کردے۔

صورت مسئولہ میں ماہر امراض چشم ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ لڑکی یا اس کے گھر والوں کی جانب سے رابطہ قائم کئے جانے کی صورت میں انہیں صحیح صورتحال سے مطلع کردے، اور اگر اس سے رابطہ قائم نہیں کیا گیا ہے، لیکن اسے یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ نوجوان اپنا عیب چھپا کر فلاں خاتون سے یا اس کے گھر والوں سے نکاح کی بات طے کر رہا ہے تو اس خاتون یا اس کے اہل خانہ کو صحیح صورت حال سے باخبر کردے۔

۲- صورت مسئولہ میں ڈاکٹر کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ دوسرے فریق کو اپنے مریض کے عیب یا مرض سے مطلع کرے۔

۳- اس سوال کا جواب نمبر (۱) کی طرح ہے۔

Marfat.com

۴- جس شخص کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے اگر اس کی بینائی بری طرح متاثر ہو چکی ہے اور ڈاکٹر کی رائے میں اس کا گاڑی چلانا اس کے اور دوسروں کے لئے مہلک ہو سکتا ہے، ایسا شخص اگر ڈاکٹر کے منع کرنے کے باوجود گاڑی چلاتا ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کے بارے میں مطلع کرے اور ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کرے، کیونکہ اگر ڈاکٹر نے رازداری برت کر خاموشی اختیار کی تو اس ڈرائیور کے ساتھ دوسرے بہت سے لوگوں کی جان بھی ضائع ہو سکتی ہے، بلاشبہ نوکری ختم ہونے میں ڈرائیور کا نقصان ہے لیکن شریعت کا قاعدہ ہے کہ ضرر عام سے بچنے کے لئے ضرر خاص کو اختیار کیا جائے گا، مسئلہ زیر بحث میں اگر ڈاکٹر نے ڈرائیور کے نقصان کا خیال کرتے ہوئے متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کے بارے میں خبر نہیں کی اور وہ حسب سابق گاڑی چلاتا رہا، تو بہت سے لوگوں کی جان ضائع ہو سکتی ہے، لہذا اس ضرر عام کو روکنے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا۔

۵- اس سوال کا جواب وہی ہے جو سوال ۴ میں تحریر کیا گیا۔

۶- صورت مسئولہ میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عورت کی رازداری کرے، ہاں اگر اس سے یہ خطرہ ہو کہ بچہ کی جان ضائع ہو جائے گی تو وہ حکومت کے متعلقہ محکمہ کو اس بات کی خبر کر دے کہ ایک بچہ فلاں جگہ پڑا ہوا ہے اسے اٹھا لیا جائے، پورے کیس کی خبر دینی ضروری نہیں۔

۷- بدرجہ مجبوری جب کوئی طریقہ علاج کارگر نہیں ہو رہا ہے تو ایک مسلمان ڈاکٹر اس طریقہ علاج کو استعمال کر سکتا ہے، بشرطیکہ اسے اس بات کا ظن غالب ہو کہ اس طریقہ علاج سے شراب یا منشیات کا رسیا شخص تدریجاً اپنی بری عادت چھوڑ دے گا۔

☆☆☆

Marfat.com

متعدی امراض اوران کے شرعی احکام

مفتی محمد زید مظاہری ☆

محوراول

۱-علاج معالجہ کی اجازت کس ڈاکٹر کو ہےاور کس کونہیں؟

ابوداوٗد، نسائی، ابن ماجہ کی روایت ہے:

’’عمرو بن شعیب سے مروی ہے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشادفرمایا: جس شخص نے علاج معالجہ کیا حالانکہ اس سے پہلے اس معالج سے طب کو نہ جانا گیا ہو، یعنی وہ اس فن سے ناواقف ہوتو وہ ضامن ہے‘‘ (الطب النبوی لابن القیم ر ۹۵، بذل المجہود ۵ر ۱۸۷، عون المعبود ۴ر ۲۲۴)۔

اس حدیث کی روشنی میں عام طور پر فقہاء محدثین نے صراحت فرمائی ہے کہ علاج کی اجازت ہر کس وناکس کونہیں، بلکہ اس کے لئے اہلیت واجازت ضروری ہےاور جواس کا مجاز نہ ہو اس کے لئے اس راہ میں قدم رکھنا جائز نہ ہوگااور ہلاکت یا نقصان ہوجانے کی صورت میں اس پر ضمان بھی ہوگا، مسئلہ کی تفصیل انشاءاللہ آئندہ سطور میں آئے گی، اس موقع پر اتنی وضاحت ضروری ہے کہ علاج معالجہ کے لئے جس اجازت کی ضرورت ہے وہ کون سی اجازت ہے، اجازت کی کتنی قسمیں اوران کے کیا احکام ہیں، اس سلسلہ کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

☆ استاذ تفسیر وفقہ، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

Marfat.com

اجازت کی تین قسمیں ہیں: شرعی، قانونی اور شخصی۔

شرعی اجازت کا مفہوم علاج کی اہلیت وصلاحیت اور فن سے واقفیت ہے، یعنی ہر وہ شخص جو فن علاج سے واقف ہو، تجربہ ومشق بھی رکھتا ہو شرعاً ایسا شخص علاج کا مجاز ہے، کیونکہ شریعت میں جس معالج کے لئے فن سے واقفیت کی شرط ہے اس سے قانونی اجازت مراد نہیں، بلکہ شرعی اجازت مراد ہے، یعنی اہلیت، صلاحیت وتجربہ۔

لہذا ایسا شخص جو رسمی تعلیم، ڈگری سرٹیفکٹ وغیرہ کے بغیر ماہر فن کی صحبت میں رہ کر علاج معالجہ کی مشق اور تجربہ حاصل کر لے یا بعض امراض کے علاج اور بعض ادویہ کے خواص پر عبور حاصل کر لے ان امراض میں بھی اس کو علاج کی اجازت ہوگی گو قانونی طور پر وہ اس کا مجاز نہ ہو، کیونکہ اجتہاد کی طرح علاج میں بھی تجربہ ممکن ہے کہ ایک شخص تمام امراض کے علاج کا ماہر نہ ہو، بلکہ مخصوص امراض ہی میں مہارت اور تجربہ رکھتا ہو، اور فقہاء نے فتوی دینے کے لئے تو کسی ماہر فن کی زیر نگرانی مشق وتربیت کو ضروری قرار دیا ہے، لیکن علاج معالجہ میں اس نوع کی شرط کو ذکر نہیں فرمایا، بلکہ اہلیت وصلاحیت پر اس کا مدار رکھا ہے، بعض امراض ہی میں اگر کسی شخص کو تجربہ اور مشق ہو جائے ان امراض کا علاج بے شک وہ کر سکتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ طب اصلاً تجربہ ہی سے ماخوذ ہے۔

علامہ ابن الحاج مالکی المدخل میں تحریر فرماتے ہیں:

''بے شک طب کی اصل تو تجربہ ہے اور تجربہ ہی سے اس کو حاصل کیا گیا ہے، اور بکثرت مسلمان اس فن سے واقفیت رکھتے ہیں اور اس کی اہلیت تجربہ کی کثرت ہی سے ہوتی ہے، جس کے تجربات زیادہ ہوں گے اس کی واقفیت بھی خوب ہوگی، تم بکثرت بوڑھی عورتوں اور دایہ کو دیکھو گے اس نوع کی اچھی واقفیت رکھتی ہیں'' (المدخل لابن امیر الحاج المالکی ۴/ ۱۱۴)۔

اسی تجربہ کی بنا پر قرن اول سے معمول چلا آرہا ہے کہ جو شخص جس مرض کا ماہر یا جن خاص دواؤں سے واقفیت رکھتا ہے دوسروں کو اپنے تجربہ سے نفع پہنچاتا ہے اور کسی نے اس پر نکیر

Marfat.com

نہیں کی، آج بھی اگر کوئی شخص رسمی تعلیم وڈگری کے بغیر علاج کی مشق اور تجربہ حاصل کرلے اس کے لئے بھی یہی حکم ہوگا، حکام وقت کی اجازت کی ضرورت از روئے شرع ضروری نہیں، چنانچہ محققین نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔

التشریع الجنائی میں ہے:

''شریعت میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے کہ علاج معالجہ صرف وہی کرسکتا ہے جس کو حاکم وقت نے اجازت دے دی ہو اور نہ کوئی ایسا حکم ہے کہ حاکم طبیب (معالج) کے حق میں ایسی کوئی شرط لگادے کہ طبیب (ڈاکٹر) کو مخصوص درجہ کا علم (ڈگری) یا مخصوص قسم کی صلاحیت ہونی چاہئے، شریعت میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے، البتہ امام مالکؒ نے معالج کے لئے حاکم کی اجازت کو بعض حالات میں شرط قرار دیا ہے، یعنی جب کسی معالج سے نقصان ہوجائے تو ضمان سے براءت اسی طبیب کو ہوگی جس کو حاکم نے اجازت دی ہو، ورنہ ضامن ہوگا'' (التشریع الجنائی الاسلامی ۵۲۰/۱)۔

فقہاء حنفیہ نے اس سلسلہ میں بعض جزئیات ذکر فرمائی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ معالج کے لئے حاکم وقت کی اجازت ضروری نہیں، بلکہ اہلیت وصلاحیت کافی ہے، چنانچہ البحر الرائق اور فتاوی بزازیہ میں صریح جزئیہ موجود ہے:

''آنکھ کے معالج اور ختنہ کرنے والے سے اگر کوئی نقصان ہوجائے تو ضمان نہ ہوگا الا یہ کہ وہ غلطی ہی کر بیٹھے، اگر دو آدمیوں نے کہا کہ یہ شخص علاج کا اہل نہیں ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا: یہ اہل ہے تب بھی ضمان نہ ہوگا، لیکن اگر معالج کی اہلیت کی شہادت دینے والا صرف ایک آدمی ہو اور دوسری جانب دو ہوں تو ضامن ہوجائے گا'' (دیکھئے: بحر ۲۹/۸، بزازیہ ۸۹/۵، نوع فی البزاغ)۔

اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ علاج کے لئے اور ضمان سے براءت کے لئے حنفیہ کے یہاں حاکم وقت کی قانونی اجازت ضروری نہیں، جیسا کہ ظاہر ہے۔

Marfat.com

قانونی اجازت

اب رہی یہ بات کہ پھر قانونی اجازت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ایسا شخص جس کو فن سے واقفیت بھی ہے اور تجربہ و مشق کی بنا پر شرعی اجازت کا تو وہ مستحق ہے، لیکن قانونی طور پر حکام کی جانب سے اس کو علاج کی اجازت نہیں، ایسا شخص قانون حکومت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے علاج کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس کی تحقیق کے لئے پہلے ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ حکام وقت کے مقررہ کردہ قانون کی شرعا کیا حیثیت ہے، ان کی پابندی کس حد تک ضروری ہے؟ اس سلسلہ میں حضرت تھانویؒ نے بڑا محققانہ تجزیہ اور شرعی حکم تحریر فرمایا ہے، اپنے فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں:

''اگر وہ حکم (یعنی قانون حکومت) ایسا ہو کہ اس میں عام لوگوں کی مصلحت ہے (اور اس کے) خلاف کرنے میں عام ضرر ہو اس میں تو (حاکم کی اطاعت اور قانون کی پابندی) ظاہرا و باطنا واجب ہے (یعنی علانیہ اور خفیہ دونوں صورتوں میں واجب ہے) حاکم کو اطلاع نہ ہو تب بھی قانون کی مخالفت جائز نہیں)۔

اور اگر ایسا نہیں ہے (یعنی قانون کے خلاف کرنے میں عام ضرر نہیں ہے) تو صرف ظاہرا (حاکم کی اطاعت) واجب ہے تا کہ فتنہ نہ ہو، باطنا واجب نہیں (یعنی اگر حاکم کو اطلاع نہ ہو تو خفیہ طور پر اس حکم کے خلاف کرنے میں کوئی گناہ نہیں'' (امداد الفتاوی ۳/۴۳۹)۔

اس حکم کے پیش نظر غور کرنا چاہئے کہ ایسا شخص جو اہلیت کی بناء پر شرعا تو علاج کا مجاز ہے، لیکن قانونی اجازت سے محروم ہے، ایسے شخص کے علاج کرنے میں عام لوگوں کا فائدہ ہے یا ضرر، اگر ضرر عام ہے تو یقیناً اجازت نہ ہوگی، اور اگر نفع عام ہے تو بے شک خفیہ اجازت ہوگی اور عموما آج کل کے اس نوع کے معالجین جن کو قانونی اجازت حاصل نہیں ہے اسی قسم کے ہیں یعنی ضرر عام نہیں، بلکہ نفع عام ہے، نیز فتنہ بھی نہیں، البتہ خود ان کے خطرہ میں پڑنے کا خطرہ ضرور ہوتا ہے جس سے بچنے کی وہ مناسب تدبیریں کر ہی لیا کرتے ہیں، الغرض آج کل کے و

Marfat.com

معالجین جن کے اندر علاج کی اہلیت وصلاحیت موجود ہے،لیکن قانونی طور پران کواجازت نہیں وہ بھی علاج کر سکتے ہیں، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، یہ حکم تو صرف علاج سے متعلق ہے، باقی رہا ضمان تو اگر واقعۃ وہ علاج کا اہل ہے،خواہ قانونی طور پر اس کواجازت حاصل نہ ہو، ایسی حالت میں تعدی کے بغیر نقصان ہو جانے کی صورت میں اس پر کوئی ضمان لازم نہ ہوگا جس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے۔

شخصی اجازت

شرعی وقانونی اجازت کے بعد شخصی اجازت کا نمبر آتا ہے،یعنی معالج جس مریض کا علاج کرنا چاہتا ہے اس مریض یا اس کے ولی یا قریبی رشتہ دار اور ذمہ دار کی بھی اجازت اس کو حاصل ہونا چاہیے، ورنہ شخصی اجازت کے بغیر کسی معالج نے اگر کسی مریض کے مرض کا علاج کیا اور بجائے صحت کے مریض کو نقصان پہنچ گیا ایسی صورت میں معالج ضامن ہوگا، اس کی مزید تفصیل سوالات کے ضمن میں انشاءاللہ عنقریب مذکور ہوگی۔

اس تمہید وتفصیل کے بعد سوالات کے جوابات بالکل واضح ہیں، جو فردا فردا مندرجہ ذیل ہیں:

۱- گذشتہ تفصیل کے مطابق علاج کے لئے قانونی اجازت ضروری نہیں، بلکہ ہر وہ شخص جس کو فنی اعتبار سے واقفیت ہو، خواہ ذاتی مطالعہ کی بنا پر یا کسی کی صحبت میں رہ کر اور وہ تجربہ کار بھی ہو وہ علاج کا مجاز ہوگا، ایسے شخص کے علاج سے اگر کوئی مریض ہلاک یا اس کا نقصان بھی ہو جائے تو اس پر کوئی ضمان وتاوان لازم نہ ہوگا حتی کہ علاج سے پہلے معالج سے ضمان کی شرط بھی لگادی جائے تب بھی ضمان نہ ہوگا، فقہاء نے اس کی صراحت فرمائی ہے (البحر الرائق ۸/۲۹)۔

فقہاء کی صراحت کے مطابق ماہر تجربہ کار ڈاکٹر کے ضمان کے لئے دو شرطیں ہیں، ایک تو تعدی ہونا، دوسرے مریض کی اجازت نہ ہونا، ان دونوں شرطوں میں سے ایک بھی پائی گئی تو ضمان ہوگا ورنہ نہیں۔

Marfat.com

"فيستفاد بمجموع الروايتين اشتراط عدم التجاوز والإذن لعدم وجوب الضمان حتى إذا عدم أحدهما أو كلاهما يجب الضمان" (کفایہ شرح ہدایہ ۸/ ۶۸، البحر الرائق ۸/ ۲۹)، نیز ایسے ماہر فن (جس کو قانونی اجازت حاصل نہ ہو) کا علاج کرنا از روئے شرع جرم وقابل تعزیر بھی نہ ہوگا۔

۲- فقہاء کی صراحت کے مطابق ضمان واجب نہ ہونے کی دو شرطیں ہیں: ایک تو معالج کا فنی اعتبار سے ماہر ہونا، دوسرے تعدی نہ کرنا، یعنی علاج معالجہ میں کوتاہی نہ کرنا، ورنہ کوتاہی کی صورت میں وہ مجرم اور ضامن ہوگا (تفصیل کے لئے دیکھئے: المغنی ۵/ ۵۳۸، مرقاۃ شرح مشکوۃ ۷/ ۸۶، الطب النبوی لابن قیم/ ۹۹، البحر الرائق ۸/ ۲۹، کفایہ ۸/ ۶۸، بدائع الصنائع ۷/ ۳۰۵، فتاوی بزازیہ ۶/ ۳۶۷، اعلاء السنن ۸/ ۲۳۳)۔

البتہ ایک شبہ یہاں ضرور ہوتا ہے وہ یہ کہ فقہی تصریحات کے مطابق اگر کسی کی جان جارہی ہو اور دوسرا شخص اس کی جان بچانے پر قادر ہو تو ایسے شخص کی جان بچانا فرض ہے حتی کہ اگر کوئی نابینا کنویں میں گرنے والا ہو، یا کسی سے آگ میں جل کر مر جانے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں فرض نماز کو توڑ کر اس کی جان بچانا فرض ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء نے جس موقع پر جان بچانے کو، مثلاً کنویں میں گرنے والے کی جان بچانے کو فرض قرار دیا ہے، اس کا تعلق اسباب مقطوعہ سے ہے، لہذا یہ تو واقعی فرض ہوگا، اور زیر بحث مسئلہ کا تعلق اسباب مظنونہ سے ہے، اس لئے یہاں پر یہ حکم نہ ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ صورت مسئولہ میں اجازت کے بغیر ڈاکٹر کا علاج کرنا یا آپریشن کرنا نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے، اور ڈاکٹر محسن، لائق شکر، مستحق اجر وثواب ہوگا، لیکن ہلاکت کی صورت میں وجوب ضمان کا سبب پائے جانے کی وجہ سے ضامن بھی ہوگا، کیونکہ ہر مستحق ثواب وشکر کے لئے ضمان سے بری ہونا ضروری نہیں اور ہر عاصی وظالم پر وجوب ضمان لازم نہیں۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نے بذل المجہود شرح ابوداؤد میں اسی

Marfat.com

حدیث کے تحت فرمایا ہے:

''إذا وصف له الدواء و بينه للمريض فأكل المريض بيده، فلا ضمان عليه''(بذل المجہود ۵ر۱۸۰)۔

(یعنی جب معالج نے مریض کے لئے نسخہ تجویز کیا اور مریض کو بتلایا اور مریض نے اس کو اپنے ہاتھ سے کھالیا تو (ہلاک ہوجانے کی صورت میں) طبیب پر کوئی ضمان نہ ہوگا)۔

مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ اعلاء السنن میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''حدیث پاک میں طبیب پر ضمان کا تذکرہ آیا ہے، اس سے مراد وہ طبیب ہے جو اپنے ہاتھ سے علاج کرے، مثلاً آپریشن کرنا، پچھنا لگانا، نشتر لگانا وغیرہ، اور وہ معالج جو نسخہ تجویز کرکے دیتا ہو اور مریض دوا کھا کر ہلاک ہوجاتا ہو، ایسی صورت میں طبیب ضامن نہ ہوگا، کیونکہ ہلاکت تو خود مریض کے فعل سے ہوئی ہے، البتہ طبیب کا نسخہ تجویز کرنا سبب بن گیا، یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے کوئی شخص کسی کو دھوکہ میں ڈال کر یوں کہے کہ یہ راستہ بڑا پرامن ہے اس میں چلے جاؤ، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اس راستہ میں حملہ کرنے والا شیر یا ڈاکوؤں کی جماعت ہے جو اس کو قتل کردے گی پھر واقعی قتل کردیا گیا تو ایسی صورت میں اس غلط راستہ بتلانے اور دھوکہ دینے والے پر قصاص اور ضمان نہ ہوگا گو گنہگار رہوگا، اور ضمان اس وجہ سے نہ ہوگا کہ یہ مباشر نہیں، بلکہ متسبب ہے(۸ر۲۳۳)۔

نیز اصول وقیاس کا مقتضی بھی یہی ہے کہ نسخہ تجویز کرنے والے پر ضمان نہ ہو بلکہ خود دوا استعمال کرنے والے پر ہو کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب مباشر اور متسبب جمع ہوجائیں تو متسبب کے بجائے مباشر اور وصف اخیر کی طرف حکم منسوب ہوتا ہے(الاشباہ مع الحموی ۲۳/۷) اور یہاں وصف اخیر میں جس کے ذریعہ ہلاکت ہوئی ہے وہ مریض کا دوا استعمال کرنا ہے، نہ کہ دوا تجویز کرنا، اس لئے بھی طبیب پر ضمان نہ ہونا چاہئے۔

لیکن حافظ ابن قیم نے ''الطب النبوی'' میں صراحت فرمائی ہے کہ حدیث پاک میں

Marfat.com

لفظ ''تطبب'' آیا ہے وہ عام ہے، طب کی مختلف انواع کو شامل ہے، کحال، جراح، خاتن، فاصد، حجام نیز اس کو جو وصف یعنی نسخہ تجویز کر کے اپنے قول سے علاج کرے سب کو عام ہے (الطب النبوی/ ۹۸، ۹۹)۔

یہ حافظ ابن قیم کی رائے جو بظاہر قوی معلوم ہوتی ہے، حدیث کے ظاہری الفاظ سے اس کی تائید ہوتی ہے، اس لئے راجح یہی سمجھ میں آتی ہے۔

رہ گیا مسئلہ مباشر ومتسبب کا تو واقعی قیاس اور اصول کا مقتضی یہی تھا کہ معالج پر ضمان نہ ہونا چاہئے، لیکن حدیث کے الفاظ ''تطبب'' چونکہ عام ہیں، صریح ہیں، اس لئے اس قاعدہ کو یہاں نظر انداز کر دیا جائے گا، دوسرے خود یہ قاعدہ کسی حدیث سے صراحۃ ثابت نہیں، بلکہ متعدد جزئیات کو سامنے رکھ کر ایک کلیہ تجویز کر دیا گیا ہے جس میں بکثرت تخلف بھی ہوتا ہے، چنانچہ ابن نجیمؒ نے ''الاشباہ'' میں اس قاعدہ کو ذکر کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے: ''وخرجت عنهما مسائل'' کہ اس قاعدہ سے بہت سے جزئیات مستثنی ہیں، پھر آگے جزئیات کی طویل فہرست ذکر فرمائی ہے (الاشباہ/ ۲۳۷)۔

نیز اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی فقہاء نے متعدد مسائل میں حالات وزمانہ کی وجہ سے مباشر کے بجائے متسبب پر بھی ضمان کو واجب قرار دیا ہے، یہ صورت بھی اسی کے تحت آسکتی ہے (دیکھئے: الاشباہ/ ۲۳۸)۔

محور دوم

محور دوم کے جتنے بھی سوالات ہیں وہ سب ''تعدیہ امراض'' کی بحث سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سب کا جواب اس پر موقوف ہے کہ پہلے تین امر کی تحقیق کی جائے:

۱- ایک یہ کہ شریعت کی نگاہ میں تعدیہ امراض ہوتا ہے یا نہیں؟۔

۲- اور اگر ہوتے یا ہو سکتے ہیں تو ان سے احتیاط وپرہیز واجب ہے یا مستحب؟۔

Marfat.com

۳-اور اس کی علت کیا ہے؟ ان امور ثلثہ کی تحقیق کے بعد ہی اصول جوابات واضح ہوسکیں گے، اس لئے پہلے تعدیہ امراض اور اس کے شرعی احکام مختصراً ذکر کئے جاتے ہیں۔

تعدیہ امراض اور اس کے شرعی احکام

اس سلسلہ میں جو روایات منقول ہیں وہ بظاہر متعارض معلوم ہوتی ہیں، ایک طرف تو صحیحین کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے جس میں وارد ہوا ہے: ''لا عدوی'' یعنی امراض متعدی نہیں ہوتے، دوسری طرف ایک روایت میں حضور ﷺ سے مجذوم سے علاحدہ رہنے بھاگنے اور پرہیز کرنے کا حکم ثابت ہے، اس مضمون کی متعدد روایات ابن قیم نے ''الطب النبوی'' میں جمع فرمائی ہیں (ص ۱۰۲)۔

بعض محدثین نے حدیث ''لا عدوی'' کی صحت پر کلام کیا ہے، اور حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف نسیان کی نسبت کی ہے (تیسیر العزیز ۲۷-۱۷۳)، لیکن یہ صحیح نہیں، حضرت ابو ہریرہؓ کے علاوہ بھی دیگر صحابہ جابر بن عبداللہ، سائب بن یزید، انس بن مالک وغیرہ سے اس مضمون کی روایات ثابت ہیں (احکام القرآن للجصاص ۱/۵۰)۔

اس کے برخلاف بعض علماء نے یہ فرمادیا کہ حدیث ''لا عدوی'' تو اپنی اصل پر ہے اور واقعی امراض متعدی نہیں ہوتے، اس کی مخالف احادیث منسوخ ہیں، لیکن حافظ ابن حجر وامام نووی نے اس کی تردید وتغلیط فرمائی ہے (دیکھئے: فتح الباری ۱۰/۲۵۳، شرح مسلم ۲/۲۳۰)۔

جمہور علماء اور محققین کا مسلک یہی ہے کہ امراض متعدی ہوتے ہیں، چنانچہ دوسری صدی ہجری کے مشہور محدث امام ابن قتیبہ اپنی کتاب ''تاویل مختلف الحدیث'' میں دونوں قسم کی حدیثوں کو نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں:

''بے شک مجذوم کی بدبو بڑی سخت ہوتی ہے حتی کہ جو شخص اس کے پاس اٹھتا بیٹھتا کھاتا پیتا ہے وہ بیمار ہوجاتا ہے، اسی طرح اس کی عورت جو اس کے ساتھ لیٹتی بیٹھتی ہے اس کو بھی تکلیف پہنچ جاتی ہے، اور بسا اوقات یہ مرض اس کو بھی لاحق ہوجاتا ہے، اسی طرح وہ شخص

Marfat.com

جس کو ٹی بی اور خارش کا مرض ہو اور اطباء تو برابر کہتے ہیں کہ مجذوم اور ٹی بی کے مریض کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے احتیاط کی جائے، اور اطباء ان لوگوں میں ہیں جو نحوست اور برکت پر بہت ہی کم اعتقاد رکھتے ہیں'' (ص۱۸)۔

علامہ ابن قیم کی رائے بھی یہی ہے کہ امراض متعدی ہوتے ہیں (الطب النبوی ۵/ ۱۰۴)، امام نووی نے بھی جمہور کا مسلک یہی بتایا ہے (شرح مسلم ۲/ ۲۳۰)۔

فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے بھی اسی رائے کو تسلیم فرمایا ہے (دیکھئے: فتح الباری ۱۰/ ۱۷۰)، یہی بات علامہ عینی نے شرح بخاری میں تحریر فرمائی ہے (دیکھئے: عمدۃ القاری ۱۷/ ۳۸۲)۔

یہی رائے ملا علی قاری کی بھی ہے (مرقاۃ ۹/ ۳۰۴)، نیز دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ دوسرا قول یعنی امراض متعدی ہونے کا نظریہ ہی صحیح ہے، ورنہ پہلا قول امراض متعدی نہ ہونے کو اگر تسلیم کرلیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اصول طبیہ ہی سرے سے باطل ہیں حالانکہ شریعت نے اصول طبیہ کو باطل نہیں بلکہ ثابت کیا ہے (مرقاۃ ۹/ ۱۳)۔

اس کے علاوہ دیگر محدثین امام بیہقی، ابن الصلاح، ابن القیم، ابن رجب، ابن مفلح وغیرہ محققین کی رائے یہی ہے (تیسیر العزیز الحمید شرح الکتاب التوحید ۳۷۴)۔

فقہاء کے کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی تعدیہ امراض کے قائل ہیں، چنانچہ اس بحث کے ضمن میں کہ عورت کو کن کن عیوب کی وجہ سے خیار فسخ حاصل ہوتا ہے اس میں بعض امراض جذام وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے فقہاء تحریر فرماتے ہیں:

''لأنها من الأدواء المتعدية عادة'' (بدائع الصنائع ۲/ ۳۲۷)۔

یعنی بے شک یہ امراض ایسے ہیں جو عادۃ متعدی ہوجاتے ہیں، یعنی دوسرے تک اختلاط کی وجہ سے منتقل ہوجاتے ہیں، اسی وجہ سے عورت کو خیار فسخ حاصل ہوتا ہے، تاکہ عورت ضرر سے محفوظ رہے، اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء بھی تعدیہ امراض کے قائل ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

''شارع نے تعدیہ کی نفی کی ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ بالکلیہ نفی کی ہے (حجۃ اللہ البالغہ ۲/۱۹۵)۔

اخیر میں حضرت تھانویؒ کی رائے بھی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

حدیث ''لاعدوی'' میں مطلق عدوی کی نفی مقصود نہیں بلکہ اس عدوی کی نفی مقصود ہے، جس کے قائل اہل جاہلیت تھے، اس طرح عدوی کے قائل ہونے میں کچھ حرج نہیں، اقرب الی التحقیق مجھ کو یہی مسلک معلوم ہوتا ہے (امداد الفتاوی ۴/۲۸۷)۔

خلاصہ کلام یہ کہ امراض واقعی متعدی ہوتے ہیں، اس لئے ان سے پرہیز کا حکم بھی وارد ہوا ہے، لیکن یہ حکم وجوبی نہیں، بلکہ استحبابی واختیاری ہے، نیز شرعی قاعدہ ہے کہ بڑے نقصان اور یقینی ضرر کی وجہ سے چھوٹے نقصان اور محتمل ومشکوک ضرر کو گوارا کرلیا جائے گا، مذکورہ بالا امور کو مد نظر رکھنے کے بعد تمام سوالوں کے جوابات بالکل واضح اور آسان ہیں، اب ہر سوال کا فردا فردا جواب تحریر کیا جاتا ہے:

ا-متعدی امراض کے مریض کا اپنے مرض کو چھپانے کا حکم

گذشتہ تفصیلات کے پیش نظر جب متعدی امراض کے مریض سے احتیاط و پرہیز کرنے کا حکم وجوبی نہیں، بلکہ استحبابی ہے، پرہیز نہ کرنا بھی جائز ہے، لہذا اگر کوئی شخص پرہیز نہیں کرتا ہے یا خود مریض اپنے مرض کا اخفاء کرتا ہے تو زیادہ سے زیادہ ترک مستحب کا ذریعہ بن رہا ہے اور ظاہر ہے کہ تارک مستحب پر کوئی ملامت نہیں، اس لئے مریض کا ایسا کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

خصوصا اس وجہ سے بھی کہ اگر مریض اپنے مرض کو ظاہر کردینے کے بعد اچھوت بن کر رہ جائے گا حتی کہ جس اعانت وخدمت کا وہ محتاج و مستحق ہے اس سے بھی محروم ہو جائے گا اور یہ ایک ایسا ضرر ہے جو یقینی بھی ہے اور بڑا بھی، اس کے برخلاف مرض کو ظاہر نہ کرنے میں دوسروں کا ضرر نہیں اور ہے تو محض محتمل ومشکوک اور اس سے کم درجہ کا، لہذا یقینی ضرر کے مقابلہ میں غیر یقینی ضرر کا ہرگز لحاظ نہ کیا جائے گا۔

Marfat.com

۲-ڈاکٹر کی ذمہ داری

مذکورہ بالا تفصیل سے اس سوال کا جواب بھی واضح ہو گیا کہ مریض اگر ڈاکٹر سے اپنے متعدی مرض کے اخفاء کی تاکید واصرار کرتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ افشاء کے بعد میرا حشر اچھا نہ ہوگا ایسی صورت میں ڈاکٹر پر بھی یہی لازم ہے کہ اس کے مرض کا اخفاء کرے۔

۳-متعدی امراض کے مریضوں کے حقوق اور ان سے متعلق ذمہ داریاں

متعدی امراض کے بھی حقوق ہوتے ہیں جن میں کوتاہی کرنا ان پر ظلم کرنا ہے، احادیث پاک میں عام مریضوں کے جو حقوق اور ان کی خدمت کے جو فضائل وارد ہوئے ہیں وہ سب، بلکہ اس سے بھی زائد یہاں ہوں گے اور ان کی خدمت بڑے اجر وثواب کا باعث ہوگی؛ حضور ﷺ کا فرمان ہے: "عودوا المریض" مریضوں کی عیادت کرو، اس کے تحت علامہ عینی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان "عودوا المریض" کے عموم سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ ہر قسم کے مرض کے مریض کی عیادت کرنا مشروع ہے، اور فرماتے ہیں:

"ظاہر حدیث کا مقتضی یہ ہے کہ عیادت کرنا واجب ہو اور اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ امر استحبابی ہو، لیکن بعض (قریبی) لوگوں کے حق میں تاکیدی اور وجوبی ہو" (عمدۃ القاری ۱۷/۲۴۳، تبیین الحقائق ۴/۲۵)۔

اہل خانہ و دیگر متعلقین کی ذمہ داری

ماقبل میں جو حکم بیان کیا گیا یہ تو عام لوگوں سے متعلق ہے باقی علامہ عینیؒ کی صراحت کے مطابق خاص لوگوں کے لئے یہ حکم تاکیدی ہے، خصوصیت کے تعلق سے ایسے مریضوں کی نگہداشت، دیکھ ریکھ اور ہر نوع کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، مثلاً عورت پر لازم ہے کہ جب تک وہ ایسے مریض کی زوجیت و ماتحتی میں ہے اپنے شوہر کی دیکھ بھال کرے، اسی طرح اس کے

Marfat.com

برعکس اور والدین بیمار ہوں تو اولاد پر ان کی تیمارداری ضروری ہے، اسی طرح اس کا برعکس۔
فرمان نبوی ﷺ: "كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته" بھی اس کی مؤید ہے۔
الغرض متعدی امراض کے مریضوں سے اس طرح اجتناب کرنا کہ وہ مشقت میں پڑ جائیں درست نہیں۔

حکام اور سماج کی ذمہ داری

اس نوع کے مریضوں کی خاص ذمہ داری حکام پر بھی عائد ہوتی ہے، اور حکومت کی جانب سے انتظام نہ ہونے کی صورت میں وہی ذمہ داری مجموعی حیثیت سے سماج اور عام لوگوں پر عائد ہوتی ہے، جیسا کہ لاوارث میت کی تجہیز و تکفین اور علم دین کی نشر و اشاعت، حفظ و بقاء، علماء، قضاۃ و مفتیان کرام کے وظیفے اور اس نوع کے اخراجات کی ذمہ داری حکام پر عائد ہوتی ہے، لیکن اگر حکام اس میں کوتاہی کریں یا اس کی کوئی صورت اور خاطر خواہ انتظام نہ ہوتا ہو، ایسی حالت میں وہ ذمہ داری مجموعی حیثیت سے پوری قوم اور سماج پر عائد ہو جاتی ہے (دیکھئے: درمختار مع الرد ۱/ ۶۳۹، فتح الباری ۱۰/ ۲۱۶، شرح مسلم ۲/ ۲۳۳)۔

دوسروں کو نقصان پہنچانے کی نیت سے اختلاط

متعدی امراض کے مریض دوسروں کے ساتھ اس طرح قصداً اختلاط کریں جس سے کہ وہ مرض دوسروں تک بھی متعدی ہو جائے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں تین موقع پر کلام ہے۔ گناہ، تعزیر، ضمان۔

گناہ

جہاں تک گناہ کا تعلق ہے سو ظاہر ہے کہ جب اس نے دوسروں کو نقصان پہنچانے کی

Marfat.com

نیت سے کوئی حرکت کی تو بموجب ''إنما الأعمال بالنیات'' ایسا شخص سخت گنہگار ہوگا، نیز اس وجہ سے بھی گناہ ہوگا کہ حضور ﷺ نے متعدی امراض کے مریضوں کو صحت مند تندرستوں سے علاحدہ رہنے کا حکم فرمایا اور یہ شخص بلاضرورت قصداً اس حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے، اس لئے ایسے شخص کے گنہگار ہونے میں کلام نہیں، خواہ دوسرے تک اس کا مرض سرایت کرے یا نہ کرے اور اگر واقعی سرایت بھی کر جائے تو اس کا گناہ شدید تر ہو جائے گا۔

ضمان

جہاں تک تعلق ضمان کا ہے سو اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریح اور صریح جزئیہ ملنا تو مشکل ہے، لیکن اصولی طور پر اتنی بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب امراض کا متعدی ہونا احادیث سے ثابت ہے، جمہور محققین ومحدثین کا یہی مسلک ہے، اس لئے جب ظن غالب کے ساتھ یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس کی اس حرکت ہی کی وجہ سے مرض متعدی ہوا ہے اور اس کا یہ عمل ہی اس کے مرض وہلاکت کا سبب بنا ہے تو لامحالہ اسی کو مباشر قرار دیا جائے گا اور ہلاکت یا نقصان کا ضمان بھی اسی پر ہوگا ''لأن الضمان علی المباشر''، نیز دیکھئے: (عمدۃ القاری ۱۷/۴۰۵)۔

تعزیر

بدنیتی، یعنی دوسرے کو نقصان پہنچانے کی نیت سے مریض کا کسی نوع کا اقدام کرنا تاکہ دوسرا بھی اس مرض میں مبتلا ہو جائے بے شک گناہ کبیرہ ہے، گو اس سے نقصان پہنچ جانا صرف احتمال ہی کے درجہ میں ہے، جیسے کوئی شخص لوگوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے عام راستہ پر پیشاب پاخانہ کرنے لگے تو اس کا یہ عمل گناہ کبیرہ اور خود یہ شخص لائق تعزیر ہوگا، فقہاء کی صراحت کے مطابق گناہ کبیرہ کے مرتکب پر تعزیر کرنا واجب ہے، پوری امت کا اس پر اتفاق ہے (فتح القدیر، عینی)۔

التشریع الجنائی میں اس کی صراحت موجود ہے کہ '' اگر کوئی طبیب اپنے علاج میں کسی

Marfat.com

مریض کے ساتھ بدخواہی، یعنی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے، گواس کے علاج سے وہ مریض شفایاب ہی کیوں نہ ہو جائے لیکن اس کی بدنیتی کی وجہ سے اس کا یہ فعل حرام اور خود وہ طبیب مجرم اور لائق سزا ہے" (۵۲۲)۔

اسی طرح یہاں بھی کسی مریض کا دوسرے شخص کو اس نیت سے مس کرنا یا کسی نوع کی حرکت کرنا تا کہ اس کو نقصان پہنچ جائے بے شک گناہ ہوگا اور وہ شخص مجرم اور لائق سزا ہوگا۔

اسی سے یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ ایسے مریضوں کا کسی کو از راہ ہمدردی خون دینا یا کسی نوع کا ایثار کرنا جس سے کہ دوسرے کی خیر خواہی و ہمدردی مقصود ہو، چونکہ ایسی صورت میں فساد نیت نہیں، لہذا ایسی صورت میں اگر نقصان پہنچ جائے تب بھی نہ تو گناہ ہوگا اور نہ ہی وہ شخص لائق تعزیر ہوگا، کیونکہ وہ گناہ کا مرتکب نہیں، لیکن اگر حکومت کی طرف سے اس کی پابندی تھی اور حاکم نے صراحتاً کسی نوع کے اختلاط سے اس کو منع کر دیا تھا، پھر بھی بلا ضرورت شدیدہ اس نے حاکم وقت کی خلاف ورزی کی ایسی صورت میں حاکم مصلحت عامہ کے پیش نظر تعزیر جاری کرسکتا ہے۔

"لأن القاعدة العامة فی التعزیر أنه مقید بالمصلحة العامة" (حاشیہ ۶/۱)۔

ایڈز کی بناء پر عورت کو فسخ نکاح کا حق

مجبوب وعنین (نامرد) کے متعلق تو تمام فقہاء متفق ہیں کہ اس کی وجہ سے عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے، اس کے علاوہ دیگر امراض وعیوب کی بابت اختلاف ہے، شیخین کے نزدیک اس کے علاوہ دوسرے امراض کی وجہ سے کسی بھی صوورت میں فسخ نکاح کا حق نہ ہوگا، البتہ امام محمدؒ کے نزدیک دیگر ایسے امراض وعیوب کہ جس کی وجہ سے عورت کے سخت نقصان اور مشقت میں پڑ جانے کا خطرہ ہو اور اس مرض یا عیب کے ہوتے ہوئے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا دشوار تر ہو، ایسے امراض وعیوب میں بھی عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا، شوہر نے اگر مرض کو

Marfat.com

چھپا کر نکاح کر بھی لیا تب بھی امام محمدؒ کے نزدیک یہ لازم نہ ہوگا اور عورت اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے: (بدائع الصنائع ۲/ ۳۲۷، طحطاوی بحوالہ ملتقی الابحر ۲/ ۲۱۳، فتاوی عالمگیری ۲/ ۵۵۲)۔

اس کے بعد سمجھئے کہ ایڈز جس درجہ کا خطرناک اور لاعلاج بتایا گیا ہے وہ برص اور جذام سے کہیں بڑھ کر ہے، امام محمدؒ کے نزدیک جب برص، جذام، جنون کی وجہ سے فسخ نکاح کا اختیار ہو جاتا ہے تو ایڈز اور اس جیسے مہلک امراض کو جس کے ہوتے ہوئے ازدواجی زندگی گزارنا عورت کے لئے دشوارتر ہو بدرجہ اولی عورت کو فسخ کا حق ہوگا۔

یہ صحیح ہے کہ اس مسئلہ میں ہمارے فقہاء نے امام محمدؒ کے مسلک کے مقابلہ میں شیخین کے مسلک کو راجح قرار دیا ہے، جیسا کہ کتب فقہ کی ترتیب بیان سے واضح ہے، اور ابن الہمام نے فتح القدیر میں دلائل کی روشنی میں ائمہ ثلاثہ اور امام محمدؒ کے قول کو مرجوح اور شیخین کے مسلک کو راجح قرار دیا ہے (فتح القدیر ۴/ ۱۳۳)۔

علامہ شامی نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے اور اس کی روشنی میں مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ نے یہاں تک فرمادیا کہ امام محمدؒ کے قول پر فتوی دینا درست نہیں اور تفریق صحیح نہیں (عزیز الفتاوی ۵/ ۱۳)۔

لیکن مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اصل مذہب یہی ہے لیکن زمانہ حال کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے امام محمدؒ اور مالکیہ کے قول کو اختیار کر لیا گیا ہے اور ضرورت کے پیش نظر ہمارے تمام اکابر علماء، فقہاء نے امام محمدؒ کے قول پر فتوی دیا ہے، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور ان کے ساتھ علماء کی بڑی جماعت نے اس کے مطابق فتوی دیا ہے (الحیلۃ الناجزہ/ ۶۸۵-۶۱)۔

مولانا عبدالصمد رحمانیؒ (کتاب الفسخ والتفریق/ ۷۹-۸۵)، مولانا عبد الحئی لکھنویؒ (فتاوی عبدالحی/ ۲۵۲) مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری (فتاوی خلیلیہ ۱/ ۱۳۹)، مفتی محمود صاحب

Marfat.com

گنگوہی (فتاوی محمودیہ ۸/۱۷۰)، مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری (فتاوی رحیمیہ ۵/۳۱۱) اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے بھی امام محمدؒ کے قول پر فتوی دیا ہے۔

لیکن امام محمدؒ کے قول پر فتوی محققین کی صراحت کے مطابق صرف مجنون کے متعلق ہے اس کے علاوہ دیگر امراض مثلاً جذام، برص کے متعلق محققین یہی فرماتے ہیں کہ شیخین کے مسلک پر عمل کیا جائے گا (الحیلۃ الناجزہ حاشیہ رص ۶۶)۔

نکاح کے بعد شوہر کو ایڈز یا اس جیسا متعدی مرض لاحق ہونے کا حکم

مسلک فقہ حنفی کی رو سے تو نکاح لازم ہو جانے کے بعد کسی بھی مرض یا عیب کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا حق باقی نہیں رہتا، اور نکاح لازم ہونے سے پہلے عورت کو بعض عیوب کی وجہ سے اختیار ہوتا ہے اور لزوم نکاح کا مطلب یہی ہے کہ نکاح سے پہلے جو امراض مرد میں پائے جاتے تھے عورت کے علم میں آ جانے کے بعد اس کو فسخ نکاح کا حق ہوگا، نکاح ہو جانے کے بعد کوئی مرض یا عیب پیدا ہو جائے تو نکاح تو لازم ہو ہی چکا اور بقاء نکاح کے واسطے ان امراض سے خالی ہونا ضروری نہیں، علامہ کاسانی ''بدائع'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''وأما خلو الزوج عما سوى هذه العيوب الخمسة من الجب والعنة فهل هو شرط لزوم النكاح؟ قال أبوحنيفه و أبويوسف ليس بشرط ولا يفسخ النكاح به، وقال محمد خلوه من كل عيب شرط لزوم النكاح حتى يفسخ به النكاح'' (۲/۳۲۷)۔

اس عبارت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لزوم نکاح اور بقاء نکاح علاحدہ علاحدہ ہیں، فقہاء نے جن امراض میں عورت کو اختیار دیا ہے اور مرد کے لئے ان امراض سے خالی ہونے کو نکاح لازم ہونے کی شرط قرار دیا ہے، اس کا تعلق ان ہی امراض سے ہے جو نکاح سے پہلے مرد میں ہوں اور اسی وقت تک ہے جب تک نکاح لازم نہ ہوا ہو، لازم ہو جانے کے بعد بقاء نکاح کے لئے شوہر کا ان امراض سے خالی ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی کتب فقہ میں اس قسم کی صراحت ہے۔

Marfat.com

دوسرے یہ بات بھی غور کرنے کی ہے کہ فقہاء نے فسخ نکاح اور تفریق یہ دو اصطلاحیں استعمال کی ہیں فسخ نکاح ان عیوب کی وجہ سے ہوتا ہے جو عیوب قبل عقد موجود ہوں (دیکھئے: الحیلۃ الناجزۃ/٦٦)۔

اور کسی صریح عبارت سے یہ مستفاد نہیں ہوتا کہ نکاح لازم ہو جانے کے بعد شوہر میں مرض پیدا ہو جائے تب بھی عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا، فتاوی عالمگیری کی ایک عبارت سے معلوم ہوتا ہے: "قال محمد إن كان الجنون حادثا يؤجله سنة" (عالمگیری ۲/۱۵۷)، یعنی اگر جنون حادث ہو تو شوہر کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی، صحت نہ ہونے کی صورت میں عورت کو اختیار ہوگا۔

لیکن یہ محل غور ہے، "حادث" کا یہ مفہوم متعین نہیں ہے جو بظاہر مفہوم متبادر ہے، "حادث" کی تفسیر غیر مطبق، غیر مستوعب سے بھی کی گئی ہے (الحیلۃ الناجزہ/ ٦٣)۔

ذرا اس عبارت پر غور فرمائیے:

"باب الرجل يتزوج وبه العيب وكذلك إذا وجدته مجنونا موسوسا يخاف عليه قتله أو وجدته مجذوما منقطعا" (کتاب الآثار/ ۵۴ طبع کراچی)۔

(اس بات کا بیان کہ مرد نکاح کرے حالانکہ اس میں عیب موجود ہو...... اسی طرح (عورت کو حق تفریق ہوگا) جب کہ عورت نے شوہر کو مجنون یا جذام کے مرض میں مبتلا پایا)۔

اس عبارت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختیار اس وقت سے ہے جب کہ نکاح سے پہلے اور نکاح کے وقت بھی وہ عیب مرد میں موجود ہو، باقی بعد میں کوئی مرض پیدا ہو جانے کی صورت میں عورت کو اختیار نہیں ہوگا۔

الحیلۃ الناجزۃ میں ہے:

"جو جنون عقد نکاح کے بعد پیدا ہو گیا ہو اس کے متعلق امام محمدؒ سے کوئی صراحت نہیں ملی، اور امام محمدؒ کے نزدیک (فسخ نکاح کا حق "کتاب الآثار" کی عبارت میں) اس صورت میں

Marfat.com

ہے جبکہ جنون نکاح سے پیشتر موجود تھا'' (الحیلۃ الناجزہ/۶۶)۔

خلاصہ یہ کہ فقہ حنفی کی رو سے ان امراض وعیوب کی وجہ سے جو نکاح کے بعد پیدا ہو جائیں عورت کو فسخ نکاح کا حق نہیں، البتہ مالکیہ کے نزدیک مجنون والی صورت میں ہے، کیونکہ اس میں جان تک کا خطرہ ہے، ضرورت کی بناء پر مجنون کے مسئلہ میں ہمارے علماء نے مالکی مسلک کو اختیار کیا ہے، اس کے علاوہ دیگر امراض وعیوب میں مالکی مسلک کو اختیار نہیں کیا، اولاتو ایڈز کی وجہ سے مالکیہ کے نزدیک فسخ نکاح کا حق ہوگا یا نہیں اس کی تحقیق ضروری ہے، دوسرے اگر ہو بھی تب بھی ہمارے علماء نے مجنون کے علاوہ چونکہ دوسرے عیوب میں مالکی مسلک اختیار نہیں کیا (دیکھئے: الحیلۃ الناجزہ/۶۶)، لہذا ایڈز کی زیر بحث صورت میں بھی عورت کو اختیار نہیں ہونا چاہئے۔

ایڈز کی وجہ سے اسقاط حمل

بے شک بعض امراض ایسے ہوتے ہیں کہ زمانہ حمل، ولادت ورضاعت میں بچہ کی طرف بھی متعدی ہو سکتے ہیں، ابن قتیبہ اور ابن القیمؒ نے اس کی صراحت فرمائی ہے، فقہاء حنفیہ نے مسئلہ لکھا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت اگر بیمار ہو جائے چونکہ ایسی عورت کا دودھ بچہ کو نقصان کرتا ہے، لہذا اجارہ فسخ ہو جائے گا۔

''إذا حبلت المرضعة أو مرضت تفسخ الإجارة، لأن الحبلی والمريضة يضر بالصغير'' اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ مقصود ضرر سے حفاظت ہے (زیلعی ۱۲۸، ہدایۃ ۲۸۸/۳)، لہذا اس ضرر سے بچنے کے لئے اسقاط کرانا جائز ہے، ہمارے فقہاء نے بھی صراحت فرمادی ہے (امداد الفتاوی/۴)۔

لیکن یہ اسقاط اسی وقت جائز ہے جب کہ یقینی طور سے معلوم ہو کہ بچہ میں ابھی جان نہیں پڑی ورنہ جان پڑ جانے کے بعد اس کی قطعی اجازت نہیں، اور فقہاء کی صراحت کے مطابق

Marfat.com

بچہ میں جان ایک سو بیس دن میں پڑ جاتی ہے (عالمگیری ۵/۳۵۶)۔

جن صورتوں میں اسقاط کی اجازت ہے اگر عورت اس پر آمادہ نہ ہو تو شوہر چونکہ اس کا حاکم و راعی ہے، عورت ناقص العقل اور مرد صائب الرای و کامل العقل ہے، لہذا جب مرد کے نزدیک اسقاط ہی میں مصلحت ہو ایسی صورت میں عورت پر جبر بھی کر سکتا ہے۔

اور قاعدہ کے مطابق فی نفسہ یہی حکم محکمہ صحت اور حکام کے لئے بھی ہو سکتا ہے، کہ مصلحت عامہ کے پیش نظر اس نوع کا اقدام ضرر عام کو دفع کرنے کے لئے کرے، کیونکہ حاکم کو رعایا پر اس درجہ کی ولایت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ مریض کی اجازت کے بغیر آپریشن کرنے کی صورت میں اگر مریض ہلاک ہو جائے تو ضمان واجب ہوتا ہے، لیکن اگر حاکم کی اجازت سے ہوا ہے تو ضمان واجب نہیں، کیونکہ حاکم کو ولایت عامہ حاصل ہے (المغنی ۵/۵۳۸)، اس لئے فی نفسہ اصل حکم تو واقعی یہی ہے جب تک کہ مقصود محض دفع ضرر ہو، لیکن اس کا فتوی ہرگز نہ دیا جائے گا اور نہ ہی ایسی تجویز اور قانون سازی کا مشورہ دیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں دوسرے خطرات اور فتنہ کا اندیشہ ہے، لوگ حد پر قائم نہ رہ کر اس کو فیملی پلاننگ کے جواز کا حیلہ اور ذریعہ بنالیں گے اور اس مسئلہ کا غلط استعمال کیا جانے لگے گا، اس لئے سد اللباب ہرگز اس کی اجازت نہ دیجائے گی، اور مخصوص حالات میں ہر زمانہ کے علماء ربانیین حسب حالات جو فتوی دیں گے وہ معتبر ہوگا۔

ایڈز کے مریض بچوں کو اسکولوں اور مدرسوں میں داخلہ سے محروم کرنا

یہ صحیح ہے کہ ضرر عام سے بچانے کے لئے ضرر خاص کو گوارا کر لیا جاتا ہے، فقہاء نے اس کی صراحت فرمائی ہے، لیکن یہ اسی وقت ہے جب کہ ضرر عام وخاص دونوں ہی یقینی ہوں ورنہ اگر ایک طرف تو محض ضرر کا احتمال ہو اور دوسری طرف ضرر یقینی ہو، خواہ عام ہو یا خاص، بہر صورت ضرر محتمل کو گوارا کر کے یقینی ضرر سے حفاظت کی جائے گی، جیسے طاعون زدہ علاقوں میں

Marfat.com

مقامی لوگوں کا بھاگنا ممنوع ہے، کیونکہ طاعون سے متاثر ہونا ضرر محتمل اور بھاگ جانے کی صورت میں مریضوں کا ضرر یقینی ہے، اس لئے بھاگنے کی ممانعت ہوئی یعنی ضرر محتمل کو گوارا کر کے یقینی ضرر سے حفاظت کی گئی۔

اسی طرح یہاں سمجھنا چاہئے کہ ایڈز کے مریض سے اختلاط کی وجہ سے دوسرے بچوں تک یہ مرض سرایت کر جانا ایسا ضرر ہے جس کا صرف احتمال ہی احتمال ہے اور احتمال بھی بعید، بلکہ ابعد، کیونکہ یہ مرض محض قرب و اختلاط سے متعدی نہیں ہوتا، بلکہ جنسی اختلاط یا مریض کی رطوبات، مثلاً خون وغیرہ لگ جانے سے متعدی ہوتا ہے۔

اس کے برخلاف ایسے بچوں بچیوں کو اسکول اور مدرسہ کی تعلیم (جو کہ واقعی تعلیم ہو اس) سے محروم کر دینا یہ بے شک یقینی ضرر ہے، اس لئے قاعدہ کے مطابق صورت مسئولہ میں ضرر محتمل کو گوارا کر کے یقینی ضرر سے بچوں اور بچیوں کی حفاظت کی جائے گی، اور ایڈز کے مریض بچوں بچیوں کو تعلیم سے اور اسکول میں داخلہ سے نہ روکا جائے گا۔

بس یہی حکم یہاں بھی ہوگا کہ ایڈز کے مریض ایک دو ہوں تو ان کو نہ روکا جائے گا، کثیر تعداد میں ہو تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کی تعلیم کا علاحدہ نظم کرے اور اگر کوئی صورت نہیں بنتی تو عام اسکولوں، مدرسوں کے داخلہ سے ان کو محروم اور منع نہیں کیا جا سکتا۔

سوال ۸ کا جواب ماقبل میں جواب ۷ کے تحت گذر چکا ہے۔

ایڈز، طاعون، کینسر کے مریض مرض الموت کے حکم میں ہیں یا نہیں؟

"مرض الموت" کی ایک تو ہے حقیقی تعریف اور ایک ہے اس کے آثار و علامات۔

تعریف تو صرف اتنی ہے کہ "انسان کی ایسی حالت یا ایسا مرض جس میں ہلاکت اور موت غالب ہو، بچنے اور صحت کی امید کم ہو، بس یہی "مرض الموت" ہے۔

علامہ زیلعی، شیخ شلبی اور صاحب مجمع الانہر نے نیز ابن نجیم نے بھی یہی تعریف کی

Marfat.com

ہے (زیلعی ۴/ ۲۴۸، حاشیہ شلبی علی التبیین، مجمع الانہر ۱/ ۷۲۴، البحر الرائق ۴/ ۴۳)۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

''اعتبار غلبہ ہلاکت کا ہے اگر اس مرض میں موت کا گمان غالب ہو تو وہ مرض الموت ہے اگرچہ گھر سے باہر آتا جاتا ہو، صدر الشہید اسی پر فتوی دیتے تھے، امام محمدؒ نے ''کتاب الاصل'' میں کئی مسائل ذکر فرمائے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرض الموت کے لئے ہلاکت کا گمان، غالب ہونا شرط ہے، صاحب فراش ہونا ضروری نہیں'' (شامی ۲/ ۵۲۰)۔

اب یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ خطرہ ہلاکت کا اعتبار کب کیا جائے گا اور اس کی کیا مدت ہوگی، کیونکہ عموما ''مرض الموت'' سے یہی متبادر ہوتا ہے کہ مرض الموت اس کو کہتے ہیں کہ موت اس سے متصل ہو یعنی جلد واقع ہو جائے سو اس موت کی کیا تحدید ہوگی؟

اس کے لئے ہمارے فقہاء شامی، شمس الائمہ، حلوانی، تمرتاشی نے ایک سال کی مدت نقل فرمائی ہے، فتاوی ہندیہ میں بھی یہی مذکور ہے، یعنی ایسی حالت اور ایسا مرض جس میں صحت کی امید کم اور ہلاکت کا گمان غالب ہوتا ہے، اگر ایک سال بعد بھی زندہ رہے اب وہ مرض الموت کے حکم میں نہیں ہوگا، پھر اس میں بھی کچھ تفصیل ہے۔

علامہ زیلعی نے ہندوانی سے نقل فرمایا ہے کہ اگر مرض برابر ترقی ہی پر ہے تو وہ مرض الموت کے حکم میں ہے اور اگر کمی و زیادتی دونوں ہوتی رہتی ہے تو وہ صحیح کے حکم پر ہے (تبیین الحقائق ۲/ ۲۴۸)۔

علامہ شامی نے فقہاء کی عبارات نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ اگر مرض قدیم ہو چکا اور ایک سال سے بھی متجاوز ہو چکا تو اگر ترقی پر نہ ہو یعنی مرض میں اضافہ نہ ہو رہا ہو تو وہ صحیح کے حکم میں ہے اور اگر زیادتی پر ہے اور اسی حال میں انتقال ہو جائے خواہ ایک سال کے پہلے یا ایک سال کے بعد تو وہ مرض الموت کے حکم میں ہے (شامی ۲/ ۵۲۱)۔

ان ساری تفصیلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب فیصلہ کرنا بالکل آسان ہے کہ ایڈز

Marfat.com

طاعون، کینسر وغیرہ کے مریض مرض الموت کے حکم میں ہیں یا نہیں ان سب کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

۱-ایڈز، کینسر وغیرہ کے مریض اگر اس درجہ کو پہنچ چکے ہوں کہ جس میں ہلاکت وموت کا غالب گمان ہے صحت کی امید کم ہے تو وہ مرض الموت کے حکم میں ہے۔

۲-لیکن اگر مرض طول پکڑ گیا اور ایک سال کی مدت پوری ہو چکی تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ مرض ایک جگہ پر ٹھہر گیا یا نہیں، اگر ٹھہر گیا تو اب ایک سال بعد وہ مرض الموت کے حکم میں نہیں۔

۳-اور اگر مرض ترقی پر ہے گو ایک سال کی مدت پوری ہو چکی ہو تب بھی وہ مرض الموت کے حکم میں ہے۔

۴-زمانہ طاعون میں بھی چونکہ ہلاکت کا گمان غالب ہوتا ہے، اس لئے وہ بھی مرض الموت کے حکم میں ہے، علامہ شامیؒ نے شافعیہ سے نقل فرمایا ہے کہ طاعون مرض الموت کے حکم میں ہے، اور لکھا ہے کہ حنفیہ کے قواعد کا مقتضی یہ ہے کہ صحیح کے حکم میں ہو، اس کے بعد کچھ اختلاف اور بحث کرتے ہوئے راجح اسی کو قرار دیا ہے کہ جب ہلاکت کا گمان غالب ہے تو وہ مرض الموت کے حکم میں ہے (شامی ۲/ ۵۲۴، درمنتقی علی ہامش مجمع الانہر ۱/ ۴۲۸، بدر المتقی ۱/ ۴۲۸)۔

حکومت کی طرف سے آمدورفت کی پابندی

اس بحث میں دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو یہ کہ ایسے حالات میں حکام کو اس طرح کی پابندی عائد کرنا درست ہے یا نہیں، دوسرے یہ کہ پابندی کے بعد رعایا پر اس کی اطاعت کرنا بھی شرعاً ضروری ہے یا نہیں؟ امر اول کی تحقیق یہ ہے کہ جن امراض کے مریضوں کے متعدی ہونے کا خطرہ ہو اس خطرہ سے حفاظت کے لئے اگر پابندی لگائی جائے تو اس کی بلاشبہ اجازت ہے، اور یہ پابندی شریعت وسنت کے عین موافق ہے، حضور ﷺ نے خود طاعون زدہ علاقوں میں جانے اور جو لوگ وہاں موجود ہیں ان کے آنے سے منع فرمایا ہے (بخاری حدیث ۵۷۲۸)۔

Marfat.com

اور علامہ عینی، نیز ملا علی قاریؒ نے تو صراحت فرمادی ہے: ''جس شخص کی نظر لوگوں کو لگ جایا کرتی ہو، جس کی نظر سے لوگوں کو نقصان پہنچ سکتا ہو امام کو چاہئے کہ ایسے شخص کو لوگوں میں داخل ہونے سے منع کردے، حضرت عمرؓ اور آپ کے بعد دیگر خلفاء نے مجذوم کو لوگوں کے پاس آنے جانے پر پابندی عائد کردی تھی'' (عمدۃ القاری ۱۷/۴۰۵)۔

اس سے معلوم ہوا کہ متعدی امراض پھیلنے کی صورت میں حکومت کا اس قسم کی پابندی لگانا نہ صرف جائز بلکہ بہتر اور پسندیدہ ہے، اس میں دین و دنیا دونوں ہی کے فوائد اور اپنی اور دوسروں دونوں ہی کی مصلحت ہے، تفصیل کے لئے حضرت تھانوی اور مفتی محمد شفیع کے فتاوی وتفسیر کا مطالعہ کیا جائے (امداد الفتاوی ۴/۲۸۷، معارف القرآن ۱/۵۹۷)۔

طاعون زدہ علاقوں میں ضرورۃً داخل ہونا اور باہر جانا

اگر کوئی شخص کسی ضرورت کے تحت طاعون زدہ علاقوں میں جاتا ہے یا کسی ضرورت سے وہاں سے آتا ہے تو چونکہ ممانعت کی علت نہیں پائی گئی، بلکہ ضرورتاً آمدورفت ہورہی ہے، لہذا اس میں کوئی مضائقہ نہیں چنانچہ طیبی اور ''مرقاۃ شرح مشکوۃ'' میں موجود ہے:

''لو خرج لحاجة فلا بأس'' یعنی اگر کسی حاجت کے لئے طاعون زدہ مقامات سے باہر آئے تو کوئی حرج نہیں (مرقاۃ ۳/۳۶۰) اور تفسیر قرطبی میں بڑی اچھی بات تحریر فرمائی ہے اس کا حاصل یہ ہے:

''حدیث پاک میں طاعون زدہ علاقوں سے بھاگنے کی ممانعت ہے، لہذا اگر بھاگنے کے طور پر نہ ہو، بلکہ کسی ضرورت سے ہو تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باہر جانا جائز ہے، اور آگے فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ ہے کہ جو مقدر ہوگا وہی ہوکر رہے گا، طاعون زدہ علاقوں میں داخل ہونے سے ایسا نہیں کہ تقدیر کے خلاف بھی مرض لاحق ہوجائے، ایسے اعتقاد کے ساتھ آنا جانا سب ہی کچھ جائز ہے (۳/۲۳۴)۔

Marfat.com

الغرض سوالنامہ میں جن صورتوں کا ذکر ہے دونوں ہی صورتوں میں باہر آنا جائز ہے، کیونکہ یہ علی سبیل الفرار نہیں، بلکہ علی سبیل الضرورت ہے اور حدیث پاک میں ممانعت صرف علی سبیل الفرار کی ہے۔

محور سوم

امراض وعیوب چھپانے کے متعلق ڈاکٹروں کی ذمہ داری

اس بحث سے متعلق جتنے سوالات ہیں ان کے جوابات سے قبل چند ضروری مقدمات ومبادی عرض کئے جاتے ہیں جن کو پیش نظر رکھنے سے اس نوع کے جملہ سوالات کے جوابات بالکل واضح ہوسکیں گے۔

علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ معالج اور طبیب کو امین و رازدار ہونا چاہئے، کسی مریض کے عیب کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنے کی ممانعت ہے، حدیث: ''المجالس بالأمانة'' کا بھی یہی مقتضی ہے۔

علامہ ابن الحاج المالکی المدخل میں تحریر فرماتے ہیں:

''طبیب کو مریضوں کے اسرار (خفیہ امور اور عیوب) کا امین ہونا چاہئے، مریض نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کو کسی سے بھی ظاہر نہ کرے، کیونکہ مریض نے دوسرے کو ظاہر کرنے کی اجازت تو دی نہیں اور اگر اجازت دے بھی دے تب بھی طبیب کو یہی چاہئے کہ کسی سے اس کے عیوب اور امراض کو ظاہر نہ کرے'' (المدخل ۴ / ۱۳۵)۔

لیکن ظاہر ہے کہ ''غیبت'' جیسا سخت گناہ جس کے کبیرہ ہونے پر سارے علماء متفق ہیں اور حدیث پاک میں جس کو زنا سے زیادہ سخت قرار دیا گیا ہے ضرورت کے وقت جب غیبت کی اجازت ہوجاتی ہے، چنانچہ علماء نے تفصیل سے وہ مواقع ذکر فرمائے ہیں جہاں غیبت کی اجازت ہے، ضرورت کے وقت جب غیبت کی اجازت ہے تو اسی ضرورت کی وجہ سے مریضوں کے عیوب اور اس کے امراض کو ظاہر کرنے کی بدرجہ اولی اجازت ہوگی، امام غزالی اور امام نووی

Marfat.com

اوران کے علاوہ دیگر علماء نے جن مواقع میں غیبت کی اجازت ذکر فرمائی ہے ان میں ایک موقع یہ بھی ہے:''تحذیر المسلم من الشر''(احیاء العلوم ۳/۱۳۹)،''تحذیر الغیر من الشر''(ریاض الصالحین/۵۵۵)، یعنی دوسرے شخص کو شراور کسی نقصان سے بچانے کے لئے غیبت کرنا، اس کی اجازت ہے۔ جب یہ ہے تو اسی طرح ضرورت کی وجہ سے، یعنی دوسرے شخص کو ضرراور نقصان سے بچانے کے لئے مریض کے مرض اور عیب کو ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہوگی، اب رہی یہ بات کہ ضرورت کی بناء پر مریض کے مرض کو ظاہر کرنا صرف جائز ہے یا واجب؟ اصولی بات تو یہ ہے کہ جس درجہ کی ضرورت اور نہ بتلانے کی صورت میں جس درجہ کا ضرر ہوگا اسی اعتبار سے اس کا حکم ہوگا۔

اور تنقیح کے بعد اس کی کل تین صورتیں سمجھ میں آتی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

ضرورت کے وقت مرض ظاہر کرنا

پہلی صورت

اس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ وہ ڈرائیور جو آنکھ سے معذور ہو چکا ہو اور لوگوں کی جان تک جانے کا قوی خطرہ ہو ایسی حالت میں اس کے مرض اور عیب کو حتی الوسع حتی الامکان ظاہر کرنا ضروری ہے، اور اس سلسلہ میں جو کوشش کی جائے گی عند اللہ اس کا اجر وثواب ہوگا، اور ایسی حالت میں ڈرائیور کی روزی روٹی اور ملازمت سے معزول ہو جانے کا قطعا لحاظ نہ کیا جائے گا کیونکہ ضرر عام سے بچانے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کرلیا جاتا ہے اور روزی، معیشت صرف اسی پر موقوف بھی نہیں اس کے علاوہ بے شمار صورتیں ہیں۔

دوسری صورت:

یہ کہ مریض کے مرض اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرنے میں کسی کی جان کا تو قوی خطرہ

Marfat.com

نہیں، لیکن ضرر عظیم، فتنہ اور فساد کبیر کا خطرہ ہے، مثلاً چور، بدمعاش، ڈاکو، غنڈے جو بغرض علاج کسی طبیب کے پاس آئیں اور ڈاکٹر کو پوری تحقیق بھی ہو جائے کہ یہ شخص فسادی، ملزم، مجرم ہے، ایسی صورت میں ڈاکٹر پر واجب نہیں کہ پولیس تھانہ میں اس کی اطلاع کرے، البتہ اگر حکام پولیس تھانہ کی طرف سے معاہدہ ہو چکا ہو کہ یہ ڈاکٹر اس طرح کے ملزموں کی خبر کر دیا کرے، وعدہ کے بغیر بھی کسی وقت اہل حکومت تحقیق کرنا چاہیں تو ایسی حالت میں ڈاکٹر کو اطلاع کرنا ضروری ہوگا، اس کی تائید فقہاء کرام کے ذکر کردہ اس جزیہ سے بھی ہوتی ہے، جس میں بیان فرمایا ہے:

''اگر کسی والی نے کسی ذمہ دار سے قسم اور عہد لیا کہ شہر میں جو بھی بدمعاش غنڈہ داخل ہو وہ اس کی اطلاع ضرور کرے، فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ یمین اور یہ وعدہ اسی وقت تک ہوگا جب تک اس والی کی ولایت باقی ہے، والی کے معزول ہونے کے بعد اس کی اطلاع ضروری نہیں'' (ہدایہ ۴۸۶/۲)۔

اگر چہ یہ مسئلہ یمین سے متعلق ہے لیکن اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بدمعاش کی آمد اور علم ہو جانے کے باوجود وعدہ اور یمین نہ ہونے کی صورت میں اطلاع واجب نہیں، البتہ تحقیق واستفسار کی صورت میں بتلانا ضروری ہوگا جیسا کہ آگے بھی آرہا ہے۔

تیسری صورت

یہ کہ مریض کے مرض اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرنے میں کسی کی جان کا خطرہ یا عام لوگوں کا ضرر تو نہیں لیکن شخصی طور پر کسی فرد کو ضرر پہنچ سکتا ہے، مثلاً کسی مریض یا مریضہ کی بابت ڈاکٹر کو معلوم ہو جائے کہ کسی نقص یا عیب کی وجہ سے اس کے اولاد نہ ہوگی، یا اور کوئی ایسا عیب ہو کہ جس کے ظاہر کر دینے کے بعد لڑکا یا لڑکی والے رشتہ کرنے پر آمادہ نہ ہو سکیں گے، ایسی صورت کا حکم یہ ہے کہ ڈاکٹر پر ضروری اور واجب نہیں کہ تحقیق کر کے صاحب معاملہ (فریق ثانی) کو اطلاع کرتا پھرے، البتہ اس مرض اور عیب کو ظاہر کر دینے کی اجازت ہے، اور دوسرے حضرات

Marfat.com

کسی ضرورت سے مریض کے مرض کی تحقیق وتفتیش اور ڈاکٹر سے مشورہ کریں، ایسی صورت میں اب ڈاکٹر کو پوری حقیقت اور مریض کے مرض وعیب کو ظاہر کرنا واجب ہے اخفاء جائز نہیں، ''الدین النصیحه''اور ''نصح لکل مسلم'' کا بھی یہی مقتضی ہے۔

امام نوویؒ ریاض الصالحین (ص ۵۵۵) میں اور علامہ شامی کے استاذ شیخ عبدالغنی النابلسی نے ''الحدیقة الندیہ شرح طریقہ محمدیہ'' (ص ۲۲۳) میں صراحت فرمائی ہے:

''رشتہ کے سلسلہ میں اگر کسی سے مشورہ لیا جائے تو اس پر واجب ہے کہ اس کے حال کا اخفاء نہ کرے، اس کے امراض وعیوب کو ظاہر کردے، اگر یہ محسوس کرے کہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ''یہ رشتہ آپ کے لئے مناسب نہیں'' باز نہ آئے گا تو صاف صاف مرض اور عیب کی صراحت کردے کہ اس میں یہ عیب موجود ہے''۔

اس تمہید وتفصیل کے بعد تمام سوالوں کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں:

۱- ایسا مریض جس کی ایک آنکھ کی بصارت ختم ہوچکی ہو، لیکن دیکھنے میں صحیح سالم معلوم ہوتی ہو تو ایسی صورت میں ڈاکٹر اس کا مکلّف نہیں کہ از خود لڑکی والوں کو مطلع کرے، لیکن اگر لڑکی والے معلوم کرنے آئیں تو ڈاکٹر کو بتلا دینا واجب ہے (الحدیقة الندیہ ۲۲۳)، لیکن اگر نہ بتلانے کا عہد کرچکا ہے تو نہ بتلانا بھی جائز ہے۔

۲- اس کا بھی یہی حکم ہے کہ از خود بتلانا واجب نہیں اور پوچھنے کے بعد اخفاء جائز نہیں۔

۳- اس کا بھی یہی حکم ہے دونوں ہی صورتوں میں پوچھنے اور مشورہ کے بعد ڈاکٹر کو بتلانا نہ صرف جائز، بلکہ واجب ہے۔

۴- جب لوگوں کی ہلاکت اور جان جانے کا خطرہ ہو تو ضرور ایسے ڈاکٹر پر واجب ہوگا کہ حتی الوسع متعلقہ محکمہ کو باخبر کرے، ورنہ سخت گنہگار ہوگا، لیکن ضمان اور تاوان لازم نہ ہوگا، کیونکہ یہ مباشر نہیں، اسی طرح لائسنس منسوخ کرانے کی کوشش کرنا اس پر ضروری نہیں، یہ کام خود محکمہ کا

Marfat.com

ہے، اس کا کام تو صرف اطلاع ہے اور بس۔

۵- اگر شراب ونشہ کا اس طرح عادی ہے کہ واقعی لوگوں کی جان خطرہ میں ہے تو لوگوں کی جان بچانے کے لئے اس کا بھی یہی حکم ہے، یعنی اطلاع کرنا واجب ہے، ورنہ نہیں۔

۶- اصل مقصود بچہ کی حفاظت اور اس کی پرورش ہے، اگر واقعی نہ بتلانے میں بچہ کی جان خطرہ میں ہے اور بتلانے میں اس کی جان کا تحفظ ہے، ایسی صورت میں تو بتلانا ہی ضروری ہے، لیکن اگر راز فاش کرنے سے بچہ کی جان کی حفاظت و پرورش کا مسئلہ حل نہیں ہوتا، اور سوائے ذلت ورسوائی کے کچھ اور نتیجہ نہیں نکلتا تو ایسی صورت میں اخفاء ضروری ہے، مسئلہ کا مدار ضرورت و حالات پر ہے ہر جگہ اور ہر وقت کا حکم یکساں نہیں ہوگا۔

۷- اس کا جواب آگے مذکور ہوگا۔

۸- اگر ڈاکٹر نے اس کا وعدہ کیا ہے یا اس سے پوچھا گیا تب تو اس کو بتلانا ضروری اور واجب ہے، ورنہ نہیں، البتہ اگر بغیر بتلائے اطلاع کردے تاکہ لوگ ضرر سے محفوظ رہیں تو عند اللہ ماجور و مستحق ثواب ہوگا، لیکن اگر ڈاکٹر کو یقین ہے کہ میری شکایت کے نتیجہ میں اس کے ظلم کا دروازہ بند ہوسکتا ہے اور لوگ اس کے شر اور ضرر سے محفوظ رہ سکتے ہیں تو ایسی صورت میں از خود متعلقہ محکمہ کو باخبر کرنا ضروری ہے۔

"لقوله عليه السلام: أنصر أخاك ظالما أو مظلوما".

۹- اس کا بھی یہی حکم ہے، حدیث بالا کا مقتضی یہی ہے کہ غیر مجرم کو ظلم سے بچانے کے لئے اصل مجرم کے جرم کو ظاہر کردیا جائے تاکہ مظلوم ظلم سے محفوظ ہوجائے اور ظالم کو ظلم کی سزا ملے، وہ آئندہ اس سے باز رہے، اس کے حق میں مدد اور نصرت یہی ہے، فقہاء نے اس طرح کے مواقع میں شہادت کو واجب قرار دیا ہے (مجمع الانہر ۲/ ۱۸۵)۔

۱۰- اس کا تفصیلی و تحقیقی جواب ماقبل میں سوال (۳) کے تحت گذر چکا ہے۔

Marfat.com

شراب چھڑانے کے لئے شراب سے علاج

یہ طریقہ نہایت مستحسن اور مناسب ہے کہ ازالہ منکر کے واسطے وقتی طور پر کسی ایسے عمل کو کیا جائے جو صورۃ منکر اور معصیت ہے، لیکن حقیقت و نتیجہ کے اعتبار سے وہ معصیت نہیں، مثلاً مجالس منکرۃ میں شرکت، سحر جادو کے تماشوں کا دیکھنا معصیت ہے، لیکن اس کو مٹانے اور ختم کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے ساحروں کو اپنے کرشمے دکھانے کا حکم فرمایا، اس مجلس میں شریک ہوئے۔

"قال بل القوا" (فرمایا تم ہی اپنی رسیاں ڈالو)، خود حضور ﷺ سے منقول ہے کہ "ایک مرتبہ قبیلہ بنی ثقیف کا ایک وفد آیا اور یہ کہا کہ ہم دو شرطوں سے اسلام لاتے ہیں: ایک تو یہ کہ زکوۃ نہیں دیں گے، دوسرے یہ کہ جہاد نہیں کریں گے، یعنی نہ مال خرچ کریں گے نہ جان، حضور ﷺ نے دونوں شرطوں کو منظور فرمالیا، عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! یہ شرطیں کیسے تسلیم کرلیں؟ باوجودیکہ جہاد اور زکوۃ دونوں فرض ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: تم ان کو مسلمان تو ہونے دو جب اسلام ان کے دل میں گھر کرلے گا اس وقت سب کچھ خود ہی کریں گے کہنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی" (الاتمام لنعمۃ الاسلام تھانوی ۱۲۶)۔

حالانکہ زکوۃ نہ دینے اور جہاد نہ کرنے کی شرط قطعی طور پر غلط ہے، لیکن اصل بات یہی ہے کہ یہ ظاہری غلط عمل حقیقت اور نتیجہ کے اعتبار سے تمام غلط کاموں کو ختم کردے گا، اس لئے اس کو گوارا کرلیا گیا، وجہ اس کی یہ ہے کہ احکام کا دارومدار آثار و نتائج پر ہوتا ہے نہ کہ محض اسباب پر۔

دوسرے یہ بھی قاعدہ شرعیہ ہے کہ اشد الضررین کو دفع کرنے کے واسطے اخف الضررین کو اختیار کرلیا جاتا ہے اس کے حق میں اخف یہی صورت ہے کہ اس تدبیر سے ہمیشہ کے لئے اس کی شراب ترک کرادی جائے۔

☆☆☆

Marfat.com

اطباء کے ضمان وتعزیر کا مسئلہ

مولانا نازبیر احمد قاسمی ☆

۱- فقہی تصریحات اور اس کی جزئیات سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ معالج کے لئے فن طب سے اتنی مناسبت اور اس میں اتنی حذاقت ومہارت ہونی ضروری ہے جس سے مرض کی صحیح تشخیص میں عموماً غلطی نہ ہو، اور پھر طریقہ علاج کا اتنا تجربہ ہونا چاہئے کہ اس کا علاج معتاد و معروف طریقہ کے مطابق مفید اور ازالہ مرض میں موثر ہی ہوا کرتا ہو۔

مثلاً فصاد و بزاغ جس کا طریقہ علاج چیر پھاڑ، آپریشن کرنا اور نشتر لگانا ہے تو اس کا چیر پھاڑ کرنا اور نشتر لگانا معتاد و معروف حد کے اندر ہی ہوتا ہو، تو اس حذاقت و تجربہ کے بعد وہ، خواہ کسی ملکی قانون کے تحت کسی بنیاد پر علاج کرنے کا مجاز نہ ہو، مگر فیما بینہ وبین اللہ وہ علاج کرنے کا مجاز قرار دیا جاسکتا ہے۔

اب معالج کے علاج کرنے کی دو حیثیت ہوسکتی ہے اور ہمارے خیال میں دونوں کا حکم ایک دوسرے سے مختلف ہونا چاہئے:

الف- علاج محض خدمت خلق کے نیک جذبہ کے تحت محض مفت ورضا کارانہ ہو۔

ب- علاج مریض کے طلب ودرخواست پر عقد اجارہ کے تحت بالمعاوضہ ہو۔

پہلی صورت میں معالج کا رضا کارانہ علاج کرنا اپنی جگہ جتنا بھی لائق ستائش ہو اور عنداللہ جتنے بھی اجر وثواب کا وہ مستحق بن جائے اور یہ رضا کارانہ علاج اس پر گویا دیانۃ لازم بھی

☆ ناظم جامعہ اسلامیہ اشرف العلوم، کنہواں، سیتامڑھی۔

Marfat.com

ہو، لیکن قضاءً واجب ولازم نہیں، صرف مباح کے درجہ میں اس کی اجازت ہوتی ہے اور بس۔

جب کہ دوسری صورت میں عقد اجارہ کے بعد معالج کی حیثیت ایک اجیر کی ہو جاتی ہے اور اس پر اس عقد اجارہ کے سبب علاج کرنا قضاءً بھی لازم اور واجب ہو جاتا ہے۔

فقہاء اصول بطور قاعدہ شرعیہ یہ فرماتے ہیں:

"والأصل أن الوجوب لا يتقيد بوصف السلامة والمباح يتقيد به"

(الاشباہ ۲۸۹ قدیم نسخہ، درمختار علی ہامش ردالمحتار ۵ / ۳۶۳)۔

جس کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ عمل واجب کی ادائیگی میں معمول علیہ کا ضرر و ہلاکت سے سلامت رہ جانا صحت عمل کے لئے قید اور لازمی نہیں، مگر عمل مباح سلامت من الضرر و الہلاکت کے ساتھ مقید و مشروط ہوگا۔

چنانچہ حاکم و امیر پر شرعاً لازم ہوتا ہے کہ وہ مجرموں کی مناسب تعزیر کرے، چوروں کا ہاتھ کاٹے، اب اگر کوئی حاکم اس عمل واجب کی تعمیل میں مجرم کی تعزیر کرتا ہے اور چور کا مثلاً صرف ہاتھ کاٹتا ہے، مگر نتیجۃً اس مجرم اور چور کی ہلاکت ہو جاتی ہے تو حاکم پر کوئی تاوان وضمان لازم نہیں کرتا۔

بخلاف بچوں کے اولیاء کو تادیباً بچوں کی سزا و تعزیر کی اجازت ہوتی ہے، گویا یہ تادیب و تعزیر بدرجہ مباح اولیاء کا حق ہوتا ہے، اب اگر کوئی ولی اس حق مباح کی تکمیل کے طور پر بچے کی تادیب و تعزیر کرتے ہوئے اسے مارے اور نتیجتاً بچہ تلف عضو یا ہلاکت کا شکار ہو جائے تو اولیاء پر اس کا ضمان و تاوان لازم ہو جاتا ہے۔

تو اب خلاصہ حکم یہی نکلا کہ اگر کوئی معالج مریض یا ولی مریض کی اجازت و درخواست کے بغیر بلا عقد اجارہ کے محض جذبہ ترحم کے تحت رضا کارانہ علاج کرے اور مریض کو فائدہ کے بجائے ضرر پہنچ جائے یا ہلاک ہی ہو جائے تو قضاءً اس معالج پر ضمان و تاوان لازم آئے گا۔

گو یا دیانۃً اپنی نیک نیتی کے سبب وہ عند اللہ ماجور بن جائے، "درمختار" میں یہ جزئیہ

Marfat.com

ہے کہ اگر ماہر فصاد و بزاغ نے اذن ولی یا مریض کے بعد چیر پھاڑ بقدر معتاد کیا اور مریض ہلاک ہوگیا تو اس پر ضمان وقصاص نہیں، علامہ شامی اس پر لکھتے ہیں:

"قوله إذا كان الشق بإذن فلو بدونه فالظاهر القصاص" (۳۶۴/۵)۔

ہاں اگر معالج نے اذن مریض کے بعد عقد اجارہ کے تحت علاج کیا اور اس کا الٹا نقصان ہی مریض کو بھگتنا پڑا تو ایسی صورت میں یہ عمل علاج چونکہ اس پر واجب کے حکم میں تھا اس لئے ضرر وہلاکت کا کوئی ضمان وتاوان معالج پر لازم نہیں آئے گا۔

فقہاء یہ بھی صراحتاً لکھتے ہیں:

"أما الحاكم والحجام والختان والفصاد والبزاغ فلا يتقيد فعلهم بشرط السلامة كالأجير" (درمختار ۳۶۳/۵)۔

اس کی مزید تائید اسی جگہ "درمختار" میں منقول اس جزئیہ کے حکم سے بھی ہوتی ہے۔

"سئل نجم الدين عن صبية سقطت من سطح الخ" یعنی ایک بچی چھت سے گرگئی اور اس کے سر میں ورم آ گیا اکثر جراح نے سر کو چیر کر علاج کرنے کی مخالفت کی اور بچی کے مرجانے کے خطرہ کا اظہار کیا، مگر ایک جراح نے یہی طریقہ علاج کو ضروری اور مفید سمجھ کر سر چیر دیا، بچی دو دن کے بعد مرگئی تو نجم الدین سے پوچھا گیا کہ جراح ضامن ہوگا یا نہیں تو تھوڑی دیر سوچ کر جواب دیا کہ اگر جراح نے ولی کی اجازت کے بعد معروف ومعتاد انداز ہی سے سر چیرا تھا تو اس پر ضمان لازم نہیں ہوگا، حتی کہ اگر کوئی معالج مریض کی صحت وسلامتی کی ضمانت بھی لے لے، مگر اتفاقاً مریض ہلاک ہی ہوجائے تب بھی معالج پر کوئی ضمان وتاوان لازم نہیں آتا۔

"إنما المعتبر شرط الضمان لما تقرر، إن شرط على الأمين باطل على ما هو الفتوى أيضا"۔

۲- طبی اصول کے مطابق جو احتیاطی تدبیریں جس مرض کے علاج میں ضروری سمجھی جاتی ہیں اس کی رعایت رکھنی معالج کی ذمہ داری ہوتی ہے، اب اس کی رعایت کئے بغیر اگر کوئی معالج

Marfat.com

علاج کرے اور مریض کا کوئی عضو برباد ہو جائے یا وہ ہلاک ہی ہو جائے تو بوجہ تعدی اس پر ضمان وتاوان لازم آئے گا۔

کتب فقہ میں یہ جزئیہ ہے:

"قطع الحجام لحما من عینه و کان غیر حاذق فعمیت، فعلیه نصف الدیة"

گویا غیر حاذق معالج کا ضامن ہونا مصرح ہے اور جو معالج طبی اصول کے مطابق جو ضروری احتیاطی تدبیرین ہیں اس کی رعایت نہ کرے وہ غیر حاذق ہی ہوگا، اس لئے ضرور ہلاکت کا ضامن قرار پائے گا۔

۳- جواب (۱) میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے کہ مریض یا ولی کی اجازت کے بغیر علاج کرنا معالج پر لازم نہیں محض مباح ہے۔

"والمباح یتقید بالسلامة"

اس لئے اگر مریض کے اذن واجازت کے بغیر آپریشن کے بعد مریض فوت ہو جائے یا عضو بیکار ہو جائے، آپریشن کامیاب نہ ہو سکے تو معالج پر ضمان وتاوان لازم آئے گا۔ اور شامیؒ کی جو وجوہات "لو کان الشق بإذنه" ماتن کے قول پر بالفاظ "ولو بدونه فالظاهر القصاص" سے نقل ہوئی ہے، اس کا تو یہی مقتضا ہے۔

۴- اگر کسی خارجی اسباب وموانع کی بنیاد پر مریض یا اس کے ولی واقربا سے آپریشن علاج کی اجازت لینی ممکن نہ بن سکے اور ڈاکٹر نے جذبہ ترحم کی بنا پر نیک نیتی کے ساتھ اس کے آپریشن وعلاج میں تاخیر کو مضر سمجھ کر آپریشن کر دیا، مگر یہ کامیاب نہیں ہو سکا اور مریض ہلاک ہو گیا تو بقاعدہ: "المباح یتقید بالسلامة" ڈاکٹر تاوان کا ضامن ہوگا گو عند اللہ نیک نیتی کے سبب ماجور ہی بن جائے۔

Marfat.com

محور دوم

۱، ۲- جب ایڈز جیسے موذی مرض کے متعلق تجربۃً معلوم ومشاہد ہو چکا ہے کہ یہ متعدی ہو جاتا ہے تو ایسے مریض پر شرعاً لازم ہے کہ اپنے اس موذی ومتعدی بیماری کی اطلاع متعلقین اور دیگر لوگوں کو دے دے تا کہ دوسرے لوگ حفاظتی تدبیریں اختیار کرسکیں، محض اچھوت بن جانے کے موہوم خطرہ کی بنیاد پر اس کو چھپانا اور دوسروں کو خطرہ وضرر کی زد میں لانا صحیح نہیں ہوگا۔

جب کہ ہر مسلمان پر شرعاً وسماجاً یہ لازم ہے کہ وہ تقدیر خداوندی پر ایمان ویقین رکھتے ہوئے اس طرح کے مریضوں کو اچھوت نہ بنائے، بلکہ ہمدردی کا معاملہ کرے، اب اگر کوئی ضعیف الاعتقاد مسلمان ایسے کسی مریض کو سماجاً اچھوت بناتا ہے تو یہ الگ قابل اصلاح چیز ہوگی اور اسلامی اصول وعقائد کی وضاحت کر کے ایسے ضعیف الاعتقاد لوگوں کے خیالات کی تصحیح کی جائے گی اور عقیدہ کی استواری کے ساتھ صرف احتیاطی تدبیر اختیار کرنے کی اجازت وترغیب دی جائے گی۔

اسی طرح ڈاکٹر کی بھی اخلاقی وشرعی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ایسے مریض کی رازداری نہ کرے، کیونکہ ڈاکٹر افشاء راز اور حقیقت واقعہ کے اظہار سے صرف شخص واحد مریض کا سماجاً اچھوت بن جانے کا خطرہ موہوم ہوسکتا ہے جو ضرر خاص ہوگا، مگر رازداری برتنے سے بہت سارے متعلقین اور دوسرے لوگوں کے ضرر میں پڑ جانے کا بظن غالب امکان ہے اور شریعت کا مشہور قاعدہ ہے:

"یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام" (اشباہ ۸۷/ نسخہ قدیم)۔

۳- کسی بھی مرض متعدی کا تعدیہ تقدیر الٰہی کے خلاف اذن خداوندی کے بغیر ہرگز نہیں ہوسکتا، یہ ہر ایک مسلمان کا ایمان وعقیدہ ہونا چاہئے، اس لئے کسی متعدی مرض کے مریضوں کو اچھوت بنانا اس سے الگ تھلگ رہ کر مریض کو ذہنی اذیت دینا شرعاً اور اخلاقاً جائز نہیں، سماج اور متعلقین کی اخلاقی وشرعی ذمہ داری ہے کہ بدرجہ سبب ظاہری اپنی حفاظت کی تدبیروں کے ساتھ

Marfat.com

ایسے مریض سے اظہار ہمدردی کرے، اس کی ہر ممکن مدد کرے اور یہ یقین پیدا کرے کہ اس طرح کے عام اختلاط کے باوجود اگر میری تقدیر میں اس مرض کا شکار ہو جانا نہیں لکھا ہے تو ہم کبھی اس مہلک مرض میں گرفتار نہیں ہوں گے اور اگر اپنی ممکنہ حفاظتی تدبیروں کے بعد بھی ہم اس مرض کے شکار ہو گئے تو محض اذن خدائی اور تقدیر الٰہی کے سبب ہوں گے اور بس۔

۴- نکاح کے بعد ایک شوہر کو بیوی سے حسب منشاء وطی کرنے کا حق شرعی مل جانا متفق علیہ مسئلہ ہے اور فقہاء صراحت کرتے ہیں کہ شوہر کے بار بار بکثرت جماع سے عورت کی ہلاکت ہو جائے تو قضاء شوہر پر کوئی ضمان وتاوان نہیں لازم ہوگا (شامی ر ۵ / ۳۶۳)۔

اس فقہی جزئیہ کا تقاضہ تو یہی نکلتا ہے کہ اگر ایڈز کے مریض شوہر کی وطی سے عورت گرفتار مرض ہو کر ہلاک بھی ہو جائے تب بھی اس کا تاوان شوہر پر لازم نہیں آئے گا، گو اس خود غرضی و بدنیتی کے سبب وہ عنداللہ سخت مجرم اور عاصی وخاطی قرار پا جائے۔

اسی طرح ایڈز کا مریض اگر اپنا خون دوسرے مریض کو چڑھانے کے لئے دیتا ہے تو نیک نیتی اور بدنیتی کے فرق کے سبب عنداللہ اور دیانۃ اس کا عاصی وخاطی ہونا، نہ ہونا دونوں ممکن ہے، مگر قضاء کسی بھی صورت میں اس کا یہ فعل موجب ضمان وتاوان نہیں کہا جا سکتا، ہاں بدنیتی کے ساتھ خون دینا ایک طرح خدع وفریب ہے، اس لئے حاکم اس کی مناسب تعزیر کر سکتا ہے، فقہاء لکھتے ہیں کہ ''اگر کسی نے کسی کو زہر دیا اور وہ شخص اسے پی کر ہلاک ہو گیا تو ''لا قصاص ولا دية؛ لأنه شرب منه باختياره إلا أن الدفع خدعة فلا يلزم إلا التعزير والاستغفار'' (در ۵ / ۳۴۸)۔

(یعنی گو زہر دینے والے پر قصاص و دیت نہیں ہوگا، کیونکہ پینے والے فاعل مختار نے اپنے اختیار سے پیا اور ہلاک ہوا، لیکن چونکہ اس طرح زہر دینا ایک طرح کا فریب اور دھوکہ دینا ہے، اس لئے اس پر استغفار توبہ بھی لازم ہوگا اور مستحق تعزیر ہو جائے گا)۔

۵- اگر کسی مسلمان خاتون کا شوہر ایڈز جیسے کسی متعدی مرض کا مریض ہو جائے تو اس کی

Marfat.com

کی بنیاد پر عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے، اس طرح وہ عورت بھی جسے ایڈز جیسے امراض کے مریض نے دھوکا دے کر اپنا مرض چھپا کر شادی کرلیا ہے فسخ نکاح کرا سکتی ہے، اور اس پچھلی صورت میں یہ مریض دھوکہ وفریب دہی کے سبب مستحق تعزیر بھی ہوگا۔

اسباب فسخ نکاح گو بین الائمہ مختلف فیہ ہیں، مگر امام محمد علیہ الرحمہ کا قول اختیار کرنا ''أو فق بالفقه'' اور ''أیسر للناس ''معلوم ہوتا ہے، علامہ زیلعی شرح کنز الحقائق میں لکھتے ہیں:

''قال محمد ترد المرأه إذا كان بالرجل عيب فاحش بحيث لا تطيق المقام معه، لأنه تعذر عليه الوصول إلى حقه لمعنى فيه فكان كالجب والعنة''(شرح کنز الحقائق ۳/۲۵)۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

''وقال محمد خلوه من كل عيب لا يمكنه المقام معه إلا بضرر كالجنون والجذام والبرص شرط لزوم النكاح حتى يفسخ به النكاح''(بدائع الصنائع ۲/۳۲۷)۔

امام محمدؒ کے ان دونوں اقوال کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ ہر وہ عیب جو گھناؤنا ہو عورت ایسے عیب سے عیب دار شوہر کے ساتھ رہنے کی اپنے اندر طاقت وتحمل نہ پائے تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے، کیونکہ جب مرد میں موجود کسی ایسے عیب کے سبب عورت اپنا حق وطی و جماع حاصل نہیں کرسکتی تو حکماً یہ مرد مجبوب وعنین بن گیا، اور مجبوب وعنین مرد سے نکاح فسخ کرانے کا حق متفق علیہ ہے، گویا شوہر کا ہر ایسے عیب سے پاک صاف ہونا لزوم نکاح کے لئے ضروری ہے جس عیب کے ہوتے ہوئے بلا ذہنی کوفت واذیت اور جسمانی ضرر کے امکان کے شوہر کے ساتھ رہنا ممکن نہ ہوسکے، اب اگر کوئی شوہر ایسے ضرر رساں عیوب سے خالی، نہ ثابت ہوسکے تو عورت اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔

Marfat.com

۶- ''امرأة عالجت في إسقاط ولدها لاتأثم مالم يستبن شئ من خلقه'' (البحر الرائق ۸/ ۲۰۵)۔

اس طرح کی فقہی روایتوں سے بوقت ضرورت و حاجت معتبرہ جب حاملہ کو بچوں کی صورت بننے اور جان ڈالے جانے سے پہلے اسقاط حمل کی اجازت دی جاسکتی ہے تو ایڈز کی مریضہ کو بھی یہ اجازت انہیں شرطوں کے ساتھ مل سکتی ہے، مگر یہ عورت کے لئے اختیاری اجازت ہوگی اس پر اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

گو طبی لحاظ سے بچے میں مرض منتقل ہو جانے کا پورا اندیشہ ہو، مگر لازمی اور یقینی نہیں، کیونکہ مرض کا متعدی ہونا محض ایک سبب ظاہری ہوسکتا ہے اور سبب کے بعد مسبب کا وجود ضروری نہیں تخلف ممکن ہے، انتقال مرض یا حدوث مرض کی علت حقیقی اذن الٰہی ہے اور بس، اس لئے سبب ظاہر پر نظر رکھتے ہوئے ایڈز کی مریضہ کو صورت بننے اور جان پڑنے سے پہلے پہلے اسقاط حمل کی اجازت دی جاسکتی ہے، لازم نہیں بنایا جاسکتا، اس لئے شوہر یا محکمہ صحت کی طرف سے اکراہ واجبار کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

۷- جب ایڈز کا مرض محض ایک ساتھ رہنے سہنے ملنے جلنے سے متعدی نہیں ہوتا تو ایسے مریض بچے بچیوں کو اسکول و مدارس میں داخلہ سے محروم نہیں کیا جاسکتا، البتہ ایسی سخت نگرانی رکھی جائے اور وہ مفید حفاظتی تدبیریں اختیار کی جائیں، جس کے بعد وہ صورت حال سامنے ہی نہ آسکے جس میں مرض کے متعدی ہو جانے کا امکان بڑھ جاتا ہے، مثلاً اختلاط جنسی اور خون گرنے اور چھونے کا واقعہ پیدا نہ ہونے دیا جائے اپنی حد تک بقدر استطاعت حفاظتی تدبیر کرتے ہوئے، نتیجہ وانجام اللہ کے سپرد کرنے کا طریقہ ہی صحیح طریقہ کہلا سکتا ہے، تعلیم و تعلم سے محروم کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

۸- اس سوال کا جواب مذکورہ بالا جواب ۳ سے واضح ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

۹- کسی مرض کے مرض الموت ہونے کے لئے یہ قطعاً ضروری نہیں کہ مریض بالکلیہ صاحب فراش یا بستر بن جائے، بلکہ ایک چلتا پھرتا دین دنیا کا سارا کام انجام دینے کی سکت رکھنے والا مریض بھی اگر ایسی بیماری کا شکار ہو جائے کہ غالب گمان کے مطابق موت تک صحت یاب نہ ہو سکے گا، تو ایسے مرض کو بھی مرض الموت کہا جا سکتا ہے، مگر اس میں ایک شرط یہ ہے کہ وہ مرض ایک سال تک طویل وممتد نہ ہو سکے، اگر ایسی بیماری ایک حالت میں اور مرض میں کسی اضافہ وزیادتی کے بغیر ایک سال تک طویل وممتد ہو جائے تو ایسے مریض کو حکماً صحیح وتندرست کہا جائے گا، اس لئے سال بھر بعد اس مرض سے اگر مریض مرتا ہے تو اس مرض کو مرض الموت نہیں کہا جا سکتا۔

ہاں اگر اس مرض میں دن بدن اضافہ بھی ہوتا جا رہا ہے تو پھر ایک سال سے زائد تک طویل وممتد ہونے کے باوجود وہ مرض الموت ہی کہلائے گا۔

فقہاء لکھتے ہیں: ''العبرة للغلبةمع الغالب من هذ المرض الموت فهو مرض الموت إن كان يخرج من البيت الخ''۔

''حاصله أنه إن صارقديما بأن تطاول سنة ولم يحصل فيه ازدياد فهو صحيح،أما لو مات حالة الازدياد الواقع قبل التطاول أو بعده فهومريض'' (شامی ۵۲۰،۵۱۰/۲)۔

مذکورہ بالا تفصیل اور فقہی عبارت سے یہی معلوم ہوا کہ ایڈز، طاعون اور کینسر کا مریض اگر ایک سال تک مرض میں کسی بڑھوتری واضافہ کے بغیر زندہ رہ گیا تو وہ بحکم صحیح وتندرست ہو گیا، اس مرض پر مرض الموت کے احکام جاری نہ ہوں گے، ہاں اگر ایک سال کے اندر مر جائے یا سال کے بعد مرے، مگر وہ مرض ہر دن روز بروز اضافہ پذیر بھی ہوتا رہا تو اس پر مرض الموت کے احکام بھی جاری ہوں گے۔

۱۰- مشہور حدیث: ''فر من المجذوم كما تفر من الأسد'' اور ''لا عدوى ولا

Marfat.com

طیرۃ"، جیسی بظاہر متعارض حدیث کے درمیان وجہ تطبیق کے طور پر علماء محدثین اور فقہاء نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہی نکلتا ہے:

"إن هذا رخصة للضعفاء وتركه جائز للأقوياء" (مرقاۃ ۲/۵۲۰)۔

(یعنی ضعیف الاعتقاد لوگوں کے لئے فرار کی رخصت ہے مگر جن کا یقین وایمان تقدیر الہی پر مضبوط ہے وہ سبب ظاہر اور علت حقیقی کے فرق نتائج کو تسلیم کرتا ہے تو اس کے لئے ترک فرار کی اجازت ہے)۔

اس کے ساتھ ایک دوسری حدیث میں موضع طاعون سے فرار اور اس میں داخلہ دونوں کی ممانعت بھی آئی ہے، اس لئے اگر حکومت کی طرف سے ایسے وبائی مقامات کے آمدورفت پر پابندی لگائی جائے تو اسے خلاف شریعت نہیں کہا جاسکتا، مگر اس میں ایسی سختی بھی حکم شریعت سے مکمل ہم آہنگ نہیں کہی جاسکتی کہ کسی بھی فرد کو نہ وہاں سے نکلنے دیا جائے اور نہ داخل ہونے کی اجازت ملے، ظاہر ہے کہ من جانب حکومت اس پابندی میں اتنا عموم وشیوع اور اتنا تشدد عوام وخواص سبھوں کے لئے مختلف ضرر ومشکلات کا سبب بن سکتا ہے، جسے شریعت اسلامی کے تفصیلی احکام کے مطابق ہرگز نہیں کہا جاسکتا، وبائی مقامات سے بھاگنے یا وہاں داخل ہونے کے متعلق حکم شرعی کی تفصیلات علماء کے علم میں ہیں، نقل سے کیا حاصل۔

۱۱- کسی جگہ کے وباءزدہ ہونے سے پہلے وہاں کا کوئی باشندہ اپنی کسی ضرورت سے باہر گیا ہوا تھا، اسی درمیان وہ جگہ وبائی بن گئی اور اس شخص کے لئے مختلف ضرورتوں اور مصالح کی بنیاد پر اب اپنے وطن کی واپسی مناسب یا ضروری بھی ہوچکی ہے، تو ایسے شخص کو وطن واپسی کی اجازت ہوگی، اس کے برعکس باہر سے آئے ہوئے لوگوں کو اپنی ضرورت و حالت کے مطابق اس جگہ سے نکلنے کی بھی اجازت ہوگی، اس طرح بغرض علاج و تیمارداری مریض کو بھی حسب اقتضاء حالت وضرورت اس وبائی جگہ سے باہر جانے کی اجازت ہوگی۔

Marfat.com

محور سوم

۱۔ کسی کے اندرونی عیوب وامراض اور جسمانی نقص کا اظہار وافشاء کسی مصلحت داعیہ کے بغیر شرعا جائز نہیں، کیونکہ یہ اظہار اشاعت فاحشہ، ہتک حرمت مسلم، ضرر رسانی یا تنابز بالالقاب وغیرہ امور ممنوعہ میں سے کسی نہ کسی ذیل میں آئے گا، ہاں جب اس کے اظہار کی ضرورت ومصلحت مقتضی بن جائے تو پھر اس کا اظہار کبھی جائز کبھی ضروری ہوگا، مجاہر بالفسق کے امور فاسقہ کی اطلاع حاکم وقت کو دینا تاکہ مناسب تعزیر ہو جائے، کسی ظالم اور عادی چور ڈاکو کے ظلم وچوری کی اطلاع اور اس عیب کا افشاء تاکہ عوام وخواص اپنی حفاظت کی تدبیریں کرسکیں اور ایسے لوگ سے چوکنا رہ سکیں وغیرہ وغیرہ بوجہ مصلحت شرعا مامور بہ ہے۔

اب صورت مسئولہ میں جب ایک مسلمان ڈاکٹر کسی مریض کے جسمانی نقص، مثلاً اندھاپن وغیرہ کو جانتا ہے تو ابتداءً کوئی ذمہ داری نہیں اور نہ اس پر ضروری ہوگا کہ اس نقص کی اطلاع خواہ مخواہ لوگوں کو دیتا رہے، کیونکہ اس طرح اس مریض کی رسوائی ذلت اور ذہنی اذیت کا اسے ضرر ہوگا "لا ضرر ولا ضرار فی الإسلام" شرعی ہدایت ہے، اب اگر ڈاکٹر کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا رشتہ نکاح کسی خاتون سے ہونے جارہا ہے اور یہ بھی اس کا گمان ہو کہ اگر عورت کو اس مرد کا عیب معلوم ہو جائے تو رشتہ پر تیار نہ ہوگی، تاہم ڈاکٹر کی ذمہ داری نہیں کہ عیب کا افشاء کرے، بظاہر ڈاکٹر کی رازداری برتنے سے عورت کا ضرر خاص ہوگا تو اظہار عیب سے مرد کا ضرر خاص ہوگا اور یہ دونوں برابر ہے، اس لئے اولاً ڈاکٹر اپنا فریضہ خاموشی ہی کو سمجھے۔

ہاں جب خاتون یا اس کا ولی نکاح کے متعلق مشورہ طلب کرتے ہوئے اس مرد ناقص الجسم کی حقیقت دریافت کرے تب "بحکم حدیث: المستشار مؤتمن" کے تحت ایک ترجیحی حیثیت افشاء عیب کو حاصل ہو جائے گی اور اب ڈاکٹر کی اخلاقی اور شرعی ذمہ داری ہوگی کہ وہ پوری حقیقت صحیح اور سچے انداز میں ظاہر کردے، ورنہ خائن ہونے کا مجرم وگنہگار ہوگا۔

۲۔ ایک مرد وعورت کے درمیان رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے اور اسی رشتہ کی پائیداری

Marfat.com

اور مقاصد نکاح کے حصول کے امکان وعدم امکان کی تحقیق کے لئے دونوں مرد عورت کسی ڈاکٹر کے پاس طبی جانچ کے لئے آتے ہیں تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی نئی تحقیق کے بعد جس کے متعلق جس عیب ونقص کا علم ہوا ہو اس کا اظہار بہر حال لازم وضروری ہوگا اور یہی اظہار واقعہ وحقیقت اس کی دیانت کا تقاضہ ہوگا، ورنہ کسی ایک فریق کو دانستہ خدع وفریب دے کر ضرر میں ڈالنا ہوگا جو شرعاً ممنوع ہے۔

فریقین کی طرف سے اس طبی جانچ کی درخواست دراصل ڈاکٹر سے عقد نکاح کے متعلق مشورہ لینا ہے، اس لئے: "المستشار مؤتمن" حدیث نبوی کے مطابق کتمان حقیقت جائز نہیں، ایک خیانت ہوگی۔

۳- اگر کسی ڈاکٹر کو مرد عورت دونوں یا کسی ایک کے کسی عیب کا کوئی علم ہو تو محض معلوم ہو جانے سے اس کی یہ ذمہ داری نہیں ہو جاتی کہ وہ اس کا اظہار بھی کرتا پھرے، حتی کہ اگر ڈاکٹر کو ایسے مرد وعورت کے باہمی نکاح پر آمادگی کا علم بھی ہو جائے تب بھی ڈاکٹر کے لئے ضروری نہیں کہ از خود اس عیب ونقص کا اظہار کرے، کیونکہ یہاں اظہار عیب اور راز داری برتنا دونوں ہی عمل کسی نہ کسی فریق کے لئے ضرر خاص کو مستلزم ہے، ایک کو ضرر میں ڈالنے اور دوسرے کو ضرر سے بچانے کی کوشش کرنا ترجیح بلا مرجح ہو کر فعل مذموم قرار پائے گا۔

ہاں جب ایک فریق ڈاکٹر سے بطور مشورہ حقیقت حال دریافت کرے تب اس وقت ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ جس کی جو واقعی حقیقت حال ہو بلا کم وکاست بیان کردے، اب راز داری برتنا خدع وفریب اور خیانت بن جائے گا جو جائز نہیں۔

۴، ۵- ایک شخص موجودہ جسمانی عیب ونقص، مثلاً ضعف بصارت یا حرام مشروبات شراب وغیرہ کے عادی ہونے کے باوجود ایسی ملازمت کر رہا ہے جس کے سبب عام انسانوں کی زندگی خطرہ کی زد میں آسکتی ہے، مثلاً ڈرائیور، پائلٹ وغیرہ ہے، کسی ڈاکٹر کو اس کا یہ عیب ونقص اور بری عادت کا شکار ہونا معلوم ہے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عیب ونقص اور بری عادت کی

Marfat.com

اطلاع اگر متعلقہ محکمہ کو وہ ڈاکٹر دیتا ہے تو اس کی ملازمت ختم ہو جاتی ہے جو اس کا ضرر خاص ہے اور اگر خاموشی و رازداری برتتا ہے تو اس کی ڈرائیوری سے عام لوگوں کی زندگی خطرہ میں پڑتی ہے، ایسی صورت میں ڈاکٹر کیا کرے؟ ظاہر ہے کہ اس صورت میں مشہور قاعدہ فقہیہ کے تحت "يتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام" ڈاکٹر کی اخلاقی اور شرعی ذمہ داری ہوگی کہ ضرر عام کے مقابلہ میں ملازم کے ضرر خاص کی پروانہ کر کے متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع ضرور دے دے۔

۶- اگر کوئی عورت ناجائز حمل سے پیدا شدہ بچے کو سماجی بدنامی سے بچنے کی خاطر چھپ کر کہیں ڈال آتی ہے اور پھر کسی ڈاکٹر کو اس واقعہ کی اطلاع دیتی ہے، ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ ایک معصوم نفس کی حفاظت اور اس کی زندگی بچانے کی نیت سے حکومت کے متعلقہ محکمہ کو بچے کے فلاں معینہ مقام پر ہونے کی اطلاع دے دے، اس کے بعد کوشش یہی کرے کہ عورت کی رازداری برت کر اسے بھی سماجی بدنامی سے بچالے، غرض مسلم کی حفاظت بھی شرعاً مطلوب و محمود ہے جس طرح احیاء نفس کی کوشش محمود ہے۔

لیکن اگر بچے کی حفاظت والی کوئی کارروائی ڈاکٹر کی استطاعت میں عورت کی رازداری کے ساتھ ممکن نہ ہو تب ایک نومولود معصوم جان کی حفاظت کو عورت کی سماجی عزت کی حفاظت پر ترجیح حاصل ہوگی۔

۷- شراب یا کسی نشہ آور چیز کا کوئی شخص بری طرح عادی ہو چکا ہے اور چھوڑنے کی دلی تمنا و خواہش کے ساتھ چھوڑنے کی تمام ممکنہ کوششوں میں ناکام ہی رہتا ہے، آخر میں کسی ماہر نفسیات ڈاکٹر سے بغرض علاج رابطہ قائم کرتا ہے، وہ ڈاکٹر بھی تمام نفسیاتی طریقہ علاج اپنا کر مقصد میں کامیاب نہیں ہو پاتا، اب نفسیاتی علاج کی صرف ایک صورت یہی رہ جاتی ہے کہ ڈاکٹر اسے وہی شراب و نشہ آور چیز پینے کی اجازت دے، مگر اس شراب میں مریض کو بتائے بغیر کوئی ایسی دوا شامل کر دے جس کے سبب دیر تک مریض کو قے یا متلی کی تکلیف اٹھانی پڑے اور نتیجتاً خود مریض

Marfat.com

کو اس شراب سے ایسی قوی اور طبعی نفرت ہو جائے کہ وہ اس بری عادت سے نجات پا جائے۔

سوال یہ ہے کہ ایک مسلمان ڈاکٹر کے لئے آخری درجہ میں علاج کا یہ طریقہ کار اختیار کرنا اور بظاہر شراب حرام پینے کی اجازت دینا شرعاً جائز ہوگا یا ناجائز؟

ہمارے خیال میں اسے ''تداوی بالمحرم'' کے درجہ میں رکھا جا سکتا ہے، جس کے شرائط و احکام بین العلماء معروف ہیں، ڈاکٹر کے لئے ان شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے اس طریقہ علاج کا اختیار کرنا حد جواز کے اندر آ سکتا ہے۔

۸۔ اگر جرائم پیشہ کوئی مجرم اپنے مجرمانہ اعمال و حرکات کے سبب کبھی اپنے ضمیر کی ملامت یا کسی دوسرے سبب کے نتیجے میں نفسیاتی الجھن کا شکار ہو کر مختلف تکلیف و عارضہ، مثلاً بے خوابی وغیرہ کا شکار بن جاتا ہے اور تب وہ کسی نفسیاتی ڈاکٹر سے اپنی نفسیاتی علاج کے لئے رابطہ قائم کرتا ہے، اس طرح ڈاکٹر کو اس کے ایسے مجرمانہ اعمال و طریقے کی خبر ہو جاتی ہے جس کی اطلاع متعلقہ محکمہ کو نہ دینے سے عام لوگوں کو نقصان ہو سکتا ہے اور اگر خبر کر دیتا ہے تو اس مجرم کا بظاہر معاشی طور پر ضرر خاص ہوتا ہے، یہاں بھی شریعت کے معروف قاعدہ: ''یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام'' کے تحت ڈاکٹر کی شرعی و اخلاقی ذمہ داری ہوگی کہ وہ افشاء راز کر کے متعلقہ محکمہ کو خبر کر دے۔

۹۔ اگر کوئی نفسیاتی مریض کسی نفسیاتی ڈاکٹر کے پاس اپنے اس جرم کا اقرار خود کرے جس جرم میں محض شبہ کی بنیاد پر دوسرا شخص ماخوذ ہو گیا ہے اور اس کے خلاف جو مقدمہ چل رہا ہے اس میں درحقیقت اس غیر مجرم شخص ماخوذ کو سزا یاب ہو جانے کا ظن غالب ہے تو حدیث رسول ﷺ ''أنصر أخاک ظالما أو مظلوما'' کے تحت وہ ڈاکٹر اظہار حقیقت کا ذمہ دار ہوگا اور ڈاکٹر کی شرعی ذمہ داری ہوگی کہ مداہنت کر کے اصل مجرم کی رازداری برت کر ایک ظالم کی حمایت نہ کرے، بلکہ مظلوم بھائی کی مدد کرتے ہوئے عدالت میں اپنے علم کے مطابق بیان دے کر مظلوم کی رہائی کی کوشش کرے۔ عند اللہ ماجور ہوگا۔

Marfat.com

مظلوم ماخوذ شخص کا حق جب اس ڈاکٹر کے بیان وشہادت کے بغیر حاصل ہونا ممکن نہیں ہو تو اس کی شہادت ضروری ہوگی ورنہ "لا تکتموا الشهادة" کی خلاف ورزی کر کے کتمان شہادت کا مجرم وگنہگار بنے گا، آخر " مظلوم ہے سولی پر ظالم ہے تماشائی" کی صورت پیدا کرنا کون سی دیانت ہوگی اور کس عدل وانصاف کا تقاضہ کہا جا سکتا ہے۔

۱۰- کسی متعدی مرض کا مریض کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، گو مریض کا اصرار ہے کہ ڈاکٹر ہمارے اس مرض کی اطلاع کسی کو نہ کرے، ورنہ سماجی طور پر ہم اچھوت ہو جائیں گے، تاہم ضرر عام کی ترجیحی حیثیت کا لحاظ کر کے ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ بظاہر مریض کے ضرر خاص کو گوارا کرلے اور اس کی اطلاع متعلقین کو دے دے، کیونکہ درحقیقت یہ افشاء راز مریض کے ضرر خاص کو بھی مستلزم نہیں ہے، اس لئے کہ ایسے مریض کو شرعا اخلاقا کسی طرح جائز نہیں کہ اچھوت بنایا جائے، اگر کسی سماج کے ضعیف الاعتقادی اور جہالت کے سبب اس کا امکان نظر آئے تو اس کی اصلاح ہونی چاہئے نہ کہ علی الاطلاق رازداری برت کر پورے سماج کے لئے خطرہ پیدا کیا جائے۔

☆☆☆

Marfat.com

مریض کونقصان کی صورت میں تاوان اوراحکام ومسائل

جناب شمس پیرزادہ (ممبئی)

محور اول

۱- امراض کے علاج کا مجاز بنانے کے لئے جوقوانین وضع کئے گئے ہیں ان کی بنیاد مصالحہ عامہ ہی پر ہے، اگر یہ قوانین نہ ہوں تو جاہل اور نیم حکیم قسم کے لوگوں کے ذریعہ مریضوں کی جانیں خطرہ میں پڑ جائیں، اس لئے ان کی پابندی ضروری ہے، مجاز بنانے کا یہ طریقہ معروف ہے جس کے خلاف طور طریقہ اختیار کرنے کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

جوشخص ''معروف'' قوانین کی رو سے علاج کا مجاز نہیں ہے اس نے اگر ذاتی واقفیت کی بنیاد پر کسی مریض کا اس کے کہنے پر علاج کیا اور اس کے علاج سے اس کو غیر معمولی ضرر پہنچایا اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر تاوان لازم ہوگا۔

۲- جو ڈاکٹر قانونا علاج و معالجہ کا مجاز ہے اگر اس نے علاج کرنے میں بے پرواہی برتی جس کی وجہ سے مریض کو کوئی بڑا نقصان پہنچا یا مریض فوت ہو گیا تو اس ڈاکٹر پر تاوان لازم آئے گا۔

علامہ ابن قیم کی کتاب (''طب نبوی'' کے اردو ترجمہ جو الدار السلفیہ ممبئی نے شائع کیا ہے) میں درج ہے:

''طبیب کی غلطی: تیسری صورت- طبیب ماہر ہے، اس کو علاج کی بھی پوری اجازت

Marfat.com

ہے، اور اس کو فن طب میں بھی پوری دسترس ہے، لیکن اس سے غلطی ہوگئی، جس کا اثر مریض کے کسی تندرست عضو تک پہنچ گیا اور اسے تلف کردیا، جیسے کسی ختنہ کرنے والے کا ہاتھ سبقت کر کے غلطی سے صفن تک پہنچ جائے تو اسے تاوان دینا ہوگا، اس لئے کہ یہ کھلا جرم ہے'' (طب نبوی/۱۷۲)۔

اور ''فقہ السنہ'' میں ہے:

''لیکن اگر طبیب نے غلطی کی جب کہ وہ طب کا جاننے والا ہے تو فقہاء کی رائے میں اس پر دیت لازم آئے گی اور امام مالک سے منقول ہے کہ اس پر کچھ بھی لازم نہیں آئے گا'' (فقہ السنہ سید سابق ۲/۵۸۱)۔

اور عبد القادر عودہ اپنی مشہور اور ممتاز کتاب ''التشریع الجنائی الاسلامی'' میں فرماتے ہیں:

''اگر طبیب اپنے کام میں غلطی کر بیٹھے تو وہ جواب دہ نہیں ہوگا، الا یہ کہ وہ زبردست غلطی کا مرتکب ہو، اور زبردست غلطی (خطا فاحش) ہے، جسے فن طب کے اصول تسلیم نہیں کرتے اور نہ فن طب کے ماہر اسے تسلیم کرتے ہیں'' (التشریع الجنائی ۱/۵۲۲)۔

۴- اگر ڈاکٹر کی رائے میں زیر علاج مریض کا آپریشن ضروری تھا اور اس نے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کرڈالا اور وہ آپریشن مہلک یا مضر ثابت ہوا تو ایسی صورت میں ڈاکٹر نقصان کا ضامن ہوگا۔

عبد القادر عودہ لکھتے ہیں:

''مریض کی اجازت طبیب کی ذمہ داری اس صورت میں رفع ہوجاتی ہے جب کہ وہ مریض یا اس کے ولی یا وصی کی اجازت سے علاج ومعالجہ کرے، اگر مریض کا کوئی ولی یا وصی نہ ہو تو حاکم کی اجازت ضروری ہے کہ وہ اس شخص کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں'' (التشریع الجنائی الاسلامی ۱/۵۲۲)۔

Marfat.com

۴- اگر ضرورت فوری طور پر آپریشن کی ہے اور مریض اجازت دینے کے لائق نہیں اور اس کے اعزہ سے فی الفور رابطہ قائم نہیں کیا جا سکتا ایسی صورت میں ڈاکٹر نے مریض کا آپریشن کر دیا اور یہ آپریشن ناکام رہا، مریض کی جان چلی گئی یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو گیا تو اس صورت میں ڈاکٹر کو ضامن نہیں قرار دیا جائے گا، کیونکہ یہ مجبوری کی صورت ہے اور مریض کی جان بچانا بھی ضروری ہے، بشرطیکہ آپریشن کی ناکامی ڈاکٹر کی لاپرواہی کا نتیجہ نہ ہو۔

محور دوم

ایڈز کے بارے میں طبی تحقیقات

سوالات کا جواب دینے سے پہلے ایڈز (Aids) کے مرض کے بارے میں طبی تحقیقات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، اس مسئلہ پر سید قیصر محمود کی کتاب: Islam: Ultimate Answer to the challenge of Adids جو امریکہ سے شائع ہوئی ہے مفید معلومات کی حامل ہے، اس میں وضاحت کی گئی ہے کہ ایڈز کا مرض ایک خاص وائرس کے ذریعہ ہوتا ہے۔

The virus which causes Aids is called Human Immunodeficiency Virus.

اس لئے اس وائرس کو HIV کہتے ہیں جو دو ٹائپ کا ہوتا ہے (HIV.1) اور (HIV2)

یہ وائرس بہت دنوں تک انسان کے جسم میں رہ سکتا ہے، بغیر کسی خارجی تغیر کے:

In fact, the virus may remain in the body of a man over a span of a decade, without any external manifastations indicating its uguly presens.(p14).

ایڈز کے وائرس سے خون کے سفید خلئے متاثر ہو جاتے ہیں اور مریض کی قوت مدافعت گھٹتی جاتی ہے۔

There are some white blood cells which are infected by the

Marfat.com

virus of AIDS, when these extremely important white blood cells are infected by the virus of AIDS, The usual activity of the immune system is burst apart. (p13).

اس مرض کی ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقلی کی درج ذیل صورتیں ہیں:

۱-ناجائز جنسی تعلقات

یعنی ہم جنسی اور فاحشہ عورتوں (Prostitutes) سے تعلقات۔

A large number of men who visit prostitues may transfer the virus through seemen.

۲-خون کی منتقلی

جس شخص کے خون میں ایڈز کا وائرس (HIV) موجود ہو اگر اس کا خون دوسرے شخص کو دیا گیا تو ایڈز کا وائرس اس میں منتقل ہو جائے گا۔

If the bood is donated by a per son carrying the HIV, teh virus gets transferred to the person injected.

۳-موروثی اثرات

ایڈز کی مریضہ اگر حاملہ ہو تو ایڈز کا وائرس جنین میں منتقل ہو جاتا ہے۔

If women carrying the human immunodeficiency infection, becomes pregnant, there is often no way to stop her from transmitting the virus to her unborn young (p19).

کسی شخص میں ایڈز کا وائرس موجود ہو یا نہیں اس کے لئے (Test) کرانے کی ضرورت ہوتی ہے اور تشخیص کا طریقہ (Complicated) ہے۔

The procedure of the diagnisis of Aids is thus, fairly

Marfat.com

complicated, and if it has been diagosed that a person is suffering from AIDS, full treatment is difficult, as no cures have been found as yet (p.20).

ایڈز کا مرض کثرت سے پھیلتا جارہا ہے، عالمی تنظیم صحت کے اعداد وشمار کے مطابق دنیا میں کم از کم پندرہ لاکھ عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں۔

The World Health Organisation says that HIV has already infected of minimum of 1.5 million women in the world (p24).

اور تازہ ترین صورت حال کے مطابق صرف ہندوستان میں سولہ لاکھ افراد (HIV) سے متاثر ہیں۔

سوالات کے جوابات

۱- جس مریض میں ایڈز کے وائرس پائے گئے وہ اگر اپنے متعلقین سے اس مرض کو چھپاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ مرض ایسا نہیں ہے کہ چھوت سے دوسرے کو لگ جائے، البتہ بیوی پر واضح کرنا ضروری ہے تاکہ مجامعت سے مرض اس میں منتقل نہ ہوجائے، لیکن یہ واضح کرنا اس صورت میں اور بھی ضروری ہوگا جب کہ Test کے ذریعہ معلوم نہ ہوجائے کہ HIV نے مرض ایڈز کی شکل اختیار کر لی ہے، کیونکہ کسی شخص کے خون میں HIV یعنی وائرس کی موجودگی یہ معنی نہیں رکھتی کہ عملاً ایڈز کے مرض کا ظہور ہوا ہے۔

۲- ایڈز کے مریض کے راز کو افشاء کرنا ڈاکٹر کی ذمہ داری نہیں ہے۔

۳- ایڈز کا مرض تو مخصوص صورتوں ہی میں متعدی ہے، اس لئے اہل خانہ کے اس کے ساتھ رہنے سے مرض کے لگ جانے کا کوئی خطرہ ہے ہی نہیں، البتہ طاعون جیسے امراض متعدی ہیں، لیکن اسلام کی رو سے ان کے بارے میں نہ تو یہ تصور صحیح ہے کہ وہ بجائے خود متعدی ہیں کہ اسباب ہی پر بھروسہ کیا جائے اور نہ لازماً یہ بیماریاں دوسروں کو لگ جاتی ہیں، طبی نقطہ نظر سے

Marfat.com

بیماری لگنے کے مواقع ہوتے ہیں نہ کہ بیماری لازماً دوسرے شخص کو لگ جاتی ہے اور اسلام کی رو سے اللہ کے اذن کے بغیر کوئی بیماری کسی کو نہیں لگتی، اسلام احتیاطی تدابیر کے خلاف نہیں ہے، لیکن ذمہ داریوں سے کترانا توکل کے منافی ہے، لہذا طاعون وغیرہ کے مریض کے معالجہ کے سلسلہ میں اس کے متعلقین اور سماج کی جو ذمہ داریاں ہوسکتی ہیں ان سے فرار کی راہ اختیار کرنا جائز نہیں۔

۴- ایڈز کے مریض جب کہ Test کے ذریعہ معلوم ہوا ہو کہ اس کے وائرس نے مرض کی شکل اختیار کر لی ہے اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے یا کسی دوسرے کو خون دیتا ہے جب کہ اسے خون دینے کے لئے مجبور نہیں کیا گیا ہے تو وہ دوسروں کو ضرر پہنچانے کی وجہ سے گنہگار ہے اور اگر اس کے اس عمل سے واقعی کسی کو ضرر پہنچ گیا تو وہ تاوان ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

۵- ایڈز کا مرض مہلک امراض میں سے ہے بشرطیکہ Test سے یہ ثابت ہو جائے کہ وائرس اس پر حملہ آور ہوا ہے اور اس نے مرض کی شکل اختیار کر لی ہے، ورنہ کسی شخص کے خون میں وائرس کی محض موجودگی یہ معنی نہیں رکھتی کہ وہ ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو گیا ہے۔

اگر کوئی شخص واقعی ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو عورت کو فسخ نکاح کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہے۔

۶- اگر ایڈز کے مرض میں مبتلا عورت حاملہ ہو جائے تو اسقاط (Abortion) کرانا ضروری نہیں، کیونکہ وائرس کی بچہ کے جسم میں منتقلی لازماً یہ معنی نہیں رکھتی کہ بچہ ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو جائے گا، اور اگر ہو جائے تب بھی کسی بچہ کو پیدا ہونے سے پہلے مار ڈالنے کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں ہے، وجہ جواز اسی صورت میں ہے جب کہ ماں کی جان خطرہ میں ہو۔

۷- جب ایڈز کا مرض چھونے سے دوسرے کی طرف منتقل نہیں ہوتا تو جو بچہ ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو اس کو اسکول میں داخلہ سے روکنا صحیح نہیں۔

Marfat.com

۸- جو بچہ ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو اس کا ممکن حد تک علاج کرنے کی ذمہ داری اس کے والدین وغیرہ پر عائد ہوتی ہے، لیکن اس مرض کا علاج اتنا مہنگا ہے کہ عام آدمی کے بس کی بات نہیں، اس لئے سماج اور حکومت پر اس کے علاج کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

۱۰- طاعون یا اس جیسے مہلک مرض کے پھیلنے کی صورت میں اگر کسی علاقہ کے اندر حکومت کی طرف سے آمد و رفت کی پابندی لگتی ہے تو یہ پابندی شرعا درست ہے، کیونکہ حدیث میں آتا ہے:

''جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیلا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم کسی ایسے علاقہ میں ہو جہاں طاعون پھیلا ہے تو وہاں سے نہ نکلو'' (بخاری، کتاب الطب)۔

لہذا حکومت جو معقول پابندیاں لگائے گی وہ احتیاطی تدابیر کے لئے ضروری ہیں۔

۱۱- استثنائی صورتوں میں طاعون زدہ علاقہ میں جانے یا وہاں سے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ ڈاکٹروں کا باہر سے آنا اور پولیس کا انتظامی امور کے لئے باہر جانا بھی ممنوع قرار پائے گا، اور شریعت کا منشاء رفع حرج ہے نہ کہ حرج پیدا کرنا۔

محور سوم

۱- ڈاکٹر کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ مریض کے عیوب اور اس کے امراض سے دوسرے لوگوں کو جو اس مریض کے (Contact) میں ہوں باخبر کرے، کیونکہ یہ صورت بڑی حد تک عملی نہیں ہے اور غالبا قانون بھی اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مریض کے راز کو افشاء کرے، علاوہ ازیں اس میں فتنہ کا احتمال ہے کہ اس صورت میں مریض ڈاکٹر سے لڑنے لگے گا، البتہ اگر اس مریض کے متعلقین ڈاکٹر سے پوچھتے ہیں تو اسے صحیح بات بتادینا چاہئے۔

۲- اگر ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے اور وہ اسی

Marfat.com

غرض سے ڈاکٹر کے پاس طبی جانچ کے لئے آتے ہیں تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ صحیح صورتحال سے ایک دوسرے کو واقف کرادے۔

۳- اگر دوسرا فریق ڈاکٹر سے پہلے فریق کے بارے میں جس کی جانچ اس نے کی ہے معلومات طلب کرتا ہے تو ڈاکٹر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو صحیح معلومات بہم پہنچائے۔

۴- جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے اور اس کی بینائی بری طرح متاثر ہوئی ہے تو متعلقہ محکمہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ڈرائیوروں کی بینائی کی طبی جانچ کرائے۔

دوسروں کی ذمہ داری ڈاکٹر پر کیوں کر ڈالی جاسکتی ہے اور جس کی بینائی بری طرح متاثر ہو چکی ہو وہ آخر گاڑی چلائے گا کیسے؟ اور اگر بالفرض بس چلاتا ہے تو پسنجروں کو اس کی ڈرائیونگ ہی سے خطرہ محسوس ہوگا اور ان کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ متعلقہ محکمہ میں (Complaint) درج کرائیں۔

۵- ہوائی جہاز کے پائلٹ کی اس کے ڈیوٹی پر آتے وقت ہی جانچ ہوتی ہے کہ اس نے شراب تو نہیں پی ہے، اس لئے اس کے بارے میں یہ سوال خارج از بحث ہے، رہے ٹرین اور بس کے ڈرائیور تو وہ اپنی ڈیوٹی کے اوقات میں شراب پیتے ہیں یا دیگر اوقات میں اس کے بارے میں ڈاکٹر کو کیا معلوم؟

۶- جان کو بچانا اس ڈاکٹر کی بھی ذمہ داری ہے جس کو معلوم ہوا ہے کہ ناجائز حمل کی وجہ سے عورت نے بچہ کو کہیں پھینک دیا ہے، ایسی صورت میں وہ عورت کی رازداری ہرگز نہ کرے، بلکہ معصوم زندہ بچہ کو بچانے کی تدبیر کرے۔

۷- جو شخص شراب کا عادی ہو اس کی عادت چھڑانے کے لئے ڈاکٹر ایک خاص گولی اسے کھلاتے ہیں جس سے وہ قے کرنے لگتا ہے اور اسے یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ شراب کے اثرات ہیں، نہ یہ کہ شراب میں گولی ملا کر اسے پلائی جاتی ہے، ایک ڈاکٹر سے تحقیق کرنے پر راقم

Marfat.com

سطور کو یہ بات معلوم ہوئی ہے اور اس کے پیش نظر بطور علاج شراب استعمال کرانے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

۸- جزئیات اور تفصیلات میں گئے بغیر اصولی بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ جو مجرم کھلے مفسد ہیں ان کے فساد سے لوگوں کو بچانے کی کوئی کارگر تدبیر کی جاسکتی ہو تو وہ ضرور کی جانی چاہئے ڈاکٹر بھی اس ذمہ داری میں شریک ہے۔

۹- اگر کسی بے گناہ شخص پر قتل کا مقدمہ چل رہا ہے اور ڈاکٹر کو اصل مجرم کا علم ہے جو اس کے زیر علاج ہے تو ڈاکٹر کی یہ ذمہ داری ہے کہ بے گناہ شخص کو بچانے کے لئے عدالت میں بیان دے جس سے مجرم مریض کے راز کا افشاء ہو جائے۔

۱۰- اگر کوئی شخص کسی متعدی مرض میں مبتلا ہے اور اس کے گھر والے یا اور لوگ ڈاکٹر سے اس کی بابت پوچھتے ہیں یا حکومت کو اس سے مطلع کرنا ضروری ہے تو ڈاکٹر ان کو اس سے باخبر کرے، اگرچہ مریض نے اصرار کے ساتھ اس سے منع کیا ہو، بصورت دیگر ہر متعدی مرض کے مریض کی تشہیر کرنا ڈاکٹر کی ذمہ داری نہیں ہے، اور کتنے ہی متعدی امراض ایسے ہیں جن کے بارے میں ڈاکٹر کو وہم ہوتا ہے او وہ خوف و دہشت پیدا کرتے ہیں، گزشتہ سال کا واقعہ ہے کہ سورت (گجرات) میں طاعون کی وباء کا کتنا زبردست پروپگنڈہ کیا گیا جس سے پورے ملک میں خوف پیدا ہو گیا، لیکن اس مرض کے اثرات بہت محدود رہے اور بعد میں ڈاکٹروں نے تردید کی کہ وہ طاعون تھا ہی نہیں، بلکہ نمونیہ جیسی بیماری تھی، لہذا احتیاطی تدابیر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ متعدی امراض کے بارے میں خوف کی فضا پیدا کی جائے، ڈاکٹروں کے وہمی پن کو حقیقت سمجھ لیا جائے اور توکل کا دامن چھوڑ دیا جائے۔

☆☆☆

Marfat.com

طبی اخلاقیات-مسائل واحکام

مولانا اختر امام عادل☆

محور اول

۱-غیر قانونی علاج

ایسا کوئی شخص جو قانونا کسی مرض کا علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے، لیکن اپنے ذاتی مطالعہ وتجربہ کی بنا پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے، اگر اس شخص نے کسی مریض کے کہنے پر اس کا علاج کیا، تو شرعا اس کا یہ علاج کرنا جائز ہے یا نہیں، اور اگر اس کے علاج سے مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچا، یا اس کا انتقال ہوگیا تو اس پر کوئی ضمان یا تاوان لازم ہوگا یا نہیں، کیا اس کا عمل شرعا قابل تعزیر جرم ہوگا؟۔

مالکیہ کے اصول کے مطابق تو ایسے شخص کو علاج کرنے کا کوئی حق ہی نہیں، کیونکہ ان کے نزدیک طبابت کے لئے حاکم وقت سے باقاعدہ قانونی اجازت لینا ضروری ہے، اس کے بغیر طبی عمل صحیح نہیں، اس لئے اگر اس کے علاج سے مریض کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کا ضمان اس پر ہوگا، اور شرعا یہ قابل تعزیر جرم قرار پائے گا، اگرچہ مریض کی اجازت ہی سے اس نے علاج کیا ہو (مواہب الجلیل ۶/۳۲۱، بحوالہ التشریع الجنائی الاسلامی ۱/۵۲۱)۔

ان کے علاوہ دوسرے ائمہ کے یہاں قانونی اجازت کی شرط نہیں ملتی، خصوصا حنفیہ کے

☆ ناظم جامعہ ربانی، منورہ شریف، سمستی پور، بہار۔

Marfat.com

یہاں تو یہ بہر حال شرط نہیں، البتہ طبی لیاقت و مہارت اور فنی تجربہ شرط ہے، خواہ اس نے حکومت سے منظور ادارہ میں تعلیم حاصل کی ہو یا غیر منظور میں، یا اپنے طور پر مطالعہ و تجربہ سے ڈاکٹروں کے درمیان نمایاں مقام حاصل کر چکا ہو اور اکثر اہل تجربہ اس کے تجربہ و مہارت کے قائل ہو گئے ہوں، تو اس کے لئے طبی خدمات انجام دینے کی اجازت ہوگی، اس کی تائید میں فقہ کا وہ جزئیہ پیش کیا جا سکتا ہے، جو ڈاکٹر کے مریض چشم کے لئے سرمہ تجویز کرنے اور اس سے آنکھ کے بے نور ہو جانے کے بارے میں مذکور ہوا ہے (بزازیہ ۸۹/۵)۔

اس کے علاوہ عہد نبوت یا عہد صحابہ میں جن اطباء کا ذکر ملتا ہے، ان میں سے کسی کے بارے میں یہ تذکرہ نہیں ملتا کہ ان سے علاج کرانے سے پہلے قانونی اجازت کا ثبوت مانگا گیا ہو یا حکومت سے اجازت ملے بغیر انہوں نے طبی خدمات انجام نہ دی ہوں، بس صرف اہلیت و مہارت دیکھی جاتی تھی۔

اس لئے اصل مسئلہ کی رو سے تو مذکورہ صورت میں اگر معالج دواؤں اور امراض یا متعلقہ مرض کے بارے میں پوری واقفیت اور تجربہ رکھتا ہو اور اپنے اس علاج کو اس سے قبل بھی کامیاب طور پر آزما چکا ہو تو وہ ضامن نہیں ہوگا اور نہ شرعا اس کا یہ عمل قابل تعزیر ہوگا، لیکن عصر حاضر میں چونکہ بہت سے نیم حکیم بھی ڈاکٹروں کے صف میں گھس گئے ہیں اور تجربہ و لیاقت کے بارے میں اشتہاری بیانات و شہادتوں پر اعتماد کرنا مشکل ہو گیا ہے، اس بناء پر قانونی اجازت کی شرط لگانا ضروری ہے، تاکہ خطرہ کے وقت حکومت کی قانونی گرفت سے وہ بھی محفوظ رہ سکے اور مریض کو بھی ماہر ڈاکٹر کی خدمات حاصل ہونے میں سہولت ہو۔

۲- طبی بے احتیاطی

جس ڈاکٹر کو قانونا علاج و معالجہ کی اجازت ہے، اس نے اگر کسی مریض کا علاج کیا لیکن اس نے طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں، مثلاً بعض ضروری جانچیں نہیں کروائیں یا مریض کی پورے طور پر دیکھ ریکھ نہیں کی، اگر اس کے علاج کے باوجود مریض فوت ہو گیا یا اس کا کوئی عضو

Marfat.com

ضائع ہوگیا تو ڈاکٹر مریض کو پہنچنے والے نقصان کا یا اس کی جان کے تاوان کا ضامن ہوگا، اس لئے کہ اس نے شرط نمبر (۳) کی تکمیل نہیں کی، اس کی ذمہ داری تھی کہ مریض کے علاج میں طبی تمام رعایتیں ملحوظ رکھتا، اور اس کے ضروری تقاضوں کو پورا کرتا، لیکن اس نے ایسا نہ کر کے غلطی کی، اس لئے وہ ضامن ہوگا (درمختار علی ردالمحتار ۵؍۴۰۲، البحرالرائق ۸؍۳۴۴)۔

البتہ نسیان، یا اسباب ووسائل کی مجبوری کی شکل میں ضمان نہیں ہونا چاہئے، بشرطیکہ اس کی تحقیق ہوجائے۔

۳-بلا اجازت آپریشن

اگر ڈاکٹر کی رائے میں زیر علاج مریض کا آپریشن ضروری ہے، اور ڈاکٹر نے مریض یا اسکے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کر ڈالا، جب کہ اجازت لینا ممکن تھا، آپریشن کامیاب ہونے کے بجائے مہلک ثابت ہوا، مریض فوت ہوگیا یا اس کا آپریشن شدہ عضو بے کار ہوگیا، ایسی صورت میں ڈاکٹر اس مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن ہوگا، اگر چہ وہ ڈاکٹر قانونی طور پر اس آپریشن کا مجاز ہو، اور تجربہ رکھتا ہو، اس لئے کہ ضمان سے بچنے کے لئے تمام ائمہ کے نزدیک محض قانونی اجازت کافی نہیں، امام مالک قانونی اجازت کی شرط ضرور لگاتے ہیں، مگر اس کو کافی تصور نہیں کرتے، مریض یا اس کے اولیاء کی طرف سے اجازت بہر حال ضروری ہے، اس کے بغیر ضمان سے ڈاکٹر محفوظ نہیں رہ سکتا (شامی کتاب الاجارہ ۴۸؍۸)۔

اس سے ملتی جلتی شکل علامہ شامی نے ''کتاب الجنایات'' میں ''حادثۃ الفتوی'' کے طور پر ذکر کی ہے، وہ یہ ہے کہ کسی نے کسی بچہ کے پیٹ پر چھری سے حملہ کیا اور پیٹ کی کچھ انتڑیاں باہر نکل آئیں، آپریشن کے لئے ماہر ڈاکٹر کو بلا لیا گیا، تو اس نے کہا کہ باہر نکلی ہوئی آنتیں اندر داخل کرنے کے لئے پیٹ کو کچھ اور چیرنا پڑے گا، بچہ کے باپ نے ڈاکٹر کو اس کی اجازت دے دی، ڈاکٹر نے آپریشن کر کے پیٹ پر ٹانکے لگا دیئے، لیکن بچہ زخم سے جانبر نہ ہو سکا، اور اسی رات

Marfat.com

اس کا انتقال ہو گیا تو ڈاکٹر پر ضمان نہیں ہوگا (شامی ۵/ ۳۸۷)۔

اصل میں اجازت کے بعد جب عقد تمام ہو جاتا ہے تو ڈاکٹر پر مریض کا علاج لازم ہو جاتا ہے، اور اصولی طور پر واجبات کی ادائیگی میں پیش آنے والے نقصانات کا ضمان نہیں ہوتا، اسی کو ''مبسوط'' اور ''شامی'' وغیرہ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

''وکذا فعل الحجام ونحوه واجب بالعقد فلا یتقید بالسلامة'' (شامی ۵/ ۴۰۴، مبسوط للسرخسی ۹/ ۶۵)۔

البتہ یہاں اجازت کے تعلق سے اس کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اجازت صراحۃ بھی معتبر ہے، اور دلالۃ بھی، آپریشن کے ہاسپٹل میں اولیاء کا مریض کو لے جانا اس بات کی علامت ہے کہ وہ آپریشن وغیرہ ہر طرح کے علاج کے لئے رضامند ہیں۔

۴- اسی مسئلہ کی دوسری شکل یہ ہے کہ بعض اوقات مریض پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے، وہ اجازت دینے کے لائق نہیں ہوتا ہے، اور اس کے اعزہ زیر علاج مقام سے بہت دور ہوتے ہیں، ان سے فی الفور رابطہ قائم نہیں کیا جا سکتا، ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کی رائے میں آپریشن فوری طور پر ضروری ہے اور تاخیر ہونے میں اس کے نزدیک مریض کی جان یا عضو کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، اس لئے اس نے مریض اور اس کے قریبی اعزہ سے اجازت حاصل کئے بغیر مریض کا آپریشن کر دیا، اور یہ آپریشن ناکام رہا، مریض کی جان چلی گئی یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو گیا تو اس صورت میں ڈاکٹر کو ضامن نہیں قرار دینا چاہئے، بشرطیکہ اس طرح کے مریضوں کے بارے میں حکومت کی طرف سے بلا اجازت آپریشن کر دینے کا قانونی جواز ہو، اس لئے کہ اس مریض کو لاوارث مریضوں کے درجے میں رکھا جا سکتا ہے، کیونکہ اس کے اعزہ دنیا میں موجود ہونے کے باوجود اس کے حق میں فی الوقت غیر موجود کے درجے میں ہیں، اس وقت حکومت ہی اس کی ولی ہے، اس بناء پر حکومت کی اجازت کافی ہوگی (التشریع الجنائی الاسلامی ۱/ ۵۲۲)۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر کی طرف سے یہاں کوئی تعدی یا بدنیتی نہیں پائی جاتی، کہ

Marfat.com

اس پر ضمان عائد کیا جائے، اس نے تو مریض کی جان بچانے کی نیت سے طبی خدمت انجام دی تھی، اس لئے وہ امین ہے اور امین پر کوئی ضمان عائد نہیں ہوتا، جب تک کہ تعدی کا ثبوت نہ مل جائے (شامی ۵/۴۸)۔

یہاں یہ وضاحت بھی مناسب ہے کہ ڈاکٹر اگر شفایاب ہونے کی ضمانت کے ساتھ بھی علاج کرے تو مریض کو ضرر پہنچنے کی صورت میں وہ ضامن نہ ہوگا، اس لئے کہ وہ امین ہے اور امین کے اوپر ضمان کی شرط لگانا باطل ہے (بزازیہ ۶/۳۹۱)۔

محور دوم

متعدی امراض کے احکام

طبی طور پر یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ بعض امراض پھیلنے اور وبائی شکل اختیار کر لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں، مثلاً طاعون، جذام اور ایڈز وغیرہ، ایک زمانہ میں طاعون لوگوں کے لئے پریشان کن تھا، آج سب سے زیادہ پریشان کن ایڈز بن چکا ہے، یہ تمام علم طب کے مسلمہ حقائق ہیں، اسلام بھی ان امراض کی اس تاثیر کا بالکلیہ انکار نہیں کرتا، بعض احادیث سے اس موضوع کے لئے مشکلات سامنے آتی ہیں، لیکن حقیقت بیں نگاہ سے دیکھا جائے تو مسئلہ بالکل آسان ہے، علماء فقہاء اور محدثین نے اس موضوع پر بہت تفصیلی کلام کیا ہے، میں اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا، اور نہ کسی نئی بحث کا دروازہ کھولنا چاہتا ہوں، البتہ اس تعلق سے کچھ ضروری اشارات پیش کرتا ہوں۔

امراض کی منتقلی کے متعلق کئی احادیث آئی ہیں:

۱- ایک مشہور حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے، کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا عدوی ولا طیرة ولاهامة ولا صفر و فرمن المجذوم کما تفر من الأسد" رواہ البخاری (مشکوۃ ۱/۳۹۱)۔

Marfat.com

(بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگنا، بدشگونی، ہامہ اور صفر یہ سب چیزیں بے حقیقت ہیں (البتہ) تم جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو)۔

اس حدیث میں ایک طرف عدوی (امراض کے متعدی ہونے) کا انکار کیا جارہا ہے، دوسری طرف مجذوم سے اس طرح بھاگنے کو کہا جارہا ہے، جیسے کہ انسان شیر سے بھاگتا ہے، گویا جذام منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

۲-حضرت ابوہریرہؓ ہی کی سند سے ایک روایت اور نقل کی گئی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی بیماری کا ایک سے دوسرے کو اڑ کر لگنا، ''ہامہ'' اور ''صفر'' ان سب کی کوئی حقیقت نہیں، ایک دیہاتی نے عرض کیا یا رسول اللہ تو پھر ان اونٹوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا (جو اپنی تندرستی اور اپنی جلد کی صفائی ستھرائی کے اعتبار سے) ہرن کی مانند ریگستان میں دوڑتے پھرتے ہیں، لیکن جب کوئی خارشی اونٹ مل جاتا ہے تو وہ دوسروں کو بھی خارش زدہ بنا دیتا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اچھا تو بتاؤ) پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ بنایا؟'' (حوالہ سابق)۔

اس روایت میں بظاہر امراض کے منتقل ہونے کے تصور کو غلط قرار دیا گیا ہے۔

۳-جبکہ وہیں پر عمرو ابن شعیب عن ابیہ کی سند سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے۔

فرماتے ہیں کہ وفد ثقیف میں ایک مجذوم تھا، جو حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے آیا تھا، لیکن حضور ﷺ نے اس کو یہ اطلاع بھجوا کر اپنے پاس آنے سے منع کر دیا کہ ہم نے تمہاری بیعت لے لی، اس لئے تم وہیں سے لوٹ جاؤ (مشکوۃ)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض امراض منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں، مگر اسی کے بالمقابل ایک اور حدیث سامنے آتی ہے:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر اس کو کھانے کے پیالہ میں اپنے ساتھ شریک کیا اور فرمایا کہ کھاؤ، میرا اللہ پر اعتماد و بھروسہ ہے، اور

Marfat.com

میں اسی کی ذات پر توکل کرتا ہوں (مشکوۃ/۳۹۲)۔

اس طرح کی مختلف روایات منقول ہوئی ہیں، جنہوں نے علماء کو حیرانی میں ڈال دیا ہے، بہت سے علماء کا خیال یہ ہے کہ اصل بات تو وہی ہے کہ (لا عدوی) بیماری منتقل نہیں ہوتی، لیکن جن روایات میں حضور ﷺ نے مجذوم یا مطعون سے الگ رہنے کو کہا ہے، ان سے مقصود محض عقیدہ کا تحفظ اور کسی طرح کی بدگمانی کا دفاع ہے، یعنی کوئی شخص جب کسی بیمار سے قریب ہوگا اور اللہ کی مرضی سے اس کو بھی وہی مرض ہو جائے گا، تو وہ خیال کر سکتا ہے کہ شاید فلاں کی بیماری میری طرف منتقل ہوگئی، حالانکہ بات یہ نہیں ہوگی، اس بنا پر بطور احتیاط ایسے بیماروں سے الگ رہنے کو کہا گیا۔

لیکن محققین علماء اس طرف گئے ہیں کہ اصولی طور پر انتقال مرض کی خاصیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ خود حضور ﷺ نے مجذوم سے بھاگنے کو کہا، جیسے کہ انسان شیر سے بھاگتا ہے، شیر میں انسان کو ہلاک کرنے کی صلاحیت ہے، اسی طرح اس مرض میں انتقال کی صلاحیت ہے، اگرچہ سب کچھ اللہ کی مرضی و مشیت سے ہوتا ہے، لیکن بطور تدبیر جس طرح جھکی دیوار کے پاس سے انسان بھاگتا ہے اسی طرح ان امراض کا حال ہے، محض فساد عقیدہ سے بچانا اگر اس کی بنیاد ہوتا، تو خود حضور ﷺ نے وفد ثقیف کے مجذوم کو اپنے پاس کیوں نہ آنے دیا، حضور ﷺ کے پاس تو اس طرح کا کوئی خطرہ بہر حال نہیں تھا اور جن روایات میں ''عدوی'' کی بظاہر نفی کی گئی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ یہ امراض بطور خود بغیر خدا کی مرضی کے منتقل نہیں ہوتے، اس لئے یہ تصور غلط ہے کہ خود بیماری کسی اچھے آدمی سے لپٹ جاتی ہے، بلکہ اللہ کے حکم سے ایسا ہوتا ہے۔

البتہ حضور ﷺ توکل کے اعلی مقام پر فائز تھے، اس لئے کبھی مجذوم کے ساتھ خدا کے بھروسہ پر کھانا بھی تناول فرمایا، یا اس بناء پر کہ ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ کو بذریعہ وحی اس خاص مجذوم کے بارے میں معلوم ہو گیا ہو کہ اس کا مرض مجھ تک منتقل نہیں ہوگا، بعد کے لوگوں

Marfat.com

میں نہ یہ توکل ہوسکتا ہے اور نہ ایسا کوئی ذریعہ خبر، اسلئے اس دارالاسباب میں سبب کے طور پر ان امراض سے دور رہنا ہی مناسب ہے، علامہ نووی، ملاعلی قاری اور شیخ نور چشتی وغیرہ علماء کا مسلک یہی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ کا مسلک بھی یہی نقل کیا گیا ہے (شرح مسلم للنووی ۲/۲۳۰، مرقاۃ شرح مشکوۃ ۹/۳)۔

غرض اس تفصیل کی روشنی میں یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ بعض امراض طبعی طور پر خدا کی مرضی سے منتقل ہوتے ہیں اور پھیلتے ہیں اور ایسے امراض سے انسان کو بچنا اور دور رہنا سبب کے طور پر ضروری ہے، اس تصور کے ساتھ سوالنامہ میں مذکور سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

۱-ایڈز کا مریض کیا کرے؟

جس مریض میں ایڈز کے جراثیم پائے جائیں، اس کے لئے جائز ہے کہ اپنے گھر والوں یا متعلقین سے اس کو چھپائے، اگر اسے خوف ہو کہ اس مرض کا اظہار ہو جانے کے بعد وہ اپنے گھر اور سماج میں اچھوت بن کر رہ جائے گا، البتہ اس پر ضروری ہے کہ وہ اپنے طور پر ہر ایسی حرکت سے احتیاط کرے، جس سے ایڈز کا مرض دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے، مثلاً شادی بیاہ، کسی کو خون دینا، یا کسی سے لڑنا وغیرہ، لیکن اگر کوئی ایسا عمل ناگزیر ہی ہو جائے اور کوئی حکمت عملی اس عمل سے اسے باز نہ رکھ سکے تو اس وقت ضروری ہے کہ وہ اپنے مرض سے اپنے گھر والوں کو آگاہ کردے، تاکہ لوگ اسے اس کام کے لئے مجبور نہ کریں، مثلاً شادی بیاہ ہی کا معاملہ ہے، ایڈز کے مریض کو چاہئے کہ وہ ہرگز کسی ایسی لڑکی سے شادی نہ کرے جو اس مرض سے محفوظ ہو، بلکہ اگر اسے شادی کرنی ہی ہو تو خفیہ طور پر کسی ڈاکٹر سے کسی ایسی لڑکی کا پتہ معلوم کرے، جس کے اندر ایڈز کے جراثیم پائے جاتے ہوں اور اس سے شادی کرلے۔

رہا اولاد کا مسئلہ تو اس کے لئے اصولی طور پر عزل یا کوئی مانع حمل تدبیر اختیار کرنے کی اجازت ہوگی، اس لئے کہ فقہاء نے عزل کرنیکی اس وقت اجازت دی ہے جب کہ فساد زمان کی

Marfat.com

بناء پر بری نسل پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، خواہ بیوی اس کے لئے راضی ہو یا نہ ہو، اور اگر دونوں رضامند ہوں تب تو کوئی بات ہی نہیں (ردالمحتار ۲/۴۱۲، کذا فی الہندیہ ۵/۳۵۶، خانیہ ۳/۴۱۰)۔

جب بری نسل کے خطرے سے عزل کی اجازت ہے، تو یہاں زیر بحث صورت میں نہ صرف یہ کہ اولاد نہایت بری، مفلوج اور ایڈز زدہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، بلکہ اس کا بھی خطرہ ہے کہ اگر نسل بے احتیاطی کرے تو پورا معاشرہ ایڈز کے خوفناک وباء میں مبتلا ہو جائے گا، ظاہر ہے کہ اس صورت میں بدرجہ اولی نہ صرف یہ کہ مانع حمل تدبیر اختیار کرنے کی اجازت ہوگی، بلکہ واجب قرار دیا جائے گا، اس لئے کہ یہاں ضرر عام کا اندیشہ ہے۔

۲-مریض کی بے احتیاطی کے وقت ڈاکٹر کا رویہ

اگر ایڈز کا مریض اپنے اہل خانہ اور متعلقین سے اپنا مرض چھپانے کے باوجود تمام احتیاطی تدابیر پر عمل کر رہا ہے تب تو ڈاکٹر کو افشاء راز کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر ڈاکٹر کو یہ معلوم ہو کہ مریض ممکنہ حد تک احتیاط نہیں کر رہا ہے، تو شرعا اس کو اجازت ہوگی کہ وہ اس مرض کا افشاء مریض کے اہل خانہ پر کر دے، تاکہ وہ لوگ اپنے طور پر اس سے محتاط رہ سکیں، اگر چہ بظاہر یہ کسی مسلمان کے عیب کا افشاء کرنا ہے، جس کی عام حالات میں ممانعت آئی ہے، لیکن بعض خاص حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں جن میں کسی ایک شخص کی ذاتی عزت و ناموس کی رعایت بہت سے لوگوں کے ضرر کا باعث بن جاتی ہے، اسی لئے علماء اور شارحین حدیث نے ایسے حالات کا استثناء کیا ہے، جن میں ایک کی وجہ سے دوسرے کئی لوگوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۱/۷۰۲، شرح مسلم للنووی ۲/۳۲۲)۔

خود حضور اکرم ﷺ نے بھی اس قسم کی بعض چیزوں کا استثناء کیا ہے، حضرت جابر کی سند سے ایک روایت نقل کی گئی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجالس کی باتیں امانت ہیں، سوائے تین مجلسوں کے، یعنی حرام خون بہانے، یا زنا کاری، یا ناحق کسی کا مال لوٹنے کی مجلسیں'' (مشکوۃ شریف ۱/۴۳۰)۔

Marfat.com

اس اصول کی روشنی میں ڈاکٹر اگر مریض کی بے احتیاطی سے خوف کرتا ہے تو اس کو اس کے خاندان یا متعلقین پر اصل صورت حال واضح کر دینی چاہئے، اور اس مریض کے متعلق ضروری احتیاط کا مشورہ دے دینا چاہئے، البتہ ڈاکٹر کوشش کرے کہ خود مریض کو یہ نہ معلوم ہو کہ اس کا راز کھل چکا ہے، اس کے لئے اہل خانہ اور متعلقین کو بھی چوکنا اور محتاط کر دینا چاہئے۔

۳-ایڈز کے مریض کے لئے خاندان کا رویہ

ایڈز اور دوسرے خطرناک متعدی امراض، مثلاً طاعون وغیرہ کے مریض سے اہل خانہ اور متعلقین کا سبب کے طور پر محتاط رہنا بہر حال ضروری ہے، لیکن اس طور پر کہ مریض اپنی خفت محسوس نہ کرے اور نہ اس طور پر کہ اسے احساس ہو کہ اسے اچھوت سمجھا جا رہا ہے، خصوصاً ایڈز کے مریض کے ساتھ حکمت عملی پر مبنی رویہ باسانی برتا جاسکتا ہے، اس لئے کہ ایڈز کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ وہ عام اختلاط سے منتقل نہیں ہوتا، اس لئے ضروری حد تک غیر محسوس طریقے پر احتیاط کرنا کچھ مشکل نہیں، رہا اس کی شادی بیاہ کا مسئلہ تو اس کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے جو سوال نمبر (۱) کے جواب میں عرض کر چکا ہوں۔

۴-مرض کی منتقلی کی کوشش

ایڈز کا ایسا مریض جو کہ اپنے مرض اور اس کی نوعیت سے بخوبی واقف ہے، اگر وہ کسی دوسرے تک اپنے مرض کو منتقل کرنے کی غرض سے کوئی ایسا کام کرے، مثلاً اس نے بیوی سے مجامعت کی، جس کی وجہ سے ایڈز کے وائرس (جراثیم) بیوی میں منتقل ہو گئے، یا کسی مریض کو خون کی ضرورت ہے، ایڈز کے اس مریض نے اپنا خون اس کے لئے پیش کیا، اور مریض کو خون چڑھایا گیا، جس کے نتیجے میں اس مریض کو بھی ایڈز کا مرض لاحق ہو گیا، اس طرح کی تمام شکلوں میں فقہاء کا اصول یہ ہے کہ جو شخص سبب قتل یا سبب ہلاکت بنا ہے وہ تو بہر حال قابل س

Marfat.com

ہے، البتہ ضمان کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اس عمل میں قتل یا ہلاک ہونے والے شخص کے اختیار کا کچھ دخل تھا یا نہیں؟ اگر اس نے اس عمل کو اپنے اختیار سے کیا تھا، چاہے اس نے لاعلمی میں کیا ہو، تو سبب قتل بننے والے شخص پر ضمان واجب نہیں ہوگا، لیکن اگر اس عمل کے وجود میں آنے کے اندر مقتول یا مبتلی کا کوئی اختیار شامل نہیں تھا، تو اس صورت میں ضمان واجب ہوگا۔

فقہ کی کتابوں میں اس کی ایک مثال ملتی ہے، کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو شربت میں زہر ملا کر پینے کے لئے پیش کیا اور پینے والے نے لاعلمی میں اسے پی لیا اور ہلاک ہو گیا یا کوئی سخت نقصان پہنچا، تو اگرچہ شربت پلانے والا سخت مجرم اور گنہگار ہے اور اسلامی عدالت اس کے لئے کوئی سزا تجویز کر سکتی ہے، لیکن ضمان اس پر واجب نہیں، اس لئے کہ پینے والے نے شربت اپنے اختیار سے پیا تھا، اگرچہ وہ زہر کے بارے میں بے خبر تھا، اس موت یا نقصان کا تنہا ذمہ دار پلانے والا ہی نہیں ہے، بلکہ خود پینے والا بھی اس میں کسی نہ کسی درجہ میں شریک ہے، البتہ اگر کسی کو اکراہ کے ساتھ زہر میں ملا ہوا شربت پلایا گیا اس طور پر کہ زبردستی منہ میں انڈیل دیا گیا، یا ٹپکایا گیا تو پلانے والے پر ضمان واجب ہوگا، اس پر تمام ائمہ حنفیہ متفق ہیں (رد المحتار ۵/۳۸۵، خانیہ ۳/۴۴۰، البحر ۸/۲۹۴، ۲۹۵، عالمگیری ۶/۶)۔

اس اصول اور فقہی جزئیہ کی روشنی میں زیر بحث صورت کو دیکھا جائے تو ایڈز زدہ مریض جب اپنا خون کسی کو دیتا ہے، یا بیوی سے جماع کرتا ہے اور اس طرح ایڈز کے جراثیم منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس عمل میں مریض کے ساتھ خون لینے والے اور بیوی کی بھی کسی نہ کسی درجے میں شرکت پائی جاتی ہے، اس لئے مریض پر ضمان واجب نہ ہوگا، البتہ وہ قابل سزا ضرور ہے۔

اور اگر اس نے اپنے مرض کو منتقل کرنے کا ارادہ تو نہیں کیا، مگر مرض کو اور اس کے منتقل ہونے کی بات کو جاننے کے باوجود مجامعت کی، یا خون دیا تو اس صورت میں بھی قانونی ضمان واجب نہ ہوگا، البتہ وہ گنہگار مجرم اور قابل سزا قرار پائے گا، مگر شکل اول سے کچھ کم، اس لئے کہ اس شکل میں تعدی کا قصد موجود نہیں ہے۔

Marfat.com

۵-ایڈز کی بناء پر فسخ نکاح

اگر کسی مسلمان خاتون کا شوہر ایڈز میں گرفتار ہو گیا، یا ایڈز کے مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کر لیا تو کیا عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے؟۔

اس سلسلے میں فقہاء حنفیہ کے نزدیک اصولی بات یہ ہے کہ جب تک مرد کے اندر کوئی ایسا مرض لاحق نہ ہو جائے جس کی وجہ سے وہ جماع کی قدرت ہی سے محروم ہو جائے، اس وقت تک عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا کوئی حق نہیں ہے، اور خطرناک سے خطرناک مرض بھی اگر قوت جماع کو ختم نہیں کرتا تو فسخ نکاح کا اختیار نہیں، اس کی مثال میں جنون، جذام اور برص وغیرہ امراض کا حوالہ دیا گیا ہے، اس لئے کہ مقصد نکاح جماع ہے، جب تک یہ مقصد حاصل ہو رہا ہے امراض کی بناء پر نکاح متاثر نہیں ہو سکتا، حنفیہ میں شیخین کا یہی مسلک ہے، ان کے علاوہ امام عطاء، نخعی، عمر ابن عبد العزیز، ابی زیاد، ابو قلابہ، ابن ابی لیلی، امام اوزاعی، ثوری، خطابی اور داؤد ظاہری وغیرہ کا بھی مسلک یہی ہے اور ''مبسوط'' کے مطابق صحابہ میں حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کی رائے بھی یہی ہے، البتہ حنفیہ میں امام محمدؒ اور ائمہ ثلاثہ اس کے قائل ہیں کہ مرض اگر خطرناک اور بھاری ہو تو فسخ نکاح کا عورت مطالبہ کر سکتی ہے، صاحب فتح القدیر نے ان حضرات کے دلائل کا بہت ہی مفصل اور عمدہ جائزہ لیا ہے، جس سے بجا طور پر مسلک حنفیہ کی قوت ثابت ہوتی ہے (رد المحتار ۲/ ۶۴۸، ۶۴۹، عالمگیری ۱/ ۵۳۶، فتاوی قاضی خاں ۱/ ۴۱۳)۔

اس اصول کی روشنی میں عورت کو ایڈز کی بناء پر حنفیہ کے نزدیک فسخ نکاح کا حق حاصل نہیں ہوگا، اس لئے کہ چاہے یہ کتنا ہی خطرناک مرض ہو، مگر اس سے جماع کی قدرت ختم نہیں ہوتی اور جہاں تک مرض کے منتقل ہونے کی بات ہے تو برص اور جذام بھی تو طبی لحاظ سے منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود فقہاء نے فسخ نکاح کا حق نہیں دیا۔

البتہ امام محمد اور ائمہ ثلاثہ کے اصول کے مطابق ایڈز کی بنا پر فسخ نکاح کا اختیار ہوگا، اپنا خیال یہ ہے کہ آج کے دور میں ایڈز کی خطرناک صورت حال دیکھتے ہوئے اگر امام محمد کے قول

Marfat.com

پر فتوی دیا جائے، تو حالات کے زیادہ مناسب اور فقہی اصطلاح ''ارفق للناس'' ہوگا، یا دوسری صورت جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی شافعی، مالکی، حنبلی یا مجتہد قاضی جو فروعات میں دلائل کی بناء پر اپنے امام سے اختلاف کرنے کا اہل ہو، ایڈز کی بناء پر فسخ نکاح کا فیصلہ کر دے، تو یہ فیصلہ درست اور نافذ ہوگا، اس لئے کہ مجتہد فیہ مسائل میں حکم حاکم، یا فیصلہ قاضی مرجح کی حیثیت رکھتا ہے، اس لئے عورت اپنا مسئلہ اس طور پر حل کرانا چاہے تو کرا سکتی ہے (ردالمحتار ۲/ ۶۴۹، خانیہ ۱/ ۴۱۳)۔

۶- ایڈز کی بناء پر اسقاط حمل

جو خاتون ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو، اگر اسے حمل قرار پا گیا تو اس کا مرض دوران حمل یا دوران ولادت، یا دوران رضاعت بچے کی طرف منتقل ہونے کا طبی لحاظ سے پورا اندیشہ ہے، ایسی عورت کیا بچہ تک اس مرض کی منتقلی کے خوف سے اسقاط حمل کرا سکتی ہے؟ اور اگر عورت اس کے لئے تیار نہ ہو تو کیا اس کا شوہر یا حکومت کا محکمہ صحت اسے اسقاط حمل پر مجبور کر سکتا ہے؟، کیونکہ ایڈز کا مریض بچہ سماج کے لئے خطرہ اور حکومت کے لئے بار ہوگا۔

اس مسئلہ کی دو شکلیں ہیں:

۱۔ اسقاط حمل اس مدت سے پہلے کر دیا جائے جس کے بعد بچے کے اندر روح ڈال دی جاتی ہے اور اس کی تخلیق اعضاء کا کام شروع ہو جاتا ہے۔

۲۔ دوسری شکل یہ ہے کہ اسقاط حمل نفخ روح کی مدت کے بعد کیا جائے، نفخ روح کی مدت قدیم فقہاء نے ایک سو بیس دن یا چار ماہ مقرر کی ہے، مگر علامہ شامی کے بقول یہ مدت بذات خود مقصود نہیں ہے، بلکہ مقصود نفخ روح اور تصویر اعضاء ہے اور یہ مقصد اگر اس مدت سے قبل ہو جائے تو بھی حکم میں کوئی فرق نہ آئے گا (ردالمحتار ۲/ ۴۱۲)۔

پہلی شکل کی فقہاء نے عذر کے وقت اجازت دی ہے، اگر شوہر کی اجازت ہو تب تو

Marfat.com

کوئی بات ہی نہیں، اور نہ ہو تو بھی بہت سے فقہاء نے عورت کو اس کی اجازت دی ہے، فقہ کی کتابوں میں اعذار کی جو فہرست دی گئی ہے اس میں ایک اہم عذر ''ولد سوء'' کی تخلیق کا اندیشہ بھی ہے، اس بنیاد پر ایڈز کی مریض خاتون نفخ روح کی مدت سے قبل بلا کراہت اسقاط حمل کرا سکتی ہے، اور اگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہو تو شوہر یا حکومت کا محکمہ صحت اس کو اس پر مجبور کر سکتا ہے، اس لئے کہ ایڈز زدہ مریض بچہ سے زیادہ ''ولد سوء'' کا مصداق آج کے دور میں کون ہو سکتا ہے؟

البتہ دوسری شکل میں جب طبی تحقیق و معائنہ کے بعد ثابت ہو گیا کہ بچہ کے اندر جان پیدا ہو گئی ہے اس وقت اسقاط حمل ایڈز کے خوف کی بناء پر ''فتاوی خانیہ'' کے مطابق جائز ہے، لیکن فقہ کی دیگر کتابوں اور عام اصول کے لحاظ سے یہ قول قوی معلوم نہیں پڑتا، اس لئے کہ ماں ایڈز میں مبتلا ہونے کی صورت میں پیٹ کے بچے کو دو طرح کی ہلاکتوں کا سامنا ہے، ایک ہلاکت محتمل ہے، وہ یہ کہ حمل یا ولادت یا رضاعت کے دوران ایڈز کے جراثیم بچہ میں منتقل ہو جائیں، جو کسی زمانہ میں بچہ کو ہلاک کر سکتے ہیں، دوسری صورت یقینی ہے وہ یہ کہ بچہ کو اسقاط حمل کے ذریعہ اسی وقت ہلاک کر دیا جائے، ظاہر ہے کہ جس بچہ میں جان ڈالی جا چکی ہے اور وہ ایک انسان بن چکا ہے، اس کو قتل کرنا بہر حال جائز نہیں، جہاں تک مصیبت و ہلاکت کا تعلق ہے تو یہ کوئی عقل مندی یا بچہ کے ساتھ ہمدردی نہیں کہ جو بچہ ایڈز کے خطرے کی بناء پر کل مرنے والا ہو اس کو آج ہی مار دیا جائے اور جس بچہ کی ہلاکت اب تک محتمل یا ظنی ہو، اس کو یقینی اور فی الحال ہلاکت میں تبدیل کر دیا جائے، اس بناء پر بچہ میں جان ڈالے جانے کے بعد اسقاط حمل کی اجازت نہ ہونا ہی راجح معلوم ہوتا ہے، جہاں تک سماج اور حکومت کا تعلق ہے، اس کے قابل احتیاط و احتراز مریضوں میں ایک یہ بچہ بھی شامل ہو جائے گا (ردالمحتار ۵/۳۰۵، ۲/۴۱۲، البحرالرائق ۸/۳۴۴، عالمگیری ۶/۳۵، ۵/۳۵۶، بزازیہ ۶/۳۸۵، فتاوی خانیہ ۳/۴۱۰)۔

تعلیمی اداروں میں ایڈز کے مریض بچوں کا داخلہ

جو بچے یا بچیاں ایڈز کے مرض میں مبتلا ہیں، انہیں مدارس اور اسکولوں میں داخلہ سے

Marfat.com

محروم کرنا درست نہیں، اس لئے کہ یہ مرض مریض کو چھونے یا اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منتقل نہیں ہوتا، بلکہ مریض سے جنسی تعلق پیدا کرنے یا اس کا خون چھونے سے منتقل ہوتا ہے، اور اس کے لئے اسکول کے ارباب انتظام محتاط انتظامات کر سکتے ہیں اور نہایت مثبت طور پر اس مرض کے منفی نتائج سے بچا جاسکتا ہے، آپس کی لڑائی ہو یا جنسی بے راہ روی، یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن سے ان بچوں کو دور رکھنے کے لئے مناسب انتظامات کئے جاسکتے ہیں، مگر ان محتمل اور عارضی چیزوں کی بناء پر ایڈز زدہ بچوں کو تعلیم سے محروم کرنے کا جواز سمجھ میں نہیں آتا۔

اس باب میں مجذوم کے تعلق سے وہ مسئلہ دلیل راہ بن سکتا ہے جو علامہ نووی نے علماء کے حوالہ سے ''شرح مسلم'' میں نقل کیا ہے، یہ ہے کہ جو لوگ جذام میں مبتلا ہو جائیں کیا ان کو مسجد، بازار، چراگاہ یا پانی لینے کی جگہ وغیرہ سے روکا جائے گا یا نہیں؟ مراد ایسے مقامات ہیں جن سے انسان یا مسلمان ہونے کے ناطے ہر ایک کو استفادہ کا حق ہے، اکثر علماء کا خیال یہ ہے کہ اگر ایسے مریضوں کی معتد بہ تعداد ہو جائے تو حکومت پر ان کے لئے جداگانہ نظام بنانا لازم ہے، اور بعض نے لازم تو نہیں قرار دیا، مگر اس کی ترغیب دی، لیکن اس پر تمام ہی متفق ہیں کہ جداگانہ نظم ہونے سے قبل، جذام یا اس جیسے دوسرے متعدی امراض کے مریضوں کو عمومی مقامات سے روکا نہیں جائے گا، خواہ ان کی تعداد قلیل ہو یا کثیر، بلکہ احتیاطی تدابیر اور حکمت عملی کے ذریعہ ان کو استفادہ کا موقعہ اس طور پر دیا جائے گا کہ دوسروں کو نقصان نہ پہنچے، اس کی مثال دیتے ہوئے علامہ نووی نے لکھا ہے کہ اگر ایسے مریضوں کے پانی نکالنے سے دوسروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ان کے لئے پانی کا جداگانہ انتظام ہونے تک کچھ ایسے لوگوں کو مقرر کرنا ہوگا جو ان کے لئے پانی نکال دیا کریں، تاکہ ان مریضوں کو عام لوگوں سے اختلاط کی ضرورت پیش نہ آئے (شرح مسلم للنووی ۲ر۲۳۴)۔

اس طور پر ہم سمجھ سکتے ہیں کہ تعلیمی ادارے بھی عام استفادہ کے ادارے ہیں، اس لئے ایڈز کی بناء پر کسی کو اس سے انتفاع سے روکا نہیں جاسکتا، بلکہ ضروری ہے کہ یا تو ایسے طلبہ کی تعلیم و

Marfat.com

تربیت کا جداگانہ انتظام کیا جائے، یا ان ہی اداروں میں محتاط طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے ان کو تعلیمی استفادہ کا موقع دیا جائے۔

۸- اس سوال کا جواب (۳) کے تحت گزر چکا ہے۔

۹-ایڈز، مرض الموت کے حکم میں نہیں

یہاں ایک اہم ترین سوال یہ بھی ہے کہ ایڈز، نیز طاعون وکینسر جیسے امراض جب طبی لحاظ سے ناقابل علاج مرحلہ میں پہنچ جائیں تو کیا ان کے لئے مرض الموت کا حکم ہوگا؟ اور ایسے مریض کے لئے مرض وفات کے احکام جاری ہوں گے؟

اس سوال کے جواب کے لئے اولاً مرض الموت کا حقیقی مفہوم ہمارے ذہنوں میں ہونا ضروری ہے، فقہاء کی تصریحات کے مطابق مرض الموت وہ مرض کہلاتا ہے جس میں انسان ایسی پوزیشن میں پہنچ جائے کہ وہ صاحب فراموش ہوجائے اور امروز فردا میں اس کے مرجانے کا اندیشہ ہو، اور وہ اپنے معمول کے مطابق حوائج اصلیہ کی تکمیل پر قادر نہ ہو، مثلاً ایک معلم کا مرض الموت یہ ہے کہ وہ تدریس کے فرائض انجام نہ دے سکے، دکاندار کا یہ ہے کہ وہ اپنی دکان کی ڈیوٹی انجام نہ دے سکے اور عورت کا مرض الموت یہ ہے کہ وہ امور خانہ داری کی انجام دہی پر قدرت نہ رکھے وغیرہ، البتہ بیت الخلاء یا کھانے پینے کے لئے گھر میں چلنا پھرنا، یا دواخانہ وغیرہ جانے کے لئے ضرورتاً باہر نکلنا مرض الموت کے لئے مانع نہیں (فتاوی بزازیہ علی الہندیہ ۶/۴۳۴، فتاوی عالمگیری ۸/۱۰۹، رد المحتار ۲/۵۶۹)۔

لیکن اگر مرض طول پکڑ جائے (جس کی مدت کم از کم بقول علامہ ناطفی فقہاء نے ایک سال مقرر کی ہے) اور امروز فردا کی ہلاکت وموت کا خطرہ ٹل جائے، یا اپنے دوسرے معمولات وہ بخوبی انجام دیتا ہو تو یہ مرض الموت کے حکم میں نہ ہوگا (فتاوی خانیہ کتاب الوصایا ۳/۵۰۲)۔

مرض الموت کی اس تعریف کے لحاظ سے ایڈز اس کے ذیل میں نہیں آتا اور ایڈز کے

Marfat.com

مریض کے لئے موت و وفات کے احکام جاری نہ ہوں گے، اس لئے کہ ایڈز پیدا ہونے کے بعد مریض فوراً ہلاک نہیں ہو جاتا، بلکہ سالوں سال اس کے بعد بھی زندہ اور بظاہر تندرست رہتا ہے، اور اپنے سارے کام بھی کرتا رہتا ہے، اس لئے اگرچہ یہ ناقابل علاج مرض ہے، مگر مرض موت نہیں، ہاں اگر ایڈز اس درجہ پر پہنچ جائے کہ انسان صاحب فراش بن جائے، اس کے جسم کا سارا دفاعی نظام کھوکھلا ہو جائے اور اپنے معمول کے کاموں کی طاقت وقدرت ختم ہو جائے تو اب سے یہ مرض مرض الموت ۔کے دائرے میں داخل ہو جائے گا۔

رہا طاعون اور کینسر کا معاملہ تو طاعون پر تو باقاعدہ فقہاء اظہار خیال کر چکے ہیں، وہ یہ کہ طاعون بلاشبہ مرض الموت ہے، اگر کوئی انسان اس میں مبتلاء ہو جائے تو اس پر مرض وفات کے احکام جاری ہوں گے، اس میں کوئی کلام نہیں، اس لئے کہ طاعون کا مریض بالعموم بہت دنوں زندہ نہیں رہ سکتا، البتہ اگر طاعون کسی شہر، علاقہ یا محلّہ میں پھیلا ہوا ہو اور خود وہ شخص (مثلاً زید) اب تک اس میں مبتلا نہ ہوا ہو، تو اس پر فقہاء نے کلام کیا ہے، علامہ شامی نے ''فتح القدیر'' کے حوالہ سے شافعیہ کا مسلک یہ نقل کیا ہے کہ یہ حالت بھی مرض الموت کی ہے، مشائخ حنفیہ سے اس سلسلے میں کوئی صراحت نہیں ملتی، البتہ ان کے قواعد کی رو سے اگر ہلاکت کا خوف غالب ہو جائے اس طور پر کہ طاعون دیکھتے دیکھتے گھر میں داخل ہو جائے اور افراد خانہ بھی اس میں مبتلا ہونے لگیں تو اس صورت میں یہ مرض الموت بن جائے گا، لیکن اگر ابھی طاعون کی وباء اس کے گھر سے دور ہو، اور ہلاکت کا خوف اس قدر غالب نہ ہو تو یہ مرض الموت نہیں ہوگا (ردالمحتار ۵۶۹/۲)۔

کینسر کو ہم طاعون پر قیاس کر سکتے ہیں، مگر اس وقت جب کہ یہ شدید صورتحال اختیار کر لے، اس لئے کہ دیکھا جاتا ہے کہ کینسر کا مریض انکشاف کے بعد فقہاء کی اصطلاح میں طویل مدت تک زندہ نہیں رہتا، اس بنا پر کینسر کے مریض کو مریض موت قرار دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۱۰-وبائی علاقہ میں آمد و رفت

ایک اہم مسئلہ اس باب میں ان علاقوں میں آمد و رفت کا ہے جن میں طاعون یا اس

Marfat.com

جیسے مہلک امراض پھیلے ہوتے ہوں۔

اس سلسلے میں اتنی بات تو طے ہے (جیسا کہ محور دوم کے شروع میں عرض کیا جا چکا ہے) کہ بعض امراض میں طبی اعتبار سے متعدی ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے، جس کی تائید شریعت اسلامیہ بھی کرتی ہے، اس لئے فساد عقیدہ کی وجہ سے نہیں، بلکہ خود طبی لحاظ سے بھی ان علاقوں میں آمد و رفت مناسب نہیں، اور اگر اس تعلق سے حکومت کوئی پابندی عائد کرتی ہے تو اس کا اقدام شرعاً غلط نہ ہوگا، یہی جمہور علماء کا مسلک ہے، علامہ نووی نے بعض صحابہ کا اختلاف نقل کیا ہے، مگر وہ اس قدر موثر نہیں، مثلاً حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمرو بن العاصؓ کے اختلاف کا ذکر کیا ہے، لیکن یا تو ان حضرات تک حضور ﷺ کی اس سے متعلق حدیثیں نہیں پہنچیں یا کسی دوسری مصلحت کی بنا پر انہوں نے آمد و رفت کی اجازت دی، یا اس کا مطلب کچھ اور ہے (شرح مسلم للنووی ۲/ ۲۲۸-۲۲۹)۔

جب کہ اس بارے میں صریح احادیث ملتی ہیں، ایک حدیث ''ابوداؤد شریف'' میں آئی ہے:

حضرت یحییٰ ابن عبداللہ ابن بجیر کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا کہ جس نے حضرت فروۃ ابن مسیک سے یہ روایت سنی تھی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک زمین ہے جس کو ابین کہا جاتا ہے اور وہ ہماری زراعت اور غلہ کی زمین ہے (یعنی وہ غلہ کی منڈی ہے، جہاں تجارت کے لئے دوسری جگہوں سے غلہ لاکر جمع کیا جاتا ہے اور دوسرے شہروں میں بھیجا جاتا ہے) لیکن اس زمین کی وبا سخت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو، کیونکہ وباء اور بیماری کا قرب ہلاکت و موت کا باعث ہوتا ہے (مظاہر حق)۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی وبائی علاقہ میں، خواہ طاعون کا علاقہ ہو یا کسی وبائی مرض کا، اس کا حکم یہی ہے کہ ایسی جگہ نہیں جانا چاہئے اور اس کا تعلق محض ''عدوی'' سے نہیں، بلکہ طب سے ہے، اس لئے کہ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق بیماری کے قریب رہنے یا وبائی آب و ہوا میں

Marfat.com

سانس لینے سے جسم کے اندر مرض کے جراثیم سرایت کر جانے کا پورا اندیشہ ہے، اس لئے ایسے مقامات پر نہیں جانا چاہئے (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۱۱/۹)۔

اور اگر حکومت ایسے مقامات پر جانے پر پابندی لگاتی ہے تو شریعت اور طب دونوں اعتبار سے اس کا اقدام درست ہوگا ، فقہاء کا عندیہ بھی یہی ہے (فتاوی بزازیہ کتاب الجنایات ۳۸۶/۶)۔

طاعون کے بارے میں تو صراحت کے ساتھ حدیثیں آئی ہیں، مثلاً ایک روایت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"إن هذا السقم عذب به الأمم قبلكم فإذا سمعتم به في الأرض فلا تدخلوها وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا" (مسلم شریف ۲۲۸/۶)۔

(بلاشبہ یہ وہ مرض ہے جس کے ذریعہ سابقہ امتوں کو عذاب دیا گیا، پس تم کو کسی جگہ اس کے ہونے کا علم ہو تو اس جگہ مت جاؤ اور اگر تمہاری موجودگی میں یہ وبا پھیل جائے تو اس سے بھاگ کر نکلنے کی کوشش نہ کرو)۔

اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے بھی منقول ہے، جو انہوں نے حضرت فاروق اعظم کے سفر شام کے دوران مقام عمواس میں طاعون پھیلے ہوئے ہونے کی اطلاع ملنے کے بعد سنایا تھا، حضرت فاروق اعظم نے اکابر صحابہ کے مشورہ سے یہ طے کر لیا کہ اب سفر کو ملتوی کر کے واپس ہو جائیں، جس پر حضرت ابو عبیدہؓ کو اعتراض بھی ہوا، انہوں نے کہا کہ آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ اسی موقع پر حضرت عمرؓ نے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا (جو دراصل کسی موقع پر خود سرور دو جہاں حضور ﷺ کی زبان پاک سے صادر ہوا تھا) "ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگتے ہیں"۔

اتفاق سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ جن کے پاس متعلقہ حدیث موجود تھی اس مشاورت کے وقت موجود نہ تھے (ورنہ کوئی اختلاف ہی نہ ہوتا اور نہ مشورہ کی حاجت ہوتی) جب

Marfat.com

وہ تشریف لائے تو مذکورہ حدیث سنائی اور صحابہ کو اطمینان ہوا (مسلم شریف ۲/۲۲۸، ۲۲۹)۔

طاعون کے مقام پر نہ جانے کی وجہ تو ظاہر ہے، مگر وہاں سے فرار کرنے سے منع اس لئے کیا گیا کہ اگر ایسے مقامات سے لوگوں کے نکلنے کا سلسلہ شروع ہو جائے تو مرنے والوں کی تجہیز و تکفین اور دوسرے مریضوں کی دیکھ بھال کون کرے گا؟، دوسری خرابی یہ ہوگی کہ جو لوگ وہاں سے نکلیں گے ممکن ہے کہ ان کے اندر مرض کے جراثیم سرایت کر چکے ہوں، اور وہ جراثیم دوسرے علاقوں میں بھی پھیل جائیں، تیسرے ایسے علاقے سے فرار فساد عقیدہ پر دلالت کرتا ہے، اس لئے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ محض مرض کو مؤثر قرار دینے کے بجائے خدا تعالی پر اعتماد کیا جائے۔

۱۱- کسی ضرورت سے وبائی علاقہ میں آمد و رفت

البتہ اگر وبائی علاقہ سے فرار کی نیت سے نہیں، بلکہ ضرورت کی بنا پر نکل رہا ہو یا اس علاقہ میں داخل ہو رہا ہو، تو اس کی ممانعت نہیں ہے، مثلاً ایسی جگہ سے کچھ لوگ اپنی ضرورت سے باہر گئے ہوئے ہیں اور پھر یہ صورت حال پیدا ہو گئی، اور ان کے قیام کی نہ اب ضرورت ہے، نہ ممکن ہے، نیز گھر و کاروبار کو بھی ان کی نگہداشت کی ضرورت ہے، تو ایسے لوگ طاعون کے مقام پر جا سکتے ہیں، یا اس کے برعکس کسی ضرورت سے آئے ہوئے لوگ جن کا کام ختم ہو چکا ہے، یا اب نہیں ہو رہا ہے یا وہ شخص جس کی مناسب نگہداشت اور علاج و تیمارداری کا یہاں انتظام نہیں ہو پا رہا ہے، یا کسی وجہ سے اس کی دوسری جگہ ضرورت ہے، تو وہ طاعون کے علاقہ سے ضرورت کی نیت سے نکل سکتے ہیں، فرار کی نیت سے نہیں، اس لئے کہ حدیث میں ممانعت فرار کے طور پر نکلنے کی ہے، نہ کہ ہر طرح کے نکلنے کی، اور ضرورت کی بنا پر نکلنا فرار نہیں ہے، اس لئے اس کی اجازت ہوگی (شرح مسلم للنووی ۲/۲۲۹)۔

Marfat.com

محور سوم

امانت اور غیبت سے متعلق مسائل

اسلام نے امانت پر زور دیا ہے اور امانت کے بارے میں اسلام کا تصور بہت وسیع ہے، اگر کسی مجلس میں چند لوگ باہم بیٹھ کر باتیں کر رہے ہیں، ان باتوں کو امانت قرار دیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

جب انسان کسی سے کوئی بات کرے پھر ادھر ادھر رازدارانہ طور پر دیکھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس بات کو راز رکھنا چاہتا ہے (مشکوۃ شریف ۴۳۸)۔

ایک دوسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے“ (مشکوۃ)۔

امانت کے حدود

اس لحاظ سے ڈاکٹر اپنے مریضوں کا رازدار ہوتا ہے، اس کی شرعی، اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ اپنے زیر علاج یا زیر تجربہ مریضوں کا راز افشاء نہ کرے، جس سے ان مریضوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا سماج میں ان کی بدنامی یا سبکی ہو، لیکن بعض دفعہ مریض کی پردہ داری بے شمار لوگوں کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے، ایسے وقت میں اگر ڈاکٹر محسوس کرے کہ مریض کی پردہ داری سے بہت سے لوگوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ مریض کا راز مثبت انداز میں ظاہر کر دے، اس لئے کہ مجالس کو امانت اسی وقت تک قرار دیا گیا ہے جب تک کہ اس سے دوسروں کی حق تلفی نہ ہوتی ہو، یا خلاف شرع عمل نہ کرنا پڑتا ہو۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں، سوائے تین مجلسوں کے، ایک وہ جس میں کسی کا ناجائز خون بہانے کی بات کی گئی ہو، دوسرے وہ جس میں زنا کاری کے تعلق سے بات ہوئی ہو، تیسرے وہ جس میں کسی کا

Marfat.com

ناحق مال لوٹنے کا ذکر ہوا ہو" (مشکوۃ/ ۴۳۸)۔

اس کے علاوہ ایک بار حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الدين النصيحة" (مسلم شریف ۱/ ۵۴)۔

(دین خیر خواہی کا نام ہے)۔

اب اگر ایک شخص کی خیر خواہی سے دوسرے کئی لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو، تو یہ کوئی دانشمندی اور خیر خواہی نہ ہوگی، کہ ایک شخص کی وجہ سے ڈاکٹر بہت سے لوگوں کی مضرت کا باعث بن جائے، بلکہ خیر خواہی میں فرد یا جماعت کو فوقیت حاصل ہے، اس لئے ایک فرد یا چند افراد کی خاطر پوری جماعت کو نہیں چھوڑا جا سکتا، اسی لئے فقہاء نے قاعدہ بیان کیا ہے:

۱-"يتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام" (الاشباہ ۱/ ۲۸۰)۔

(ضرر عام کو دور کرنے کے لئے ضرر خاص کو گوارا کیا جائے گا)۔

۲-ایک دوسرا قاعدہ اسی سے ملتا جلتا ہے:

"لو كان أحدهما أعظم ضررا من الآخر، فإن الأشد يزال بالأخف" (الاشباہ ۱/ ۲۸۳)۔

(اگر دو چیزوں میں سے ایک ضرر کا دوسرے سے بڑا ہو، تو چھوٹا ضرر گوارا کر کے بھاری ضرر کو دور کیا جائے گا)۔

غیبت کے نقطہ نظر سے

کسی مہلک مریض کا افشاء راز جہاں امانت داری کے خلاف ہوتا ہے، وہیں اسے ہم شرعی لحاظ سے غیبت بھی قرار دے سکتے ہیں، کہ ڈاکٹر کسی مسلمان کے عیوب دوسروں پر ظاہر کرتا ہے، جو مریض کبھی پسند نہیں کر سکتا، اور اس کا نام غیبت ہے جو حرام ہے، لیکن اسلام میں غیبت بھی ان ہی مواقع پر حرام ہے، جن پر اس سے بڑا کوئی مفسدہ لازم نہ آئے، لیکن اگر حقوق اور جائز مفادات کے تحفظ یا لوگوں کو ضرر سے بچانے کے لئے کوئی کسی کے پیچھے اس کے عیوب

Marfat.com

بیان کرتا ہے، تو یہ غیبت ناجائز نہیں، بلکہ بعض مواقع پر واجب ہو جاتی ہے، مثلاً راویوں، گواہوں، صدقات واوقاف کے نگرانوں کی جرح وتحقیق اگرچہ بظاہر غیبت ہے، لیکن یہ جائز، بلکہ واجب ہے، اس لئے کہ اس کے بغیر عام لوگوں کے حقوق کا تحفظ اور حدیث پاک کی صحت مشکل ہو جائے گی (شامی ۵/۲۹۰)۔

علماء نے چھ مقاصد شرعی کے لئے غیبت کو جائز قرار دیا ہے جن میں چوتھے نمبر پر مسلمانوں کو ضرر سے بچانے کے لئے بھی غیبت کی اجازت دی ہے، جس کی کئی شکلیں ہیں:

۱-راویوں، گواہوں اور مصنفین کی جرح وتعدیل جو نہ صرف جائز، بلکہ متفقہ طور پر واجب ہے۔

۲-نکاح کے سلسلے میں مشورہ کے وقت بھی عیوب سے خبردار کرنا جائز ہے۔

۳-کوئی شخص لاعلمی میں کوئی عیب دار چیز، یا چور، بدکار غلام خرید رہا ہے، تو خیر خواہانہ طور پر اس کے عیوب سے مشتری کو واقف کرادینا جائز ہے۔

۴-کوئی شخص فقیہ فاسق کے پاس طلب علم کے لئے آمدورفت رکھتا ہے، تو طالب علم کو اس کے معائب بتادینا درست ہے وغیرہ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۲۰-۳۲۲، شامی ۵/۲۸۹، بزازیہ ۶/۳۷۰، عالمگیری ۵/۳۵۳)۔

خود حضور علیہ کے سامنے حضرت ہند نے ابوسفیان کی شکات اپنے حقوق کے لئے کی، تو اس پر آپ علیہ نے نکیر نہیں فرمائی (متفق علیہ) ان تفصیلات کی روشنی میں سوالنامہ میں مذکورہ سوالات کے جوابات بہ آسانی دیئے جاسکتے ہیں۔

۱-بوقت نکاح تحقیق حال

۱-ایک ماہر امراض چشم (Eye Specialist) مسلمان ڈاکٹر نے ایک نوجوان کی آنکھ کا علاج کیا، اس نوجوان کی ایک آنکھ کی بصارت ختم ہو چکی ہے، لیکن ڈاکٹر کی کوششوں سے

Marfat.com

اس مریض کی وہ آنکھ دیکھنے میں بالکل صحیح وسالم معلوم ہوتی ہے، اس نوجوان کا رشتہ کسی خاتون سے طے پا رہا ہے، ڈاکٹر کو یقین ہے کہ اگر خاتون کو نوجوان کے اس عیب کا علم ہو جائے تو ہرگز یہ رشتہ کرنے کو راضی نہیں ہوگی، نوجوان یہ عیب چھپا کر اس خاتون سے رشتہ نکاح کر رہا ہے، اگر لڑکی کے گھر والوں کو یہ بھنک لگ گئی ہے کہ وہ نوجوان فلاں ڈاکٹر سے آنکھ کا علاج کروا رہا ہے اور لڑکی یا اس کے گھر والے معلومات کرنے کے لئے اس ڈاکٹر کے پاس آئیں تو ایسی صورت میں کیا اس مسلمان ڈاکٹر کے لئے جائز ہوگا کہ وہ خیر خواہانہ طور پر لڑکی اور اس کے گھر والوں کو نوجوان کے اس عیب سے باخبر کردے (شامی ۵/ ۲۹۰)، مگر صرف اس صورت میں جب کہ لڑکی یا اس کے گھر والے اس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں یا مشورہ کریں، بلا طلب و مشورہ ڈاکٹر کو افشاء راز کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ عیب سے خبر دار کرنا واجب نہیں، بلکہ محض جائز ہے، کیونکہ یہ کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس سے عورت یا اس کے گھر والوں کو مضرت پہنچے۔

اس کا ماخذ وہ مشورہ ہے جو حضور ﷺ نے ایک صحابی کا انصاری لڑکی سے شادی کرنے کے سلسلے میں دیا تھا کہ ”فانظر إلیها، فإن فی أعین الأنصار شیئا“ رواہ مسلم (مشکوۃ شریف کتاب النکاح/ ۲۶۸)۔

(انصاری عورتوں کی آنکھ میں ایک خاص بات ہوتی ہے (جو ضروری نہیں کہ ہر ایک کو پسند آئے) اس لئے پہلے لڑکی کو دیکھ لو)۔

اس سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس طرح کے عیوب شادی بیاہ کے مشورہ کے وقت بتائے جا سکتے ہیں، دوسری طرف یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشورہ کے وقت ہی بتانا چاہئے، یہ کوئی واجب نہیں کہ بلا مشورہ بھی اس کا اشتہار کرتا رہے۔

۲-طبی معائنہ کے بعد ڈاکٹر کا رویہ

ایک مرد اور ایک عورت جن کے درمیان رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے، کسی ڈاکٹر کے پاس طبی جانچ کے لئے آتے ہیں، طبی جانچ کے نتیجہ میں ڈاکٹر کو کسی ایک کا کوئی ایسا مرض

Marfat.com

معلوم ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اس بات کا پورا اندیشہ ہے کہ ناقص الاعضاء بچے پیدا ہوں گے، یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد یا عورت کے مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہیں ہیں، ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے فریق کو پہلے فریق کے عیب یا مرض سے باخبر کردے، عیب یا مرض کو چھپانا جائز نہیں، اس لئے کہ دونوں نے ڈاکٹر پر پوری رضامندی کے ساتھ صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لئے اعتماد کیا ہے، اور طبی معائنہ کر کے گویا ڈاکٹر نے اس اعتماد کو قبول کرلیا ہے، اس لئے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس معاہدہ سے پھر جائے، یا ان دونوں میں سے کسی کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے، اس وقت ڈاکٹر کا افشاء راز کرنا نہ امانت کے حدود میں آتا ہے اور نہ غیبت کے دائرے میں۔

۳- دوسری شکل۔

ایک شخص کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، ڈاکٹر کو طبی جانچ کے نتیجہ میں یہ بات معلوم ہے کہ یہ شخص نامرد ہے یا اس میں کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا نکاح بارآور نہیں ہوسکتا، ڈاکٹر کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے نکاح کی بات چیت کر رہا ہے اور اپنے اس عیب کو چھپا کر اس عورت سے نکاح کر لینا چاہتا ہے، یا کوئی خاتون کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، وہ کسی ایسے اندرونی مرض یا عیب میں مبتلا ہے، جس پر مطلع ہونے کے بعد اس کا رشتہ نکاح کہیں ہونا بہت مشکل ہے، اور وہ خاتون اپنے اس اندرونی مرض یا عیب کو چھپا کر کسی مرد سے نکاح کی بات چیت کر رہی ہے، رشتہ نکاح کی بات ڈاکٹر کے علم میں آچکی ہے، ان دو صورتوں میں ڈاکٹر کے لئے جائز ہے کہ وہ دوسرے فریق کو اپنے مریض کے مرض یا عیب سے مطلع کردے، مگر اس وقت جب دوسرا فریق اس مریض یا مریضہ کے بارے میں معلومات کرنے کے لئے ڈاکٹر سے ربط قائم کرے۔

الا یہ کہ ڈاکٹر کو مریض کا کوئی ایسا مہلک مرض معلوم ہو جائے جو شادی کے بعد ایک بار

Marfat.com

بھی جنسی عمل سے دوسرے میں منتقل ہوسکتا ہو، اور دوسرے فریق کے لئے مہلک ثابت ہوسکتا ہو، مثلاً ایڈز، تو اس صورت میں ڈاکٹر کے علم میں اگر دونوں کے درمیان رشتہ نکاح چلنے کی بات ہے اور اس کے لئے خبر دینا ممکن ہے تو ڈاکٹر پر واجب ہے کہ وہ فریق ثانی کو مریض کے مرض کی اطلاع دے، خواہ فریق ثانی اس سے مشورہ طلب کرے یا نہ کرے۔

ان دونوں صورتوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ وہ عیوب یا امراض جو دوسرے کے لئے مہلک نہیں ہوتے، مثلاً نامردی، جنون، ہسٹیریا یا امراض چشم وغیرہ، شادی کے بعد ان کی تلافی ممکن ہے، اس طور پر کہ اگر مثلاً عورت اس مرد کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی، تو عدالت سے رجوع ہو کر کوئی حل نکال سکتی ہے، اس میں عورت کی جان یا عضو کوئی خطرہ نہیں ہے، لیکن وہ امراض جو سخت مہلک ہوتے ہیں، مثلاً ایڈز تو اگر شادی ہوگئی اور دونوں میں جنسی ملاقات بھی ہوئی تو اس کی کوئی تلافی ممکن نہیں، بہت زیادہ تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ تفریق کردی جائے گی، لیکن ایڈز کے وہ جراثیم جو جنسی عمل کے دوران عورت کے اندر منتقل ہو چکے ہوں، ان کی تلافی کس طرح کی جاسکتی ہے، یہ تو عورت کے لئے یا عورت مبتلاء ہو تو مرد کے لئے سخت مہلک ثابت ہوسکتے ہیں، اس لئے مسئلہ یہاں محض نکاح اور تفریق نکاح کا نہیں، بلکہ تحفظ جان کا بھی ہے، جو ڈاکٹر کا منصبی فریضہ ہے، اس لئے اس صورت میں اس پر لازم ہے کہ وہ فریق ثانی کو مریض یا مریضہ کے مرض یا عیب کی اطلاع کردے۔

۴-مریض چشم ڈرائیور کے لئے ڈاکٹر کا رویہ

۴-ایک شخص کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے، اس کی بینائی بری طرح متاثر ہو چکی ہے، ڈاکٹر کی رائے میں اس کا گاڑی چلانا اس کے اور دوسروں کے لئے مہلک ہوسکتا ہے، ایسا شخص اگر ڈاکٹر کے منع کرنے کے باوجود گاڑی چلاتا ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کے بارے میں اطلاع کرے، اور ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرنے ک

Marfat.com

سفارش کرے، خواہ وہ پرائیوٹ طور پر گاڑی چلاتا ہو یا گاڑی چلانے کی ملازمت کرتا ہو، اور اگر چہ اس کا پورا اندیشہ ہو کہ ڈاکٹر کی رپورٹ پر ڈرائیور کی ملازمت خطرے میں پڑ جائے گی، لیکن اس کے ساتھ چونکہ بہت سے لوگوں کی جان وابستہ ہے، اس بنا پر ضرر خاص کو ضرر عام سے بچنے کے لئے گوارا کرنا پڑے گا (الاشباہ ۱ر ۳۸۰)۔

۵-منشیات کے عادی ڈرائیور کا علاج

اگر کوئی شخص کسی ایسی ملازمت پر ہے جس سے بہت سے لوگوں کی زندگیوں کا تحفظ وابستہ ہے، مثلاً ہوائی جہاز کا پائلٹ یا ٹرین یا بس وغیرہ کا ڈرائیور، یہ شخص شراب یا دوسری نشہ آور چیزوں کا بری طرح عادی ہے اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، نشہ کو ترک نہیں کرتا اور اسی حال میں ملازمت کے فرائض انجام دیتا ہے، تو اگر ڈاکٹر کو امید ہو کہ وہ بہت جلد علاج کے بعد نشہ ترک کردے گا، یا یہ کہ اتنا نشہ استعمال نہیں کرتا کہ وہ بے خود ہو جائے اور فرائض کی تکمیل متاثر ہو جائے، تب تو افشاء راز کی ضرورت نہیں ہے، بصورت دیگر ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس مریض کے بارے میں خبر کردے کہ یہ شخص کثرت سے شراب یا نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتا ہے، تاکہ اس کی غلطی سے دوسرے مسافروں کو نقصان نہ پہنچے۔

۶-ناجائز حمل کی پردہ داری

اگر کسی عورت کو ناجائز حمل تھا، اس عورت سے بچہ پیدا ہوا اور وہ اس نومولود کو کسی شاہراہ، یا پارک یا کسی اور مقام پر زندہ حالت میں چھوڑ کر چلی آئی تاکہ سماج میں بدنامی سے بچ جائے، اس نے ڈاکٹر سے رابطہ قائم کیا اور ڈاکٹر کو اس صورتحال کی خبر دی تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کو چاہئے کہ وہ اس عورت کی رازداری کرے، اور اس کے غلط اقدام کے بارے میں کسی کو خبر نہ دے، اس لئے کہ یہی وہ موقع ہے جس کے لئے حضور علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: ''جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا قیامت کے دن خدا اس کی پردہ داری کرے گا'' متفق علیہ)۔

Marfat.com

بلکہ اس موقع پر کوئی اس سے اس ناجائز بچہ کی حقیقت دریافت بھی کرے تو ڈاکٹر کو اپنی لاعلمی کا اظہار کر دینا چاہئے، یا کسی مناسب طریقہ سے اس کو ٹال دینا چاہئے، اس طور پر کہ خود بھی کسی مصیبت میں نہ پھنسے اور دوسرا بھی محفوظ رہے (شامی ۵/ ۳۵۳)۔

۷- منشیات کے عادی شخص نفسیاتی علاج

اس صورت میں شرعی لحاظ سے کوئی مضائقہ نہیں، اس لئے کہ اگرچہ بظاہر اس میں مریض کو ایک ناجائز اور حرام چیز کے استعمال کا مشورہ دیا جارہا ہے، لیکن درحقیقت اس میں تخفیف اور شراب سے نفرت پیدا کرنا مقصود ہے، اور یہی مشہور فقہی اصول ہے: "**الأمور بمقاصدها**" (امور میں مقاصد کا اعتبار ہوتا ہے)۔

۸- جرائم پیشہ افراد کے بارے میں ڈاکٹر کا رویہ

ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کے پیشہ اور جرم کی شدت محسوس کرتے ہوئے حکومت کے متعلقہ محکمہ کو اس طور پر خبر کرے، کہ خود ڈاکٹر کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو، لیکن اگر ڈاکٹر محسوس کرے کہ میری مخبری سے مجھے کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے اور میں جرائم پیشہ لوگوں کی زد میں آسکتا ہوں تو ڈاکٹر پر مخبری واجب نہیں (شامی ۵/ ۲۸۹، بزازیہ ۶/ ۳۷۵)۔

ملا علی قاری کی یہ عبارت اس سلسلے میں کافی چشم کشا ہے:

اگر کسی کو کسی معصیت میں مبتلا دیکھے تو حتی الامکان اس پر نکیر کرے، ورنہ حاکم وقت تک معاملہ پہنچائے، بشرطیکہ اس کو کسی مفسدہ اور پریشانی میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو (مرقاۃ ۱/ ۲۷۰) اور علامہ نووی نے بھی یہی بات لکھی ہے (شرح مسلم ۲/ ۲۲۰)۔

۹- ایک بے گناہ کی رہائی کے لئے ڈاکٹر کا اقدام

ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کو اپنے آپ پر کوئی جانی یا مالی خطرہ نہ ہو تو اس کی ذمہ دار

Marfat.com

ہے کہ اپنے مجرم مریض کا راز افشاء کرتے ہوئے عدالت میں جا کر بیان دے، تا کہ بے گناہ شخص کی رہائی ہو سکے، لیکن اگر ڈاکٹر کو قانونی شہادتوں کے نہ ہونے کی بنا پر عدالت میں کسی قانونی گرفت یا بے عزتی کا اندیشہ ہو یا مریض کے جرائم پیشہ دوستوں سے اس کو کوئی خطرہ ہو تو راز داری برتنے ہی میں اس کے لئے خیر ہے، قرآن نے کہا ہے:

"و لا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة" (سورۂ بقرہ/۹۵)۔

(اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو)۔

۱۰- اس سوال کا جواب محور دوم کے سوال نمبر (۲) کے تحت آ چکا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

طبیب پر تاوان کی قانونی حیثیت

ڈاکٹر سید کمال اشرف، پٹنہ

محور اول

۱- آج کے دور میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو اچھی خاصی طبی واقفیت رکھتے ہیں، دواؤں کے پیک کے ساتھ جو لٹریچر ہوتا ہے اسے پڑھ کر دوائیں تجویز کرنے میں انہیں ذرا بھی جھجھک محسوس نہیں ہوتی، لیکن ایسے لوگ قانونا مجاز نہیں ہیں اور یہ بہت بڑا جرم ہے۔

۲- کوئی بھی ڈاکٹر جب کسی مریض کا علاج شروع کرتا ہے تو مرض کی نوعیت کے لحاظ سے وہ ضروری جانچ پڑتال میں کوتاہی نہیں کرتا، اس کے باوجود اگر کسی مریض کا کوئی عضو ضائع ہو گیا یا وہ فوت ہو گیا تو ایسی صورت میں نہ ڈاکٹر پر کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور نہ اسے تاوان دینے کی ضرورت ہے۔

۳- اگر مریض کو آپریشن کی ضرورت ہے تو اس کی اجازت کے اور رسمی کارروائیوں کی تکمیل کے بغیر ڈاکٹر اسے آپریشن تھیٹر میں نہیں لے جا سکتا، مریض اگر بالغ ہے تو وہ خود اجازت دے گا اور اگر نابالغ ہے تو اس کا ولی اجازت دے گا۔

۴- اگر مریض پر غشی طاری ہے، اس کے اعزہ واقارب میں سے کوئی پاس نہیں ہے اور فوری طور پر مریض تک پہنچنے کا امکان بھی نہیں ہے اور طبی نکتہ نظر سے آپریشن میں تاخیر اس کی

Marfat.com

موت کا سبب بن سکتی ہے تو ایسی صورت میں ڈاکٹروں کا گروپ اس بات کا فیصلہ کرے گا اور آپریشن کردیا جائے گا، اگر وہ فوت ہوگیا یا کوئی عضو ضائع ہوگیا تو شرعی اور طبی قانون کے مطابق ان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی، اور نہ انہیں تاوان دینا ہوگا، یہ نکتہ ملحوظ رہے کہ صورت مسئولہ میں ڈاکٹروں کا مشورہ ضروری ہے، صرف ایک ڈاکٹر ایسی ذمہ داری قبول نہیں کرسکتا، طبی قانون میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

محور دوم

۱- ایڈز کا مرض ایک عفریت کے طور پر انسانیت کے لئے بڑا خطرہ بن گیا ہے، بین الاقوامی سطح پر اس کی روک تھام کی ہر ممکن کوششیں جاری ہیں، سائنسی تجربات اور تحقیقات مرض کے دفعیہ کا صرف ایک حصہ ہیں، لیکن اگر انسان اسلامی احکامات کے مطابق اپنے کردار کو بداعمالیوں سے محفوظ رکھے تو اس مرض سے محفوظ رہنے اور اسے پھیلنے سے روکا جاسکتا ہے، اور اس میں صدفی صد کامیابی کے امکانات ہیں، پھر بھی اگر بدقسمتی سے کوئی شخص ایڈز میں مبتلا ہے تو اسے اپنے مرض کو چھپانا نہیں چاہئے، اگر وہ شادی شدہ ہے تو بیوی کو لاعلم رکھنا اخلاقی جرم ہے، اگر وہ ڈاکٹر کے پاس بغرض علاج آتا ہے تو ڈاکٹر کو چاہئے کہ محکمہ صحت کے متعلق حکام کو فوری طور پر مریض کے بارے میں تفصیلی معلومات بہم پہنچائے۔

۲- ایسی صورت حال میں مریض کے اصرار کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، کیونکہ مرض کی نوعیت انفرادیت سے اجتماعیت کی طرف بڑھ سکتی ہے اور اس طرح معاشرے کا ایک بڑا حصہ اس مرض کی لپیٹ میں آسکتا ہے، لہذا ڈاکٹر پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس مریض کے بارے میں سیول سرجن کو بذریعہ نوٹس مطلع کرے اور محکمہ صحت کو بھی باخبر کردے، ڈاکٹر پر شرعا اخفائے راز کی پابندی عائد نہیں ہوتی۔

۳- کسی کو اگر ایڈز کا مرض لاحق ہوگیا ہے تو ضروری ہے کہ اسے ایک خاص مدت تک تنہا

Marfat.com

رکھا جائے، طبی اصطلاح میں اس مدت کو (Quarantine Period) کہتے ہیں، اور اس مدت میں بغور جائزہ لیا جائے کہ مرض کس منزل میں ہے، آیا وہ تیزی سے بڑھ رہا ہے یا بڑھنے کی رفتار سست ہے، دونوں حالتوں میں یہ سماج کا فرض ہے کہ وہ قریبی ہیلتھ آفیسر کو مطلع کرے، اور سیول سرجن کو بھی باخبر کرے۔

۴- ایڈز کے مریض کو اگر اپنے مرض کا علم ہے اور اس نے اپنی بیوی سے مجامعت کی یا کسی ضرورت مند کو خون دیا تو وہ قابل تعزیر ہے اور سخت سزا کا مستوجب ہے، اسے ارادے یا قصد کی چھوٹ نہیں دی جاسکتی، کیونکہ لاعلمی خود ایک جرم ہے، آج کے دور میں ہر فرد کو اتنا باشعور ہونا چاہئے کہ وہ علامات اور اشارات کو سمجھے، جسم میں فطری طور پر جو بھی تغیر ہوتا ہے اسے محسوس کرے اور فوری طور پر ڈاکٹر سے رجوع کرے، چھوت کے مرض میں مرض کو منتقل نہ کرنے کا ارادہ یا قصد ایک مہمل سی بات ہے جو مرض چھوت سے پھیلتا ہے وہ ارادہ نہ کرنے کے باوجود تو منتقل ہوگا ہی۔

۵- اگر کوئی مسلمان شخص ایڈز کے مہلک مرض میں گرفتار ہوتا ہے تو میرے خیال میں اس کی بیوی کو اس بات کا مکمل اختیار ہونا چاہئے کہ وہ فسخ نکاح کا مطالبہ کرے، اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، شرع نے زوجین کو اس کا پورا اختیار دیا ہے کہ وہ مہلک یا لاعلاج امراض سے خود کو اور اپنی نسل کو محفوظ رکھنے کے لئے علاحدگی اختیار کرسکتے ہیں، سوال کے دوسرے حصے کا جواب بھی یہی ہے کہ بیوی کو جب علم ہو جائے کہ اس کا شوہر ایڈز میں مبتلا ہے تو وہ فوری طور پر اس سے علاحدہ ہو اور فسخ نکاح کا مطالبہ کرے۔

۶- کوئی خاتون اگر ایڈز کا شکار ہوگئی اور اسے حمل بھی قرار پا گیا ہے تو مرض کے مہلک اثرات کے پیش نظر جو بچے میں منتقل ہو سکتے ہیں عورت اسقاط کراسکتی ہے، لیکن اس کے لئے عورت کو مجبور نہیں کیا جاسکتا، شوہر یا حکومت صحت عامہ کی خاطر بھی اس عورت کو مجبور نہیں کیا جاسکتا، اسقاط کا حکم قانوناً صرف چار حالتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے:

۱- زنا بالجبر (Rape)۔

Marfat.com

۲-حمل سے ماں کی جان کو خطرہ۔

۳-کسی مرض کے سبب بچے کا اپاہج یا جسمانی طور پر معذور ہونے کا خدشہ، لیکن اس کے لئے بھی ماں کی اجازت ضروری ہے۔

۴-ضبط تولید کی دوائیں یا مانع حمل کی تراکیب کی ناکامی۔

۷- بچے یا بچیاں ایڈز میں مبتلا ہیں تو انہیں اسکول میں تعلیم حاصل کرنے سے نہیں روکا جاسکتا، البتہ اس بات کی احتیاط لازمی ہے کہ ان میں جنسی اختلاط نہ ہو، ایک دوسرے میں خون کی منتقلی نہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

ایسی حالت میں (Re-habilitation) کے مطابق بچوں کو تعلیم دینی چاہئے، سماج کے ذمہ دار افراد پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسے بچے اور بچیوں کے لئے درسگاہوں میں درج ذیل نکات کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں:

1.Prevention.

2.Early detention.

3.Notification.

4.Treatment.

5.Rehabilitation.

میرا خیال ہے کہ ان طبی اصطلاحوں کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی، کیونکہ ان کے عام مفہوم سے سبھی واقف ہیں۔

۸- چونکہ یہ سوال بھی سوال نمبر ۷ سے منسلک ہے، اس لئے اس کا جواب وہی ہے جو سوال نمبر ۷ میں دیا جاچکا ہے، البتہ ان اصطلاحوں کی تشریح میں اتنا عرض کردوں کہ سب سے پہلے مرض سے تحفظ، علامات مرض کو بڑھنے سے روکنے کے فوری اقدامات، محکمہ صحت کے افسران کو بلاتاخیر مطلع کرنا، مرض کا مناسب علاج، مرض کے پھیلنے سے نقصانات اور اس سے محفوظ رہنے کی ہدایات پر سختی سے عمل کرانا سماج کی ذمہ داری ہے، اسلامی احکامات تو بالکل واضح ہیں، بچوں کی

Marfat.com

تعلیم وتربیت ابتداء ہی سے اسلامی نہج پر ہونی چاہئے، خاص طور پر یہ بات ان کے ذہن نشین کرانی چاہئے کہ کردار کیا ہے؟ کردار کی بلندی سے کیا مراد ہے؟ اس کے باوجود بدقسمتی سے مسلم معاشرے کی بچیاں یا بچے اس مرض کا شکار ہو جاتے ہیں، تو والدین کا فرض ہے کہ وہ ان بچوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں، بلکہ پیار سے اس کے نقصانات سمجھائیں، دنیا میں بدنامی اور عاقبت کے خسارے کو واضح کریں اور مناسب علاج کی طرف توجہ دیں، انہیں اپنی شفقت سے محروم نہ کریں، اور غور کریں کہ ان کی تربیت میں کون سی کمی رہ گئی تھی جس کا خمیازہ ان کے بچوں کو بھگتنا پڑ رہا ہے، کیونکہ بچوں کی صحت مند ذہنی نشو ونما میں والدین کی تربیت کو اولیت حاصل ہے۔

۹- مریض کی حالت کسی بھی مرض کے سبب کتنی ہی ناگفتہ بہ کیوں نہ ہو ڈاکٹر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس کے لئے موت کا فتویٰ صادر کر دے، البتہ مریض کی تکلیف کو کم کرنے کی طبی طور پر ہر ممکن کوشش جاری رہنی چاہئے، انگلینڈ میں ایسے مریضوں کو جو جاں بہ لب ہیں اور لاعلاج ہیں انہیں مار دینے کا قانون بن چکا ہے، لیکن ابھی تک بین الاقوامی سطح پر طبی دنیا نے ایسے قانون کو منظوری نہیں دی ہے، اور مستقبل قریب میں بھی اس کا کوئی امکان نہیں ہے، کیونکہ بہر حال ایسی کوئی بھی کوشش انسانیت سوز بھی ہے اور فطرت کے خلاف بھی۔

۱۰- احتیاطی تدابیر کے پیش نظر حکومت آمد ورفت پر پابندی لگانے کی مجاز ہے، شرع میں بھی احتیاط برتنے پر کوئی پابندی نہیں ہے، لیکن مریض کو بالکل کسمپرسی کی حالت میں چھوڑنا شرع کو منظور نہیں ہے، جن کے پاس پیسے ہیں وہ خود قریب نہ جا کر بہت سے بہتر نرسنگ خدمات حاصل کر سکتے ہیں، اور جو لوگ ایسی سہولیات سے محروم ہیں وہ طبی احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے مریض کے قریب جا سکتے ہیں، جو بھی ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، اگر یہ بات دل میں راسخ ہے تو شرعاً مریض کے پاس آمد ورفت رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۱- جو صورت حال بیان کی گئی ہے اس کے لئے واضح حکم یہی ہے کہ ایسے لوگ اس مقام کے لوگوں کو مطلع کریں، اور خود متاثرہ علاقہ سے دور رہیں، خود کو (Quarantine Period) میں

Marfat.com

رکھیں، جو علاقہ متاثر ہو چکا ہے اس کے لئے انہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں، حکومت خود ہی جنگی سطح پر مرض کی روک تھام کی ہر ممکن کوشش شروع کر دیتی ہے، اور علاج معالجہ کی تمام سہولتیں فراہم کرتی ہے، متعدی امراض کے پھیلنے پر حکومت خود ہی نگہداشت کرتی ہے، افراد کا یہ فرض ہے کہ وہ جہاں ہیں وہیں رہیں، مقامی طور پر حکام کو خبر کریں، اور جب حکومت کی طرف سے پابندیاں ختم ہو جائیں تو اپنے اقارب واعزہ سے ملنے جائیں۔

محور سوم

بے شک اسلام نے امانت پر بیحد زور دیا ہے اور یہ مذہب اسلام کا ایک بہت ہی نمایاں وصف ہے، امانت کی نوعیتیں حالات کی بنا پر الگ الگ ہیں، پھر بھی امین کی ذمہ داریاں اپنی جگہ پر ہیں، ایک مسلمان ڈاکٹر بلاشبہ ایسی کشمکش میں گرفتار ہو سکتا ہے، لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ وہ ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ذمہ دار شہری بھی ہے اور مسلم معاشرے کا ایک ذمہ دار فرد بھی، ایسی صورتحال میں وہ اپنی ذمہ داریاں کس طرح نبھا سکتا ہے، اس کا جواب شاید میں بہتر طور پر آپ کے سوالات کی روشنی میں دے سکوں۔

۱- ڈاکٹری کے پیشے میں پروفیشنل سیکریسی (Professional Secrecy) پیشہ ورانہ اخفائے راز کی بڑی اہمیت ہے، کیونکہ اس کے پاس ہر طرح کے مریض آتے ہیں اور اپنا دکھ درد جو کسی اور سے نہیں کہہ سکتے ڈاکٹر سے بیان کرتے ہیں، ڈاکٹر کا کام ان کی باتوں کو خود تک محدود رکھنا ہے، لیکن جب لڑکی کے گھر والے اس تک پہنچ جائیں اور لڑکے کی آنکھ کے متعلق پوچھ تاچھ کریں تو ڈاکٹر کی حیثیت سے لازم ہے کہ وہ مریض کے عیب کو ظاہر نہ کرے، اور طبی اخلاقیات کا تقاضہ بھی یہی ہے، لیکن اس بات کو ایک اور پہلو سے دیکھئے، رشتہ طے کرنے سے پہلے فریقین ایک دوسرے کے متعلق مکمل معلومات فراہم کرتے ہیں، صرف اس لئے کہ اگر لڑکے یا لڑکی میں کوئی نقص ہو تو وہ ظاہر ہو جائے اور لاعلمی زوجین کے درمیان تلخی یا کسی ناگوار حادثے کا

Marfat.com

باعث نہ بنے، ایسے میں اگر لڑکی کے گھر والے ڈاکٹر کے پاس پہنچتے ہیں اور ڈاکٹر کو اچھی طرح علم ہے کہ جس لڑکے کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں اس کی ایک آنکھ میں بصارت نہیں ہے تو یہاں وہ ڈاکٹر نہیں، بلکہ مسلم معاشرے کے ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے اسے چاہئے کہ وہ لڑکی والوں کو لڑکے کے اس عیب سے آگاہ کر دے، کیونکہ یہ لاعلمی بہت ممکن ہے کہ آگے چل کر زوجین کے درمیان ایسی تلخی کی صورت اختیار کر لے جس کی لپیٹ میں دونوں گھروں کی عزت وسکون تباہ وبرباد ہو جائے اور یہ سلسلہ نہ جانے کہاں تک پہنچے، یہاں میں اپنی بات ایک بار پھر دہراؤں گا کہ (Forensic) کے طور پر ڈاکٹر کا انکار کرنا ہی بہتر ہے۔

۲- ڈاکٹر پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ وہ رشتہ ازدواج کے سلسلہ میں دخل اندازی کرے، یہ فریقین کا فرض ہے کہ وہ مکمل طور پر تفتیش کر کے معلومات فراہم کریں۔

۳- اس سوال کا جواب بھی پہلے سوال میں موجود ہے، اخفائے راز ڈاکٹر کے لئے ضروری ہے، کسی مریض کے مرض کو مشتہر کرنا اس کا کام نہیں، اس کا کام علاج کرنا اور معالجہ کے سلسلے میں مشورے دینا ہے، لہذا وہ مریض یا مریضہ کو مشورے دے سکتا ہے، مرض کے سبب آگے چل کر ازدواجی زندگی میں جو تلخیاں اور الجھنیں پیدا ہو سکتی ہیں ان سے آگاہ کر سکتا ہے ان پر عمل کرنا یا نہ کرنا یہ مریض یا مریضہ کا کام ہے، صحت مند رکھنے کے لئے اخلاقی ذمہ داری کے طور پر اشارۃ کنایۃ کچھ کہا جا سکتا ہے، یہاں پر میں نے مسلم معاشرے کی شرط لگائی ہے اس کو ملحوظ رکھئے۔

۴- کوئی ڈرائیور شرابی ہے یا نشہ آور چیزوں کا عادی ہے تو اس کے لائسنس کو منسوخ کرنا اس کے دائرہ اختیار سے باہر ہے، البتہ وہ ڈرائیور کو ان لتوں کو چھوڑنے کا صرف مشورہ دے سکتا ہے، اور اگر محکمہ جاتی طور پر اس ڈارئیور کو ڈاکٹر کے پاس بھیجا جاتا ہے تو ایسی صورت میں اس کے آفیسران کو مطلع کیا جا سکتا ہے، ورنہ نہیں۔

۵- ہاں، اگر کسی ڈرائیور کی بصارت میں نقص ہے اور اس کے سبب بڑے حادثے کا

Marfat.com

امکان ہے تو ڈاکٹر کو چاہئے کہ وہ ڈرائیور کو اپنا پیشہ ترک کرنے کا مشورہ دے، اور اس کے افسران کو اس نقص سے آگاہ کرے، ڈاکٹر لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش نہیں کرسکتا، اور نہ وہ اس کا مجاز ہے، یہ سوچنا اس کے افسران کا کام ہے۔

۶- کوئی عورت اگر ناجائز بچے کو جنم دیتی ہے اور ڈاکٹر کو مطلع بھی کرتی ہے تو ڈاکٹر کو لازم ہے کہ اس کے راز کو راز ہی رکھے، حکومت کو مطلع کرنے کی اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

۷- ہاں، مختلف طریقہ ہائے نفسیاتی علاج کے ناکام ہونے کے بعد ایک مسلمان ڈاکٹر بھی مذکورہ طریقہ علاج استعمال کرسکتا ہے، کیونکہ مقصد تعمیری ہے، تخریبی نہیں، فقہ میں بھی ایسی گنجائش موجود ہے کہ جہاں بھوک سے موت ہورہی ہے وہاں خنزیر کے علاوہ کھانے کی کوئی اور چیز دستیاب نہیں ہے تو وقتی طور پر موت سے بچنے کے لئے حرام چیز استعمال کی جاسکتی ہے، یہاں بھی شراب اور دوسری نشہ آور اشیاء سے مریض کو چھٹکارا دلانے کے لئے وقتی طور پر شراب جیسی حرام شی کا قلیل مقدار میں استعمال جائز ہونا چاہئے۔

۸- سوال تو طویل ہے، لوگوں کا غیر معمولی نقصان، نفسیاتی الجھنیں اور معاشی مفادات جیسے پہلو بھی اس میں شامل ہیں، لیکن ان سب کا ایک ہی جواب ہے کہ ڈاکٹر کسی کو مطلع نہیں کرسکتا۔

۹- کوئی شخص مجرم ہے، قاتل ہے، یا جو کچھ بھی ہے اس کے متعلق کسی کو خبر کرنا ڈاکٹر کے فرائض میں شامل نہیں ہے، البتہ صورت مسئولہ میں کوئی بے گناہ شخص اصل قاتل کی جگہ ماخوذ ہے اور عدالت میں اس کا سزا پانا یقینی ہے تو ایک ذمہ دار شہری کی حیثیت سے ڈاکٹر کا یہ فرض ہوتا ہے کہ عدالت کو حقیقی صورت حال سے آگاہ کردے۔

۱۰- اس سوال کا جواب محور دوم میں تفصیلی طور پر دیا جاچکا ہے، جب کسی مرض میں متعدی، یعنی چھوت کا لفظ شامل ہوگیا تو وہاں مریض کے اصرار کی کوئی اہمیت نہیں رہتی، کیونکہ اس طرح کا

Marfat.com

مرض پورے معاشرے کو برباد کرسکتا ہے، انفرادی فائدے پر اجتماعی افادیت قربان نہیں کی جاسکتی، یہاں ڈاکٹر کے لئے اخفائے راز ایک بے معنی سی چیز ہے، وہ مریض کومشورے دے، سماج میں اس کی اہمیت بتائے اور مرض کو پوشیدہ رکھنے کے نقصانات پر روشنی ڈالے، اور یہ بات اس کے ذہن نشین کردے کہ مرض کو چھپانے سے دوسروں کو کتنا نقصان ہوسکتا ہے، ڈاکٹر مریض کے متعلق اس کے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو حفظ ماتقدم کے لئے آگاہ کرسکتا ہے۔

جہاں تک میرے پیشہ ورانہ علم ویقین کا تعلق ہے میں نے آپ کے سوالات کا کما حقہ جواب دینے کی کوشش کی ہے، طبی اصول ومسائل سے متعلق موضوع پر مقالہ شرح وبسط کا متقاضی ہے، اوراس کے لئے فرصت کے ساتھ ذہنی یکسوئی کی بھی ضرورت ہے، لہذا میں مقالہ کے لئے معذرت چاہوں گا، البتہ اگر موقع ملا تو انشاء اللہ پھر کسی اور وقت شائد میں کچھ لکھ سکوں۔

☆☆☆

Marfat.com

نظم وقانون میں طبیب کی اخلاقیات

ڈاکٹر عبدالوہاب، دربھنگہ

جس تیز رفتاری سے دنیا میں مادی ترقی ہوئی ہے اسی رفتار سے، بلکہ اس سے زیادہ اخلاقی قدروں کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا ہے، بلکہ پس پشت ڈالدیا گیا ہے، اسلام دنیا کا واحد نظام حیات ہے جس میں اخلاقیات کو مادیت سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے، سائنس نے تیزی سے نئے انکشافات کئے ہیں، نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں، جن کا اسلامی حل اور شریعت کا نقطہ نظر واضح کرنا ضروری ہوگیا ہے، تاکہ ہر شعبہ میں کام کرنے والے مسلمانوں کی رہنمائی ہوسکے، جہاں تک میڈیکل سائنس کا تعلق ہے تو یہ بھی کسی طرح پیچھے نہیں، اخلاقی قدروں کی جتنی اس میں ضرورت ہے، شاید سائنس کے دوسرے شعبوں میں نہیں، آپ کے ادارے نے جس طرح اس سلسلے میں اقدامات کئے ہیں وہ وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے اور یہ کام قابل ستائش ہے، اس سے قبل کہ میں آپ کے سوال نامہ کا جواب دوں، کچھ بنیادی اصولوں کی وضاحت کردینا چاہتا ہوں، گرچہ ان سے آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔

۱- شریعت کا مشہور ومعروف اصول ہے کہ گناہ اور گندگی پر پردہ ڈالا جائے، لیکن اسی وقت تک جب تک اس کا اثر دوسرے لوگوں یا معاشرے پر نہیں پڑتا، ایسی حالت میں اسے روکنے کے لئے طاقت تک استعمال کرنے کی بھی اجازت ہے، یہی حال بیماریوں کا ہے، ایک مریض اور ڈاکٹر کا تعلق اس وقت تک رازدارانہ ہے جب تک اس سے دوسرے لوگوں کو متاثر ہونے کا خطرہ نہیں، لیکن جوں ہی اس کا اثر دوسروں پر پڑنے لگے اس کے لئے مناسب تدابیر کرنا

Marfat.com

اور لوگوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے، متعدی بیماریاں تو ایسی ہیں کہ اگر ذمہ دار لوگوں کو خبر نہ کی جائے تو جرم شمار ہوگا، لیکن اس کے علاوہ بھی دوسری بیماریاں ہیں جس سے دوسرے قریبی لوگوں کو خطرہ ہے، جیسے ٹی بی، کوڑھ وغیرہ، ان حالات میں مریض کو بیماری کی نوعیت بتانا اور اس کے پھیلاؤ کے خطرے سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی خبردار کرنا ہے کہ وہ مناسب تدابیر اختیار کریں۔

جہاں تک ایڈز کا تعلق ہے، اس کے متعلق سبھی باتیں ابھی کھل کر سامنے نہیں آئی ہیں، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک اچھوت کی موجودہ دور کی سب سے خطرناک بیماری ابھر کر سامنے آئی ہے، ایسے مریضوں کا خطرہ نہ صرف معاشرے کو ہے، بلکہ معالج کو بھی ہے، میرے خیال میں اس مرض کی روک تھام کے لئے جہاں دوسرے ذرائع استعمال کئے جارہے ہیں، وہیں ان کے علاج، رہائش، معاش، تعلیم اور دوسری ضروریات کے لئے الگ سے انتظام ہونا چاہئے، جس طرح متعدی بیماریوں کے لئے الگ اسپتال ہوتے ہیں اور دماغی مریض کے لئے ادارے ہوتے ہیں اسی طرح حکومت وقت پر یہ ذمہ داری ہے کہ بغیر وقت ضائع کئے ایڈز کے مریضوں کا الگ انتظام کرے۔

۲- دین کا اہم اصول یہ ہے کہ جس جگہ متعدی بیماری پھیل گئی ہو وہاں نہ تو کسی کو جانا چاہئے اور نہ اس جگہ کو چھوڑنا چاہئے، یہ اصول بہت ساری باتوں کو اپنے دائرے میں لے لیتی ہے اور اگر حکومت وقت اس سلسلہ میں اقدامات کرتی ہے تو شریعت کے نقطہ نظر سے یہ نہ صرف جائز ہے، بلکہ ضروری ہے، لیکن ساتھ ہی اس پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ اس علاقے کے لوگوں کے علاج، معاش اور دوسرے انتظامات کرے۔

۳- اضطرار کی حالت میں جان بچانے کے لئے حرام تک کھانے کی اجازت دی گئی ہے، اس کا اطلاق بیماریوں کے سلسلے میں صرف صحیح نہیں، بلکہ زیادہ ہے، ایک مریض کی جان بچانے یا اسے خطرناک بیماری سے نجات دلانے کے لئے اگر کوئی ایسا انتظام یا دوا کی ضرورت ہے جو حرام

Marfat.com

ہے تو دی جاسکتی ہے، جیسے ماں کی جان کے خطرہ میں حمل کو ضائع کرنا یا الکوحل ملی ہوئی دوا دینا، جہاں تک حمل کے ضائع کرنے کا تعلق ہے اس میں کسی مفروضہ پر عمل نہیں کیا جاسکتا، مثلاً اگر عورت کو ایڈز یا اسی طرح کا کوئی مہلک مرض ہے تو کوئی ضروری نہیں کہ اس کا بچہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہو جائے، نہ تو سبھی بیماریاں ماں سے بچے میں منتقل ہوتی ہیں اور نہ ہی کسی کا صدفی صد احتمال رہتا ہے، یہ ایڈز کے ساتھ بھی صحیح ہے اور حمل ضائع کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

۴- نکاح شریعت میں ایک ضروری حکم ہے، ظاہر ہے کہ اس کے پیچھے دو ضرورت کار فرماں ہیں، ایک جنسی تسکین اور دوم افزائش نسل، اس سلسلے میں اگر ڈاکٹر کے علم میں کسی کی جنسی کمزوری آئے تو میرے خیال میں اس کا فرض ہو جاتا ہے کہ اسے رائے دے کہ اس کا نکاح کامیاب ہونے کی امید نہیں، ساتھ ہی اگر دوسرا فریق معلومات حاصل کرنا چاہے تو ڈاکٹر کی حیثیت ایک شاہد کی ہو جاتی ہے اور اسے صحیح صورتحال سے واقف کرانا غیبت کے معنی میں نہیں لیا جاسکتا، ساتھ ہی ڈاکٹر کے لئے یہ ضروری ہے کہ خوامخواہ لوگوں کو کسی کی جنسی کمزوری کے بارے میں بتاتا نہ پھرے، بلکہ صرف مشورہ طلب کرنے پر ہی ایسا کرے، میرے پاس آئے دن ایسے معاملات آتے رہتے ہیں کہ ایک فریق دوسرے کی صحت کے بارے میں جو میرے زیر علاج ہے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے، ان حالات میں میں نے اپنا یہ اصول بنایا ہے کہ صحیح صورتحال سے واقف کرادوں۔

۵- کسی ایسے مریض کا علاج جس میں شبہ ہو کہ یہ کسی جرم کی وجہ سے ہوا ہے، ملک کے قانون کے مطابق پولیس یا متعلقہ محکمہ کو خبر کرتے ہوئے علاج کرنا ضروری ہے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو معالج کی حیثیت ایک مجرم کی ہو جاتی ہے، مثلاً ایک مریض جسے بندوق کی گولی لگی ہے، اس کے یا اس کے رشتہ داروں کے کہنے کے باوجود کہ یہ حادثہ اتفاقاً ہو گیا ہے، معالج کے لئے ضروری ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو خبر کرے، میرے خیال میں اسلامی شریعت میں بھی اس طرح کا قانون نافذ ہونا چاہئے۔

Marfat.com

۶- کسی چھوٹے سے چھوٹے آپریشن یا تفتیش میں بہر حال کچھ نہ کچھ خطرہ رہتا ہے اور مریض یا اس کے رشتہ دار کی منظوری لکھی ہوئی شکل میں ضروری ہے، اور ہونا بھی چاہئے، ورنہ ڈاکٹر پر جرم ثابت ہوگا۔

ان باتوں کی وضاحت کے بعد سوال نامہ کے بہت سے سوالات کا حل نکل آتا ہے، پھر بھی میں سلسلہ وار آپ کے سوال کا جواب دینا چاہوں گا۔

۱- غیر واقف لوگوں کا علاج کرنا شرعاً ناجائز ہونا چاہئے، اسی طرح جس طرح دین کے علم کے بغیر کوئی دینی معاملات میں اپنی رائے دینے کی کوشش کرے، اگر اس طرح علاج کرنے پر کسی کو ضرر پہنچے تو معالج قابل تعزیر ہوگا۔

۲- ضروری احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھنا یا دیکھ ریکھ میں کمی کرنا ایک جرم ہے، جس کے لئے ڈاکٹر کو مناسب تاوان دینا ہوگا، لیکن اس میں ایک شرط یہ ہے کہ اچھی طرح تفتیش کرلیا جائے کہ ڈاکٹر کی جانب سے (Neglect) ہوا ہے، یا کسی بھی علاج میں خطرات (Complication) ہونے کا احتمال رہتا ہے اور اسے دیکھ ریکھ میں کمی نہیں کہا جاسکتا۔

۳- ضامن ہوگا، کیونکہ بغیر اجازت آپریشن کرنا جرم ہے۔

۴- چاہے کتنی ہی ایمرجنسی کیوں نہ ہو، بغیر اجازت آپریشن نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ان حالات میں اجازت لینا اور ضروری ہوتا ہے، کیونکہ خطرہ زیادہ رہتا ہے، اگر مریض یا اس کے رشتہ دار ایسی حالت میں نہ ہوں تو جو شخص بھی مریض کو لے کر آئے اس کی اجازت رہنی چاہئے، ورنہ ڈاکٹر کو ضامن قرار دیا جائے گا اور نقصان کا تاوان اس پر شرعاً لازم ہوگا۔

محور دوم

۱- مطلع کردینا ضروری ہے۔

Marfat.com

۲- ایسی حالت میں راز میں رکھنا جرم قرار دیا جائے گا، اس لئے اسے ضرور افشاء کرے۔

۳- انہیں متعلقہ محکمہ کو خبر کرنا چاہئے۔

۴- واقف ہونے کے بعد ایسا کرنا زیادہ بڑا جرم قرار پائے گا، جس طرح کسی گناہ کے کام کو سمجھتے ہوئے کرنا اور ناواقفیت میں کرنے میں فرق ہے۔

دونوں حالت میں مریض گنہگار اور مجرم ہوگا۔

۵- اختیار ہے، لیکن اگر کسی مریض نے اپنا مرض چھپا کر نکاح کرلیا تو نہ صرف فسخ، بلکہ جرمانہ کا بھی مطالبہ کرنا جائز ہوگا۔

۶- ایسی حالت میں میرے خیال میں شرعاً اسقاط ناجائز ہوگا، کیونکہ بیماری کے منتقل ہونے کا صرف اندیشہ ہی ہے ضروری نہیں۔

۷- ایڈز کے بچوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام الگ ہونا چاہئے، عام اسکولوں میں ان کا داخلہ درست نہیں، دوسرے بچوں تک بیماری منتقل ہونے کا پورا خطرہ ہے۔

۸- ایسے بچوں کا انتظام بھی الگ سے ہوگا اور حکومت کے اداروں پر یہ ذمہ داری ہونی چاہئے کہ انتظام کرے، لیکن ایسے بچے وراثت سے محروم نہیں کئے جائیں گے۔

۹- آخری سانس تک نہیں، بلکہ موجودہ زمانے میں سانس بند ہونے پر مصنوعی آلات لگا کر مریضوں کو زندہ رکھا جاتا ہے، اس امید میں کہ مریض کے عضو کام کرنا شروع کر یں گے۔

۱۰- جائز ہے۔

۱۱- کسی ذریعے سے یا حکومت کے ادارے کے ذریعہ ضرورت پوری کریں، ان کا وہاں جانا صحیح نہیں ہوگا۔

وہاں سے نکلنا بھی اس طرح صحیح نہیں، دوسروں کی طرح ان کا بھی انتظام ہوگا اور یہ

Marfat.com

حکومت کی ذمہ داری ہونی چاہئے، موجودہ زمانے میں ٹیلی فون کے ذریعہ باہر یا اندر سے رابطہ پیدا کیا جا سکتا ہے، اور ہدایات بھی دی جا سکتی ہیں۔

محور سوم

۱- میرے خیال میں جب تک کوئی معلومات حاصل کرنے نہ آئے اسے راز میں رکھے، لیکن لڑکی والوں کے پوچھنے پر انہیں باخبر کر دینا چاہئے، کیونکہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں، اب ڈاکٹر کی حیثیت ایک شاہد کی ہو جاتی ہے اور شہادت چھپانا گناہ ہے۔

۲- اس وقت تک راز میں رکھا جائے جب تک دوسرا فریق معلومات حاصل کرنے نہیں آئے، دوسری صورت میں فریق کو باخبر کر دینا ضروری ہے۔

۳- مطلع کرنا جائز ہے۔

۴- مطلع کرنا چاہئے، کیونکہ خطرہ صرف اسی کو نہیں، بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ہے، معاش کے لئے دوسرا طریقہ اپنایا جا سکتا ہے۔

۵- اسلام میں نشہ قطعاً حرام ہے جس کی سزا مقرر ہے، لیکن جب وہ ایسے کام کرتا ہے جس سے دوسروں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو وہ بڑا مجرم قرار پائے گا، ڈاکٹر کو متعلقہ محکمہ کو خبر کر دینا چاہئے۔

۶- رازداری رکھے گناہ پر پردہ ڈالنے کے اصول پر، لیکن بچے کے لئے پورے انتظامات کرے یا متعلقہ محکمہ کے حوالے کر دے۔

۷- کر سکتا ہے، کیونکہ یہ حالت اضطرار کے دائرے میں آتا ہے۔

۸- ایسا جرم یا پیشہ جس سے دوسروں کو نقصان پہنچ رہا ہو اسلامی حکومت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا، لہذا مریض کو خبردار کرتے ہوئے متعلقہ محکمہ کو خبر کر دینا چاہئے، لیکن اس کے علاج میں

Marfat.com

کی نہیں ہونی چاہئے۔

۹- راز افشاء کرتے ہوئے بیان دے، کیونکہ ایک بے گناہ پر قتل کا الزام عائد ہو رہا ہے، ڈاکٹر کی حیثیت شاہد کی ہے، لیکن اگر اس کا جرم چھپا رہ جائے اور کسی دوسرے پر الزام بھی نہ آتا ہو تو راز داری سے کام لینا چاہئے۔

۱۰- قانوناً اور شرعاً ڈاکٹر کو اس کے مرض کی خبر گھر والوں اور متعلقہ محکمہ کو کرنا چاہئے ساتھ ہی مریض کے علاج کا انتظام کرنا بھی فرض ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

طبی اخلاقیات اسلامی شریعت کی روشنی میں

مفتی حبیب اللہ قاسمی☆

اللہ پاک نے جس طرح بیماریوں کو پیدا فرمایا ہے اسی طرح اس کے علاج کے اسباب وذرائع بھی پیدا فرمائے ہیں، علاج ومعالجہ کا دستور نہ غیر شرعی ہے اور نہ ہی کوئی نیا دستور ہے، البتہ زمانے اور حالات کے اعتبار سے یہ سلسلہ مختلف ادوار سے گزرتا ہوا آج اپنے عروج پر ہے، معالجین کی کثرت کے ساتھ امراض کی کثرت قابل دید ہے، لیکن پوری انسانیت کے لئے یہ ایک سانحہ ہے کہ علاج ومعالجہ کی لائن جو کسی زمانے میں مکمل خدمت خلق متصور ہوتی تھی آج صرف ایک بزنس اور تجارت بن کر رہ گئی ہے، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر کس وناکس، خواہ اس کو اس فن سے ممارست ہو یا نہ ہو ذریعہ معاش بنائے بیٹھا ہے، قانونی پابندیوں کے باوجود پورے ملک میں ہزار ہا ہزار کی تعداد میں نیم حکیم خطرہ جان، بورڈ لگا کر آلہ ٹانگ کر علاج ومعالجہ کے نام پر موت وزیست کا سودا کر رہے ہیں۔

۱- حالانکہ حضرات فقہاء کی تصریحات سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ یہ خدمت وہی شخص انجام دے سکتا ہے جس نے باضابطہ اس فن کو اس کے سارے لوازمات کے ساتھ ماہر فن اساتذہ سے حاصل کر کے اور ان کی رہبری میں رہ کر خود بھی مہارت حاصل کی ہو اور اس کے اندر وہ ساری شرطیں پیدا ہوگئی ہوں جو ایک طبیب یا ڈاکٹر کے لئے ضروری ہیں، ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر علاج ومعالجہ کرنے کی صورت میں صواب سے زیادہ خطا کا امکان ہے، اگر کوئی شخص بغیر اس فن کو

☆ ناظم دارالعلوم مہذب پور، اعظم گڑھ۔

Marfat.com

حاصل کئے یہ لائن اختیار کرتا ہے تو اس پر یقیناً پابندی عائد کی جانی چاہئے اور شرعاً بھی ایسے شخص کو اس کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔

۲- لیکن ایسا شخص جس نے اس فن کو باضابطہ ماہر فن اساتذہ سے حاصل کیا ہو اور ان کی رہبری میں مہارت پیدا کرنے کے بعد علاج و معالجہ کی لائن میں آیا ہو اس سے اگر سہو یا تسامح کی وجہ سے کسی مریض کا کوئی عضو ضائع ہو جائے یا اس کی جان چلی جائے تو اس پر ضمان نہیں آئے گا، لیکن ایسی صورت میں تھوڑی بہت تعزیر ضرور ہونی چاہئے تاکہ دوبارہ سہو اور تسامح نہ ہو، تفصیل کے لئے دیکھئے: (الفتوی ۱/۱، درمختار ۵/ ۳۶۴)۔

۳- ڈاکٹر نے مریض کے جس مرض کا آپریشن کیا ہے اگر اس مرض کی پوری معلومات اور آپریشن میں مہارت وہ رکھتا ہے، نیز آپریشن معتاد طریقہ پر معمول کے مطابق اس نے کیا ہے اور آپریشن کے سارے لوازمات کی اس نے رعایت رکھی ہے، پھر بھی آپریشن ناکام ہو جائے تو صرف اس وجہ سے ڈاکٹر پر ضمان نہیں آنا چاہئے کہ اس نے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت نہیں لی ہے۔

۴- انسانیت کا تقاضہ تو یہی ہے کہ ایسے مریض کا آپریشن کر دیا جائے اور تاخیر کر کے اس کی جان کو خطرے میں نہ ڈالا جائے اور ڈاکٹر کی دیانت، شفقت، امانت، مودت کا تقاضا یہی ہے کہ مریض کے حق میں وہ بہتر ہی قدم اٹھائے گا تاہم اگر آپریشن ایسی صورت میں ناکام ہو گیا ہو تو اس پر ضمان نہیں آنا چاہئے۔

محور دوم

۱- ایڈز کے سلسلہ میں سوالات کے جوابات سے قبل چند بنیادی و اہم روایتیں سپرد قلم ہیں جن سے ان مسائل میں ایک گونا رہبری حاصل ہوتی ہے:

”عن ابی ھریرۃ ؓ قال جاء رجل إلی النبیﷺ فقال: إنی تزوجت

Marfat.com

امرأة من الأنصار قال فانظر إليها، فإن فی أعین الأنصار شیئا"(رواہ مسلم مشکوۃ ۲/ ۲۶۸)۔

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ مذکورہ روایت میں اس بات کی دلالت ہے کہ اس طرح کی چیزیں ذکر کرنا بطور نصیحت جائز ہے (مرقاۃ ۲/ ۱۹۵)۔

۲-"عن أبی هریرہؓ قال قال رسول اللہﷺ: لا عدوی ولا طیرة ولا هامة ولا صفر و فرمن المجذوم کما تفر من الأسد" (رواہ البخاری مشکوۃ ۳/ ۳۹۱)۔

۳-"وعن أبی هریرہؓ قال قال رسولﷺ: لا عدوی ولا هامة ولا صفر فقال أعرابی یا رسول الله فما بال الإبل تکون فی الرمل لکأنها الظباء فیخالطها البعیر الاجرب فیجربها، فقال رسول اللہﷺ: فمن اعدی الأول" (رواہ البخاری مشکوۃ ۲/ ۳۹۱)۔

۴-"عن جابرؓ أن رسول اللہﷺ أخذ بید مجذوم فوضعها معه فی القصعه وقال: کل ثقة بالله وتوکلا علیه" (رواہ ابن ماجہ مشکوۃ ۲/ ۳۹۲)۔

ان روایات سے چند اصول کی رہبری ملتی ہے:

۱-کوئی عیب از راہ خیر خواہی کسی کو بتلانا مذموم نہیں، البتہ اس کی تحقیر و تذلیل و بدخواہی مقصود نہ ہو (فانظر الیها)۔

۲-اسلام نے امراض کے تعدیہ کو یکسر مسترد کر دیا ہے جو کچھ ہوتا ہے، مشیت باری کے تحت ہوتا ہے (لاعدوی)۔

۳-لیکن کمزور عقیدہ انسانوں کی رعایت بھی شریعت نے کی ہے (فرمن المجذوم)

۴-قوی الایمان اصحاب عزیمت کے لئے اصل دستور وہی ہے جو سرکار دو عالم ﷺ نے کیا ہے (أخذ بید مجذوم)

ان چند روایات کے بعد سوالات کے جوابات سپرد قرطاس ہیں:

Marfat.com

۱- اگر ایڈز کا مریض اپنے متعلقین کو بتلا دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں تا کہ اصحاب رخصت اگر رخصت پر عمل کرنا چاہیں تو کر سکیں۔

۲- اگر ڈاکٹر از راہ خیر خواہی بتلا دیتا ہے تو وہ گنہگار نہیں ہوگا۔

۳- اہل خانہ حتی الامکان علاج و معالجہ کی کوشش کریں اس کو معاشرہ یا گھر سے بے گھر کر دینا شرعاً مذموم ہے۔

۴- ایسے مریض کو پرہیز کرنا چاہئے، تا کہ کمزور ایمان والوں کا ایمان نہ خراب ہو۔

۵- دارالقضاء یا شرعی پنچایت میں عورت مقدمہ دائر کر سکتی ہے، قاضی اگر مجذوم پر قیاس کر کے نکاح فسخ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

۶- اسقاط حمل کی اجازت نہیں دینی چاہئے اور نہ ہی شوہر کو اسقاط پر مجبور کرنا چاہئے، چونکہ فقہاء کا ضابطہ ہے:

"قتل نفس لإحیاء نفس لا یجوز" (کسی کو زندگی دینے کے لئے کسی کو موت کے گھاٹ اتارنا جائز نہیں)۔

۷- اسکول یا مدارس کے داخلہ سے روکنا غیر اسلامی تصور ہے۔

۸- عام حالات میں بچوں اور بچیوں کی جو ذمہ داریاں شریعت نے عائد کی ہیں، ایڈز کی وجہ سے وہ ساقط نہیں ہوتیں۔

۹- انسانی وسائل کے اعتبار سے جو امراض نا قابل علاج ہیں ان امراض میں اگر کوئی مبتلا ہو جائے تو اس پر مرض الموت کا حکم نہیں ہوگا۔

۱۰- غیر شرعی پابندی ہے قوی الایمان صاحب عزیمت کے لئے واجب القبول نہیں، ضعیف الایمان اصحاب رخصت کے لئے خود شریعت نے رخصت دی ہے کہ جہاں وبائی مرض ہو

Marfat.com

وہاں کوئی نہ جائے، البتہ اگر وہاں کوئی ہو تو اس کے لئے راہ فرار اختیار کرنا ممنوع ہے۔

۱۱-ضرورت کے تحت نکلنا راہ فرار اختیار کرنے میں داخل نہیں اہل وعیال کی نگہداشت بھی ضرورت میں داخل ہے۔

محور سوم

۱ تا ۶: ڈاکٹر ازراہ خیر خواہی لڑکی والوں سے بتلا سکتا ہے، جیسا کہ حدیث ابی ہریرہ میں ہے جو محور دوم کے تحت گذر چکی ہے، خود سرکار دو عالم ﷺ نے بتلایا ہے۔

۷- تداوی بالمحرمات کی جو شرطیں ہیں وہ سوال ۷ میں مذکور صورت میں مفقود ہیں، اس لئے مسلمان ڈاکٹر اس کے علاوہ دوسرا علاج تجویز کرلیں۔

۸- مفاد عامہ کو مفاد خاصہ پر فقہاء نے ترجیح دی ہے، لہذا ڈاکٹر ایسے شخص کا راز فاش کردے تاکہ اس کے ضرر سے لوگ محفوظ رہیں۔

۹- بے گناہ کی رہائی کار ثواب ہے اپنی جان و مال کے تحفظ کے ساتھ ڈاکٹر ایسا کرسکے تو ضرور کرے۔

۱۰- ڈاکٹر اگر رخصت پر عمل کرے اور ازراہ خیر خواہی اس کے اہل خانہ کو بتلا دے تو وہ گناہگار نہیں ہوگا۔

☆☆☆

Marfat.com

طبی اخلاقیات سے متعلق جدید مسائل

مفتی محمد جعفر ملی☆

محور اول

۱- امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

''خلق کے بارے میں شریعت کے مقاصد پانچ ہیں اور وہ یہ ہیں: اس کے دین، اس کی جان، اس کی عقل، اس کی نسل اور اس کے مال کی حفاظت کی جائے، بس ہر وہ بات جو ان اصول خمسہ کی ضامن ہو وہ مصلحت قرار پائے گی اور ہر وہ چیز جو ان پانچوں امور کی حفاظت میں مخل ہو وہ مفسدہ قرار پائے گی اور اس کا ازالہ مصلحت ہوگا''۔

حضرت علامہ کی اس عبارت سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اس آدمی کو علاج کی اجازت دینا، جو محض ذاتی مطالعہ و تجربہ کی بنا پر دوا اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے، جائز نہیں، ورنہ انسانی نفوس کی سالمیت و حفاظت کو ایک زبردست خطرہ کا سامنا ہوگا جو شریعت کے مقاصد میں سے اہم ترین مقصد ہے۔

نیز ہر کس و ناکس کو اپنے ذاتی مطالعہ و تجربہ کی بنا پر علاج کی اجازت سے مصلحت عامہ یا نظام عام کو ضرر پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے جس کا دفع کرنا مصلحت ہے، فقہاء کرام نے بھی ''سد ذرائع'' کی بحث میں اس کی صراحت کی ہے کہ جو اسباب و طریقے عمومی حالت میں فساد و ضرر کا ذریعہ بنتے ہیں ان پر بندش لگانا اور پوری قوت کے ساتھ ان سے دور رہنا اسلامی تعلیمات

☆ جامعہ اشاعت العلوم، اکل کوا (مہاراشٹرا)۔

Marfat.com

کا اہم ترین جز ہے، مثلاً آیت قرآنی: "لا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسب الله عدوا بغیر علم" (سورۂ انعام:۱۰۸) سے مفہوم ہوتا ہے۔

لہذا کسی شخص کو محض اپنے ذاتی مطالعہ وتجربہ کی بنا پر علاج کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور اگر اس نے عدم جواز کے بعد بھی علاج کیا اور اس کے علاج سے مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچا، یا ہلاک ہوا تو اس پر تاوان لازم ہوگا۔

"کما قال رسول الله ﷺ من تطبب ولم یعلم منه طب فهو ضامن" (ابوداؤد شریف ص ۱۰۸)۔

ایسا شخص قابل تعزیر بھی ہوگا، کیونکہ ہر ایسے فعل کے ارتکاب سے مصلحت عامہ یا نظام عام کو ضرر لاحق ہو باعث تعزیر ہے (اسلامی قوانین ص ۳۹۸)۔

۲- جس ڈاکٹر کو قانونا علاج ومعالجہ کی اجازت ہے اس نے اگر کسی مریض کا علاج کیا، لیکن اس نے طبی احتیاطیں ملحوظ نہ رکھیں، مثلاً بعض ضروری جانچیں نہیں کروائیں یا مریض کی پوری دیکھ ریکھ نہیں کی اور اس کے علاج کے باوجود مریض فوت ہوگیا یا اس کا کوئی عضو ضائع ہوگیا تو ڈاکٹر مریض کو پہنچنے والے نقصان یا اس کی جان کے تاوان کا ضامن ہوگا، اس لئے اگر ہم ڈاکٹروں کی بد احتیاطی، غفلت وکوتاہی پر تاوان واجب نہیں کریں گے تو ضرر خاص کی خاطر ضرر عام کو نظر انداز کرنا لازم آئے گا جب کہ قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ ضرر عام کو رفع کرنے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا۔

"یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام" (الاشباہ والنظائر ص ۱۴۱)۔

۳- اگر ڈاکٹر کی رائے میں زیر علاج مریض کا آپریشن ضروری ہے، اور ڈاکٹر نے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کر ڈالا اور آپریشن کامیاب ہونے کے بجائے مہلک ثابت ہوا اور مریض فوت ہوگیا، یا اس کا آپریشن شدہ عضو بے کار ہوگیا تو ایسی صورت میں ڈاکٹر مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن ہوگا، گرچہ وہ اس آپریشن کا مجاز ہو اور تجربہ رکھتا ہو اس

Marfat.com

لئے مریض کے مرض کے علاج و معالجہ کا اختیار خود اسے یا اس کے اعزہ کو حاصل ہے، جب ڈاکٹر نے خود مریض یا اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر آپریشن کیا تو ضامن ہوگا اس کی نظیر "فتاوی ہندیہ" کی یہ عبارت ہوسکتی ہے:

"رجل أو امرأة قطع الأصبع الزائدة من ولده قال بعضهم: لا يضمن ولهما ولاية المعالجة وهو المختار ولو فعل ذلك غير الأب والأم فهلك كان ضامنا" (الفتاوی الہندیہ ۵/۳٦٠)۔

۴- بعض اوقات مریض پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے وہ اجازت دینے کے لائق نہیں ہوتا ہے اور اس کے اعزہ زیر علاج مقام سے بہت دور ہوتے ہیں، ان سے فی الفور رابطہ قائم نہیں کیا جاسکتا ہے، ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کی رائے میں آپریشن ضروری ہے، اور تاخیر ہونے میں اس کے نزدیک مریض کی جان یا عضو کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے، نیز غالب گمان ہے کہ آپریشن کردیا جائے تو جان بچ سکتی ہے یا ضائع ہونے والے عضو کی حفاظت ہوسکتی ہے تو ڈاکٹر کو مریض یا اس کے اعزہ کی اجازت کے بغیر آپریشن کی اجازت دی جاسکتی ہے، آپریشن ناکام ہونے کی صورت میں ڈاکٹر پر کسی قسم کا تاوان لازم نہیں ہوگا، اس لئے کہ ڈاکٹر کا یہ عمل انسان کی جان یا اس کے عضو کے تحفظ کی خاطر وجود میں آیا جو مصلحت شرع ہے اس پر ضمان کا واجب کرنا اصول شرع کے خلاف ہے۔

محور دوم

۱- ایڈز ایک مہلک بیماری ہے جس سے جسم انسانی کا دفاعی نظام تباہ ہوکر رہ جاتا ہے اور اس کے بعد انسان بہت جلد مختلف موذی و خطرناک بیماریوں کا شکار ہوکر دم توڑ دیتا ہے، یہ مرض، مرض متعدی بھی ہے، اگر ضروری احتیاطیں ملحوظ نہ رکھی گئیں اور گھر والوں یا متعلقین سے اس مرض کو پوشیدہ رکھا گیا تو پورے خاندان کے اس قاتل مرض سے متاثر ہونے کا امکان ہے جو ضرر عام

Marfat.com

ہے اور افشاء کی صورت میں مریض کے اچھوت بن کر رہ جانے کا ضرر، ضرر خاص ہے، جبکہ قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ ضرر عام کو رفع کرنے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے (الاشباہ والنظائر ص ۱۴۱)۔

اس لئے ایڈز کے مریض پر لازم ہے کہ اپنے گھر والوں یا متعلقین کو اس مرض سے مطلع کرے۔

۲- اگر ایڈز کا مریض اپنے اہل خانہ یا متعلقین سے اپنے اس مرض کو چھپا رہا ہے اور ڈاکٹر سے بھی اصرار کر رہا ہے کہ اس مرض کو کسی پر ظاہر نہ کرے تو ایسی صورت میں بھی شرعاً ڈاکٹر کی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ مرض کا افشاء کردے تاکہ دوسرے لوگ اس متعدی مرض سے بچنے کی احتیاطیں اور تدبیریں ملحوظ رکھیں۔

۳- ایڈز اور دوسرے خطرناک متعدی امراض، مثلاً طاعون وغیرہ کے مریض کے بارے میں اس کے اہل خانہ، متعلقین اور سماج پر شرعاً وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن سے دوسروں کو اس کے ضرر سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے، ''الضرر یزال'' (الاشباہ والنظائر ص ۱۳۹)۔

۴- الف: نکاح کے نتیجے میں شوہر کو ملک بضع حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنے اس ملک میں تصرف کا مجاز ہے، لیکن اگر وہ ایڈز کا مریض ہے اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ مجامعت کی صورت میں ایڈز کے وائرس بیوی کے جسم میں منتقل ہوکر اس مہلک وقاتل مرض میں مبتلا کردیں گے تو ایسی صورت میں اسے جماع کی اجازت نہیں ہوگی ''الاشباہ'' کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اگر اپنی ملک میں تصرف کرنے سے دوسرے کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں صاحب تصرف کو تصرف کی اجازت نہیں ہوگی (الاشباہ والنظائر ص ۱۴۳)۔

ب- اگر شوہر محض اپنے اس خطرناک مرض کو منتقل کرنے کی غرض سے مجامعت کرتا ہے تو وہ شرعاً مجرم و گنہگار ہوگا، نیز اسے سزا بھی دی جا سکتی ہے، اس لئے کہ شریعت اسلامیہ کا عام اصول

Marfat.com

ہے کہ ہر وہ کام باعث تعزیر ہے جو شریعت کی نظر میں معصیت ہے اور شوہر کا محض اسی ارادے سے مجامعت کرنا کہ ایڈز کے وائرس بیوی کے جسم میں منتقل ہو کر اسے مہلک بیماری میں مبتلا کریں، عمل معصیت ہے۔

ج- ایڈز کا مریض جو اس کی نوعیت سے بخوبی واقف ہے اگر وہ کسی دوسرے تک اپنے مرض کو منتقل کرنے کی غرض سے خون کے ضرورت مند مریض کو اپنا خون پیش کرتا ہے تو اس کی چند صورتیں ہوں گی:

۱-مریض ایڈز نے اپنا مہلک خون ازخود بلا طلب پیش کیا، یہ صورت قابل سزا ہے۔

۲-مریض ایڈز نے اپنا مہلک خون طلب پر یہ بتلائے بغیر کہ مجھے ایڈز کی بیماری ہے پیش کیا، یہ صورت بھی قابل سزا ہے۔

۳-مریض ایڈز نے اپنا مہلک خون طلب پر اپنی بیماری کو بتلا کر دیا، لیکن اس کو اس کے لئے اس قدر مجبور نہیں کیا گیا تھا کہ اس پر مکرہ شرعی کا اطلاق ہو، بظاہر یہ صورت بھی قابل سزا ہے، البتہ اگر اسے اس قدر مجبور کیا گیا کہ وہ مکرہ شرعی کی فہرست میں شمار ہو، یہ صورت قابل سزا نہیں ہوگی۔

۵- اگر کسی مسلمان خاتون کا شوہر ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو گیا اور دونوں عمر کے اس مرحلے میں ہوں جس میں جنسی عمل کا وقوع ہو سکتا ہے تو بیوی کو فسخ نکاح کے مطالبہ کی اجازت ہوگی۔

علامہ طحاوی نقل فرماتے ہیں:

"وألحق بها القهستاني كل عيب لا يمكن المقام معه إلا بضرر" (طحاوی ۲/ ۱۱۳)۔

شوہر میں ہر ایسے عیب کا پایا جانا جس کی وجہ سے بیوی بغیر ضرر مرد کے ساتھ نہیں رہ سکتی باعث فسخ نکاح ہے اور اگر میاں بیوی اپنی عمر کے اس منزل پر پہنچ چکے ہیں جس میں جنسی عمل کا

Marfat.com

وقوع نہیں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں بیوی کو فسخ نکاح کے مطالبہ کی اجازت نہیں ہوگی، علت انتقال مرض معدوم ہونے کی بنا پر اگر ایڈز کے مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی خاتون سے نکاح کیا اور وہ دونوں عمر کے اس مرحلے میں ہیں جس میں جنسی عمل کا وقوع ہوسکتا ہے تو بیوی کو فسخ نکاح کے مطالبہ کی اجازت ہوگی، علت انتقال مرض پائی جانے کی وجہ سے۔

۶- جو خاتون ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو اگر اسے حمل قرار پا گیا اور طبی لحاظ سے ظن غالب کے درجہ میں یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس کا مرض دوران حمل، یا دوران ولادت یا دوران رضاعت اس بچے کی طرف منتقل ہوگا تو ایسی صورت میں اس خاتون کو نفخ روح، یعنی استقرار حمل کے ۱۲۰ دن کے اندر اندر اسقاط حمل کی اجازت دی جاسکتی ہے، البتہ اگر عورت اس کے لئے تیار نہ ہو تو شوہر یا حکومت کا محکمہ صحت اسے اسقاط حمل پر مجبور نہیں کرسکتا۔

"العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كشعر وظفر ونحوهما لايجوز وإن كان غير مستبين الخلق يجوز أما في زماننا يجوز على كل حال وعليه الفتوى كذا في جواهر الاخلاطي" (الفتاوی الہندیہ ۵/۳۵۶)۔

۷- جو بچے یا بچیاں ایڈز کے مرض میں مبتلا ہیں، انہیں مدارس اور اسکولوں میں داخلہ نہ دینا ہی بہتر ہے، گرچہ یہ مرض مریض کو چھونے یا اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منتقل نہیں ہوتا، لیکن جنسی بے راہ روی وغیرہ کی جو لہر پوری دنیا میں چل رہی ہے اس سے اسکول اور کالج بھی محفوظ نہیں ہیں گویا انتقال مرض کی علت موجود ہے، اس لئے اس مرض کے شکار بچے اور بچیوں کے لئے الگ سے تعلیم و تربیت کا نظم کیا جائے۔

۸- اگر کوئی بچہ یا بچی ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو تو اس کے بارے میں اس کے والدین، اہل خانہ اور سماج پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن سے ان کے حقوق کا بطلان لازم نہ آئے اور اہل خانہ اور سماج کے دوسرے لوگ اس کے ضرر سے محفوظ رہ سکیں۔

Marfat.com

۹- اگر ایڈز، طاعون وکینسر وغیرہ کا مرض اس حد تک پہنچ گیا کہ مریض اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل پر قادر نہیں رہا اور اس کے اس مرض کی کیفیت مرض الموت کی بن گئی تو اس پر مرض الموت کے احکام جاری کرنے کے سلسلے میں حسب ذیل تفصیل ہے:

الف-اگر اس مرض میں برابر اضافہ ہی ہوتا رہا ہے تو اول روز سے ہی یہ مرض مرض الموت تصور کیا جائے گا۔

ب-اگر اس میں افاقہ واضافہ کی دونوں صورتیں پیدا ہوئیں تو آخری اضافہ کی ابتداء سے مرض الموت کی ابتداء ہوگی۔

ج-اگر یہ مرض دائمی رہا مگر اس میں اضافہ کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی تو یہ مرض، مرض الموت نہیں ہے، خواہ کتنا ہی طویل ہو جائے (الفتاوی الہندیہ ۱/ ۴۶۳)۔

"وهكذا على هامش الهداية باب طلاق المريض" (ص ۳۹۲)۔

۱۰- طاعون یا اس جیسی مہلک بیماری کے پھیلنے کی صورت میں کسی علاقہ کے اندر حکومت کی طرف سے آمدورفت پر پابندی لگانا شرعا جائز ودرست ہے، اس لئے کہ ہمارے آقا سرکار دوعالم ﷺ نے بھی طاعون زدہ علاقہ میں جانے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کی حدیث:

"إذا سمعتم بالطاعون بأرض فلا تدخلوها، وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا منها" (بخاری) سے معلوم ہورہا ہے۔

۱۱-الف: اگر کچھ لوگ اپنی ضروریات سے باہر گئے ہوئے ہیں اور پھر طاعون کی صورتحال پیدا ہوگئی ہے اور اب ان کے قیام کی نہ ضرورت ہے، نہ ممکن ہے، پھر ان کے گھر، اہل وعیال، سب اس طاعون زدہ علاقہ میں ہیں، اہل وعیال کو ان کی ضرورت ہے، نیز گھر، کاروبار کو بھی ان کی نگہداشت کی ضرورت ہے، تو ایسے لوگ طاعون زدہ علاقہ میں داخل ہوسکتے ہیں، نیز ضرر یقینی کے رفع کے واسطے ضرر مشکوک پر نظر نہیں کی جائے گی (امداد الفتاوی ۴/ ۲۸۴)۔

Marfat.com

ب- باہر سے کسی ضرورت سے آئے ہوئے لوگ جن کا کام ختم ہو چکا ہے، یا اب نہیں ہو رہا ہے اگر ان لوگوں نے اس طاعون زدہ مقام کو اپنا وطن اقامت نہیں بنایا تھا تو انہیں خروج کی اجازت ہوگی، اس لئے کہ نہی عن الخروج کا تعلق مقیمین سے ہے نہ کہ مسافروں سے (امداد الفتاوی ۴ر ۲۸۳)۔

ج -- اسی طرح وہ شخص جس کی نگہداشت یا تیمارداری کا انتظام نہیں ہو رہا ہے یا کسی وجہ سے دوسری جگہ اس کی ضرورت ہے تو چونکہ اس صورت میں علت ذہاب طاعون نہیں ہے، اس لئے خروج جائز ہوگا۔

محور سوم

ا - الف: اگر نوجوان اپنا یہ عیب چھپا کر اس خاتون سے نکاح کر رہا ہے اور ڈاکٹر کو یقین ہے کہ اگر اس خاتون کو نوجوان کے اس عیب کا علم ہو جائے تو ہرگز یہ رشتہ کرنے کو راضی نہیں ہوگی تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کے لئے واجب تو نہیں، مگر بہتر ضرور ہے کہ وہ اس خاتون یا اس کے گھر والوں کو نوجوان کے اس عیب کی اطلاع کر دے۔

ب- لڑکی یا اس کے گھر والوں کو کسی بھی طرح یہ پتہ چلا کہ نوجوان فلاں ڈاکٹر سے اپنی آنکھ کا علاج کروا رہا ہے اور لڑکی یا اس کے گھر والے ڈاکٹر سے معلومات کرنے کے لئے ڈاکٹر کے پاس آئیں تو ڈاکٹر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انہیں اس عیب سے باخبر کرے۔

"فقال: أما أبو الجهم فلا يضع عصاه عن عاتقه، وأما معاوية فصعلوك لامال له أنكحي أسامه" (بخاری)۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی تحریر فرمایا کہ اگر نکاح کے بارے میں کوئی تم سے مشورہ لے تو خیر خواہی کی بات یہ ہے کہ اگر اس موقع کی کوئی خرابی تم کو معلوم ہو تو ظاہر کر دو

Marfat.com

غیبت حرام نہیں ہے (تعلیم الدین ص ۷۶)۔

۲۔ سوال سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کا طبی جانچ کے لئے ڈاکٹر کے پاس آنا، رشتہ کے متعلق مشورہ طلب کرنے کی غرض سے ہے تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ فریقین میں سے ہر ایک پر ایک دوسرے کی حقیقت واضح کردے۔

"وكذلك المستشار في التزويج وإيداع الأمانة له أن يذكر ما يعرفه على قصد النصح للمستشير لا على قصد الوقيعة" (احیاء علوم الدین ۳/ ۱۵۲)۔

۳۔الف: ایک شخص کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، ڈاکٹر کو طبی جانچ کے نتیجہ میں یہ بات معلوم ہے کہ یہ شخص نامرد ہے یا اس میں کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا نکاح بارآور نہیں ہوسکتا ہے اور ڈاکٹر کو یہ معلوم ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے نکاح کی بات چیت کررہا ہے اور اپنے اس عیب کو چھپا کر اس عورت سے نکاح کرلینا چاہتا ہے اس صورت میں ڈاکٹر کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ دوسرے فریق کو اپنے مریض کے اس مرض یا عیب سے مطلع کردے۔

"فإن المصالح الشرعية بالنكاح لاتتأتى إلا بذلك"

ب۔ کوئی خاتون ڈاکٹر کے زیر علاج ہے وہ کسی اندرونی مرض یا عیب میں مبتلا ہے جس پر مطلع ہونے کے بعد اس کا رشتہ کہیں ہونا بہت مشکل ہے، وہ اپنے اس اندرونی مرض یا عیب کو چھپا کر کسی مرد سے نکاح کی بات چیت کررہی ہے، رشتہ نکاح کی بات چیت ڈاکٹر کے علم میں آچکی ہے تو اس صورت میں بھی ڈاکٹر کے لئے یہی اولی ہے کہ وہ اپنی مریض کے مرض یا عیب سے دوسرے فریق کو باخبر کردے، کیونکہ عدم اطلاع کی صورت میں مصالح نکاح حاصل نہیں ہوسکتے۔

۴۔ ایک شخص کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے اس کی بینائی بری طرح متاثر ہوچکی ہے اور ڈاکٹر کی رائے میں اس کا گاڑی چلانا اس کے اور دوسروں کے لئے مہلک ہوسکتا ہے، ایسا شخص اگر ڈاکٹر کے منع کرنے کے باوجود گاڑی چلاتا ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس

Marfat.com

کی بینائی کے بارے میں اطلاع کرے اور ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کرے، اس لئے کہ اطلاع کی صورت میں ضرر خاص کا خطرہ ہے اور عدم اطلاع کی صورت میں ضرر عام کا، اور فقہ کا یہ قاعدہ ہے: ''یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام'' نیز ''تحذیر المسلم من الشر'' ایسا عذر ہے جس سے غیبت کی رخصت ہے (احیاء علوم الدین ۳/ ۱۵۲)۔

۵- اگر کوئی شخص ایسی ملازمت پر ہے جس سے بہت سے لوگوں کی زندگیوں کا تحفظ وابستہ ہے. مثلاً ہوائی جہاز کا پائلٹ یا ٹرین یا بس کا ڈرائیور وغیرہ اور یہ شخص شراب یا دوسری نشہ آور چیزوں کا بری طرح عادی ہے اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، نشہ ترک نہیں کرتا اور اسی حال میں ملازمت کے فرائض انجام دیتا ہے تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس مریض کے بارے میں خبر کردے، کیونکہ عدم اطلاع کی صورت میں ضرر عام کا اندیشہ ہے۔

۶- اگر کسی عورت کو ناجائز حمل تھا، اس عورت سے بچہ پیدا ہوا اور وہ اس نومولود کو کسی شاہراہ، پارک یا کسی اور مقام پر زندہ حالت میں چھوڑ کر چلی آئی تاکہ سماج میں بدنامی سے بچ جائے، اس نے ڈاکٹر سے رابطہ قائم کیا اور ڈاکٹر کو اس صورتحال سے باخبر کیا تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی یہ ذمہ داری ہے کہ معصوم بچے کی حفاظت کے پیش نظر حکومت کے متعلقہ محکمہ کو یا کسی بھی حفاظتی تنظیم کو خبر کردے اس میں مقصود عورت کی پردہ دری اور اس کے جرم کا افشاء نہیں ہونا چاہئے۔

۷- اس صورت کا تعلق اصلاح سے ہے اور کوئی بھی آدمی کسی کی اصلاح کا اس قدر مکلّف نہیں ہے کہ اسے حرام چیز کے استعمال کا مشورہ دے۔

''درء المفاسد أولى من جلب المصالح'' (الاشباہ والنظائر ص ۱۴۷)۔

۸- اس صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ اس کے بارے میں لوگوں کو اور حکومت کے متعلقہ محکمے کو خبر کردے تاکہ متعلقہ افراد اور حکومت اس کے شر سے محفوظ رہے (ہندیہ ۵/ ۳۶۴)۔

Marfat.com

۹- کسی مریض (مثلاً نفسیاتی مریض) نے کسی جرم کا ارتکاب کیا، مثلاً کسی کا قتل کیا یا اس طرح کی اور کوئی سنگین واردات کی ہے اور ڈاکٹر کے پاس اپنے جرم کا اقرار کیا ہے، اسی جرم کے شبہ کی بنا پر دوسرا شخص ماخوذ ہو گیا ہے، اس کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے اس بات کا پورا اندیشہ ہے کہ وہ دوسرا شخص جو دراصل مجرم نہیں ہے عدالت میں مجرم قرار دے دیا جائے اور سزا یاب ہو جائے، ایسی صورت میں ڈاکٹر پر واجب ہے کہ عدالت میں جا کر مقدمہ میں گرفتار شخص کی برات اور اپنے زیر علاج مریض کے ملوث ہونے کی شہادت دے۔

۱۰- اگر کوئی شخص کسی متعدی مرض میں مبتلا ہے اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے اور مریض کا اصرار ہے کہ ڈاکٹر اس کے اس مرض کی اطلاع کسی کو نہ دے حتی کہ اس کے گھر والوں کو بھی نہ کرے، ورنہ وہ اچھوت بن کر رہ جائے گا اور ڈاکٹر کو ظن غالب ہے کہ عدم اطلاع کی صورت میں دیگر افراد کو ضرر پہنچے گا تو ڈاکٹر اس کے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو اس کے اس مرض کی خبر کر دے۔

☆☆☆

Marfat.com

میڈیکل سائنس کے جدید مسائل اور طبی اخلاقیات

مفتی عزیز الرحمٰن فتحپوری (ممبئی)

مرض نظام جسمانی میں پیدا ہونے والے خلل کا نام ہے جو طرح طرح کی شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں قسم قسم کی بیماریاں جسم انسانی کو لاحق ہوتی ہیں، اللہ تعالی کا یہ بھی ایک فضل ہے کہ اس نے ان بیماریوں کا علاج بھی پیدا کیا اور انسانوں کو یہ صلاحیت بھی دی کہ اس سے آگاہی حاصل کر کے خود بھی مستفید ہوں اور دوسرے بیماروں کو بھی راحت پہنچائیں، قرآن کریم میں بھی بعض ایسی اشیاء کا ذکر آیا ہے جو بیماریوں سے شفا حاصل کرنے میں معاون بن سکتی ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے بھی بہت سی بیماریوں کے علاج بتائے ہیں جنہیں علمائے کرام نے طب نبوی کے عنوان سے یکجا کر دیا ہے۔

اسلام میں بیماروں کی نگہداشت کا خاص لحاظ کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ تیمارداری اور عیادت مریض کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، بلکہ ایک مسلمان کا دوسرے پر ایک یہ حق بھی بتایا گیا ہے کہ جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کو جائے۔

معالجین کے متعلق اصولی بات یہ ہے کہ جو حضرات امراض کی شناخت اور ان امراض کے علاج سے بخوبی واقفیت رکھتے ہوں وہ متعلقہ مریض کا علاج کر سکتے ہیں، بلکہ خیر خواہی اور اخلاص کے ساتھ صحیح علاج کیا جائے تو یہ باعث اجر وثواب بھی ہو سکتا ہے، لیکن جو لوگ بخوبی واقفیت نہیں رکھتے یا صحیح تشخیص اور علاج پر قادر نہیں ہیں وہ شرعی نقطہ نظر سے نااہل ہیں اور حدیث نبوی "إذا وسد الأمر إلى غير أهله الخ" کی رو سے انہیں اس سلسلے کی ذمہ داریوں کو سونپنا

Marfat.com

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے، حکومت اور قانون نے میڈیکل سند کی شرط غالبا اسی لئے لگائی ہے کہ نا اہل لوگ اس میدان میں داخل نہ ہوسکیں، شرعی لحاظ سے بہر حال واقفیت اور مہارت کو اصل حیثیت حاصل ہے، سند کی حیثیت ضمنی ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ ماہرین اہلیت کی تصدیق اور کامل واقفیت کی شہادت دے سکیں، اسلامی نظریئے کے مطابق یہی حقیقی سند ہے، لہذا ایک شخص جو پوری طرح امراض کی حقیقت سے واقف اور اس کے علاج سے آگاہ ہے اس میں صحیح تشخیص اور تجویز کا ملکہ ہے اور اس سلسلہ کی ضروری مہارت اور تجربہ اس کو حاصل ہے وہ بھلے رسمی سند نہ رکھتا ہو معالجے کا اہل کہلائے گا اور اگر وہ کسی کا علاج کرتا ہے تو گنہگار نہ ہوگا، بشرطیکہ اپنی حد تک اس نے کسی قسم کی کوتاہی نہ کی ہو اور تمام ضروری معالجاتی احتیاطوں کو مدنظر رکھا ہو اس کے برخلاف اگر کسی نے رسمی خانہ پری کر کے یا کسی اور ذریعے سے کاغذی سند تو حاصل کرلی ہے، لیکن اسے نہ تو امراض کی کوئی شناخت ہے، نہ صحیح دوا اور علاج سے کوئی واقفیت حاصل ہے، شرعا اسے یہ حق نہیں ہے کہ کسی مریض کا علاج کرے، اگر وہ اپنی کاغذی سند کے بل بوتے ناواقفیت کے باوجود علاج معالجہ کرنے لگے تو یہ اس کی زیادتی کہلائے گی اور شرعا اسے خائنوں کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

اس موقع پر ایک اصولی بات یہ بھی ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ کسی بھی کوشش کا نتیجہ اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے، بندہ مکلّف ہے صحیح طریقے پر جدوجہد اور کوشش کا، اس کے آگے اس کی حد ختم ہے، ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ سب اسباب کے درجے میں ہے اور اسباب کے متعلق ہر ایک جانتا ہے کہ وہ بالذات مؤثر نہیں ہیں، اللہ کی مرضی نہ ہو تو ہزار اسباب کے باوجود نتیجہ برعکس نکلتا ہے، لہذا بندے کا کام یہ ہے کہ صحیح واقفیت اور مہارت کے ساتھ شرائط ضروریہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر ممکن کوشش کرے، پھر اگر نتیجہ مفید نکلتا ہے تو اسے اللہ کا فضل سمجھے، ایک روایت کے مطابق مجتہد کو صحیح کوشش پر دوہرا اجر ملتا ہے اور اگر صحیح رخ پر ضروری شرائط کا لحاظ کرنے کے باوجود اس سے اجتہادی خطا ہو جاتی ہے تو اسے اجتہاد کا ثواب اس صورت میں بھی ملتا ہے

Marfat.com

جب کہ اس غیر ارادی خطا سے متعلق اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی، اس اصول کا انطباق طبیب اور معالج پر بھی ہوتا ہے، لہذا اگر وہ مکمل واقفیت اور مہارت کے ساتھ ضروری تجربے کو کام میں لاتے ہوئے تمام طبی شرائط اور احتیاطی تدابیر کو بھی ملحوظ رکھتا ہے تو یہ کہا جائے گا کہ اس نے اپنی ذمہ داری پوری کردی، پھر اگر اس کی یہ کوشش بار آور ہوگئی تو یہ اللہ کا فضل ہے معالج پر بھی اور مریض اور اس کے متعلقین پر بھی، لیکن یہ کوشش بھی بار آور نہ ہوسکے تو اصولا اسے ذمہ دار نہ ٹھہرایا جاسکے گا، البتہ اگر کوئی ناواقف علاج معالجہ کرنے لگے جس کے پاس نہ کوئی واقفیت ہے نہ مہارت اور تجربہ ہے یا واقفیت کے باوجود لاپرواہی کا مظاہرہ کرے اور صحیح تشخیص اور علاج کی جانب دھیان نہ دے یا طبی احتیاطوں کا لحاظ نہ رکھے تو ایسا شخص مجرم قرار پائے گا، اور اس سے مریض کو جو ضرر پہنچے اس سلسلے میں اسے جوابدہ ہونا پڑے گا، ہماری اس اصولی گفتگو سے محور اول کے بیشتر سوالات کا جواب واضح ہوجاتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱- ذاتی مطالعہ اور تجربہ اگر اس حد تک ہے کہ امراض کی صحیح شناخت اور مریض کے حسب حال علاج تجویز کرنے کی اسے بخوبی واقفیت ہے تو ایسے شخص کا علاج کرنا شرعی لحاظ سے ناجائز نہ کہلائے گا بھلے اس کے پاس قانونی اجازت نہ ہو، اور اگر اس نے تمام احتیاطی تدابیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی پوری مہارت اور واقفیت کے مطابق علاج کیا ہے تو نہ مریض کو پہنچنے والے ضرر کا اس پر کوئی ضمان لازم ہوگا، نہ ہی شرعی اعتبار سے اس کا یہ عمل قابل تعزیر جرم شمار ہوگا۔

۲- معالج، خواہ قانونی اجازت کے علاوہ مہارت اور تجربہ بھی رکھتا ہو تاہم اگر اس نے قصدا علاج میں غفلت اور لاپرواہی کا مظاہرہ کیا اور ضروری طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں جس کی وجہ سے مریض کو ضرر لاحق ہوا تو معالج اصولا ضامن ہوگا۔

۳- اصل مسئلہ ہے صحیح علاج کا، اگر اس سلسلے میں ڈاکٹر نے کوئی تعدی نہیں کی اور جو کچھ کیا طبی ضرورت کے پیش نظر اور طبی شرائط کے مطابق کیا، پھر بھی وہ ناکام رہا تو اس صورت میں یہ ڈاکٹر قابل مواخذہ نہ ہوگا، البتہ مریض ہوش وحواس میں ہو یا اعزہ موجود ہوں تو ان سے رائے

Marfat.com

لے لینا زیادہ انسب ہے، الا یہ کہ اتنی تاخیر بھی مضر ثابت ہو سکتی ہو۔

۴- مریض بھی بے ہوش ہے اور اعزہ بھی نہیں ہیں جب کہ آپریشن فوری طور پر ضروری ہے تو ڈاکٹر طبی تقاضوں کے مطابق فوری آپریشن کر سکتا ہے، پھر اگر اس نے قصداً کوئی تعدی نہیں کی اور تمام طبی شرائط کو ملحوظ رکھا اس کے باوجود آپریشن ناکام رہا تو ڈاکٹر پر اس صورت میں کوئی ضمان نہ ہوگا۔

محور دوم

ایڈز اور دوسرے متعدی امراض

ایڈز بدن کی قوت مدافعت کے ختم ہونے کی ایک شکل ہے، یہ مرض جتنا تباہ کن ہے اس سے کہیں زیادہ تباہ کن اسے ذرائع ابلاغ نے بنا دیا ہے، عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ کوئی نئی بیماری ہے اور میڈیا نے یہی تاثر دیا ہے، لیکن قدیم طبی کتابوں میں قوت مدافعت کے ضعف اور فقدان کا تذکرہ عرصہ قبل کیا جا چکا ہے، پھر اس سلسلے میں افواہیں بھی کام کرتی رہیں، مثلاً یہی کہ کافی دنوں تک لوگ یہ سمجھتے رہے کہ ایڈز کے مریض کے جسم یا لباس کو چھو لینے سے بھی یہ مرض دوسروں کو لگ جاتا ہے اور ذرائع ابلاغ نے بھی ابتداء اس کی تفتیش نہیں کی تھی، حالانکہ پھر بعد میں انہیں ذرائع نے اس کی تردید کی، ایڈز کے مریض کو اچھوت سمجھنے کا عوامی رجحان ایسی ہی افواہوں کا نتیجہ ہے اور غالباً جدید طب کی تحقیق اب بھی مکمل نہیں ہے، کیا عجب کہ آئندہ یہ بات بھی ثابت ہو جائے کہ جنسی عمل یا خون سے دوسروں تک مرض کا منتقل ہونا ضروری نہیں ہے، بہر حال جو بھی صورت ہو یہ بہر حال ملحوظ رکھنا چاہئے کہ مریض کو اچھوت سمجھ لینا اخلاقاً بھی غلط ہے اور شرعاً بھی اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، محور دوم کے سوالات کے پیش نظر مرض کے متعدی ہونے، نہ ہونے پر بھی گفتگو ہو جانی چاہئے تھی، لیکن سوالنامے میں اس سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا، اس لئے جواب میں بھی اس گفتگو کا کوئی موقع نہیں ہے، لہذا سر دست ہم سوالات کی جانب متوجہ ہوتے ہیں:

Marfat.com

۱- دوسری بیماریوں کی طرح یہ بھی ایک بیماری ہے اور جس طرح یہ ضروری نہیں کہ آدمی اپنی تمام بیماریوں سے اپنے متعلقین کو باخبر کرے اسی طرح ایڈز کے مریض کے لئے بھی یہ ضروری نہیں ہے کہ اپنے گھر اور تعلق والوں کو اس سے مطلع کرے، بلکہ اس ماحول میں جب کہ ایسے مریض کو بلا وجہ اچھوت کا درجہ دیا جانے لگتا ہے مرض کا اخفاء اس کا شخصی حق ہے، اور اگر اخفاء سے کسی کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا تو یہ شرعاً کوئی جرم نہیں ہے۔

۲- نفس مرض کا اظہار لازم نہیں بلکہ جب تک دوسروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو، اچھوت سمجھے جانے والے اس ماحول میں اخفاء کا مریض کو پورا حق ہے اور جب تک اس اخفاء سے دوسروں کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو ڈاکٹر کی بھی یہ ذمہ داری ہوگی کہ مریض کی خواہش اور مصلحت کو دیکھتے ہوئے اسے راز رکھے، البتہ ضروری احتیاط کی کسی بھی مناسب عنوان سے متعلقہ افراد کو ہدایت دے سکتا ہے، مثلاً یہ کہ اجمالاً متعلقین کو آگاہ کردے کہ جنسی عمل نقصان دہ ہوگا، لہذا جب تک میں نہ اجازت دوں مریض کو اس سے بچایا جائے وغیرہ۔

۳- مریض کسی بھی بیماری میں مبتلا ہو شرعاً یہ اس کا حق ہے کہ اس کی مناسب نگہداشت اور تیمارداری ہو اور اس کا ضروری علاج معالجہ کیا جائے، مریض کو لاوارث اور یکہ وتنہا چھوڑ دینا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، لہذا اس کے متعلقین اور افراد خانہ کی ذمہ داری ہے کہ مناسب نگہداشت کے ساتھ ضروری علاج کرائیں اور ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ ان مریضوں کا علاج کرے اور بیماری کے دفعیہ کی جو کوشش بھی ممکن ہوسکتی ہے اس میں دریغ نہ کرے، طاعونی مقام سے باہر جانے کی ممانعت کی یہ بھی ایک وجہ ہے کہ اس صورت میں لوگ مریضوں کو بے سہارا چھوڑ کر بھی جاسکتے تھے۔

۴- اگر یہ حقیقت ہے کہ جنسی عمل یا خون دینے سے مرض واقعۃً دوسروں تک منتقل ہوجاتا ہے تو مریض پر لازم ہے کہ ایسے کسی بھی عمل سے احتراز کرے جو دوسروں تک انتقال مرض کا

Marfat.com

سبب بن سکے، لہذا اگر کسی ایسے مریض نے اس قصد سے جنسی عمل کیا یا اپنا خون مریض کو دیا کہ بیوی یا اس مریض کو بیماری لاحق ہو جائے تو وہ قابل تعزیر قرار پائے گا اور اگر یہ قصد نہیں ہے لیکن وہ جانتا ہے کہ یہ عمل دوسرے کو مبتلائے مرض کردے گا تو وہ بھی گنہگار ہوگا، البتہ اگر کوئی اضطراری صورت ہے مثلاً مریض کے گروپ کا خون کہیں دستیاب نہیں اور بغیر خون دیئے جان بچنی ممکن نہیں، اس لئے انسانی ہمدردی کے تحت اس نے خون دے دیا تو اس صورت میں اس سے کوئی مواخذہ نہ ہونا چاہئے، البتہ اسے چاہئے کہ خون لینے والے کو اصل حقیقت سے باخبر کردے۔

۵- قابل لحاظ بات یہ ہے کہ کیا واقعی ایڈز کا مریض جنسی عمل سے دوسروں کو مرض منتقل کرسکتا ہے، اگر واقعۃً ایسا ہے اور اس خوف سے کسی عورت کا اس کے ساتھ رہنا ممکن نہیں تو اسے بھی ان عیوب میں شامل مانا جاسکتا ہے، جو تفریق کا سبب ہیں، حنفیہ میں امام محمدؒ کا قول اس باب میں توسع رکھتا ہے، چنانچہ جنون، جذام اور برص کا تذکرہ تو ہر جگہ ہے، لیکن زیلعی کہتے ہیں:

''قال محمد ترد المراة إذا كان بالرجل عيب فاحش بحيث لا تطيق المقام معه؛ لأنها تعذر عليها الوصول إلى حقها لمعنى فيه فكان كالجب والعنة''۔

شمس الائمہ سرخسی نے بھی یہی بات مختصراً اس طرح بیان کی ہے:''وعلى قول محمد لها الخيار إذا كان على حال لا تطيق المقام معه، تاہم ایڈز کے سلسلے میں جو تفصیلات سننے میں آئی ہیں ان کی رو سے تو یہ بات ایڈز پر بدرجہ اولی منطبق ہوتی ہے، لہذا اگر عورت کو پہلے سے اس مرض کا علم نہیں تھا یا علم ہو جانے پر رضامندی ظاہر نہیں کی (کہ جو بھی ہو مجھے اب شوہر کے ساتھ رہنا ہے) تو مسئولہ دونوں صورتوں میں عورت کو فسخ نکاح کے مطالبے کا حق ملنا چاہئے، یعنی چاہے شوہر کو نکاح کے بعد یہ مرض لاحق ہوا یا اس نے اپنا مرض چھپا کر اس سے نکاح کیا ہو۔

۶- اسقاط حمل کی شریعت نے کوئی حوصلہ افزائی نہیں کی، بلکہ نصوص شرعیہ کی روشنی میں یہ

Marfat.com

انتہائی مذموم فعل ہے اس کی بنیادی شکل عزل کو ''واد خفی'' کہا گیا ہے، فقہائے کرام میں سے علی بن موسی کہتے ہیں کہ عورت اسقاط کا ارادہ نفخ روح سے پہلے کرے یہ بھی مکروہ (حرام) ہے، کیونکہ رحم میں مادہ منویہ کے پہنچنے کا نتیجہ ہے حیات، لہذا اب اس پر حیات ہی کا حکم نافذ ہوگا، جیسا کہ محرم کے لئے انڈے کا حکم ہے:

''فإن الماء بعد ماوقع فی الرحم ماله الحیاة فیکون له حکم الحیاة کما فی بیضة صید الحرم ونحوه الخ''۔

البتہ اعذار شرعیہ کی صورت میں یہ گنجائش ہے کہ نفخ روح سے پہلے جس کی مدت چار ماہ (۱۲۰ دن) بتائی گئی ہے، ضرورۃ اسقاط کرایا جا سکتا ہے۔

''یباح مالم یتخلق منه شیٔ ولن یکون ذلک إلا بعد مأة وعشرین یوما، وهذا یقتضی أنهم أرادوا بالتخلیق نفخ الروح (وبعد اسطر) فإباحة الإسقاط محمولة علی حالة العذر أو علی أنها لاتأثم إثم القتل اه''۔

فقہاء نے وہ اعذار بھی بتائے ہیں جن کی بنیاد پر اسقاط کی اجازت ہو سکتی ہے، انہیں سے بچے کو پہنچنے والے ضرر کا اندیشہ بھی ہے۔

''ومن الأعذار أن ینقطع لبنها بعد ظهر الحمل ولیس لأبی الصبی ما استاجربه النظر ویخاب هلاکه (شامی ۲/۵۲۲)۔

لہذا اگر دوران حمل یا رضاعت بچے کی طرف اس مرض کے منتقل ہونے کا اندیشہ ہو تو اسقاط کی اجازت دی جا سکتی ہے، اور یہ امر یقینی ہو تو اس پر اس سلسلے میں جبر بھی کیا جا سکتا ہے۔

۷- ایڈز کا مرض مکانی قرب یا محض اتصال جسمی سے دوسرے کو منتقل نہیں ہوتا، باقی جو احتمالات ذکر کئے گئے ہیں وہ سب بعید کے درجے میں بھی نہیں ہیں، لہذا ان پر حکم مرتب نہیں ہوگا، یہ محض احتمالات ہیں اور وہ بھی احتمالات بعیدہ ان احتمالات کو بنیاد بنا کر ایڈز میں مبتلا بچوں کو اسکولوں میں داخلہ کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

۸- جو حقوق دوسرے بچوں کے ہیں اور جس طرح کی توجہ اور نگہداشت کے مستحق دوسرے بچے ہیں وہ تمام حقوق ان بچوں کے بھی ہیں جو اس مرض میں مبتلا ہو گئے اور وہ بھی اس تمام توجہ اور نگہداشت کے حق دار ہیں جس کے دوسرے بچے مستحق ہیں، بلکہ ان کی نگہداشت اور زیادہ ضروری ہونے کی وجہ سے اعزہ کی ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں، سماج کی ذمہ داری بھی یہ ہے کہ ان کے ساتھ یکساں سلوک کرے اور انہیں اچھوت نہ سمجھا جائے۔

۹- بیماری جب اس مرحلے میں پہنچ جائے کہ ہلاکت کا اندیشہ غالب ہو تو اسے فقہاء مرض الموت قرار دیتے ہیں:

إنما يتعلق بمرض يخاف منه الهلاك غالبا (ہدایہ)۔

بلکہ کبھی تو بیماری کی حالت نہ ہونے کے باوجود جس حال میں کہ ہلاکت یقینی ہو جائے، مثلاً وہ شخص جسے پھانسی دینے کے لئے لے جایا جا رہا ہے، فقہاء اس حالت کو بھی مرض الموت کے حکم میں شمار کرتے ہیں:

"وقد يثبت حكم الفرار لما هو في معنى المرض في توجه الهلاك الغالب" (ہدایہ ومثلہ فی الدر المختار وشرحہ الشامی)۔

لہذا سوال میں جن بیماریوں کا ذکر ہے وہ جب ناقابل علاج مرحلے میں پہنچ جائیں تو اسے مرض الموت ہی شمار کیا جائے گا۔

۱۰- صحیح بخاری اور مسند احمد میں حضور ﷺ سے منقول ہے:

"إذا سمعتم بالطاعون بأرض فلا تدخلوها، وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا منها"۔

ان روایات کا واضح منشا یہی ہے کہ نہ تو مقام طاعون سے لوگ فرار اختیار کریں نہ باہر کے لوگ وہاں (بے ضرورت) جائیں، لہذا اگر ایسے مقامات میں آمدورفت کی پابندی حکومت کی طرف سے لگتی ہے تو یہ نصوص شرعیہ کے عین مطابق ہے اور اس پر سختی سے عمل درآمد کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

۱۱- یہ حکم کہ مقام طاعون پر نہ جایا جائے بیرونی لوگوں کے لئے ہے، وہاں کے رہنے والے جو کسی ضرورت سے باہر گئے تھے پھر وہ ضرورت پوری ہوگئی اور اب نہ تو وہاں رکے رہنے کی کوئی ضرورت ہے، نہ ہی یہ ممکن ہے اور ان کے اہل وعیال کو ان کی ضرورت بھی ہے ان کا داخلہ ممانعت کے ضمن میں نہ آئے گا، بلکہ باہر کے وہ حضرات جن کی کسی وجہ سے یہاں ضرورت ہو مثلاً ڈاکٹر وغیرہ ان کا داخلہ بھی اس سے مستثنیٰ ہے اور بعض حالات میں تو ایسے حضرات کا وہاں جانا وجوب کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ مقام طاعون میں میرے نہ جانے سے کسی کا یقینی ضرر ہے وہاں بھی اس کے ضرر یقینی کے دفع کے واسطے ضرر مشکوک پر جو کہ دخول میں تھا نظر نہ کی جائے گی، مثلاً مقام طاعون میں کوئی عورت بیوہ ہوگئی اور اس جگہ سب اس کے مخالف ہیں اور بضرورت، عدت نیز اس لئے کہ اموال واقعہ کا نقل وہاں سے اس متعذر ہے وہاں اس کا قیام ضروری ہو اور دوسرے شہر میں اس عورت کا کوئی محرم ہے کہ اس کے پاس رہنے سے وہ اس کی جان و مال و آبرو کی حفاظت کر سکتا ہے تو اس صورت میں نہی عن الدخول نہ رہے گا اور اس ضرورت سے اس کو اس جگہ جانے کی اجازت، بلکہ بشرط عدم حرج تاکید ہوگی اس طرح جو لوگ باہر سے آئے ہوئے تھے، پھر یہاں ان کا کام ختم ہو گیا ان کا یہاں سے جانا بھی فرار میں نہیں آتا، حضرت تھانویؒ اس بحث میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ''نهي عن الفرار معتقد'' تعدیہ و عدم تعدیہ کو عام ہے، ''لإطلاق الحديث'' لیکن یہ متعلقین کے ساتھ خاص ہے ''يدل عليه قوله عليه السلام: ''فيمكث في بلده'' (بوادر النوادر ۱/۱۸۱،۱۸۵) لہٰذا باہر کے جو لوگ کسی ضرورت سے آئے ہوئے تھے وہ اپنے مقام کو واپس جائیں تو اسے ممانعت میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔

Marfat.com

محور سوم

محور سوم کے تعلق سے یہ بات بطور اصول تسلیم شدہ ہے کہ اسلام میں امانت کی بڑی تاکید ہے اور کسی کا راز بھی امانت ہی ہے، لیکن یہاں یہ بھی قابل لحاظ امر ہے کہ شخصی حقوق کی ایک حد ہوا کرتی ہے، عقلا بھی یہ بات تسلیم شدہ ہے اور شریعت نے بھی احکام میں اس کا لحاظ کیا ہے، چنانچہ اگر کسی کا شخصی حق مفاد عامہ سے ٹکرائے یا اس میں دوسرے کا بین ضرر ہو تو اب اس فرد کے نجی حق کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی، اس کی مثال میں غیبت کے احکام کو سامنے رکھا جاسکتا ہے، غیبت نص قطعی سے حرام ہے، قرآن اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کرتا ہے، اور حدیث پاک میں اسے زنا سے بدتر بتایا گیا ہے، لیکن بعض صورتوں میں اسے جائز بتایا گیا ہے، مثلاً جب فرد کی اصلاح مقصود ہو اور یہ بات کسی ایسے فرد سے کہی جائے جس سے اصلاح کی توقع ہو یا عوامی نقصانات سے بچانا مد نظر یا دوسرے کو وہ شخص دھوکے میں رکھ کر کوئی معاملہ کر رہا ہے وغیرہ اس طرح کی صورتوں میں کسی کے عیب کو متعلقہ افراد کے گوش گذار کر دیا جائے تو اسے غیبت نہ کہا جائے گا اس کی واضح مثال رواۃ حدیث پر جرح ہے، اس مقام پر علامہ شامی نے اور اس سے پہلے صاحب ''درمختار'' نے جو اس سلسلے میں تحریر کیا ہے اسے ذکر کردینا کافی ہوگا، صاحب ''درمختار'' لکھتے ہیں:

اگر کوئی شخص نماز روزہ کا عادی ہے اس کے باوجود لوگوں کو اپنے ہاتھوں یا زبان سے نقصان پہنچاتا ہے تو اس بات کا تذکرہ کرنا غیبت نہیں ہے اور اگر سلطان تک یہ بات پہنچادی جائے تاکہ اسے تنبیہ کرے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، فقہاء کہتے ہیں کہ متعلقہ شخص کا باپ اسے روکنے پر قادر ہے تو بیٹے کی بات باپ کو بتائی جاسکتی ہے۔

''درمختار'' میں یہ بھی ہے:

"ولو ذكر مساوى ......الاهتمام لا يكون غيبة أى الغيبة أن يذكر على وجه الغضب يريد السب الخ فتباح غيبة متظاهر قبيح ولمصاهره ولسوء

Marfat.com

اعتقاد تحریر أو لشکوی ظلمته للحاکم"۔

مفہوم واضح ہے کہ کسی کے عیب کو ہمدردی اور غمخواری کے طور پر بیان کرنا غیبت نہیں ہے، آخری عبارت میں شادی، بداعتقادی اور ظلم کی فریاد وغیرہ کی صورتوں میں غیبت کو مباح کہا گیا ہے۔

شامی "لمصاہرہ" کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"(قوله ولمصاهره) الأولى التعبير بالمشورة أى فى نكاح وسفر وشركة لا لمجاورة وإيداع أمانة ونحوها، فله أن يذكر ما يعرفه على قصد النصح"۔

اس سے ظاہر ہے کہ نکاح، سفر، شرکہ، مجاورہ اور امانت داری وغیرہ کی صورتوں میں کسی سے دھوکے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے تو اس شخص کے عیب سے متعلقہ افراد کو خبردار کردینا نہ غیبت ہے نہ اس پر کوئی گناہ ہوگا، بلکہ بعض صورتوں میں یہ آگاہی دینا واجب بھی ہوجاتا ہے، جیسا کہ علامہ شامی نے اس کے بعد اشارہ بھی کیا ہے (شامی ۵/۳۶۱)۔

اس تفصیل کے بعد محور سوم سے متعلق سوالات کے بیشتر جوابات واضح ہیں جو اس طرح ہیں:

۱- ماہر امراض چشم کا یہ فعل کہ وہ علاج سے بدنمائی کو چھپا دیتا ہے کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن اگر وہ اس عیب کو مخفی رکھتے ہوئے کسی خاتون سے رشتہ کرنا چاہے تو خاتون اور اس کے متعلقین کو اس عیب سے باخبر کردینے میں کوئی حرج نہیں خصوصاً جب وہ مشورہ لینے آئے تو یہ ضروری بھی ہوجاتا ہے، اسے رازداری یا پیشے کے تقاضوں کے خلاف نہیں کہا جاسکتا۔

۲- مرد وعورت طبی جانچ کے لئے آتے ہی اس غرض سے ہیں کہ ایک دوسرے کی کمی سے واقف ہوجائیں تاکہ آئندہ کے لئے صحیح فیصلہ کرنا آسان ہو، لہذا اس صورت میں ڈاکٹر دوسرے فریق کو باخبر کردینا غلط نہیں ہے، بلکہ صورت مسئولہ میں تو ایسا کرنا اس کے لئے ضروری بھی سمجھ میں آتا ہے۔

Marfat.com

۳- نامردی فسخ نکاح کی مستقل ایک وجہ ہے، لہذا اگر اس عیب کو چھپا کر یہ شخص کسی عورت سے نکاح کر رہا ہے تو خاتون کو اس سے باخبر کرنا جائز تو ہے ہی، بلکہ واجب بھی سمجھ میں آتا ہے، یہی حکم اس عورت کے تعلق سے بھی ہے جو اس طرح کا کوئی مرض چھپا کر دھوکے سے نکاح کر لینا چاہتی ہے۔

۴- بینائی اس حد تک متاثر ہے کہ گاڑی چلانا مہلک ثابت ہو سکتا ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ دوسروں کو ہلاکت سے بچائے، خواہ مریض کو فہمائش کر کے یا پھر ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کے ذریعہ ہو اور اگر وہ شخص اس طرح کی مستقل ملازمت کرتا ہے تو ڈاکٹر کی یہ ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے، کیونکہ اس صورت میں عام لوگوں کی ہلاکت کا اندیشہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

۵- اس صورت میں بھی ڈاکٹر کے لئے ضروری ہے کہ اگر خود اصلاح نہیں کر سکتا تو متعلقہ محکمہ کے ذریعہ اصلاح حال کی کوشش کرے تاکہ عوامی خطرہ باقی نہ رہے، رازداری کی اس صورت میں کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی۔

۶- صورت مسئولہ میں بچے کی حفاظت اور اس کی فلاح و بہبود کے لئے جو قدم بھی ضروری ہو ڈاکٹر اسے اختیار کر سکتا ہے۔

۷- یہ بظاہر اگرچہ تداوی بالمحرم ہے، لیکن اصل مقصود تو وہ دوا ہے جو شراب میں ملا کر دی گئی ہے، اس کے علاوہ بعض صورتوں میں یعنی جب طبیب کی رائے میں مریض کا دوسرا کوئی علاج ہی نہ ہو تداوی بالمحرم کی علماء نے اجازت دی ہے، حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ تیقن شفاء میں بعض متاخرین نے تداوی بالمحرم کی رخصت دی ہے۔

۸- جرائم جو دوسروں کے لئے مضر اور معاشرے کے لئے تباہ کن ہیں ان سے واقف ہو جانے کے بعد ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ مناسب انداز سے متعلقہ محکمہ کو باخبر کر دے تاکہ مفاد

Marfat.com

عامہ خطرے میں نہ پڑے اور معاشرے کو تباہی کے اندیشے سے بچایا جاسکے، اس کی دلیل حضور علیہ وسلم کا فرمان مبارک: "أنصر أخاك ظالما أو مظلوما" ہے۔

۹۔ اگر بے گناہ شخص ماخوذ ہوگیا ہے اور اسے سزا ہو جانے کا خطرہ ہے اور ڈاکٹر عدالت کو خبر دار کردے تو یہ بے گناہ رہائی پا سکتا ہے تو اس صورت میں ڈاکٹر کا عدالت کو باخبر کردینا مزاج شریعت کے مطابق ہے۔

۱۰۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر عوامی مفاد کو ملحوظ رکھے اگر طبی نقطہ نگاہ سے دوسروں کو خبر دار کرنا ضروری ہے تو ضرور ایسا کرے، لیکن جب تک دوسروں کے ضرر کا اندیشہ نہ ہو مریض کی خواہش کا احترام کرے۔

☆☆☆

Marfat.com

طبی اخلاقیات، علاج ومعالجہ کے شرعی احکام

مفتی جمیل احمد نذیری ☆

طریقہ علاج میں طبی کوتاہی

اگر کسی طبیب یا ڈاکٹر نے طریقہ علاج میں طبی نقطہ نظر سے کوتاہی کی، نتیجہ میں مریض کی جان چلی گئی، یا کوئی عضو ضائع ہوگیا، یا مریض کو کسی قسم کا ناقابل تلافی نقصان پہنچ گیا تو ڈاکٹر ضامن ہوگا۔

علامہ کاسانی تحریر فرماتے ہیں:

''دوسری قسم (اجارہ میں نقصان کی) وہ ہے جو امانت کو ضمان کی طرف پھیر دیتی ہے..... انہیں میں سے اتلاف وافساد ہے، جب اجیر نے تعدی کی ہو اور جان بوجھ کر کی ہو (بدائع الصنائع ۴/۲۱۱)۔

آگے بتایا ہے کہ اجیر خاص اور اجیر مشترک، سب اس حکم میں شامل ہیں، پھر امام زفرؒ کے ایک قول کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

خطا حقوق العباد میں عذر نہیں ہے، یہاں تک کہ خاطی اور ناسی سے بھی ضمان کا مواخذہ ہوگا (حوالہ مذکور)۔

یہ بات اہل علم پر مخفی نہیں کہ اطباء وڈاکٹرس بھی اجیر ہوتے ہیں، اور اجیر مشترک ہیں اور علامہ کاسانی کی اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ چونکہ حقوق العباد میں خطا اور نسیان بھی قابل مواخذہ

☆ بانی وناظم جامعہ عربیہ عین الاسلام، نواده، مبارکپور (یوپی)۔

Marfat.com

اور سبب ضمان ہیں، عذر نہیں ہیں، اس لئے اطباء حضرات سے بھول چوک میں مریض کو جو نقصان پہنچ جائے اس کے بھی وہ ضامن ہوں گے۔

علاج کا کون سا طریقہ موجب ضمان ہے؟

اطباء مریضوں کا علاج کرنے اور دوا بتانے کے سلسلے میں مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں، مثلاً:

۱-زبانی دوا بتا دیتے ہیں۔

۲-فیس لے کر دوا کا پرچہ لکھتے ہیں۔

۳-بلا فیس دوا کا پرچہ لکھ دیتے ہیں۔

۴-مریض کو بھرتی کر کے علاج کرتے ہیں، ڈاکٹر کے ہی دو آدمی دوا کھلاتے ہیں اس کے بارے میں بتا جاتے ہیں اور مریض یا اس کے ساتھ کے لوگ دوا کھلاتے ہیں، دوائیں وہیں سے مل جاتی ہیں، کچھ بازار کی ہوتی ہیں۔

۵-بلا بھرتی کئے فیس لے کر پرچہ لکھ کر اپنے یہاں دوا دیتے ہیں، بعض دوائیں بازار سے بھی خریدنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔

۶-بعض امراض میں آپریشن کرتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ صورتوں میں وہ کون سی صورت ہے جس میں مریض کو نقصان پہنچ جانا موجب ضمان ہوتا ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کے صاحبزادے عبدالعزیز فرماتے ہیں:

ضمان کا حکم محض بیان کرنے سے نہیں ہے، بلکہ رگوں کو کاٹنے، چیرنے اور داغنے سے ہے (ابوداؤد ۲/۶۳۰)۔

اس کی شرح میں مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں:

Marfat.com

''ضمان کا یہ حکم زبان سے بیان کرنے سے نہیں ہے، ایسے ہی لکھنے سے بھی نہیں ہے، کیونکہ جب کسی انسان کے لئے دوا بیان کرے، مریض نے اس پر عمل کیا اور ہلاک ہوگیا تو طبیب پر دیت لازم نہ ہوگی، بلکہ ضمان کا حکم رگوں کو کاٹنے، چیرنے اور آگ سے داغنے سے ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ جب طبیب معالجہ کا کوئی طریقہ اپنے ہاتھ سے اختیار کرے، مثلاً رگ کاٹے، کھال چیرے، آگ سے داغے یا اپنے ہاتھ سے دوا پلائے اور مریض کے منہ میں ٹپکائے اور نقصان پہنچ جائے تو یہ جنایت ہوگی جس سے دیت لازم ہوگی، لیکن اگر اس کے لئے دوا بیان کردے اور مریض خود سے اسے کھائے تو اس صورت میں ضمان نہ ہوگا'' (بذل المجہود ۱۸/ ۱۰۸)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ طریقہ علاج موجب ضمان ہے جس میں ہلاکت یا ضیاع، طبیب کے کسی فعل یا عمل کے نتیجے میں ہو، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ''پس مرد بعمل وے بیمار'' (اشعۃ اللمعات ۳/ ۲۴۴)۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

''لأنه ولد من فعله الهلاک'' یعنی اس لئے کہ اس کے فعل سے ہلاکت پیدا ہوئی (مرقاۃ ۴/ ۸۶)۔

اگر کوئی ڈاکٹر اپنے ہاتھ سے دوا کھلاتا ہے یا نرس یا کمپاؤنڈر یا اپنے کسی بھی آدمی سے کھلواتا ہے اور دوا نقصان کر جائے اور مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچ جائے یا ہلاک ہوجائے، یا آپریشن اور جراحی و سرجری میں اسی قسم کا نقصان ہوجائے تو موجب ضمان ہونا ظاہر ہے، اسی طرح کوئی طبیب یا ڈاکٹر، مریض کو بھرتی کر کے علاج کرتا ہے تو چونکہ علاج کے سلسلے کا اکثر، بلکہ تقریباً کل کام، وہ اپنے ہاتھوں یا اپنے آدمیوں کے ذریعہ کراتا ہے، اس لئے نقصان کی صورت میں یہ بھی موجب ضمان ہوگا۔

البتہ اگر صرف زبانی دوا بتادے یا پرچہ لکھ کردے دے، خواہ فیس لے کر، یا بلا فیس، ان صورتوں میں اتلاف ونقصان موجب ضمان نہ ہوگا، لیکن احقر کا خیال یہ ہے کہ اگر اس نے دوا

Marfat.com

بتانے یا لکھنے میں اصول طب کی خلاف ورزی کی ہو اور نقصان پہنچ گیا ہو تو مستحق تعزیر ہوگا، خواہ مستحق ضمان نہ ہو۔

''ہر اس شخص کی تعزیر ہوگی جو کسی منکر کا مرتکب ہو یا کسی مسلمان کو ناحق کسی قول یا فعل سے تکلیف پہنچائے'' (درمختار ۳/۱۹۹)۔

ضمان کب عائد ہوگا؟

ہلاکت و اتلاف کی ہر صورت میں ضمان واجب نہیں ہوتا، بلکہ صرف درج ذیل تین صورتوں میں:

۱-طبی نقطہ نظر سے تعدی، تساہل ولا پرواہی ہوئی ہو۔

۲-مریض یا اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر سرجری یا آپریشن ہوا ہو۔

۳-مریض یا اس کے اولیاء کی طرف سے جتنی اجازت ملی ہو اس سے تجاوز ہوا ہو۔

''خطابی نے کہا ہے کہ مجھے اس سلسلے میں کسی اختلاف کا علم نہیں کہ معالج نے جب تعدی کی اور مریض کو تلف کر دیا تو ضامن ہوگا، پس جب اس کے فعل سے نقصان و اتلاف پیدا ہو تو دیت کا ضامن ہوگا اور قصاص اس سے ساقط ہوگا، اس لئے کہ بلا اجازت مریض، اس نے ازخود علاج نہیں کیا اور طبیب کی جنایت عام فقہاء کے قول میں اس کے عاقلہ پر ہوتی ہے'' (بذل المجہود ۱۸/۷/۱۰، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: فتاوی ہندیہ ۴/۴۹۹، البحر الرائق ۸/۲۹)۔

اگر علاج، سرجری یا آپریشن میں مریض یا اس کے اولیاء نے ڈاکٹر سے اس شرط پر علاج کرایا ہو کہ ہمارا مریض صحت مند ہو جائے اور بچ جائے، گویا جان کی یا عضو کی سلامتی کی شرط لگا کر سرجری یا آپریشن یا علاج کرایا ہو، ڈاکٹر نے اسے بالفرض منظور بھی کر لیا ہو اور مریض ہلاک ہو گیا یا اس کا کوئی عضو ضائع ہوا، ان سب صورتوں میں شرط کے باوجود ڈاکٹر پر ضمان نہ ہوگا، یہ شرط بے کار اور لا یعنی ہوگی، لیکن اس میں یہ بات بھی ضروری ہے کہ ڈاکٹر نے طبی اصول کے

Marfat.com

مطابق علاج کیا ہو، نیز آپریشن یا سرجری میں بلا اجازت یا اجازت شدہ مقام سے تجاوز نہ کیا ہو، اب اس کے باوجود مریض ہلاک ہو جائے یا اس کا کوئی عضو بے کار ہو جائے تو خواہ بچ جانے کی شرط کے ساتھ آپریشن و علاج کیا ہو پھر بھی ضمان نہ ہوگا۔

ظاہر ہے کہ اگر اس قسم کی شرطیں لگائی جائیں اور ان کی وجہ سے ڈاکٹروں سے مواخذہ ہونے لگے تو کون ڈاکٹر ہوگا جو اس شرط کو قبول کرے گا اور قبول کرنے والا بھی تعدی اور تجاوز نہ ہونے کی صورت میں گرفت میں آنے کو تیار نہ ہوگا، اور جنہیں اسی بنیاد پر ماخوذ کرلیا گیا ہو، دوسرے میدان معالجہ میں اترنے کی ہمت نہ کریں گے کہ کون جائے بلا قصور خود کو مصیبت میں ڈالنے، اس کے نتیجے میں جو نقصانات ہوں گے اور علاج و معالجہ کا سلسلہ بند ہو جانے سے جو مسائل اور مصیبتیں کھڑی ہوں گی ان کا تصور بھی نا قابل برداشت ہے۔

اطباء حضرات کو ضامن قرار دینے میں دواؤں کے متعلق یہ پہلو بھی نظر میں رہنا ضروری ہے کہ اگر دوا کے استعمال کی آخری مدت گذر چکی ہے اور وہ ڈاکٹر نے لکھی تھی، مگر اپنے پاس سے دی نہیں تھی، مریض یا اس کے کسی متعلق نے خریدی اور اس دوا سے نقصان ہوا، ایسی صورت میں بھی ڈاکٹر ضامن نہ ہوگا۔

تعدیہ امراض کی حقیقت

ایک مریض کی بیماری، دوسرے مریض تک منتقل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ منتقل ہونے کے اسباب کیا ہوتے ہیں، کیا ایک مریض سے اختلاط اور اس کے ماحول میں رہنا، صحت مند شخص کو ضرور بیمار بنا دیتا ہے؟ یا یہ صورت کبھی پیش آتی ہے، کبھی نہیں۔

علماء کرام اور فقہاء عظام نے ان امور پر تفصیلی بحث کی ہے، اس سلسلے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں، ان پر بھی تفصیل سے کلام کیا ہے، انہیں کی روشنی میں یہاں چند باتیں نقل کی جاتی ہیں، ان سے ہماری آگے کی بحث میں مدد ملے گی۔

Marfat.com

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''عدوی، صفر اور ہامہ'' کوئی چیز نہیں، ایک اعرابی نے کہا اے اللہ کے رسول! اس اونٹ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ریت میں رہتا ہے گویا کہ وہ ہرن ہے، خارشی اونٹ اس سے ملتا ہے تو اسے بھی خارشی بنا دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے کو خارشی کس نے بنایا تھا؟'' (بخاری ۸۵۹/۲)۔

اس قسم کی احادیث متعدد صحابہ کرامؓ سے مختلف کتب حدیث میں مروی ہیں، انہیں کے شانہ بشانہ یہ احادیث بھی ہیں۔

''ابو سلمہؓ سے مروی ہے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہ لایا جائے کوئی مریض، کسی تندرست پر'' (بخاری ۸۵۹/۲، مسلم ۲۳۰/۲)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وفر من المجذوم كما تفر من الأسد''۔

(مجذوم سے ایسے بھاگو، جیسے شیر سے بھاگتے ہو)۔

عمرو بن شریدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

''وفد ثقیف میں ایک مجذوم شخص تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف ایک آدمی بھیجا کہ ہم نے تم سے بیعت کر لی، تم لوٹ جاؤ'' (مسلم ۲۳۳/۲)۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ پیالہ میں رکھا اور فرمایا کھاؤ! اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اور اس پر توکل کرتے ہوئے'' (مشکوۃ ۲۳۳/۲)۔

یہ مختلف روایتیں ہیں جن میں سے کسی میں تعدیہ مرض کی نفی کی گئی ہے، کسی میں اسے کسی حد تک تسلیم کیا گیا ہے، کہیں جذامی سے شیر کی طرح بھاگنے کا حکم ہے اور جذامی کو دور ہی رخصت کر دیا گیا ہے، کہیں آنحضرت ﷺ نے جذامی کا ہاتھ پکڑ کر ''ثقة بالله وتوكلا عليه'' کہتے ہوئے اپنے پیالے میں شریک فرما لیا۔

Marfat.com

اب آیئے شارحین حدیث کو دیکھیں کہ وہ ان بظاہر متعارض احادیث کے مابین کیسے جمع وتوفیق کرتے ہیں اور احادیث کا مطلب کس طرح بیان کرتے ہیں کہ اس معاملے میں منشائے شریعت واضح اور منقح ہو جائے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

''حدیث ''لا عدوی'' سے مراد اس خیال کی نفی ہے، زمانہ جاہلیت میں لوگ اس کا گمان اور اعتقاد کرتے تھے کہ بیماری اور بلائیں، بذات خود، دوسروں تک متجاوز ہوتی ہیں، اللہ کے فعل سے نہیں، اور حدیث ''لا یعدد ممرض علی مصحح'' (نہ لایا جائے مریض، تندرست کے پاس) میں اس چیز سے بچنے کی طرف رہنمائی کی گئی جس سے عادۃً اللہ کے فعل وقدرت سے ہی ضرر واقع ہوتا ہے، لہذا پہلی حدیث (لا عدوی والی میں) بالطبع عدوی کی نفی کی گئی ہے، لیکن اللہ کے فعل وتقدیر سے ضرر پہنچنے کی نفی نہیں ہے، دوسری حدیث میں یہ رہنمائی کی گئی ہے کہ اس چیز سے بچا جائے جس سے اللہ کے فعل، ارادہ اور قدرت سے ضرر پہنچتا ہے''۔

اسی طرح کی بات مختلف اہل علم حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری ۱/۱۶۰)، ملا علی قاریؒ، علامہ تورپشتیؒ (مرقاۃ المفاتیح ۹/۳ باب الفال والطیرہ) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (اشعۃ اللمعات ۳/۶۲۲)، علامہ انور شاہ کشمیریؒ (فیض الباری ۴/۲۶۸)، اور مولانا اشرف علی تھانویؒ (امداد الفتاوی ۴/۸۸، ۲۸۷) نے لکھی ہے۔

غرض بعض امراض ذریعہ کے درجہ میں متعدی ہو سکتے ہیں لیکن لازمی طور پر طبعی چیز نہیں کہ ضرور دوسرے کو ہو جائے اور کبھی اس کے خلاف نہ ہو، بلکہ کبھی دوسرے کو ہو جاتا ہے اور اکثر نہیں ہوتا، یہی تجربہ اور مشاہدہ بھی ہے۔

طاعون کے متعلق احادیث واحکام

''عن النبی ﷺ أنه قال: إذا سمعتم بالطاعون بأرض فلا تدخلوها،

Marfat.com

و إذا وقع بأرض و أنتم بها فلا تخرجوا منها" (بخاری ۲/ ۸۵۳ باب ما یذکر فی الطاعون)۔

(رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جب تم سنو کہ فلاں جگہ طاعون کی بیماری ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں طاعون پھوٹ پڑے جہاں تم ہو تو وہاں سے نہ نکلو)۔

اسی طرح دوسری روایت میں تفصیل سے یہ بات آئی ہے:

"عبداللہ بن عامر سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ شام کی طرف نکلے اور سرغ پہنچے تو انہیں خبر پہنچی کہ شام میں وبا پھوٹ پڑی ہے، عبد الرحمٰن بن عوف نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم کسی زمین میں اس کے متعلق سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس جگہ واقع ہو جائے جہاں تم ہو تو ڈر سے وہاں سے نہ بھاگو" (حوالہ سابق)۔

"قال رسول الله ﷺ: الطاعون شهادة لكل مسلم" (حوالہ مذکورہ)۔

(رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے)۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

"یحیی بن یعمر سے روایت ہے انہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتایا کہ یہ ایک عذاب ہے جسے اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جن پر چاہے بھیجتا ہے، لیکن اللہ تعالی نے اسے مؤمنین کے لئے رحمت بنا دیا ہے، پس کوئی بندہ ایسا نہیں کہ طاعون کی بیماری پھیلے اور وہ اپنے شہر میں صبر کر کے بیٹھا رہے یہ جانتے ہوئے کہ اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی مگر جو اللہ تعالی نے اس کے لئے لکھ دی ہو، تو اس کے لئے شہید کے برابر ثواب ہے" (حوالہ مذکورہ)۔

عامر بن سعد، اسامہ بن زیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ طاعون ایک عذاب ہے جو تم سے پہلی امتوں پر مسلط کیا گیا تھا، یا (یوں فرمایا کہ) بنی اسرائیل پر مسلط کیا گیا تھا، لہذا جب یہ کسی زمین میں ہو تو وہاں سے فرار اختیار کرتے ہوئے نہ نکلو اور جہاں یہ واقع ہو وہاں نہ جاؤ"۔

Marfat.com

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''طاعون سے بھاگنے والا، میدان جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور اس میں صبر کرنے والے کو شہید کا اجر ملتا ہے'' (مسلم ۲/۲۲۸ باب الطاعون)۔

شارحین کی آراء

احادیث مذکورہ کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں اس شخص کے لوٹنے کا جواز ہے جو کسی شہر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو، پھر معلوم ہو کہ وہاں طاعون ہے، یہ بدفالی کے باب سے نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے روکنا ہے، یا سد ذرائع کے باب سے ہے کہ جو شخص اس جگہ جائے اور طاعون میں مبتلا ہو جائے تو یہ اعتقاد نہ رکھے کہ وہاں نہ گیا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا اور طاعون کو دعوی کی طرف منسوب کرے جب کہ اس سے منع کیا گیا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں:

''نکلنے کی ممانعت اکثر احادیث میں مطلق ہے، لیکن اس میں ایک مفید قید بھی ہے جو عبداللہ ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے، وہ یہ کہ ''پس مت نکلو طاعون کی جگہ سے فرار کے لئے'' بعض طرق کی بہت سی احادیث میں یہ قید موجود ہے، لوگ اس سے غافل ہیں، لہذا اشکالات میں پڑتے ہیں'' (فیض الباری ۴/۳۶۹)۔

ملا علی قاریؒ (مرقاۃ المفاتیح ۳/۳۶۰)، علامہ کشمیری (فیض الباری ۴/۳۶۹) اور حضرت علی تھانویؒ (امداد الفتاوی ۴/۲۹۴) نے یہی بات تقریباً لکھی ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

جب کسی ایسے شہر سے نکلے جہاں طاعون ہو پس اگر معلوم ہو کہ ہر چیز اللہ کی تقدیر سے ہے تو نکلنے اور داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ سوچ کر نکلے کہ نکل جانے سے بچ جائے گا

Marfat.com

اور داخل ہونے سے طاعون میں مبتلا ہو جائے گا تو وہاں سے نکلنا اور باہر سے وہاں آنا دونوں مکروہ ہوگا، پس نہ داخل ہو نہ نکلے، اپنے اعتقاد کی حفاظت کرتے ہوئے، حدیث شریف میں داخل ہونے اور نکلنے کی ممانعت اسی بداعتقادی والی صورت پر محمول ہے (درمختار ۵/ ۵۳۴)۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ جب بلا نازل ہوتی ہے تو باشندوں کا قصد کرتی ہے، جگہ کا قصد نہیں کرتی، لہذا وہ باشندے جہاں بھی جائیں گے اگر اس بلا سے ان کی موت ہوگی تو آ کے رہے گی، بھاگنا بے سود رہے گا (فتح الباری ۱۰/ ۱۸۹)۔

دوسرے وبائی امراض

تعدیہ امراض اور طاعون کے متعلق جو باتیں احادیث وشروح کی روشنی میں پیش کی گئیں، ان کا تعلق ہر اس مرض سے ہے جسے اطباء متعدی مرض قرار دیتے ہوں یا جنہیں وبائی بیماری تصور کیا جاتا ہو، خواہ وہ کسی زمانہ میں کسی نام سے پائی جائے، چنانچہ آج کے دور میں پائی جانے والی بیماری ''ایڈز'' بھی انہیں میں شامل ہے۔

یہ بیماری مغربی تہذیب کی بے راہ روی کی دین ہے اور انہیں ممالک سے چلی ہے جہاں مغربی تہذیب کا بول بالا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا ہوا انہیں ممالک نے کھڑا کیا ہے ورنہ کم از کم ہندو پاک کے لئے یہ اتنا اہم مسئلہ نہیں ہے، جتنا مغربی دنیا کے اخبارات شور کر رہے ہیں، احقر نے یہ بات اردو کی ایک اخبار نویس منورما دیوان کے مضمون میں تقریبا دو سال قبل پڑھی تھی، یہ مضمون ممبئی کے روزنامہ ''انقلاب'' یا ''اردو ٹائمز'' میں شائع ہوا تھا، افسوس کہ اس وقت نہ وہ اخبار سامنے ہے نہ اس کا نام ہی یاد ہے۔

سوالنامہ کے جوابات

وبائی امراض کے متعدی ہونے یا نہ ہونے اور وبائی جگہوں پر جانے اور وہاں سے نکلنے کے متعلق مذکورہ تفصیلات کے بعد اب سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں:

Marfat.com

۱- چونکہ قول محقق ومفتی بہ کے مطابق تعدیہ امراض لازمی اور ضروری نہیں، اس لئے جس مریض میں ایڈز کے جراثیم پائے گئے ہیں، اگر اسے اپنے گھر یا سماج میں اچھوت بن کر رہ جانے کا خوف ہو تو وہ اسے چھپا سکتا ہے، اہل خانہ اور متعلقین کو مطلع کرنا ضروری نہیں۔

۲- ڈاکٹر راز داری برتے، کیونکہ راز افشاء ہونے کی صورت میں اس کے ساتھ بدسلوکی ہوسکتی ہے۔

۳- اہل خانہ، متعلقین اور سماج کی شرعی ذمہ داری ہے کہ اس کو تنہا نہ چھوڑے، اس کا علاج کرائے، اسے اچھوت نہ سمجھے، کیونکہ حقوق مسلمین، مثلاً تیمارداری، غسل اور کفن دفن فرض ہیں، اسے چھوڑنا جائز نہیں، ایسے ہی عیادت مریض کی شارع نے جتنی ترغیب دی ہے اور ابھارا ہے، اسے بھی ترک کرنا مناسب نہیں، شرع میں وبا کی جگہ آنے کی جو ممانعت وارد ہوئی ہے اس سے اس شخص کو منع کرنا ہے جو دوسری جگہ ہو اور طاعون کی جگہ پر آئے، لیکن طاعون کی جگہ کے لوگ ایک دوسرے کے پاس آ جا سکتے ہیں، اور ایک دوسرے کی عیادت وتیمارداری کر سکتے ہیں، یہ اس ممانعت میں سے نہیں جو حدیث میں ہے، بھلا وہ فرض کیسے چھوڑا جا سکتا ہے جسے شارع نے فرض کیا، جس کی ترغیب دی، جس پر ابھارا، عدوی (چھوت) کا جو ذکر ہے وہ امر موہوم ہے، ان امور غیبیہ میں سے ہے جن کا علم اللہ ہی کو ہے، اگر کسی شخص میں اس کا وجود ہو جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے کے حق میں بھی ایسا ہی ہوگا (المعیار المعرب والجامع المغرب عن فتاوی اہل افریقیہ والاندلس والمغرب ۱۱ر ۳۵۸)۔

۴- ایڈز کا کوئی مریض جو اپنے مرض کی نوعیت سے واقف ہو، خون وغیرہ دے کر یا کسی بھی طریقہ سے اپنا مرض دوسرے تک منتقل کرنے کی کوشش کرے، خواہ بامقصد یا بلا ارادہ اور وہ دوسرا شخص ایڈز کا مریض ہو گیا، تو یہ شخص قابل سزا نہیں، کیونکہ یہ بات قطعی نہیں ہے کہ خون وغیرہ دینے سے دوسرا بیمار ہی پڑ جائے، محض امکان ہے کہ اسی کی وجہ سے وہ ایڈز کا مریض ہو گیا ہو، اور یہ بھی امکان ہے کہ خود اس میں ایڈز کے جراثیم رہے ہوں، پہلے شخص کے مانند یہ بھی بیمار ہوا ہو۔

Marfat.com

البتہ احقر کا خیال یہ ہے کہ بامقصد ایسا کرنے پر وہ عنداللہ گنہگار ہوگا، کیونکہ دوسرے کو ضرر پہنچانے کی کوشش کی، لیکن دنیوی کوئی حکم اس پر عائد نہ ہوگا۔

۵- اگر ایڈز کا مرض، عام مشاہدہ وتجربہ کے مطابق، جنون، جذام اور برص کی طرح انسانی طبائع کے لئے قابل نفرت بن چکا ہو اور بغیر ضرر کے عورت کے لئے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا ممکن نہ ہو تو امام محمدؒ کے قول کے مطابق اور یہی مفتی بہ ہے، عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

جب یہ ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ اس کے ساتھ رہنے کا تحمل نہ ہو، کیونکہ اب بیوی کو شوہر کے اس (جنون وغیرہ) کی وجہ سے شوہر سے اپنا حق حاصل کرنا دشوار ہوگیا، لہذا یہ بیماری مجبوب اور عنین کے درجہ میں ہوگئی (کفایہ علی فتح القدیر ۴/ ۱۳۴، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: ہدایہ ۲/ ۴۲۲، البحر الرائق ۴/ ۱۲۶، طحطاوی ۲/ ۲۱۳، مجموعی تسلی بخش بحث کے لئے دیکھئے: مولانا عبدالصمد رحمانی کی کتاب الفسخ والتفریق ۷۹ تا ۸۵)۔

۶- ایڈز کی مریضہ اگر حاملہ ہوجائے تو اس خوف سے پیدا ہونے والے بچہ کو بھی ایڈز منتقل ہونے کا اندیشہ ہے، اسقاط نہیں کراسکتی، کوئی اسے شرعاً مجبور بھی نہیں کرسکتا، منتقل امر موہوم ہے، امر موہوم پر مسائل کا مدار نہیں ہوتا۔

۷- ایڈز کے مریض بچوں اور بچیوں کو اسکول و مدارس میں داخلے سے محروم کرنا شرعاً درست نہیں، منتقلی کا خطرہ شرعاً غیر معتبر ہے۔

البتہ اگر ان کا مرض ظاہر ہوچکا ہو اور ان کی وجہ سے خلفشار و انتشار پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو خوبصورتی سے ٹالا جاسکتا ہے۔

۸- ایڈز، طاعون و کینسر جیسے امراض جب طبی لحاظ سے ناقابل علاج مرحلہ میں داخل ہوجائیں اور ہلاکت کا امکان غالب ہو، مرض برابر بڑھ رہا ہو، مریض اس حالت کو پہنچ جائے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا اس کے لئے شرعاً جائز ہوجائے تو احقر کے خیال میں ایسے مریض کے لئے مرض وفات وموت کے احکام جاری ہوں گے۔

Marfat.com

''ہدایہ'' میں ہے:

کبھی کبھی فرار کا حکم ان چیزوں کی وجہ سے بھی ہوتا ہے جو یقینی و غالب موت کے معاملے میں مرض کی طرح ہوں اور جس چیز میں موت سے بچ جانا غالب ہو، اس کے لئے فرار کا حکم ثابت نہیں ہوگا (ہدایہ ۲/ ۳۹۲ باب طلاق المریض)۔

''کفایہ'' میں ہے:

ہر وہ چیز جس میں ہلاک ہو جانا غالب ہو، وہ مرض الموت کے حکم میں ہے (کفایہ علی فتح القدیر ۴/ ۸)۔

''درمختار'' میں مرض الموت کی تشریح یوں کی گئی ہے کہ وہ مرض معتبر ہے جو دبلا و کمزور کرنے والا اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کو جائز کرنے والا ہو (درمختار ۲/ ۵۶۵)۔

۹- طاعون یا اس کے مثل وبائی امراض کے پھیلنے کی صورت میں حکومت کی طرف سے اگر کسی علاقہ میں آمدورفت کی پابندی لگتی ہے تو شرعاً جائز ہے، البتہ ضرورت و حاجت کے مواقع اس سے مستثنیٰ رہیں گے، (مسلم ۲/ ۲۲۸ باب الطاعون) کی حدیث پچھلے صفحات میں گذر چکی ہے۔

۱۰- طاعون زدہ یا وبائی امراض میں گرفتار علاقہ کے جو لوگ اپنی کسی ضرورت سے باہر چلے گئے تھے اگر باہر ان کا قیام ممکن نہ ہو یا وبائی علاقہ میں ان کے اہل و عیال ہوں اور ان کو اس کی ضرورت ہو، یا کوئی اور وجہ ہو جس کی وجہ سے آنے کی ضرورت ہو تو آسکتے ہیں، اسی طرح باہر کے جو لوگ طاعون زدہ علاقہ میں کسی کام سے آگئے ہوں وہ کام ختم کر کے واپس جاسکتے ہیں، اسی طرح جس مریض کی نگہداشت کا مناسب انتظام نہ ہو پا رہا ہو، اسے بھی دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے۔

یہ سب مواقع ضرورت ہیں، ممنوع آمدورفت میں داخل نہیں ہیں، چنانچہ حدیث نبوی ہے:

معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس باتوں کی نصیحت

Marfat.com

فرمائی...... (ان میں سے ایک یہ کہ) جب لوگ موت میں مبتلا ہو رہے ہوں اور تم ان میں ہو تو وہیں رہو (مشکوۃ ۱/ ۱۸)۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

''وبائی جگہ سے نکلنے یا وہاں جانے کی ممانعت کا محل یہ ہے کہ نکلنے یا جانے کی ضرورت نہ ہو، ورنہ ضرورت پڑنے پر نکلنے اور داخل ہونے میں کوئی گناہ نہیں ہے، جیسا کہ ظاہر ہے'' (مرقاۃ المفاتیح ۱/ ۲/ ۱۳۲)۔

افشائے راز اور غیبت کے احکام

افشائے راز اور دوسرے کا عیب کھولنا جسے غیبت سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے، بعض صورتوں میں جائز ہوتا ہے، بعض میں نہیں، علامہ محمود آلوسی، آیت کریمہ: ''و لا یغتب بعضکم بعضا الخ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''کبھی کبھی غیبت واجب ہوتی ہے اسی غرض صحیح شرعی کے لئے جس تک بلا غیبت نہ پہنچا جا سکے، یہ چھ اسباب میں منحصر ہے:

۱- ظلم کو دفع کرنے کے لئے ظالم کی شکایت اس شخص کے سامنے کرنا جو اس کے ظلم کے ازالہ یا تخفیف پر قادر ہو۔

۲- منکر و ممنوع کو بدلنے کے لئے اس شخص سے مدد مانگنے کی خاطر جو ازالہ منکر پر قادر ہو۔

۳- استفتاء کے لئے، چنانچہ مستفتی کے لئے جائز ہے کہ وہ مفتی سے کہے مجھ پر فلاں نے اس طرح ظلم کیا ہے، کیا اس کے لئے جائز ہے؟ یا یوں کہے کہ میرے حق کی تحصیل کا کیا طریقہ ہے وغیرہ وغیرہ، اور افضل یہ ہے کہ ابہام سے کام لے۔

۴- مسلمانوں کو شر سے بچانے کیلئے، جیسے گواہوں، راویوں اور مصنفین اور ان لوگوں

Marfat.com

پر جرح جو صلاحیت نہ ہونے کے باوجود فتوی نویسی یا پڑھانے میں لگے ہوں، پس بالا جماع جائز ہے، بلکہ واجب ہے اور جیسے بلا طلب مشورہ، کسی شادی کا ارادہ رکھنے والے کو مشورہ دینا یا جو شخص کسی دینی یا دنیاوی معاملہ میں کسی کے ساتھ مصاحبت واختلاط رکھنا چاہتا ہے اسے رائے دینا، البتہ بقدر کفایت پر اختصار کرے، مثلاً وہ تمہارے لئے ٹھیک نہیں ہے، اتنا کہنا کافی ہو تو یہی کہے اور ایک عیب یا دو عیب ذکر کرنے کی ضرورت ہو تو ذکر کردے، لیکن جتنا کافی ہو اس سے زیادہ جائز نہیں، اسی طرح جو شخص کسی صاحب ولایت واقتدار میں جو قابل اعتراض بات جانے، جیسے فسق یا غفلت وغیرہ، تو اس کا ذکر اس شخص سے کرنا واجب ہے جو اس کو معزول کرنے پر قادر ہو اور کسی دوسرے جو اس سے خالی ہو، کے مقرر کرنے پر قادر ہو، یا اس کی خیر خواہی کے لئے، یا اسے درستگی پر ابھارنے کیلئے۔

۵- جو لوگ کھلم کھلا اپنے فسق کا اظہار کریں جیسے ٹیکس وصول کرنے والے، اور علی الاعلان شراب نوشی کرنے والا، تو ان کا ذکر ان چیزوں میں جائز ہے جنہیں وہ کھلم کھلا کر رہے ہوں، نہ ان کے علاوہ میں، الا یہ کہ کوئی دوسرا سبب ہو۔

۶- تعارف کے لئے جیسے کسی کا لقب اعور (یک چشم) اور اعمش (چندھا) ہو تو انہیں الفاظ میں ان کا تعارف کرایا جاسکتا ہے۔ اگرچہ ان کے بغیر تعارف ممکن ہو، لیکن اولی یہ ہے کہ ان القاب کے علاوہ سے تعارف ممکن ہو تو انہیں سے کرایا جائے، اور تعارف کا قصد ہونا چاہئے نہ کہ تنقیص کا، مذکورہ چھ مواقع سے زائد کی حرمت پر اجماع ہے، ان پر وہ احادیث دلالت کرتی ہیں جو اپنی اپنی جگہ مذکور ہیں، جیسے وہ احادیث جو غیبت کے قبح اور اس کے گناہ عظیم ہونے پر دلالت کرتی ہیں'' (روح المعانی ۲۶/۱۶۱)۔

نیز یہی بات علامہ نووی نے شرح مسلم (۲/ ۳۲۲) میں، امام غزالیؒ نے احیاء العلوم (۳/ ۱۴۸) اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ البالغہ (۲/ ۲۰۲) میں لکھی ہے۔

ان تفصیلات کے بعد سوالات کے جوابات ملاحظہ کریں:

Marfat.com

۱، ۲، ۳- کسی شخص کے فطری عیوب اور عملی عیوب میں فرق کیا جائے گا، بصارت ختم ہو جانا، کسی ایسی بیماری کا پتہ لگنا جس سے ناقص الاعضاء بچے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، یا مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہ ہونا، کوئی اندرونی مرض یا عیب ہونا، فطری اور قدرتی عیوب میں داخل ہیں۔

شرابی، چور یا زانی ہونا، فاسق وفاجر ہونا، عملی عیوب میں داخل ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات میں فریق ثانی کے جن عیوب کا فریق اول کی خیر خواہی کے جذبہ سے، نہ کہ فریق ثانی کو نقصان وایذا رسانی کے لئے، ذکر کر دینے کی اجازت دی گئی وہ سارے وہ عیوب ہیں جن کا عمل سے تعلق ہے۔

لہذا احقر کا خیال یہ ہے کہ فطری اور قدرتی عیوب بغیر پوچھے نہ بتائے جائیں اور پوچھنے پر دونوں طرح کے عیوب بتائے جا سکتے ہیں، جذبہ خیر خواہی کا ہو، کسی کو نقصان پہنچانے کا نہ ہو، اگر چہ ایک فریق کو نقصان پہنچ کے رہے گا، مگر اس کی پروا نہیں کی جائے گی۔

"تحذیر المسلم من الشر" کا مقصد ہے، اسے بہر حال کرنا ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"وہ شخص جو شادی کے لئے مشورہ مانگے، یا کسی کے پاس امانت رکھنے کے متعلق مشورہ چاہے تو وہ جو جانتا ہے، بتا دے، اس میں مشورہ چاہنے والے کی خیر خواہی متصور ہو، غیبت متصور نہ ہو، پس اگر جانے کے محض اتنا کہہ دینے سے شادی کا ارادہ ترک کر دے گا کہ "وہ تمہارے لئے ٹھیک نہیں" تو یہی واجب ہے کیونکہ یہی کافی ہو گیا، اور اگر جانے کہ عیب کی صراحت کئے بغیر، شادی سے نہیں رکے گا تو صراحت کر دے" (احیاء العلوم ۳/۱۴۹)۔

ایسے موقع پر راز داری کذب بیانی شمار ہوگی۔

۴- بینائی متاثر ہونا، معلوم ومشاہد چیز ہوگی، اس کا نقصان بھی ظاہر ومعلوم ہے، اس لئے ڈاکٹر ازالہ ضرر کے لئے متعلقہ محکمہ کو ڈرائیور کی بینائی کی اطلاع دے سکتا ہے، ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش بھی کر سکتا ہے، ملازمت خطرہ میں پڑنے سے، ڈرائیور اور اس کے

Marfat.com

گھر والوں کی معاشی پریشانی کی پروانہیں کی جائے گی، کیونکہ یہ مشہور قاعدہ ہے کہ اگر دو خرابیاں ٹکرا جائیں تو جو ضرر کے اعتبار سے بڑی ہو ہلکی کا ارتکاب کر کے اس کی رعایت کی جائے گی (شرح المجلہ ص ۳۲)۔

لیکن غالباً اس کی نوبت نہیں آئے گی، کیونکہ جب بینائی اس حد تک پہنچ جائے گی تو وہ خود ہی گاڑی چلانا بند کر دے گا، یا اس کے گھر والے روک دیں گے، کیونکہ دوسروں کی جان کے ساتھ خود اس کی جان کو بھی خطرہ ہوگا۔

۵- راز داری جائز نہیں، متعلقہ محکمہ کو خبر دینا ضروری ہوگا۔ بقول علامہ آلوسی:

''غرض صحیح شرعی کے لئے کبھی کبھی غیبت واجب ہو جاتی ہے..... جیسے مسلمانوں کو شر سے بچانا'' (روح المعانی ۲۶/۱۶۱)۔

۶- بچے کے بارے میں حکومت کے متعلقہ محکمہ کو خبر کر دینا ضروری ہے، راز داری جائز نہیں ہے، جہاں تک اس عورت کا تعلق ہے، اس میں دو صورتیں ہیں:

الف- اگر اس نے بچے کو ایسی جگہ چھوڑا ہے جہاں اس کے زندہ بچ جانے کا امکان غالب ہے کہ کوئی ضرور دیکھ لے گا اور اٹھا لے گا، تو عورت کی راز داری کر سکتا ہے، اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے:

''حدود میں شہادت کے معاملے میں گواہوں کو پردہ پوشی اور اظہار کے درمیان اختیار ہے، اس لئے وہ دو نیکیوں کے درمیان ہیں، اظہار کرنے سے حدود قائم ہوں گی، یہ بھی نیکی ہے اور پردہ پوشی سے مسلمان رسوائی اور بے عزتی سے بچے گا، یہ بھی نیکی ہے، لیکن پردہ پوشی کرنا افضل ہے'' (ہدایہ ۳/ ۱۳۸)۔

ب- اگر ایسے خطرہ کی جگہ چھوڑا ہے جہاں اس کے ہلاک ہو جانے کا غالب گمان ہے تو عورت کی راز داری نہ کرے، بلکہ متعلقہ محکمہ کو عورت کے متعلق بھی خبر کرنا ضروری ہے، کیونکہ:

''الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف'' (شرح المجلہ ۳۲)۔

Marfat.com

(ضرر شدید ضرر خفیف سے زائل کیا جائے گا)۔

۷- مسلمان ڈاکٹر اپنے مریض کے لئے یہ طریقہ علاج استعمال نہیں کرسکتا، کیونکہ بوقت ضرورت تداوی بالحرام کی اجازت، بیماری کے لئے ہے، اور نشہ کا عادی ہونا لت ہے، کوئی بیماری نہیں ہے کہ دیگر علاجوں سے مایوس ہونے کے بعد تداوی بالمحرم کی اجازت ہو (ہکذا مستفاد من ردالمحتار ۱/ ۱۵۴، ۴/ ۲۳۹، الفتاوی الہندیہ ۵/ ۳۵۵)۔

۸، ۹- ایسے افراد کی رازداری جائز نہیں ہے، متعلقہ محکموں کو خبر کرنا ضروری ہے۔

۱۰- چونکہ تعدیہ لازم نہیں، اس لئے رازداری برتے، متعدی امرض کے احکام کے تحت تفصیلی بحث پچھلے اوراق میں گذر چکی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

علاج، معالج اور بیماریاں اور اس کے اصول وضوابط

مفتی عزیز الرحمٰن مدنی ☆

مشہور مقولہ ہے جس کو غلطی سے حدیث قرار دیا ہے، علامہ طاہر پٹنی نے ''تذکرۃ الموضوعات'' میں اس کو موضوع قرار دیا ہے، تاہم اس کے مقولہ ہونے سے انکار نہیں، وہ مقولہ ہے: العلم علمان، علم الأدیان وعلم الأبدان، علم ادیان کا تعلق صحت اعمال، صحت عقائد سے ہے جبکہ علم الابدان کا تعلق انسان کے جسم سے متعلق صحت اور مرض سے ہے۔

بیماریاں:

انسان کے دنیا میں آنے کے ساتھ ہی اس کے جسم کو عوارضات لاحق ہوتے رہے ہیں، جن کا تعلق آب وہوا، خوراک اور خود انسان کے تخیلات فاسدہ اور اعمال کی بے اعتدالیوں سے ہے، زمانہ قدیم سے یہ ہوتا رہا ہے کہ ہر انسان نے اپنی طبیعت اور مزاج کی ناسازی (جس کو بیماری کہا جاتا ہے) اگر خود نہیں جانتا تو اس کے دفعیہ کے لئے اپنے قریبی زیادہ واقف کار سے اس کا ذکر کیا ہے اور اس واقف کار نے اپنے تجربہ اور واقفیت سے اس کا ازالہ کیا ہے، اسی کا نام علاج ہے، حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے:

''قال رسول اللہ ﷺ: ما أنزل اللہ داء إلا أنزل له شفا'' (بخاری)۔

(حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری بھیجی اس کی شفا بھی بھیجی)۔

☆ مفتی، دار الافتاء بجنور۔

Marfat.com

شفا سے مراد دوا اور علاج ہے، پہلے حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس کا علم ہوا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''إن نبی الله سليمان كان إذا قام يصلی رأی شجرة ثابتة بين يديه فيقول لها ما اسمک فتقول كذا، فيقول لأی شئ أنت فتقول لكذا''۔

(اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو کوئی درخت ان کے سامنے ہوجاتا آپ اس سے دریافت کرتے تیرا نام کیا ہے؟ وہ درخت کہتا فلاں اور کس مرض کے لئے ہے تو کہتا اس مرض کے لئے)۔

اس باب میں جناب رسول اللہ ﷺ سے بہت امراض کی بہت ادویہ منقول ہیں، اس کے بعد تجربات کی راہیں کھلیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام سے لوگوں نے سیکھا اور تجربات کئے، اس طرح علاج کا میدان بہت وسیع ہوگیا، ایک مرتبہ حضرت عروہ نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آپ کو فن طب میں بہت واقفیت ہے یہ آپ کو کہاں سے حاصل ہوئی، فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ سے، علامہ سیوطی نے فرمایا: ''اطباء عرب وعجم نے حضرت عائشہؓ کے ذریعہ بہت علم طب حاصل کیا'' (مرقاۃ ۷/۳۳۹)۔

ان معروضات سے اس قدر ثابت ہے کہ علاج، تعلیم وتجربات اور کسی کی زیر نگرانی تربیت سے حاصل ہوتا ہے، ادویہ کے ذریعہ مریض کی طبیعت کے دفاع کو قوت دی جاتی ہے، جہاں مریض میں قوت مدافعت پیدا ہوجاتی ہے، مرض کمزور پڑجاتا ہے، اور صحت حاصل ہوجاتی ہے۔

طبیب حاذق وجاہل

موطا امام مالک میں حضرت زید بن اسلم کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی کے زخم آیا اور خون منجمد ہوگیا، ایک آدمی دو معالجوں کو بلا کر لایا آپ نے فرمایا تم میں کون زیادہ طبیب ہے؟ اس روایت سے ثابت ہے کہ علاج طبیب حاذق سے کرانا چاہئے، حاذق ماہر کو کہتے ہیں اور حذاقت، علم سیکھنے، تربیت پانے اور تجربات سے حاصل ہوتی

Marfat.com

ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من تطبب الناس ولم يعلم منه الطب قبل ذلک فهو ضامن" (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)۔

(جس نے لوگوں کا علاج کیا اور اس سے قبل علم طب حاصل نہیں کیا وہ ضامن ہے)۔

یہ تو علاج کا معاملہ ہے بلا واقف کار کے کسی عمل کا اعتبار نہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام نے ایک دن اپنی مزدوری لاکر پیش کی، آپ نے فرمایا کہاں سے لایا! عرض کیا کہانت کے ذریعہ سے، آپ نے وہ مزدوری صدقہ کردی اور ایک روایت ہے کہ قے کردی، آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا یہ علم کہانت میں نقص ہے اور بعض روایات میں ہے علم حجامت میں نقص ہے، یعنی ناواقف کار کی روزی ہی حلال نہیں۔

پرانے زمانے میں طبابت دیانت دارانہ خدمت خلق تھی، روزینہ اور حصول رزق کا ذریعہ نہیں تھی، اب اس کے برعکس ہے، اسی وجہ سے علاج اور ڈاکٹر میں بہت خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں، اور یہ تجارت کا بہت وسیع میدان بن گیا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ادویہ کے ذریعہ اگر مرض ختم بھی ہوگیا، لیکن دواؤں کے ذریعہ جو مرض پیدا ہوتا ہے وہ ختم نہیں ہوتا، بلکہ مرض میں امراض پیدا ہوتے ہیں، ان خرابیوں کے سد باب کے لئے پابندیاں ضروری ہیں جو موجودہ قانون اور دستور کے مطابق رجسٹریشن اور ڈگریوں پر لگادی گئی ہیں، لیکن اس معاملہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ بعض معالج کسی ماہر فن سے تعلیم اور تربیت حاصل کرکے جو علاج شروع کرتے ہیں وہ ڈگری یافتہ اطباء سے کہیں مفسد ثابت ہوتے ہیں، علاج میں ضمان یا جرمانہ (جس کو دیت کہا جاتا ہے) اسی پر موقوف ہے، کہ معالج میں حذاقت علاج پر، خواہ ڈگری کے ذریعہ ہو یا پرائیوٹ طور پر، اگر حذاقت نہیں ہے تو نقصان کی صورت میں ضمان اور جرمانہ ضروری ہے۔

"قال الموفق لاضمان على حجام ولا ختان ولا متطبب إذا عرف منهم حذق الصنعة لم تجن أيديهم" (اوجز المسالک ص ۵/۴۵۱)۔

Marfat.com

علاج اور آپریشن میں اجازت کا معاملہ حالات پر موقوف ہے، ضمان اور سزا کا معاملہ حذاقت اور دیانت پر موقوف ہے۔

متعدی امراض

متعدی امراض، یعنی چھوت کی بیماریاں جو نزدیکی اور مخالطت سے ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہیں، مثلاً طاعون، جذام، چیچک، خارش اور موجودہ زمانہ میں ایڈز جس کو بہت خطرناک بیان کیا جاتا ہے، غرض کہ متعدی امراض بعض دفعہ وباء کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، مثلاً آشوب چشم، کالا بخار، ہیضہ وغیرہ، اس قسم کے مریضوں سے احتیاط اور بچنا لازم ہے، احادیث اور سیرت پاک میں اس کی بہت مثالیں اور تعلیمات موجود ہیں۔

''بخاری و مسلم'' میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ پر اور تم سے پہلوں پر نازل کیا گیا ہے، جب تم سنو کہ کسی بستی میں طاعون ہے تو وہاں نہ داخل ہو اور اگر تم اس میں موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو'' (غالباً اس سے کہ تمہارے ساتھ دوسری جگہ منتقل نہ ہو جائے یا یہ کہ تقدیر الٰہی سے فرار جائز نہیں)۔

صحیح مسند سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ جب ملک شام تشریف لے گئے تو وہاں حضرت ابوعبیدہ نے ان کو خبر دی کہ ملک شام میں (فلاں جگہ) وباء پھیلی ہے، آپ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا: تمام مہاجرین کو بلالو، ان سے مشورہ لیا گیا تو ان میں اختلاف ہوا کہ داخل ہونا چاہیے، بعض نے منع کیا، اس کے بعد حضرات انصار کو طلب کیا گیا ان میں بھی یہی اختلاف ہوا، پھر آپ نے مشائخ قریش کو طلب کیا، انہوں نے کہا وہاں نہ جانا چاہیے، تب حضرت عمر نے وہاں سے واپسی کا اعلان کر دیا، اس وقت حضرت ابوعبیدہ نے کہا: کیا آپ تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف جاتے ہیں اور فرمایا کہ کاش کہ یہ بات کوئی دوسرا کہتا، اور فرمایا اگر تمہارے پاس دو اونٹ ہوں اور ایک کو خارش ہو تو کیا اس کو دوسرے سے علاحدہ رکھتے ہو یا نہیں؟ عرض کیا ہاں، فرمایا یہ بھی تقدیر ہے، اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن

Marfat.com

عوف آئے اور انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث روایت کی:

"إذا كان بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا منه، وإذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه"

(جب تم ایسی جگہ ہو کہ وہاں طاعون ہو تو وہاں سے نہ بھاگو اور جب تم سنو کہ فلاں جگہ طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ)۔

"صحیح مسلم" میں ہے: حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں: وفد ثقیف میں ایک مجذوم تھا وہ بھی حاضر خدمت ہوا، آپ ﷺ نے اس کو فرمایا جاؤ، ہم نے تم کو بیعت کر لیا۔

اور "بخاری شریف" میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ مجذوم سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے۔

"سنن ابن ماجہ" میں ہے: "جب حضور ﷺ مجذوم کو دیکھ لیتے تو اس کو چھوتے نہیں تھے، اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے: مجذوم سے بقدر ایک نیزہ یا دو نیزہ کے فاصلہ سے بات کرو"۔

سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک عورت سے نکاح کیا بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے جسم پر سفید داغ ہے تو آپ ﷺ نے اس کو طلاق دے دی۔

ان تمام احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ جو امراض متعدی ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہئے، اطباء کے نزدیک علاج کی ایک قسم پرہیز بھی ہے، ایسے ہی امراض میں سے ایڈز بھی ہے، اسی کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا موقع بھی ہے یا کوئی اور اصلاحی صورت ہے، وہاں اجتناب بھی نہ کرنا چاہئے۔

"سنن ابن ماجہ" میں ہے: جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور کھانے کے پیالہ میں داخل کر دیا اور فرمایا: کھاؤ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے (مشکوٰۃ)۔

اس سے ثابت ہے کہ جہاں احتیاط کی تعلیم ہے وہاں نفرت سے بھی ممانعت ہے،

Marfat.com

موجودہ زمانہ میں ایسے مرض بھی تو دور ہوتے ہیں ان کو دوسرے درجہ کا شہری قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اطباء اور ڈاکٹروں اور دیگر ذمہ داروں کو ہدایت

ایسے امراض اور عیوب جو نظروں سے پوشیدہ ہوتے ہیں، مثلاً ایڈز وغیرہ ایسے لوگوں کے معاملات جب دوسرے لوگوں سے پیش آئیں، مثلاً شادی نکاح وغیرہ تو ایسے مواقع پر جانکار لوگوں کی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ ضرورت پڑنے پر وہ عیب پوشی نہ فرمائیں، بلکہ ظاہر کردیں؛ ایسی صورت میں ایک فریق کو دوسرے کی مضرت سے روکا جانا ہے، جہاں منفعت اور مضرت جمع ہوجائیں وہاں مضرت کے پہلو کو ترجیح حاصل ہوتی ہے، اس کی مثالیں بھی اسلامی شریعت میں موجود ہیں، امام غزالیؒ نے ''احیاء علوم'' میں ذکر فرمایا ہے:

۱-وكذلك من اشترى مملوكا وقد عرفت المملوك بالسرقة أو بالفسق أو بعيب آخر فلك أن يذكر ذلك له بدعته، وفسقه، فإن في سكونك ضرر المشتري وفي ذكرك ضرر العبد والمشتري أولى۔

۲-وكذلك المستشار في التزويج وإيداع الأمانة له أن يذكر ما يعرفه، على قصد النصح۔

۳-جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''من ألقى جلباب الحياء عن وجهه فلا غيبة له''، اور حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''ليس لفاجر حرمة'' (احیاء علوم ۳/ ۱۵۰)۔

ان تصریحات سے ثابت ہے کہ دوسروں کو ضرر سے بچانا چاہئے، اس لئے پوشیدہ امراض یا عیوب کو ظاہر کردینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

Marfat.com

علاج ومعالجہ میں ڈاکٹر کی شرعی ذمہ داریاں

مولانا محمد نعیم الدینؒ☆

محور اول

۱- جو شخص قانونا کسی مرض کا علاج کرنے کا مجاز نہیں، یعنی اس کو سرکاری سرٹیفکٹ حاصل نہیں ہے، لیکن اپنا ذاتی مطالعہ اور تجربہ وخداداد دست شفا حاصل ہے، اطراف وجوانب میں وہ اس مہارت پر مشہور ومعروف ہوگیا اگر اس شخص نے کسی مریض کے کہنے پر اس کا علاج کیا تو اس کا یہ علاج کرنا جائز ہے، اور اگر کبھی کبھار اتفاقی طور پر اس کے علاج سے مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچا، یا اس میں اس کا انتقال ہوگیا تو اس پر کوئی ضمان یا تاوان لازم نہیں ہوگا (کذا فی الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴/ ۲۶)۔

لیکن اگر وہ پورا تجربہ کار نہیں، اور ذاتی مطالعہ میں بھی پوری واقفیت نہیں رکھتا، بلکہ روپیہ کمانے کے لئے یا شہرت حاصل کرنے کے لئے علاج کرے، اور مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچے یا انتقال ہوجائے تو اس پر ضمان وتاوان شریعت غرہ کے مطابق لازم آئے گا۔

جب استعمال کرے آدمی اپنا حق لوگوں کے عرف میں جو معتاد ہے اس کے غیر طریقہ پر، پھر اس پر غیر کے لئے ضرر مرتب ہو تو اس ظلم سے اس کو روکا جائے گا اور بدلہ دیا جائے گا ضرر پہنچنے والے کو اس چیز کا جو اس کو نقصان پہنچا (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴/ ۳۵)۔

۲- سوال میں جس ڈاکٹر کا ذکر ہے اگر کسی مریض کا علاج کرے، لیکن اس نے طبی

☆ سابق امیر شریعت آسام۔

Marfat.com

احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں تو یہ ظلم ہے، اور مریض کو پہنچنے والے نقصان یا اس کی جان کے تاوان کی ضمانت ڈاکٹر پر لازم ہوگی، جیسا کہ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴/۳۶) میں ہے:

''پانچواں قاعدہ استعمال کرنا حق کا اچھی طرح سے نہ کر کے، یا تو خطا کے ساتھ جب انسان اپنے حق کو استعمال کرے اس طریقہ پر جس میں احتیاط اور حفاظت و تحقیق نہ ہو، اور غیر کو ضرر پہنچادے، اور یہ خطا کے ساتھ معروف ہے، تو وہ ظلم کرنے والا ہوگا، اور اس کے اس قصور کا اس سے سوال کیا جائے گا، سو یہ سب کا سب برائی ہے حق کو استعمال کرنے میں، پس اس پر اس ضرر کا عوض دلوانا مرتب ہوگا جو غیر کو پہنچایا، کیونکہ اس پر تحقیق کرنا و ہوشیار رہنا اور حفاظت کرنا، اسکے ہر قصد و ہر کام کرنے میں اس پر واجب تھا، جب اس میں کوتاہی کرے گا، تو اپنے فعل کے نتیجہ کو اپنے اوپر اٹھائے گا، یہ حکم لوگوں کے خون اور مال کی حفاظت کے لئے ہے''۔

لیکن جس کام میں ڈاکٹر کے لئے مشقت ہو اور عادتاً جس ضرر سے مریض کو بچانا ممکن نہیں اس جیسی چیز میں ڈاکٹر پر کوئی تاوان لاحق نہ ہوگا، جیسا کہ (فقہ الاسلامی وادلتہ ۴/۳۷) میں ہے:

''اور یہ قاعدہ دو حالتوں میں شامل نہیں کیا جائے گا: پہلی حالت جب کہ حق استعمال کرنے میں احتراز کرنا یا تحقیق کرنا عادتاً ممکن نہ ہو، جیسا کہ وہ طبیب جو اپنے آپریشن کا عمل معتاد طریقہ پر کرتا ہے، سو یہ عمل ایک عضو یا جان کی ہلاکت کی طرف پہنچادے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، دوسری حالت جب کسی شخص نے ان تمام احتیاطوں کو اختیار کیا اور اس کے باوجود مریض کو نقصان پہنچا تو وہ ضامن نہیں ہوگا''۔

۳- اگر ڈاکٹر تجربہ کار قانوناً علاج و معالجہ کا اجازت یافتہ اور آپریشن کرنے کا تجربہ کار بھی ہے، اور تجربہ و مشاہدہ ہے، اگر قریبی اعزہ سے اجازت لینے میں جو دیر لگے گی اس سے اس جیسا مریض بدون آپریشن ہلاک ہونے کے قریب ہو جائے گا، لہٰذا ڈاکٹر اپنے تجربہ کی بنا پر حسن نیت سے آپریشن کرے، اور اتفاقاً وہ مریض فوت ہو گیا یا اس کا آپریشن شدہ عضو بے کار ہو گیا، تو اس

Marfat.com

صورت میں اس مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ضمان نہیں آئے گا۔

"والدلیل کما مر فی الجواب الثانی"۔

لیکن اگر ڈاکٹر نے کسی قسم کی خودرائی اور بے جادست اندازی کر کے آپریشن کیا اور مریض و اقرباء مریض کے موجود ہونے کے باوجود ان کی اجازت حاصل نہیں کی تو اس جیسی صورت میں ڈاکٹر کو علی حسب القانون الشرعی ضمان یا عوض دینا لازم ہوگا۔

نیز "الفقہ الاسلامی وادلتہ" کے مصنف علامہ زحیلی نے مزید فرمایا:

"اور دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے واجب قرار دیا نقصان کے عوض کو قتل خطاء میں دیت کے ذریعہ سے، اور حضور ﷺ نے منع فرمایا نقصان پہنچانے سے، گذری ہوئی حدیث میں کہ "خود ضرر میں مبتلی نہ ہو اور دوسرے کو بھی ضرر نہ پہنچائے" اور ضرر کو دفع کرنے کی صورت نہیں ہے عوض اور ضمان واجب قرار دینے کے علاوہ"۔

۴- اس صورت مسئلہ میں اگر ڈاکٹر کا اس مریض کا محسن ہونا پہلے سے ثابت ہو چکا ہے اور مریض کے اقرباء وغیرہ کو ہمیشہ سے اس کو اختیار دیتے ہوئے علاج و معالجہ کرانے کا ثبوت ہے تو اس صورت میں مریض کو ضرر پہنچنے کا ضامن نہیں قرار دیا جائے گا، کیونکہ اس صورت میں ڈاکٹر اس مریض کی خیر خواہی کے ساتھ علاج ضرور کرے گا، اور حتی المقدور احتیاطی طریقہ ضرور بالضرور اختیار کرے گا۔

اگر ایسا نہ ہو تو ڈاکٹر کو ضامن قرار دیا جائے گا، اور مریض کو پہنچنے والے نقصان کا تاوان اس پر شرعا لازم ہوگا، جیسا کہ (فقہ الاسلامی وادلتہ ۴؍۷۳) میں ہے:

"اس قاعدہ کی بنیاد یہ ہے کہ حق کو استعمال کرنے میں خطا سے پیدا ہونے والا نقصان، چاہے یہ حق شارع کے اذن سے ثابت ہوا ہو، یا عقد کے ذریعہ سے، یا تو ان دونوں کے علاوہ حق کو صادر کرنے میں کیونکہ حقوق کا استعمال مقید ہے سلامت کی شرط کے ساتھ، جیسا کہ فقہاء نے ثابت کیا ہے اور اس لئے کہ لوگوں کا مال و متاع اور دم و خون محفوظ ہے، کسی حالت میں ضائع نہیں

Marfat.com

کیا جائے گا، سو واجب ہے اس کا ضمان، اور جو نقصان پہنچا ہے اس کا عوض دینا''۔

محور دوم

۱- جس مریض میں ایڈز کے جراثیم پائے گئے ہیں اس کے لئے احتیاطاً ضروری ہے کہ اپنے اہل خانہ اور متعلقین کو اس سے مطلع کرے، کیونکہ مریض کا نقصان خاص اپنے لئے، اور ان کی وجہ سے تمام گھر والے اور متعلقین وغیرہ کا نقصان زیادہ اہمیت رکھتا ہے، ایک کی وجہ سے تمام اہل خانہ و متعلقین کا نقصان شریعت برداشت نہیں کرسکتی، جیسا کہ ''الاشباہ والنظائر'' میں ہے:

''ضرر عام کے دفع کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا، اور یہ مقصد اصولیین کے قول میں کہ ضرر کو زائل کیا جائے گا اس کے مانند دوسرے ضرر سے''۔

نیز حضور ﷺ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ بیماری ایک سے دوسرے میں خود بخود تجاوز نہیں کرتی ہے بلکہ بحکم اللہ ہوتی ہے، اسلام کے علاوہ دوسرے تمام اقوام میں ایک کو دوسرے سے تجاوز کرنے کا اعتقاد تھا، اسی کو حضور ﷺ نے ''لا عدوی'' سے منع فرمایا، اور ایک قسم فرمان حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ جو لوگ صحت وسلامتی کے ساتھ ہیں ان پر بیماری والے پیش نہ کرو، ایسا ہی مجذوم سے بھاگنے کا فرمان ہے، شیر سے بھاگنے کی طرح، اس سے معلوم ہوا ہے کہ بیماری تو بحکم اللہ لاحق ہوتی ہے لیکن بندگان خدا کے لئے ضروری ہے کہ عموماً اسباب ہلاکت سے پرہیز اختیار کریں، اسی بنا پر طبی لحاظ سے جو بیماری عادی ہے اگر وہ کسی کو لاحق ہو جائے، تو اپنے اہل وعیال کے خیر خواہوں کو احتیاطاً خبر دینا ضروری ہے تا کہ دواؤں کا بھی انتظام کریں، اور ضروری پرہیز بھی اختیار کریں۔

اور (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۴/۵۱۹) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عدوی کی کوئی حقیقت نہیں، فتح اول سکون ثانی اور فتح ثالث کے ساتھ، اور ''قاموس'' میں ہے ''عدوی'' کے معنی فساد کے ہیں، علامہ تورپشتی نے فرمایا: وہاں ''عدوی'' کے معنی بیما

Marfat.com

کا تجاوز کرنا بیمار سے غیر کی طرف، جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں: "أعدى فلان فلا ناعن خلقه أو من عزته" اور یہ وہی ہیں جن کی طرف اطباء گئے ہیں کہ سات بیماریاں ایسی ہیں جو تجاوز کرنے والی ہیں، کوڑھ، خارش، چیچک، کھسرا، گندہ دہن، آنکھ کا دکھنا اور عام پھیلنے والی بیماریاں۔

۲۔ فی الحال بہت سارے ڈاکٹروں کے تجربہ میں نقصان پایا جاتا ہے، نیز بہت سارے امراض کی پہچان میں بھی دقت ہوتی ہے، علاوہ ازیں شریعت غرہ میں مریض کو اپنے امراض دوسروں سے بیان کرنے کے لئے کوئی التزام نہیں کیا، بناعلیہ مریض کو اپنے گھر والوں یا متعلقین کو مرض کی اطلاع دینا ضروری نہیں، کیونکہ خداوند قدوس کا فرمان ہے:

"لا يكلف الله نفسا إلا وسعها"۔

علاوہ ازیں اس جیسے مرض کے اظہار میں متعدد قسم کا حرج لازم آتا ہے نفس مریض کو بھی اور اہل خانہ ودیگر متعلقین کو بھی، اگر موازنہ کیا جائے تو دیکھا جائے گا کہ طبی حیثیت سے عادی امراض عدم احتیاط کے سبب بہت سارے تندرست اشخاص مرض میں گرفتار ہو کر ہلاکت کے گھاٹ تک اتر گئے۔

لہذا جو مبتلا ہو گیا اس کا علاج ومعالجہ محتاط انداز میں اگر کیا جائے تو دوسرے صحت مند اشخاص کو اس مہلک مرض سے نجات پانے کی امید کی جاتی ہے، بنابریں خاص نفع کے مقابلہ عام نفع کو ترجیح دیتے ہوئے ڈاکٹر کی شرعا ذمہ داری ہے، مریض ودیگر اہل خانہ کے نفع کی خاطر اس عادی مرض کا افشاء کرنا ضروری ہے کیونکہ دنیا دار الاسباب ہے، اسباب کو اختیار کر کے اللہ پر بھروسہ کرنا عبدیت کی خاصیت ہے، ادھر ندائے ربانی گونج رہی ہے:

"ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة" (یعنی اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں)۔

بنابریں اس جیسے متعدی مرض سے دوسروں کو بچانے کے لئے ڈاکٹر کا مریض کے اقرباء کو اطلاع دینا ضروری ہے۔

"لقوله عليه السلام لا ضرر ولا ضرار في الإسلام"۔

Marfat.com

(اسلام میں کسی کو نقصان پہنچانا اور کسی کو تکلیف دینا نہیں ہے)۔

۳- ایڈز اور دوسرے خطرناک متعدی امراض مثلاً طاعون وغیرہ کے مریض کے بارے میں اس کے اہل خانہ، متعلقین اور سماج کی شرعاً جو ذمہ داری ہے وہ یہ:

اولاً ہر ایک کا ایمان و اعتقاد شریعت مطہرہ کے مطابق مضبوط و پختہ کرنا چاہئے، فی الحال جو مصیبت لاحق ہوئی ہے وہ بحکم الٰہی لاحق ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"قل لن يصيبنا إلا ما كتب الله لنا، هو مولنا وعلى الله فليتوكل المؤمنون"

(تو کہہ دے ہم کو ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لئے، وہی کارساز ہے ہمارا، اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں مسلمان)۔

جس شہر میں وہ مصیبت نازل ہوئی اس شہر کے آدمی دوسرے شہر کسی ضرورت کے علاوہ مرض سے خوف زدہ ہوکر نہ بھاگیں اور دوسرے شہر والے اس مرض والے شہر میں بغیر کسی ضرورت شدیدہ کے نہ جائیں، نیز مریض کو بھی ہمت افزائی کرتے رہیں، اور صبر جمیل کی تلقین کرتے رہیں، کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ اس قسم کی بیماری میں جس کا انتقال ہوگا اس کو درجہ شہادت نصیب ہوگا، زہے قسمت اللہ جس کے لئے مہربان ہوتا ہے اس کو اسی قسم کا درجہ عنایت کرتا ہے۔

علاوہ ازیں تجربہ کار اطباء کے مشورہ سے دواؤں کا استعمال کرانا اور ضروری تمام احتیاطیں برتنا، اور خداوند قدوس سے دعا واستغفار بکثرت کرنا چاہئے۔

۴- صورت مسئلہ میں چونکہ دانستہ دوسرے کو تکلیف ونقصان اور ہلاکت جان کے قابل ولائق بنادینا مقصود ہے، لہذا ایسا فعل ظلم ہے اور وہ شرعاً حرام کا مرتکب ہے، نیز قابل تعزیر ہے اس سلسلہ میں (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴؍ ۳۲) دیکھی جائے۔

اور اگر اس نے اپنے مرض کو منتقل کرنے کا ارادہ تو نہیں کیا، لیکن وہ خوب جانتا ہے

Marfat.com

(بلحاظ طبی) کہ یہ بیماری ایک دوسرے سے تجاوز کرتی ہے، تو اس نے حضور ﷺ کے فرمان ''لاعدوی'' پر اعتقاد کر کے یہ کام کیا تو گنہگار نہیں ہوگا۔

۵- اس صورت مسئلہ میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے جس کو تفصیل کے ساتھ ملک العلماء علامہ کاسانی نے بیان فرمایا ہے (دیکھئے: بدائع الصنائع ۲/ ۳۲۷، ۳۲۸)۔

شیخین کے نزدیک فسخ نکاح کا مطالبہ کرنے کا اختیار نہیں، لیکن امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک عورت کو پورا حق ہے فسخ نکاح کا۔ اسی طرح ''شامی، ردالمحتار، البحر الرائق'' وغیرہ تمام کتب فقہ میں ہے، لیکن ''البحر الرائق'' میں اس بحث کی تحقیق کے بعد حنفیہ کا ایک فقہی قاعدہ لکھا ہے کہ قاضی کو اختیار ہے اس کا فیصلہ دینے کا، عبارت کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

''اور ہم نے لکھا ہے قواعد فقہیہ میں مذہب حنفیہ کے موافق کہ زوجین میں سے کسی ایک کو عیب کے ذریعہ سے، قاضی رد نکاح کرنے کا فیصلہ کرے تو یہ قضا نافذ ہوگا'' (البحر الرائق ۴/ ۱۲۷)۔

۶- ایڈز کی مریضہ کو اگر حمل قرار پا گیا تو اگرچہ طبی لحاظ سے مرض کا منتقل ہونا متیقن ہو لیکن شرعاً یہ ظنیات کے قبیل سے ہے اور حضور ﷺ کی حدیث تنبیہ کرتی ہے کہ ''إیاک و الظن'' نیز اعلان خداوندی شاہد ہے: ''فإذا مرضت فهو یشفین'' چونکہ ایڈز کی بیماری کا تجاوز شک اور ظنیات میں سے ہے اور قاعدہ موجود ہے: ''الیقین لا یزول بالشک'' نیز حضور ﷺ کا فرمان ہے: ''لکل داء دواء'' تو ایڈز کی بھی ضرور دوا ہے لیکن عام اطباء کو اب تک یہ دوا حاصل نہیں۔

لہذا اس صورت مسئلہ میں ایڈز کا مرض بچے کے اندر تجاوز کر جانے کے خوف سے اسقاط حمل کی تدابیر اختیار کرنا شرعاً جائز نہ ہوگا، ہاں اگر حمل چار مہینہ سے کم کا ہو تو مفاسد شتی کی رعایت کرتے ہوئے اجازت دی جا سکتی ہے۔ (ردالمحتار ۳/ ۱۷۶) میں ہے:

''کہا میں کہ حمل کے بعد اسقاط جائز ہے یا نہیں؟ ہاں مباح ہے اسقاط جب تک وہ خلقت میں نہ آئے، اور یہ خلقت جب ہی ہوگی جب ایک سو بیس دین گزر جائے (یعنی چار

Marfat.com

مہینہ) اور مشائخین کرام نے تخلیق روح کا پیدا ہو جانا مراد لیا ہے''۔

۷- چونکہ ''طلب العلم فریضة علی کل مسلم وفی روایة: و مسلمة'' حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے دینیات کا ضروری علم سیکھنا مسلمان ہر کس و ناکس پر فرض عین، جیسا کہ شامیؒ نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے (دیکھئے: شامی ۱/۳۰)۔

لہذا جو بچے یا بچیاں ایڈز کے مرض میں مبتلا ہیں ان کو مدارس و اسکول میں داخلے سے محروم کرنا درست نہیں ہوگا، جب کہ عام حالات میں اس سے دوسرے بچوں میں مرض منتقل ہونے کا خطرہ نہیں ہے، مگر صرف آپس کی لڑائی میں اس کے جسم سے خون نکل جائے اور وہ خون دوسرے بچوں کو لگ جائے اور دوسرے بچے اس کا خون چھولیں یا جنسی بے راہ روی میں مبتلا ہو کر یہ مرض دوسروں تک پہنچ جانے کے اندیشہ سے اس کو تعلیمی زندگی سے بے بہرہ کرنا کسی طرح روا نہ ہوگا، بلکہ تعلیمی ذمہ دار حضرات پر ضروری ہوگا کہ ان مریض بچے بچیوں کو ضروری احتیاط کے ساتھ تعلیمی فرائض کو انجام دینے دیں تا کہ کسی طرح مذکورہ اندیشہ کی چیزیں ان سے لاحق نہ ہونے پائے۔

۸- اس قسم کی صورت حال میں والدین، اہل خانہ اور سماج کی ذمہ داریاں جواب نمبر ۳ میں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئیں، حضور پاک ﷺ کا فرمان: ''لاعدوی'' ہے یعنی زمانہ جاہلیت میں جن لوگوں کا اعتقاد تھا کہ مرض اللہ تبارک و تعالی کے حکم سے تجاوز نہیں کرتا، بلکہ ایک مریض سے دوسرے مریض میں خود بخود تجاوز کرتا ہے، ان کے اس فاسد اعتقاد کو اس فرمان سے باطل کیا، اور یہ ظاہر کر دیا کہ مرض کا تجاوز کرنا اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، ورنہ ''فمن أعدی الأول'' یعنی پہلے شخص کو کس سے تجاوز کر کے آیا۔

اس کی مزید تفصیلات (مرقات المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ۴/۵۱۹) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

لہذا والدین، اہل خانہ اور سماج کو بھی اس قسم کے اعتقاد پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہ

Marfat.com

چاہئے، نیز اطباء کے مشورہ کو ضرور اختیار کرتے رہیں، اور خداوند قدوس سے دعا و استغفار میں مشغول ہو جایا کریں، اور وباء طاعون میں جو ذمہ داری اور اوراد و وظائف کی ہے اس کو ضروری سمجھ کر ادا کرتے رہیں۔

۹- ایڈز، طاعون، کینسر وغیرہ امراض جب طبی لحاظ سے ناقابل علاج مرحلہ میں پہنچ جائیں اور عادتاً ایسے امراض میں مبتلا مریض کی موت ہی ہوتی ہے، تو اس مریض پر مرض الموت کا حکم لگایا جائے گا، چنانچہ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴۵۰/۵) میں ہے:

''مرض موت وہ مرض ہے، جس مرض سے اطباء کی رائے کے مطابق موت کا واقع ہونا غالب ہے، یا جس مرض کا آخر انجام موت ہی ہے اگرچہ اس مرض سے موت کا واقع ہونا غالب نہ ہو، یعنی مدار حکم اس مرض سے کثرت موت پر ہے، اگرچہ غالب نہ ہو''۔

اور اس مرض پر مرض الموت کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً وہ مرض اگر کوئی ہبہ کرے اور کل مال کے ثلث سے زائد مقدار کا ہبہ ہو تو ثلث سے زائد مال میں اس کا ہبہ نافذ نہیں ہوگا۔

۱۰- طاعون، ایڈز یا اس جیسے مہلک امراض کے پھیلنے کی صورت میں حکومت کی طرف سے آمد و رفت کی جو پابندی لگتی ہے، ''عدوی'' پر اعتقاد کرتے ہوئے، شریعت نے اس پر اعتقاد کرنے سے منع کیا، لہذا اس اعتقاد کے ساتھ پابندی لگانا شریعت کے خلاف ہے، لیکن مہلک امراض کے متعلق احتیاط کرنا حضور ﷺ سے ثابت ہے، اس اعتقاد کو درست رکھ کر آمد و رفت پر پابندی حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی جاری تھا اور صحابہ کے زمانہ میں بھی (تفصیل کے لئے دیکھئے: عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۲۵۷/۲۱)۔

۱۱- سوال میں جن صورتوں کا بیان ہے، ان صورتوں میں آمد و رفت میں شرعاً کسی قسم کی پابندی نہیں، حضور ﷺ سے جتنی حدیثیں ثابت ہیں ان تمام سے مقصد صرف یہ ہے کہ بیماری کا تجاوز کرنا اللہ کے حکم سے ہے، بیماروں سے بیماری بالطبع تجاوز نہیں کرتی، اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ اس وباء کے علاقوں میں رہے گا تو اس پر بھی یہ وبا آجائے گی، اسی طرح اگر طاعون

Marfat.com

جیسے امراض والے علاقہ میں جائے گا تو اس پر بھی یہ طاعون جیسا مہلک مرض لاحق ہو جائے گا، اس قسم کا اعتقاد رکھتے ہوئے آمد ورفت پر پابندی عائد کی گئی جو حقیقۃ اسلامی عقائد کے خلاف ہے، علامہ عینی اور نووی نے لکھا ہے کہ اگر طاعون سے فرار متصور نہ ہو، بلکہ کسی اور غرض سے نکل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں (دیکھئے: عمدۃ القاری ۱/ ۲۵۹، شرح نووی علی مسلم ۲/ ۲۲۸)۔

محور سوم

اس بارے میں قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالی فرماتے ہیں:

"لا يحب الله الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم"۔

(اللہ کو پسند نہیں کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا، مگر جس پر ظلم ہوا ہو)۔

یعنی اگر کسی میں دین یا دنیا کا عیب معلوم ہو تو اس کو مشہور نہ کرنا چاہئے (اسی کو غیبت کہتے ہیں) البتہ مظلوم کو رخصت ہے کہ ظالم کا ظلم لوگوں سے بیان کرے، ایسے ہی بعض اور صورتوں میں بھی غیبت روا ہے (ترجمہ شیخ الہند مع حاشیہ/ ۱۳۳)۔

علامہ نوویؒ نے شرح صحیح مسلم (۲/ ۳۲۲) میں فرمایا کہ غیبت، شرعی غرض سے چھ صورتوں میں مباح ہے:

لیکن غرض شرعی کے لئے غیبت مباح ہے، اور وہ چھ اسباب کے لئے ہے ان میں سے ایک ظلم دور کرنے کے لئے، دوسرا تغیر منکر اور رد معاصی کے لئے فریاد کرنا، تیسرا فتوی طلب کرنے میں بایں طور مفتی سے کہے فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا، چوتھا برائی سے مسلمانوں کو متنبہ کرنے کے لئے، پانچواں کھلی ہوئی بدعت اور فسق کرنے والا جیسا کہ شراب نوشی اور لوگوں کو خواہ مخواہ گرفتار کرنا اور ٹیکس وصول کرنا، اور باطل امور کا ذمہ لینا، تو جائز ہے ذکر کرنا اس کا جو کھلم کھلا کرتا ہے، اور چھٹا جب کوئی عیب کسی کا لقب بن جائے تو بطور لقب اس کو ذکر کرنا پہچان کے لئے جیسا کہ لنگڑا، اندھا، گونگا اور اس کو ناقص قرار دینے کے طور پر ذکر کرنا حرام ہوگا۔

Marfat.com

۱۔ صورت میں دو حیثیتیں ہیں، ایک یہ کہ خود ڈاکٹر ان کے بغیر پوچھے اس نوجوان کا جو عیب ہے اس کو آگاہ کردے، یہ شرعاً جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اسی کو شرعاً غیبت سے تعبیر کیا جاتا ہے، جیسا کہ فرمان ربانی موجود ہے:

"و لا یغتب بعضکم بعضا" (اور برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو)۔

لہذا یہ حرام ہے، اور اگر لڑکی والے سے ڈاکٹر کی جان پہچان ہے یا رشتہ دار ہے تو ان چھ قسموں میں سے چوتھی قسم کی تیسری شق کے مطابق خیر خواہی کے قصد سے خبر دینا مباح ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ لڑکی یا لڑکی کے گھر والے اس ڈاکٹر سے اس نوجوان کے علاج و معالجہ کی معلومات حاصل کرنے کے لئے جاننا چاہیں تو ان کو کہنا ضروری ہے، اگر نہیں کہے گا تو شرعاً مجرم ہوگا، لہذا صحیح رپورٹ صاف صاف کرکے بیان کرنی پڑے گی۔

۲۔ طبی معلومات یہ ظنیات کی قسم سے ہیں، جب تک ان امور کا عالم مشاہدات میں ظہور نہ ہوگا تب تک ان پر پورا یقین نہیں کیا جاسکتا ہے، علاوہ ازیں ڈاکٹر اپنی ان معلومات کی خبر دوسروں کو دینے پر مجبور نہیں، اگر کوئی ڈاکٹر دوسرے فریق کے طلب کئے بغیر خود اپنی طرف سے اس کی اس برائی کو بیان کرے تو اس کو غیبت شمار کیا جائے گا جو حرام ہے۔

ہاں اگر کوئی اس کو طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کی نیت سے اپنی تحقیقات و معلومات کو بیان کرنا اس کے لئے ضروری ہوگا۔

۳۔ ڈاکٹر پر لازم اور ضروری نہیں کہ وہ خود جا کر دوسرے فریق کو باخبر کرے، کیونکہ مشاہدات سے معلوم ہے کہ اس قسم کے بہت سے نامرد لوگ بھی شادی کے بعد کچھ ایام گذرنے کے بعد تندرست اور صحت یاب ہو گئے۔

ہاں اگر وہ فریق ڈاکٹر سے ان کے مرض کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے رابطہ قائم کرے، تو ڈاکٹر پر لازم ہے کہ اس مریض کے متعلق جتنی معلومات حاصل ہوئیں مطلع کردے وہ بھی چوتھے نمبر کے مضمون میں شامل ہوگا۔

Marfat.com

۴- ہاں اس صورت میں ڈاکٹر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کے بارے میں اطلاع کردے اور ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کرے، کیونکہ اس پر بہت سارے نفوس کی حیات وموت کی ذمہ داری ہے، اس کی اور اس کے گھر والوں کی معاشی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے دوسری کسی صورت کو اختیار کرنا ان پر ضروری ہے، اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو اس کی جان کا بھی خطرہ ہے، اگر خدانخواستہ اس قسم کے حادثہ سے وہ خود مرجائے تو پھر بھی وہی معاشی پریشانیوں کا سوال لاحق ہوگا۔

لہذا اس کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کی ملازمت کو چھوڑ دے، ڈاکٹر کو اس میں خیانت کا گناہ نہیں ہوگا، کیونکہ وہ عام لوگوں پر ظلم کررہا ہے، نیز اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اپنے اہل وعیال پر ظلم ہوگا بنابریں مذکورہ ان چھ قسموں میں پہلی قسم میں شامل ہوگا، علاوہ ازیں فقہی قاعدہ کے موافق متعلقہ محکمہ کو اطلاع دینا ضروری ہوگا۔ دفعا للضرر العام۔

۵- ہاں اگر کوئی شخص کسی ایسی ملازمت پر ہے جس سے لوگوں کی زندگیوں کا تحفظ وابستہ ہے اور وہ شراب یا دوسری نشہ آور چیزوں کا بری طرح عادی ہے، اور اس کو ترک نہیں کرتا، تو وہ ڈاکٹر جو اس کا علاج کررہا ہے متعلقہ محکمہ کو اس کے حالات سے ضرور اطلاع کردے، اس میں ڈاکٹر کو مریض کی رازداری قطعا روا نہیں ہے، وہ بھی اقسام ستہ میں شامل ہوگا، نیز حضور ﷺ کا فرمان ہے:

"لا ضرر ولا ضرار فی الإسلام" کیونکہ اس کے ذریعہ لوگوں کی جانیں خطرہ میں ہیں اور اسلام کسی کو نقصان پہنچانے کو برداشت نہیں کرسکتا ہے۔

۶- ہاں ایسی صورت میں ڈاکٹر کو حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کردینے کی پوری ذمہ داری ہے، اگر ڈاکٹر عورت کی رازداری کرے تو یہ معصوم بچہ ہلاک ہوجائے گا، اس کے اس غلط اقدام کے بارے میں سماج یا حکومت کے متعلقہ محکمہ کو خبر کردے کہ اس ناجائز فعل کا جس طرح ہوسکے سدباب کرنا ضروری ہے، علاوہ ازیں اللہ تعالی کا دیا ہوا نسمہ کی حفاظت کا پورا انتظام کرانا ان کی

Marfat.com

اطلاع پر ہی موقوف ہے، حضور ﷺ کا فرمان ہے:

"من أراد السلامة فليطلبها في سلامة غيره".

(جو شخص بھلائی کا ارادہ کرے سو چاہئے کہ وہ طلب کرے اپنے بھائی کی بھلائی)۔

۷- اگر اس ڈاکٹر کو اپنے تجربہ سے اس قسم کے منشیات کے عادی مریض کو اس قسم کی عادت چھڑوانے میں وقفہ وقفہ سے وہی شراب یا نشہ آور چیز میں ایسی دوا ڈال کر چھوڑانے کی تدبیر پر پورا یقین ہو تو شرعاً طبیب کو حرام شی بقدر ضرورت استعمال کرانے کی اجازت ہے، جیسا کہ (الاشباہ والنظائر ۸۹) میں ہے:

"جب دو مفسدہ معارض ہوں تو رعایت کی جائے گی ان کی جو ضرر کے اعتبار سے اعظم ہے، اخف پر عمل کرتے ہوئے (آگے چل کر مصنفؒ نے فرمایا کہ) جو کوئی مبتلی ہو دو مصیبتوں میں اور وہ دونوں برابر ہیں تو جس کو چاہے اختیار کرے۔۔اور اگر دونوں مختلف ہوں تو ان میں سے جو کم تر ہے اس کو اختیار کرے، کیونکہ حرام کو اختیار کرنا جائز نہیں مگر ضرورت شدیدہ کے واسطے اور کوئی ضرورت نہیں زیادت کے حق میں"۔

۸- اس قسم کے جرائم پیشہ افراد جو ماہر نفسیات ڈاکٹر کے زیر علاج ہوتے ہیں، وہ ڈاکٹر اس مریض کے اس پیشہ کے متعلق لوگوں کو اور حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کردے تاکہ اس کے ضرر سے لوگ محفوظ رہیں، کیونکہ وہ فقہ کے اس اصول کے اندر شامل ہوگا۔

"يتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام، وهذا مقيد بقولهم الضرر يزال بمثله".

(عام نقصان کو دفع کرنے کے لئے خاص نقصان کو برداشت کرلیا جائے گا اور یہ مقید ہے فقہاء کے اس قول سے کہ نقصان کو اس کے مانند ضرر ہی سے دور کیا جائے گا)۔

ڈاکٹر کو رازداری کرنا متعلقہ اشخاص کے حق میں ظلم ہوگا، لہذا ان تمام کام میں اصل دارومدار نیت پر ہے، وہ حسن نیت سے مصلحت کی بنا پر اگر افشاء راز کرے اور مفاد عامہ کو مدنظر

Marfat.com

رکھے تو مذکورہ اقسام ستہ میں سے چوتھی قسم میں شمار ہوگا اور اس سے افشاء سے گنہگار نہیں ہوگا، بلکہ "إنما الأعمال بالنیات" ارشاد رسول اللہ ﷺ کے بموجب اجر اور ثواب کا مستحق ہوگا۔

۹- اس وقت حق کا اظہار کرنا ضروری ہے، اگر عند الطلب حق کا اظہار نہیں کیا تو کتمان حق کا مجرم قرار پائے گا، اور اگر اس کو پیش نہ کیا جائے اور اس کے پاس حکومت یا عدالت میں پیش کرنے کا کوئی شرعی بینہ موجود نہ ہو تو ڈاکٹر کے لئے اطلاع راز ضروری نہیں، مذکورہ اقسام ستہ کے اعتبار سے اس کو بیان کرنا مباح ہے۔

۱۰- طبی اصول کے مطابق ڈاکٹر کا آخری فیصلہ ہے کہ اس بیماری کے بیمار سے دوسروں میں تجاوز کرنے کا پورا اندیشہ ہے، گویا شرعا یہ پورے ظنیات کے قبیل سے ہیں، پھر بھی اس قسم کی صورت حال میں شریعت نے احتیاط کا دروازہ کھول رکھا ہے۔

لہذا گھر والوں میں جو لوگ مریض کے ہمدرد ہیں ان کو اس بات پر واقف کردینا مناسب ہے، یہ طریقہ کار گرچہ بظاہر مریض کے لئے تکلیف کا باعث سمجھا جارہا ہے، لیکن حقیقتاً ان کی خیر خواہی ہے تاکہ ان کے ساتھ احتیاط برتا جاسکے۔

☆☆☆

Marfat.com

جدید طبی مسائل کا حل

حدیث وفقہ کی روشنی میں

مولانا محمد ابوبکر قاسمی ☆

اللہ تعالیٰ نے صحت کو پیدا فرمایا ہے تو اسی کے ساتھ بیماری کو بھی اتارا ہے، اور پھر ہر بیماری کے ساتھ اس کی شفا کے لئے دوا کو بھی نازل فرمایا ہے، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء" (رواہ البخاری کتاب الطب ۲/ ۸۴۸، مشکوۃ ۲/ ۳۸۷)۔

(اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے اس کی شفا نازل فرمائی ہے)۔

اور مسلم شریف میں بروایت جابرؓ حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے:

"لكل داء دواء فإذا أصيب دواء الداء برأ بإذن الله تعالى" (رواہ مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء ۲/ ۲۲۵، مشکوۃ ۲/ ۳۸۷)۔

(ہر بیماری کی دوا ہے، پس جب دوا بیماری سے ملتی ہے تو اللہ کے حکم سے (بیماری ختم ہوجاتی ہے) اور صحت ہوجاتی ہے)۔

اس باب کی مزید احادیث کے لئے (احمد، ترمذی، ابوداؤد کے ساتھ مشکوۃ ۲/ ۳۸۸) اور ان کتابوں کے متعلقہ ابواب کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔

☆ مدرسہ اسلامیہ، شکرپور بھروارہ، دربھنگہ بہار۔

Marfat.com

مسند احمد میں حضرت عبد اللہ مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن الله لم ينزل داء إلا أنزل له شفاء علمه من علمه وجهله من جهله" (رواہ احمد ۱/ ۳۷۷، ۴۲۳۶، ابن ماجہ حدیث ۳۴۸۱ کتاب الطب)۔

(اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا اتاری ہے، جاننے والا جانتا ہے اور نہ جاننے والا نہیں جانتا)۔

یعنی ہر بیماری کی دوا اللہ تعالیٰ نے نازل فرمادی ہے، جو جاننے کی خواہش کرتا ہے وہ جان لیتا ہے اور جو شخص جاننے کی آرزو نہیں رکھتا وہ ناواقف رہ جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ہر کس و ناکس سے اپنے مرض کا علاج نہ کرائے، بلکہ ماہر و جانکار ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرے، کیونکہ ہر شخص ہر بیماری کی دوا نہیں جانتا، یہیں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بیماری کے علاج کے لئے کسی ناواقف شخص کی طرف رجوع کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ جب حضور ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو بیماری لاحق ہوگئی تو اس کے علاج کے لئے دو آدمی (ڈاکٹر) بلائے گئے حضور ﷺ نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا: "أيكما أطب" تم دونوں میں سے کون طب سے زیادہ واقف ہے، تو ان دونوں حضرات نے عرض کیا "اوفی الطب خير يا رسول الله" اے اللہ کے رسول کیا طب میں بھی کوئی خیر ہے، یعنی اس کی بھی افادیت ہے، کہ آپ ﷺ اسے اہمیت دے رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"أنزل الداء الذى انزل الدواء" (موطا امام مالک ۳۷۵ تعالج المریض)۔

(جس ذات نے بیماریاں اتاری ہیں اسی نے دوا بھی اتاری ہے)۔

اور ابوداؤد شریف میں حضرت سعد بن وقاصؓ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں خود انہوں نے اپنا واقعہ بیان فرمایا ہے: جب میں بیمار ہوا، تو حضور ﷺ میری عیادت کے لئے آئے، اور آپ ﷺ نے میرے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھا تو میں نے اپنے قلب کے اندر

Marfat.com

ٹھنڈک محسوس کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں دل کی بیماری ہے، تم قبیلہ ثقیف کے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اس مرض کا علاج کرتا ہے" (ابوداؤد کتاب الطب باب فی تمر العجوۃ ۲/۵۴۱)۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے:

"من تطبب ولم یعلم منه طب قبل ذلک فهو ضامن" (ابن ماجه، باب من تطبب ولم یعلم منه طب، ابوداؤد کتاب الدیات ۲/۶۳۰)۔

(جس نے علاج کیا اور اس سے قبل اسے طب کا علم نہ ہو تو وہ ضامن ہے)۔

مذکورہ احادیث پاک میں مذہب اسلام نے خود ساختہ حکیموں اور جاہل ڈاکٹروں کے خلاف جو قانونی کاروائی کی ہے کہ "جو شخص طبیب نہ ہو، مگر لوگوں کا علاج کرتا ہو تو اگر اس کے علاج سے کسی کو نقصان پہنچ جائے تو اسے تاوان ادا کرنا ہوگا" (ابوداؤد: باب من تطبب ۲/۶۳۰)۔

اگر ان ہدایات نبویہ کو پیش نظر رکھ کر غور کیا جائے تو یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ جو شخص قانونا (علم طب سے ناواقفیت کی بنیاد پر) کسی مریض کے مرض کے علاج کرنے کا مجاز نہ ہو، مگر وہ اپنے ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بنیاد پر دواؤں اور امراض کے سلسلہ میں کچھ واقفیت رکھتا ہو، لیکن باضابطہ اس نے کسی ماہر استاذ کی خدمت میں رہ کر علم طب نہ سیکھا ہو تو ایسے شخص کے لئے کسی مریض کے کہنے پر اس مریض کا علاج کرنا شرعا جائز نہیں ہے، اور اگر اس کے علاج سے کسی مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچ گیا یا اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر ضمان وتاوان اور دیت واجب ہے، اور ایسا شخص شرعا قابل تعزیر ہے، چنانچہ علامہ خطابی علیہ الرحمہ نے معالم السنن میں (مذکورہ احادیث نبویہ کی تشریح کرتے ہوئے) لکھا ہے کہ میرے علم کی حد تک علماء کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو شخص علمی اور عملی طور پر طب سے واقف نہیں ہے، اگر اس کے علاج سے مریض ختم ہو جائے تو اسے دیت ادا کرنی ہوگی، اور اس کا بوجھ اس کے عاقلہ (قریبی رشتہ دار اور ورثاء) اٹھائیں گے، البتہ اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، اس لئے کہ

Marfat.com

مریض کی اجازت کے بغیر وہ علاج نہیں کرسکتا تھا (معالم السنن ۴/۳۹ بحوالہ صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات/۲۳۰، حاشیہ ابی داؤد ۲/۶۳۰، کتاب الدیات)۔

۲- اسی طرح ایک ڈاکٹر ہے جس کو قانونا علاج و معالجہ کی اجازت ہے، چنانچہ اس نے کسی مریض کا علاج کیا، لیکن اس نے طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں، مثلاً بعض ضروری جانچ اس نے نہیں کروائی، یا مریض کی پوری دیکھ ریکھ نہیں کی، تو اگر ایسے ڈاکٹر کے علاج سے کوئی مریض فوت ہو جائے، یا اس کا کوئی عضو مثلاً آنکھ وغیرہ ضائع ہو جائے تو وہ ڈاکٹر مریض کو پہنچنے والے نقصان یا اس کے جان کے تاوان وخون بہا کا ضامن ہوگا، اس لئے کہ اس نے جان بوجھ کر کوتاہی کی ہے، جس کی وجہ سے مریض کو نقصان پہنچ گیا ہے، لہذا اس پر تاوان واجب ہوگا (طب نبوی مترجم لابن قیم فصل ۵۸/۲۷۱)۔

۳- اگر ڈاکٹر کی رائے میں زیر علاج مریض کا آپریشن ضروری ہے اور ڈاکٹر نے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کرڈالا، مگر آپریشن کامیاب ہونے کے بجائے مہلک ثابت ہوا، اور مریض فوت ہوگیا یا اس کا آپریشن شدہ عضو بیکار ہوگیا تو ایسی صورت میں تاوان کے وجوب وعدم وجوب کے سلسلہ میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، لیکن اگر ڈاکٹر نے بالغ مریض کی اجازت سے اس کا آپریشن کیا یا اس کے نابالغ یا مجنون یا بے ہوش ہونے کی صورت میں ولی کی اجازت سے آپریشن کیا تو اس صورت میں بالاتفاق تاوان واجب نہیں ہے، اور عدم اجازت کی صورت میں بھی درست بات یہی معلوم ہوتی ہے، کہ ڈاکٹر پر تاوان واجب نہ ہو، اس لئے کہ وہ ڈاکٹر مریض کا محسن وخیر خواہ تھا، اور محسن لوگوں پر تاوان کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ہے، ہاں اگر وہ ظالم ہو تو اس صورت میں ولی کی اجازت کے باوجود بھی اسے، تاوان دینا واجب ہوگا، اور اگر ظالم نہ ہو تو تاوان واجب نہ ہوگا (طب نبوی مترجم فصل ۶۰/۲۷۲، نیز دیکھئے: درمختار مع ردالمحتار ۵/۴۰۲)۔

۴- اگر کسی مریض پر بے ہوشی طاری ہو اور وہ اجازت دینے کے لائق نہ ہو، اور اس کے

Marfat.com

اعزہ زیر علاج مقام سے بہت دور ہوں اور فی الفور ان سے رابطہ قائم نہ ہوسکتا ہو، ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کی رائے میں آپریشن فوری طور پر ضروری ہو اور تاخیر کرنے کی صورت میں اس کے نزدیک مریض کی جان جاسکتی ہو یا اس کے عضو کو کوئی خطرہ لاحق ہوسکتا ہو، اس لئے اس نے مریض اور اس کے قریبی اعزہ سے اجازت حاصل کئے بغیر مریض کا آپریشن کردیا، اور یہ آپریشن ناکام رہا اور مریض کی جان چلی گئی یا اس کا کوئی عضو ضائع ہوگیا تو ایسی صورت میں شرعا ڈاکٹر ضامن نہ ہوگا، اور مریض کو پہنچنے والے نقصان کا تاوان اس پر واجب نہ ہوگا۔

محور دوم

۱- ایڈز کا مرض چونکہ ایک ساتھ رہنے، اٹھنے، بیٹھنے، کھانے سے منتقل نہیں ہوتا ہے، اس لئے ایڈز کے مریض کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنے گھر والوں یا دیگر متعلقین کو اپنے مرض سے آگاہ کرے، خصوصا اس وقت جب کہ خطرہ ہو کہ وہ اپنے مرض کے اظہار کے بعد اپنے گھر اور سماج و معاشرہ میں اچھوت بن کر رہ جائے، اسی طرح اس وقت جب کہ اس مرض کو اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے چھپائے رکھنے کی صورت میں ڈاکٹروں سے علاج کرانے میں مریض کو اپنے متعلقین سے پورا پورا تعاون مل سکے، البتہ میاں بیوی کا باہمی تعلق چونکہ گھر کے دیگر لوگوں سے کچھ مختلف ہوتا ہے، اس لئے ان میں سے کوئی ایک اگر ایڈز کے مرض میں مبتلا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ دوسرے کو اس مرض کی اطلاع دے اور اس مرض سے چھٹکارا حاصل کرنے میں ہر ایک اپنا تعاون پیش کرے، اسی طرح جن دوصورتوں میں ایڈز کے مرض کے، گھر کے دیگر لوگوں تک منتقل ہونے کا خطرہ ہو، ان صورتوں میں ایڈز کے مرض میں گرفتار شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر ایسے طریقے سے گریز کرے جس سے ایڈز کے مرض کے وائرس دوسروں تک پہنچ سکتے ہوں، مثلاً کسی کو خون دینا یا اس کی استعمال شدہ سوئیوں کا نڈل، یا بال صاف کرنے کا استرہ و بلیڈ دوسروں کے بدن میں استعمال کرنا وغیرہ۔

Marfat.com

"قال النبی ﷺ لا یوردن ممرض علی مصح"(صحیح البخاری ۲/۸۵۹ باب لا ہامۃ،صحیح مسلم)۔

"وروی البخاری تعلیقا فرمن المجذوم کما تفر من الأسد"(بخاری باب الجذام ۲/۸۵۰)۔

اور ارشاد باری ہے:"یایھا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا"(سورۂ آل عمران:۱۱۸)۔

۲- اگر ایڈز کا مریض اپنے اہل خانہ اور متعلقین سے اپنے مرض کو چھپارہا ہے،اور ڈاکٹر سے بھی اصرار کررہا ہے کہ وہ اس کے مرض کوکسی پر ظاہر نہ کرے تو ایسی صورت میں شرعاً ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مرض کوراز میں رکھے،خصوصاً اس وقت جب کہ مریض کے قریب ترین رشتہ داروں سے مرض کو چھپائے رکھنے میں ڈاکٹر کو مریض کے مرض کا علاج کرنے میں اس کے متعلقین کا پورا پورا تعاون مل سکے،ہاں اگر مرض کو ظاہر کرنے کی مصلحت اس کے راز میں رکھنے کی مصلحت سے بڑھ جائے یا مرض کے افشاء کا نقصان صاحب مرض کی نسبت سے تو معمولی ہو، لیکن اس کے راز میں رکھنے کا نقصان دوسروں کے حق میں بہت زیادہ ہو،تو ایسی صورت میں مقاصد شریعت (دین،جان،عقل،مال اورنسل) کی حفاظت کی خاطر ڈاکٹر پرضروری ہوجاتا ہے کہ مریض کے متعلقین کواس کے مرض سے آگاہ کردے،حدیث میں ہے:

"المستشار مؤتمن"۔

اشباہ میں ہے:"یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام......منھا جواز الرمی إلی کفار تترسوا بصبیان المسلمین"(الاشباہ لابن نجیم ر۴۳)۔

۳- ایڈز اور دوسرے خطرناک متعدی امراض،مثلاً طاعون وغیرہ کے مریض کے بارے میں اس کے اہل خانہ،متعلقین اور سماج کی شرعاً یہ ذمہ داری ہے کہ اس قسم کے مہلک مرض میں گرفتار لوگوں کی ضروری دیکھ بھال کرتے رہیں،اور ماہر ڈاکٹروں کے پاس لے جاکر اس مریض

Marfat.com

کا علاج کرائیں۔

"لأن النبی ﷺ قال یا عباد الله تداووا فإن الله لم یضع داء إلا وضع له شفاء" (مشکوۃ ۲ / ۳۸۸)۔

"عن جابر قال بعث رسول الله ﷺ إلی أبی بن کعب طبیبا فقطع منه عرقا، ثم کواہ علیه" (مسلم ۲ / ۲۲۵)۔

۴- ایڈز کا ایسا مریض جو کہ اپنے مرض اور اس کی نوعیت سے بخوبی واقف ہے، اگر وہ کسی دوسرے تک اپنے مرض کو منتقل کرنے کی غرض سے قصداً کوئی ایسا اقدام کرے جس سے وہ مرض دوسروں کو لاحق ہو جائے، مثلاً اس نے بیوی سے جماع کیا، جس کی وجہ سے ایڈز کے وائرس (جراثیم) بیوی میں منتقل ہو گئے، یا کسی مریض کو خون کی ضرورت ہے، ایڈز کے اس مریض نے اپنا خون اس کے لئے پیش کیا، اور مریض کو وہ خون چڑھایا گیا جس کے نتیجہ میں اس مریض کو بھی ایڈز کا مرض لاحق ہو گیا تو ایڈز کا یہ مریض جو دانستہ دوسرے شخص تک اس قاتل مرض کی منتقلی کا سبب بنا ہے، شرعاً سخت مجرم ہے، کیونکہ ایڈز میں مبتلا شخص کا اس مرض کو کسی دوسرے صحت مند انسان کی طرف عمداً اور قصداً کسی بھی طرح منتقل کرنا شرعاً حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے، لہٰذا اس طرح کے فعل کے مرتکب کو اس کے عمل کی نوعیت اور اس کے فعل سے فرد یا معاشرہ پر برے اثرات پڑنے کے حساب سے اس کو دنیوی سزا دی جائے گی، ارشاد باری ہے:

"إن الذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا وإثما مبینا"۔

اور اگر ایڈز کے مریض نے اپنے مرض کو منتقل کرنے کا ارادہ تو نہیں کیا، مگر مرض کو اور اس کے منتقل ہونے کی بات کو جاننے کے باوجود اس نے بیوی سے مجامعت کی، یا کسی کو خون دیا تو شرعاً یہ شخص بھی گنہگار و مجرم ہوگا، البتہ پہلے کے مقابلے میں اس کے جرم کو قدرے ہلکا تصور کیا جائے گا۔

Marfat.com

یادر ہے کہ کسی معاشرہ میں برے مرض کے قصدا پھیلانے کے عمل کو جن علماء عرب نے قتل وڈاکہ زنی قرار دے کر ''سورہ مائدہ'' کی آیت حرابہ (۳۳) میں بیان شدہ سزا کے جاری کرنے کا مشورہ دیا ہے تو احقر کے خیال میں یہ مشورہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ ''آیت حرابہ'' میں بیان شدہ حکم منجملہ حدود اللہ کے ہے، جبکہ ایڈز کے قصدا پھیلانے کے عمل کی سزا کو حدود کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

''لأن الحد فی الشرع عقوبة مقدرة وجبت حقا لله تعالی زجرا'' (قواعد الفقہ/۲۶۱)۔

ہاں اسے تعزیر کہہ سکتے ہیں:

''والتعزیر یکون مفوضا إلی رأی الإمام والقاضی''۔

۵- اگر کسی مسلمان خاتون کا شوہر ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو گیا مگر خود اس خاتون کو مرض لاحق نہیں ہے، تو ایسی صورت میں اس عورت کو شوہر کے اس مرض کی بنا پر فسخ نکاح کا مطالبہ کرنے کا اختیار حاصل ہے، اسی طرح اگر ایڈز کے مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کر لیا، تو بھی عورت کو فسخ نکاح اور تفریق کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا، کیونکہ یہ مرض خاص طور پر جنسی اختلاط ہی سے منتقل ہوتا ہے۔

''قال الطحطاوی: وألحق بها القهستانی کل عیب لا یمکنها المقام معه إلا بضرر و نقله المؤلف فی شرح الملتقی'' (طحطاوی ۲/ ۲۱۳، کتاب الفسخ والتفریق/۸۵)۔

۶- جو خاتون ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو، اگر اسے حمل قرار پا گیا تو اگرچہ دوران حمل یا دوران ولادت یا دوران رضاعت اس کا مرض بچے تک منتقل ہونے کا طبی لحاظ سے پورا اندیشہ ہے، مگر اس عورت کو یا اس کے شوہر یا حکومت کے محکمہ صحت کو بچے تک اس مرض کی منتقلی کے خوف سے اسقاط حمل کرنا شرعا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ مرض حمل میں اس وقت منتقل ہوتا ہے جب کہ اس حمل میں روح پڑ چکی ہوتی ہے یا ولادت کے وقت منتقل ہوتا ہے، اب اگر ایسی صورت

Marfat.com

میں اسقاط حمل کرایا جائے گا تو یہ سراسر قتل نفس ہے، جس کی شرعاً گنجائش نہیں ہے، ارشاد باری ہے:

"لا تقتلوا النفس التی حرم الله إلا بالحق" (سورۂ انعام: ۱۵۱، سورۂ اسراء/ ۳۱)۔

"وقال أحمد علیش المالکی: والتسبب فی إسقاطه بعد نفخ الروح فیه محرم إجماعا وهو من قتل النفس" (مجلہ فقہ اسلامی اول/ ۳۰۶)۔

۷- جو بچے یا بچیاں ایڈز کے مرض میں مبتلا ہیں، انہیں مدارس و اسکول میں داخل کیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ مرض مریض کو چھونے یا اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منتقل نہیں ہوتا ہے، ہاں مریض سے جنسی تعلق پیدا کرنے یا اس کا خون چھونے سے منتقل ہوتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ عام حالات میں ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے، اس لئے اسے مدار حکم نہیں قرار دیا جا سکتا۔ "لأن الشاذ کالمعدوم"۔

۸- اگر کوئی بچہ یا بچی ایڈز کے مرض میں گرفتار ہے تو اسلامی تعلیمات کی رو سے اس بچے اور بچی کے بارے میں اس کے والدین، اہل خانہ اور سماج کی ذمہ داری ہے کہ اس کی دیکھ بھال کریں اور کسی اچھے ڈاکٹر سے اس کا علاج کرائیں، تفصیل ۳ کے تحت گذر چکی ہے۔

۹- ایڈز، طاعون و کینسر جیسے امراض جب طبی لحاظ سے ناقابل علاج مرحلہ میں پہنچ جائیں اور اس قسم کے امراض نے مریض کو پورے طور پر اپنی گرفت میں لے لیا ہو، اور وہ زندگی کے معمولات کو ادا کرنے سے معذور ہو گیا ہو، اور اس کی موت قریب ہو گئی ہو، تو ایسے شخص کو مرض موت کا مریض قرار دے کر اس پر مرض الموت کا حکم جاری کیا جائے گا، اور ایسے مریض کے لئے مرض موت و وفات کے احکام جاری ہوں گے، اس کے نظائر کتب فقہ میں کثرت سے موجود ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: شرح وقایہ وحاشیہ ۲/ ۹۲)۔

۱۰- طاعون یا اس جیسے مہلک امراض کے پھیلنے کی صورت میں اگر کسی علاقہ کے اندر حکومت کی طرف سے آمد و رفت کی پابندی لگتی ہے، تو شرعاً اس کی گنجائش ہے:

Marfat.com

"لأن النبي ﷺ قال في الطاعون: إذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا" (مسلم ۲/۲۲۹)۔

۱۱- اگر کسی علاقے سے کچھ لوگ اپنی ضروریات سے باہر گئے ہوئے ہیں اور پھر اس علاقہ میں طاعون کا مرض پھیل گیا ہے تو اگر اس علاقہ کے باشندے، اپنی ضرورت پوری ہونے کے بعد باہر سے اپنے وطن لوٹنا چاہتے ہیں، تو اگر اس طاعون زدہ علاقہ میں ان کا گھر اور اہل وعیال ہو اور ان کے اہل وعیال کو ان کی ضرورت بھی ہو یا گھر اور کاروبار کی نگہداشت کے لئے ان کی ضرورت ہو تو ایسے لوگوں کے لئے لوٹنے کی گنجائش ہے، اسی طرح جو لوگ باہر سے اپنی کسی ضرورت سے آئے ہوئے ہیں، جن کا کام ختم ہو چکا ہے، یا اب نہیں ہو رہا ہے، یا وہ شخص بیمار پڑ گیا اور اس کی یہاں نگہداشت اور دیکھ بھال، اور علاج وتیمارداری کا صحیح انتظام نہیں ہے، یا کسی وجہ سے اس شخص کی دوسری جگہ ضرورت ہے تو ایسا شخص بھی طاعون زدہ علاقہ سے اپنے وطن لوٹ سکتا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے: حاشیہ مسلم ۲/۲۲۸، ۲۲۹، بخاری ۲/۸۵۳)۔

محور سوم

۱- ایک ماہر چشم امراض مسلمان ڈاکٹر نے ایک نوجوان کی آنکھ کا علاج کیا، اس نوجوان کی ایک آنکھ کی بصارت ختم ہو چکی ہے، لیکن ڈاکٹر کی کوششوں سے اس مریض کی وہ آنکھ دیکھنے میں بالکل صحیح وسالم معلوم ہوتی ہے، اس نوجوان کا رشتہ کسی خاتون سے طے پا رہا ہے، ڈاکٹر کو معلوم ہے کہ اگر اس خاتون کو نوجوان کے اس عیب کا علم ہو جائے تو وہ خاتون ہرگز اس نوجوان سے رشتہ نکاح کرنے پر راضی نہ ہوگی، مگر وہ نوجوان اپنے عیب کو چھپا کر اس خاتون سے شادی کر لینا چاہتا ہے، تو اگر اس نوجوان کے عیب کے بارے میں وہ خاتون یا اس کے گھر کے لوگ ڈاکٹر سے دریافت کریں، تو اس ڈاکٹر کے لئے شرعاً جائز ہے کہ اس نوجوان کا مذکورہ عیب اس خاتون یا اس کے متعلقین سے بیان کر دے، چنانچہ علامہ نووی وغیرہ نے اس کی صراحت کی ہے، دیکھئے: (ریاض الصالحین باب ما یباح من الغیبة/۵۳۹)۔

Marfat.com

نیز مشکوۃ میں روایت ہے:

”عن أبی هريرة قال جاء رجل إلى النبی ﷺ فقال إنی تزوجت امرأة من الأنصار قال: فانظر إليها فإن فی أعين الأنصار شيئا رواه مسلم“ (مشکوۃ ۲/ ۲۶۸)۔

۲- ایک مرد اور ایک عورت جن کے درمیان رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے، اسی درمیان یہ دونوں اپنی جانچ کرانے کسی ڈاکٹر کے پاس پہنچے، طبی جانچ کے نتیجہ میں ڈاکٹر کو کسی ایک کا کوئی ایسا مرض معلوم ہوا جس کی رو سے پورا اندیشہ ہے کہ ناقص الاعضاء بچے پیدا ہوں گے یا مرد وعورت کے مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہیں ہیں، ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے فریق کو پہلے فریق کے عیب یا مرض سے باخبر کردے۔

”لأن النبی ﷺ قال: الدين النصيحة، قلنا لمن قال: لله ولكتابه ولأئمة المسلمين وعامتهم“ (مسلم ۱/ ۵۴)۔

”وقال الخطابی فی معالم السنن والنصيحة لعامة المسلمين إرشادهم إلى مصالحهم“ (معالم السنن ۷/ ۲۴۷)۔

۳- ایک شخص کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، اور ڈاکٹر کو طبی جانچ کے نتیجہ میں یہ بات معلوم ہے کہ یہ شخص نامرد ہے یا اس میں کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا نکاح بارآور نہیں ہوسکتا، مگر یہ شخص اپنے عیب کو چھپا کر کسی عورت سے نکاح کرلینا چاہتا ہے، اسی طرح کوئی عورت کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، اور ڈاکٹر کو اس عورت کے متعلق بھی طبی جانچ کے نتیجہ میں یہ معلوم ہے کہ وہ کسی ایسے اندرونی مرض یا عیب میں مبتلا ہے، جس پر آگاہی کے بعد اس کا رشتہ نکاح کہیں ہونا بہت مشکل ہے، لیکن یہ خاتون اپنے اندرونی مرض یا عیب کو چھپا کر کسی مرد سے نکاح کی بات چیت کررہی ہے، تو ان دونوں صورتوں میں اگر کوئی فریق جب کہ وہ دوسرے سے نکاح کا ارادہ کررہا ہے، ڈاکٹر سے دوسرے کے متعلق دریافت کرے، تو ڈاکٹر کے لئے شرعا جائز ہے کہ ایک فریق کے عیب یا مرض سے دوسرے فریق کو مطلع کردے، جیسا کہ مسلم شریف کی مذکورہ

Marfat.com

حضرت ابوہریرہؓ والی روایت سے معلوم ہوا۔

۴- اگر کسی شخص کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہو مگر اس کی بینائی اتنی کمزور ہو اور اس قدر متاثر ہو کہ ڈاکٹر کی رائے میں اس کا گاڑی چلانا خود اس کے لئے اور دوسروں کے لئے مہلک ہوسکتا ہو، لیکن یہ شخص ڈاکٹر کے گاڑی چلانے سے منع کرنے کے باوجود گاڑی چلاتا ہو، تو ایسے شخص کے متعلق ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ حکومت کے متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کے بارے میں اطلاع کردے، اور ایسے شخص کے ڈرائیونگ لائسنس کے منسوخ کردینے کی سفارش کرے۔

اس کی دلیل یہ حدیث ہے: "الدین النصیحة" (حاشیہ مسلم ۱/۵۴، معالم السنن ۷/۲۴۷، جامع العلوم والحکم لابن رجب/۷۰ مطبوعہ مصر)۔

مندرجہ بالا مسئلہ کی اہمیت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب کہ شخص مذکورہ گاڑی چلانے کی ملازمت کرتا ہو اور بس وغیرہ چلاتا ہو، ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر متعلق محکمہ کو مطلع نہیں کرتا تو بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور بے شمار لوگوں کی جانوں کے ضائع ہونے کا پورا خطرہ ہے، اب رہا یہ سوال کہ ڈاکٹر کے اطلاع کردینے کی صورت میں شخص مذکور کی ملازمت خطرہ میں پڑ جائے گی اور اس کے گھر والے بے پناہ معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہوسکتے ہیں، تو اس مسئلہ میں عرض یہ ہے کہ ضرر عام سے تحفظ کی خاطر ضرر خاص کو گوارا کیا جاسکتا ہے (الاشباہ تحت القاعدہ الخامسہ/۴۳)۔

۵- اگر کوئی شخص کسی ایسی ملازمت پر ہے جس سے بہت سے لوگوں کی زندگیوں کا تحفظ وابستہ ہے، مثلاً ہوائی جہاز کا پائلٹ یا ٹرین یا بس وغیرہ کا ڈرائیور ہے، مگر ساتھ ہی شراب یا دوسری نشہ آور چیزوں کا بری طرح عادی ہے اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، نشہ کو ترک نہیں کرتا اور اسی حال میں ملازمت کے فرائض انجام دیتا ہے، تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس مریض کے بارے میں خبر کرے، کہ یہ شخص کثرت سے شراب یا دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتا ہے، کیونکہ اگر ڈاکٹر ایسا نہ کرے تو بہت سے لوگوں کی جانیں ضائع ہوسکتی ہیں۔

Marfat.com

۶- اگر کسی عورت کو ناجائز حمل تھا، اس عورت سے بچہ پیدا ہوا اور وہ اس نومولود کو کسی شاہراہ یا پارک یا کسی اور مقام پر زندہ حالت میں چھوڑ کر چلی آئی تاکہ سماج میں بدنامی سے بچ جائے، اس نے ڈاکٹر سے رابطہ قائم کیا اور ڈاکٹر کو اس صورتحال کی خبر دی تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس معصوم بچے کی پرورش و پرداخت کے متعلق سب سے پہلے تو خود اس عورت کو احساس دلائے، لیکن اگر وہ مایوس ہو جائے تو پھر بچے کے متعلق حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کردے، ساتھ ہی یہ بھی بتادے کہ یہ بچہ فلاں عورت کا ہے، کیونکہ اس بچہ کا نسب اگر وہ عورت غیر شادی شدہ ہے تو خود اسی عورت سے ثابت ہوگا، اور اس بچہ کی پرورش و پرداخت بھی اسی عورت پر لازم وضروری ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے: "الولد للفراش وللعاهر الحجر" (بخاری ۲/۹۹۹)۔

ہاں اگر وہ عورت شادی شدہ ہو تو ایسی صورت میں بچہ کا نسب اس کے شوہر سے ثابت ہوگا۔

جیسا کہ بخاری میں ہے: "الولد لصاحب الفراش" (بخاری ۲/۹۹۹)۔

۷- اگر کوئی شخص شراب یا کسی نشہ آور چیز کا اس قدر عادی ہو چکا ہو کہ وہ خواہش کے باوجود اس بری عادت کو نہ چھوڑ پا رہا ہو، یہاں تک کہ جب اس شخص کو کسی ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا، تو ڈاکٹر نے اس کا نفسیاتی علاج کے مختلف طریقوں کا استعمال کر کے علاج کیا، لیکن ان تمام طریقہ علاج سے ڈاکٹر کو کامیابی نہیں مل سکی، اور وہ شخص شراب یا منشیات کا ہی رسیا رہا، اب اس ڈاکٹر کے پاس اس مریض کے مرض کے علاج کا صرف یہی ایک طریقہ باقی ہے کہ وہ اس شخص کے لئے شراب یا دیگر منشیات کے استعمال کرنے ہی کو تجویز کرے، البتہ اس میں اتنا اضافہ کردے کہ مریض کے علم میں لائے بغیر کوئی ایسی دوا شامل کرادے جو شراب یا نشہ آور چیز کے استعمال کے بعد وہ مریض کافی دیر تک متلی اور قے میں گرفتار رہے تاکہ اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ اگر میں شراب یا نشہ آور چیز کا استعمال کروں گا تو قے کروں گا اور متلی میں

Marfat.com

گرفتار ہو جاؤں گا، تو مسلمان ڈاکٹر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے مریض پر اس طریقہ علاج کو استعمال کرے، بشرطیکہ کوئی دوسرا جائز نفسیاتی علاج مفید و بار آور نہ ہو، اور یہ طریقہ علاج شراب چھڑانے میں کارآمد ثابت ہو رہا ہو، رہا یہ شبہ کہ اس طریقہ علاج میں ایک ناجائز وحرام چیز کا بطور دوا استعمال کرنا لازم آرہا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر رفع حرج کے لئے شریعت نے محرمات کے استعمال کی اجازت دی ہے، ارشاد باری ہے:

"فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه" (سورۂ بقرہ: ۱۷۳)۔

اور "الاشباہ" میں ہے: "الضرورات تبيح المحظورات" (الاشباہ قاعدہ خامسہ ۴۲)۔

۸- جو شخص جرائم پیشہ ہو، مثلاً جاسوسی کرتا ہو، اور لوگوں کے راز مختلف ذرائع سے حاصل کر کے دوسرے افراد یا پارٹیوں تک پہنچاتا ہو، اور اس کی جاسوسی سے ملک وملت یا عام لوگوں کا غیر معمولی نقصان ہوتا ہو، ایسا شخص اگر نفسیاتی الجھن، بے خوابی یا دیگر پریشانیوں میں مبتلا ہو کر کسی ماہر نفسیات ڈاکٹر کے زیر علاج ہو، اور عام لوگوں سے اپنے جرائم کا اخفاء کرتا ہو، مگر ڈاکٹر کو اپنے پیشے اور جرائم کی خبر دیتا ہو، اور اس کے بتانے سے ڈاکٹر کو اس کے ناجائز پیشہ یا جرائم کی خبر ہو چکی ہو ایسی صورت میں ڈاکٹر کے لئے جائز ہے کہ وہ رازداری سے کام لینے کے بجائے اس کے بارے میں لوگوں کو اور حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کردے، تاکہ لوگ اس کے ضرر سے محفوظ رہیں۔

۹- اگر کسی نفسیاتی مریض نے کسی جرم کا ارتکاب کیا، مثلاً کسی کو قتل کر دیا، یا اسی طرح کی کوئی اور سنگین واردات کی، مگر عام لوگوں کو یا حکومت کے متعلقہ محکمہ کو اس کے متعلق معلوم نہیں ہے، جس کی وجہ سے وہ شخص گرفتار نہیں ہو سکا، اور اس کی جگہ پر دوسرے شخص کو جو بے قصور ہے، اسی جرم میں مبتلا ہونے کی شبہ کی بنیاد پر گرفتار کر لیا گیا، اور اس کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے، اور اس بات کا پورا امکان اور قوی اندیشہ ہے کہ وہ دوسرا شخص جو دراصل جرم سے بری ہے، عدالت میں مجرم قرار دے دیا جائے اور سزایاب ہو جائے، اب اگر ایسی صورت میں مجرم شخص نے ڈاکٹر

Marfat.com

کے پاس جا کر اپنے جرم کا اقرار کیا، اور ڈاکٹر کو معلوم ہے کہ اگر اس کے راز کا افشاء نہیں کریں گے تو دوسرا غیر مجرم شخص سزایاب ہو جائے گا، تو ڈاکٹر کے لئے جائز ہے کہ اس اصل مجرم کے راز کا افشاء کردے، اور عدالت میں جا کر بیان دے، تا کہ بے گناہ شخص کی رہائی ہو سکے۔

۱۰- اگر کوئی شخص متعدی مرض (مثلاً ایڈز یا طاعون وغیرہ) میں مبتلا ہے، اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے اور اس کا اصرار ہے کہ ڈاکٹر اس کے اس مرض کی اطلاع کسی اور سے حتی کہ اس کے گھر والوں سے بھی نہ کرے، ورنہ وہ اپنے گھر اور سماج میں اچھوت بن کر رہ جائے گا، کوئی شخص بھی اس سے ملنا جلنا، اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا گوارا نہیں کرے گا، ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کے خیال میں اس مریض کے پوشیدہ امراض کا افشاء کرنے سے واقعۃً اس کا صحیح علاج نہیں ہو سکے گا، اور وہ مریض اپنے معاشرہ میں اچھوت بن کر رہ جائے گا تو پھر ڈاکٹر کے لئے جائز ہے کہ اس مریض کے پوشیدہ متعدی امراض کا افشاء نہ کرے، البتہ اس مریض کو یکسو اور تنہا رہنے کی ہدایت کرے اور اسے عام لوگوں سے اختلاط کرنے سے منع کرے، اور اس مریض کے متعلقین کو مریض کے اصل مرض سے آگاہ کئے بغیر مشورہ دے کہ وہ لوگ اس مریض کو یکسو اور تنہا رکھیں تا کہ وہ جلد شفایاب ہو سکے۔

☆☆☆

Marfat.com

چند اہم طبی مسائل - شرعی نقطہ نظر

مولانا محمد اسلم ☆

محور اول

ایسا شخص جو قانوناً کسی مرض کا علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے، لیکن اپنے ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بنا پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے ایسے شخص نے کسی مریض کے کہنے پر علاج کیا تو چونکہ مریض کی طرف سے ماذون ہے اور ذاتی طور پر مہارت اور تجربہ رکھتا ہے تو اہلیت کی وجہ سے شرعاً بھی ماذون ہے، اس لئے حدود شرع میں رہتے ہوئے دیانۃً اس کے لئے علاج کرنا جائز ہے، لیکن قانوناً ماذون نہ ہونے کی بنا پر حکومت کا مجرم ہوگا، اس لئے حکومت اس کا مواخذہ کرسکتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ کے دور نبوت میں ایک آدمی کو زخم لگا اور خون اندرونی حصہ میں جمع ہوگیا تو بنی انمار کے دو آدمیوں کو بلا بھیجا، انہوں نے اس مریض کو دیکھا، تو آپ ﷺ نے دریافت کیا:

”أیکما أطب؟ الخ قال الباجی یحتمل أن یرید ﷺ البحث عن حالهما ومعرفتهما بالطب، لأنه لا یصلح أن یعالج إلا بعلاج من له علم بالطب الخ“ (اوجز المسالک ۶/۳۱۱)۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جو زیادہ واقف کار ہو اور تجربہ کار ہو، اس کا علاج کر

☆ سورت، گجرات۔

Marfat.com

احوط ہے، چونکہ یہاں دوسرے طبیب کو حضور علیہ السلام نے اس کام اور پیشہ سے منع نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ سند یافتہ اور غیر سند یافتہ دونوں شرعاً ماذون ہیں، نیز یہاں حضور اکرم علیہ السلام نے ذاتی تجربہ یا کسی ماہر سے سند کی تفصیل نہیں فرمائی، لہذا اس سے ثابت ہوا کہ اجازت علی الاطلاق ہے، ہاں عادۃً تجربہ کار کی صحبت کے بغیر مہارت کا حصول مشکل ہے، لہذا اقتضاءً اس کے خلاف کرنے سے ماخوذ ہونا چاہئے، مگر اپنے غالب گمان کا بھی اعتبار فی الجملہ ہوتا ہے، لہذا جب غالب گمان حاصل ہوگیا تو دیانۃً علاج کرنا جائز ہوگا۔

اب اگر اس کے علاج کرنے سے مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچا یا اس کا انتقال ہوگیا تو دیکھا جائے گا کہ معتاد طریقہ اور باذن مریض علاج ہوا ہے یا نہیں؟ اگر معتاد طریقہ سے اور مریض کے اذن سے ہوا ہے تو دیکھا جائے گا کہ تعدی ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر تعدی ہوئی ہے تو ضمان عائد ہوگا اور تعدی نہیں ہوئی تو صاحبینؒ کے نزدیک ضمان عائد نہ ہوگا اور امام صاحب نے بھی صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے: (ہدایہ ۳/۲۹۹، البحرالرائق ۳۰۹/۷)۔

اور اگر بلا اذن علاج ہوا ہے اور غیر معتاد طور پر ہوا ہے تو ضمان عائد ہوگا؛ جیسا کہ اس باب سے متعلق فقہاء کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے، دیکھئے: (عالمگیری ۴/۴۹۹، بذل المجہود ۱۸۷/۵)۔

۲- جس ڈاکٹر کو قانوناً علاج معالجہ کی اجازت ہے اس نے کسی مریض کا علاج کیا، لیکن طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں، مثلاً بعض ضروری جانچیں نہیں کروائیں یا مریض کی پورے طور پر دیکھ ریکھ نہیں کی، اگر اس کے علاج کے باوجود مریض فوت ہوگیا یا کوئی عضو مثلاً آنکھ وغیرہ ضائع ہوگئی تو ہلاکت کی صورت میں ضمان عائد ہوگا، ملاحظہ ہو (اعلاء السنن ۱۶/۱۰۶، معین الحکام/۲۳۸)۔

۳- اگر ڈاکٹر کی رائے میں زیر علاج مریض کا آپریشن ضروری ہے اور ڈاکٹر نے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کر ڈالا، آپریشن کامیاب ہونے کے بجائے

Marfat.com

مہلک ثابت ہوا اور مریض فوت ہوگیا یا اس کا آپریشن شدہ عضو بیکار ہوگیا تو ایسی صورت میں جب کہ وہ ڈاکٹر اس آپریشن کا مجاز ہے اور تجربہ بھی رکھتا ہے، لیکن مریض یا اسکے اعزہ سے اجازت نہیں لی تو چونکہ غیر ماذون صورت میں تصرف کیا ہے اس وجہ سے اس پر ضمان لازم ہوگا، چاہے معتاد طریقہ سے علاج کیا ہو یا غیر معتاد طریقہ سے دونوں صورت میں ضمان عائد ہوگا، عالمگیری اور بذل میں ہے:

''أما إذا كان بغير إذنه فهو ضامن سواء تجاوز الموضع المعتاد أولم يتجاوز كذا في السراج الوهاج'' (عالمگیری ۴/۴۹۹)۔

''فإذا تولد من فعله التلف ضمن الدية وسقط عنه القود، لأنه لايستبد بذلك دون إذن المريض الخ'' (بذل المجہود ۵/۱۸۷)۔

اسی طرح اگر حاکم یا حکومت کے نمائندہ وذمہ دار سے اجازت پاکر آپریشن یا علاج کیا ہے تب بھی ضمان ساقط ہوجائے گا، اس لئے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

''السلطان ولي من لا ولي له'' (مشکوۃ ۲/۲۷۰)۔

اسی طرح ڈاکٹر نے بوقت آپریشن دو آدمیوں کو شاہد بنالیا ہے کہ میں اس شخص کی جان بچانے کے لئے آپریشن کررہا ہوں تب بھی ضمان ساقط ہوجائے گا، جیسے کہ حضرت علیؓ کی موقوف روایت ہے:

''عبد الرزاق أن ابن مجاهد عن أبيه أن عليا رضي الله عنه قال في الطبيب: إن لم يشهد على ما يعالج فلا يلومن إلا نفسه يقول ضمن'' (مصنف عبدالرزاق ۹/۴۷۱)۔

اس بات کی تائید ''باب اللقطہ'' کے ایک جزئیہ سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ ''ہدایہ'' کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''اللقطة أمانة إذا شهد الملتقط أنه يأخذها ليحفظها ويردها على

Marfat.com

صاحبها؛ لأن الأخذ على هذا الوجه مأذون فيه شرعا" (ہدایہ ۲/ ۶۱۳)۔

قاضی خان اور ابن الہمام نے بھی اسی طرح کی باتیں لکھی ہیں (عالمگیری ۳/ ۲۹۰، فتح القدیر ۴/ ۴۲۴)۔

''لقطہ'' کے باب میں امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی ظاہری حالت حسنہ (بھلائی) پر دلالت کرتی ہے، نہ کہ معصیت پر گویا ظاہری حال اس کا شاہد ہے، اس لئے ضمان عائد نہ ہوگا، اور طرفین فرماتے ہیں کہ اس نے سبب ضمان کا اقرار کیا ہے اور وہ غیر کا مال لینا ہے، اور ملتقط جو یہ کہہ کر براءۃ کا دعوی کرتا ہے کہ میں نے مالک کے لئے لیا اس میں شک ہوگیا، کیونکہ احتمال ہے کہ اپنے لئے لیا ہو، لہذ ابلا اشہاد کے ضمان سے بری نہیں ہوسکتا، نیز ظاہری حالت میں بھی اپنے تصرف کے لئے لینے پر والی ہے، چنانچہ بدائع میں ہے:

"أن الأصل إن عمل كل إنسان له لا لغيره بقوله تعالى: "وأن ليس للإنسان إلا ماسعى" وقوله تعالى: "لها ما كسبت وعليها مااكتسبت" فكان أخذه اللقطة فى الأصل لنفسه لالصاحبها" (بدائع ۶/ ۲۰۱)۔

موجودہ زمانہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے بھی طرفین کی روایت کو اختیار کرنا لابدی اور ضروری معلوم ہوتا ہے جب کہ ہم بارہا سنتے رہتے ہیں کہ ڈاکٹر مریضوں کے اعضاء مثلاً گردہ وغیرہ نکال کر دھوکہ سے بیچ ڈالتے ہیں، مریض کو پتہ بھی نہیں چلتا، بلکہ اس کا کاروبار ہونے لگا ہے، ایسے حالات میں جب کہ دیانتداری اور خیر خواہی خود مریض کی ہو، طرفین کے قول کو اختیار کرنا سد باب کے لئے نہایت ضروری ہے۔

۴۔ بعض اوقات مریض پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے وہ اجازت دینے کے لائق نہیں ہوتا ہے اور اس کے اعزہ زیر علاج مقام سے بہت دور ہوتے ہیں ان سے فی الفور رابطہ قائم نہیں کیا جاسکتا ہے، ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کی رائے میں آپریشن فوری طور پر ضروری ہے اور تاخیر ہونے میں اس کے نزدیک مریض کی جان یا عضو کو خطرہ بظن غالب لاحق ہے، اس لئے اس نے

Marfat.com

مریض اوراس کے قریبی اعزہ سے اجازت حاصل کئے بغیر مریض کا آپریشن کردیا اور یہ آپریشن ناکام رہا، مریض کی جان چلی گئی یا اس کا کوئی عضو ضائع ہوگیا تو اس صورت میں گرچہ مریض یا اس کے اولیاء کی طرف سے اجازت حاصل نہ کرسکا، مگر فرمان نبوی ﷺ کے مطابق حاکم اس کا ولی ہے، جیسا کہ اگلے جواب میں مشکوۃ شریف سے حوالہ درج کرچکے "السلطان ولی من لا ولی له" (مشکوۃ ۲، ۲۷۰)۔

چونکہ حاکم کو ولایت عامہ حاصل ہے، لہذا حاکم یا ان کے نمائندوں سے اجازت لے لینا ضروری ہے، ورنہ ضمان عائد ہوگا، اور اگر حاکم یا اس کے نمائندوں سے اجازت لینے کا بھی موقع نہیں ہے تو کم از کم دو آدمیوں کو اس بات پر شاہد بنا لینا ضروری ہے کہ ہم ان کی جان بچانے کے لئے آپریشن کررہے ہیں، اگر شاہد بھی نہیں بنایا تو ہلاکت کا ضمان عائد ہوگا جس کی وضاحت ہم سوال نمبر ۳ کے جواب میں کرچکے ہیں۔

محور دوم

ایڈز ایک سریع التعدیہ معروف مہلک مرض ہے، لیکن اس کا تعدیہ طاعون کی طرح عام نہیں ہے، کہ کلی طور پر اس کے جمیع احکام بعینہ اس پر منطبق کردیئے جائیں، بلکہ ایڈز کا دائرہ تعدیہ بہت محدود ہے، یہ عام اختلاط سے نہیں پھیلتا، بلکہ خاص اختلاط سے منتقل ہوتا ہے، مثلاً مجامعت سے، خون چھونے یا دوسرے کو خون دینے سے یا ماں سے بچے کی طرف دوران حمل منتقل ہوتا ہے، لہذا احکام بھی اسی خاص دائرہ سے متعلق ہوں گے۔

ساتھ ہی یہ بات ذہن نشین رہے کہ عرض مسلم بھی ایک اہم شعبہ دین ہے جس کی رعایت وحفاظت نہایت ضروری ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"إن من أربى الربوا الاستطالة فی عرض المسلم بغیر حق" (مشکوۃ ۴۲۹)۔

Marfat.com

لیکن دوسروں کو نقصان سے بچانا، ان کی جان و مال کی حفاظت بھی اشد ضروری ہے۔

لہذا ان دونوں اہم پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہ کے مسلمہ قاعدہ سے مدد لیتے ہوئے

"من ابتلى ببليتين وهما متساويان يأخذ بأيتهما شاء وإن اختلفا يختار أهونهما" (الاشباہ/۱۴۵)۔

محور دوم کے سوالوں کے جواب مندرجہ ذیل ہیں

۱- جس مریض میں ایڈز کے جراثیم پائے گئے ہیں اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اپنے اہل خانہ و متعلقین کو اپنے مرض سے مطلع کرے، بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ بغیر ضرورت اپنے عیوب کو کھول کر اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے، حدیث شریف میں آتا ہے:

"لا ينبغي لمؤمن أن يذل نفسه" (ابن ماجہ الفتن)۔

کیونکہ جیسے ہی لوگوں کو اس کے مرض کے متعلق معلوم ہوگا وہ سوء ظن و وہم میں مبتلا ہو کر اس سے متنفر ہو جائیں گے، لہذا وہ اپنے عیب و مرض کو ظاہر نہ کرے خصوصا جب کہ ضرورت بھی متقاضی نہیں ہے کہ نہ اطلاع کرنے پر اہل خانہ و متعلقین کو کوئی ضرر پہنچے، کیونکہ یہ مرض عام اختلاط سے منتقل نہیں ہوتا۔

۲- اس سلسلہ میں تفصیل کے ساتھ محور سوم میں بحث آرہی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ڈاکٹر ایک مشیر ہے اور جو بات اس سے کی جاتی ہے وہ اس بات پر شرعا اور قانونا امین ہوتا ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"المستشار مؤتمن" (سنن ابی داؤد)۔

اور ارشاد ہے:

"إذا حدث رجل رجلا حديثا ثم التفت فهو أمانة" (الترغیب والترہیب ۲/۸۷)۔

لہذا عام حالتوں میں افشاء راز جائز نہ ہوگا، ہاں، جہاں غیر کو ضرر پہنچنے کا ظن غالب

Marfat.com

ہوتو اس وقت اجتماع ضررین کی بنا پر اہون کو لیتے ہوئے افشار راز کی گنجائش ہے، مگر اس وقت بھی حتی الامکان ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ سانپ مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے، مثلاً یہ کہے کہ اس کا رشتہ آپ کے لئے مفید نہ ہوگا، وغیرہ۔

۳- ایڈز کے مریض کے ساتھ اس کے متعلقین واہل خانہ کو چاہئے کہ وہ معتمد طبی مشورہ کے مطابق اس سے سلوک کریں، اس کی تیمارداری کرتے رہیں، اور علاج ومعالجہ کی فکر رکھیں، جہاں تک ہوسکے اس کے ساتھ پہلے جیسا برتاؤ کرتے رہیں، کیونکہ عام اختلاط سے نقصان نہیں پہنچتا، اور ساتھ ساتھ ایک اہم بات یہ ہے کہ اس کے لئے تسلی اور ہمت افزائی کا سامان کرتے رہیں، کیونکہ اطباء کا کہنا ہے کہ ایڈز کے جراثیم اس کے مریض کو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ زندگی سے مایوسی کا خیال اس کو نقصان پہنچاتا ہے۔

۴- اگر ایڈز کا مریض مرض منتقل کرنے کے ارادے سے اپنا خون دوسرے کو دیتا ہے اور نتیجے کے طور پر سامنے والا شخص مرجاتا ہے تو اس ایڈز کے مریض پر شرعاً کوئی ضمان عائد نہ ہوگا، ہاں حاکم وقت اس پر تعزیر کرسکتا ہے، اور یہ ایسا ہی ہوگا جیسے کسی نے دوسرے کو زہر کھانے کے لئے دیا (بدائع الصنائع ۷/۲۳۵)۔

اور جب منتقل کرنے کے ارادے سے خون دیا اور اس وقت ضمان نہیں آتا تو جب انتقال کا ارادہ ہی نہ ہوگا تو بطریق اولی اس وقت ضمان نہیں آئے گا، اور اس حالت میں تعزیر بھی نہیں کرے گا، کیونکہ کوئی برا قصد نہیں تھا، ہاں احتیاط نہ کرنے پر حاکم زجر کرسکتا ہے، البتہ مجامعت کا مسئلہ جداگانہ ہے، اس لئے کہ درمیان میں فاعل مختار کا فعل حائل نہیں، اصل فاعل شوہر ہے لہذا ضمان عائد ہوگا، مگر معاملہ برعکس ہو، یعنی مرض کا شکار بیوی ہو تو چونکہ وہ فاعل نہیں، اس لئے فعل اس کی طرف منسوب نہیں ہوگا، لہذا بیوی پر ضمان عائد نہ ہوگا، البتہ تعدی ثابت ہوجائے تو تعزیر ممکن ہے۔

۵- اگر شوہر کو یہ مرض لاحق ہوگیا تو عورت کو شوہر سے تفریق کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا

Marfat.com

کیونکہ یہ مرض خاص کر جنسی اختلاط ہی سے منتقل ہوتا ہے، اسی طرح ہر وہ عیب جس کے باوجود اس کے ساتھ رہا نہ جاسکتا ہو تو عورت امام محمدؒ کے مسلک کے موافق نکاح رد کرسکتی ہے اور یہی مفتی بہ ہے، اسی کو ''جدید فقہی مسائل دوم'' میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ امام محمدؒ کا مسلک اس مسئلہ میں شریعت کی روح و مزاج سے قریب بھی ہے اور مصلحت عامہ کے بھی مطابق ہے، اس لئے بعد کے فقہاء حنفیہ نے بھی امام محمدؒ ہی کی رائے پر فتوی دیا ہے، ''فتاوی عالمگیری'' میں ہے:

''إن كان الجنون حادثا ليؤجله سنة كالعنة، وإن كان مطبقا فهو كالجب وبه نأخذ''۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ نے لکھا ہے کہ اگر قاضی عیب کی بنا پر رد نکاح کا فیصلہ کردے تو اس کا فیصلہ نافذ ہوگا۔

''أن القاضي لو قضى برد أحد الزوجين بعيب نفذ قضاءه''۔

عام طور پر مصنفین نے یہی نقل کیا ہے کہ امام محمدؒ صرف جنون، جذام اور برص کی بیماریوں ہی میں فسخ نکاح کی اجازت دیتے ہیں، لیکن بعض مصنفین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمدؒ کے ہاں اس مسئلہ میں توسع ہے، چنانچہ فخر الدین زیلعی کہتے ہیں:

''وقال محمد ترد المرأة إذا كان بالرجل عيب فاحش بحيث لاتطيق المقام معه؛ لأنها تعذر عليها الوصول إلى حقها لمعنى فيه كالجب والعنة'' (تبیین الحقائق ۳/۲۵)۔

اور علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

''خلوه من كل عيب لا يمكنها المقام معه إلابضرر كالجنون والجذام والبرص شرط لزوم النكاح حتى يفسخ به النكاح'' (بدائع الصنائع ۲/۳۲۷)۔

یوں تو خود امام محمدؒ کے یہاں جذام، جنون اور برص کی بیماریوں کی تخصیص نہیں ہے،

Marfat.com

بلکہ وہ تمام بیماریاں موجب فسخ ہیں جن کی موجودگی میں مرض کے متعدی اور قابل نفرت ہونے کے باعث زوجین کا ایک ساتھ رہنا دشوار ہو جائے، اور اگر امام محمدؒ کی رائے ایسی نہ بھی ہو تو بھی مصلحت شرعیہ کے تحت متاخرین کو اس مسئلہ میں توسع سے کام لینا پڑا، چنانچہ طحطاوی نقل کرتے ہیں:

"وألحق بها القهستاني كل عيب لا يمكن المقام معه إلا بضرر" (طحطاوی ۲/ ۲۱۳)۔

اس لئے ہمارے زمانے میں ان تین امراض کے علاوہ دوسرے تمام تکلیف دہ، متعدی اور قابل نفرت امراض بھی موجب فسخ ہیں اور عورت ان کی وجہ سے فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے، جیسے سوزاک، آتشک وغیرہ، اس حق کا استعمال وہ اس وقت کر سکے گی جب:

۱- خود عورت اس مرض میں مبتلا نہ ہو۔

۲- نکاح سے پہلے وہ اس سے باخبر نہ ہو۔

۳- پھر نکاح کے بعد اس سے مطلع ہو جانے کے باوجود اس نے اپنی رضامندی کا صریح اظہار نہ کیا ہو، جیسا کہ نامرد کے مسئلہ میں ہے۔

۴- یا یہ کہ نکاح کے بعد یہ امراض پیدا ہوئے ہوں (جدید فقہی مسائل ۲/ ۱۶۶)۔

۶- ایسی عورت جس کو ایڈز کا مرض ہو اگر وہ حاملہ ہو جائے تو اگر حمل چار ماہ کے اندر اندر ہو (یعنی جب تک جان نہ پڑے) وہاں تک اسقاط حمل کی گنجائش ہے۔

"ويكره أن تسقى لإسقاط حملها وجاز لعذر حيث لا يتصور" (درمختار ۵/ ۲۷۶)۔

اور "فتاوی رشیدیہ" میں ہے: اسقاط حمل قبل جان پڑنے سے جائز ہے، مگر اچھا نہیں اور جان پڑ جانے کے بعد حرام ہے (فتاوی رشیدیہ ۳/ ۱۰۲)۔

اسی طرح "فتاوی رحیمیہ" میں ہے کہ اگر حمل ابتدائی درجہ میں ہو تو اسقاط حمل کی گنجائش

Marfat.com

ہے، مگر اعضا بن جانے اور جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل ناجائز و حرام ہے (فتاوی رحیمیہ)۔

لہذا عورت جب ایڈز کے انتقال کے خوف سے اسقاط حمل کرنا چاہتی ہے تو بچہ میں جان پڑنے سے پہلے پہلے اس کی گنجائش ہے اس کے بعد نہیں، کیونکہ حقن دم محض خوف و اندیشہ سے ساقط نہیں ہوگا۔

اور یہ کہنا کہ یہ مریض بچہ سماج کے لئے خطرہ ہوگا اور حکومت کے لئے بڑا بار ہوگا، کوئی ایسی قوی دلیل نہیں جس کی بنا پر انہار دم کی اجازت دی جائے، کیونکہ یہ سب احتمالات پر مبنی ہیں، سب سے پہلا احتمال مرض کا بچہ تک منتقل ہونے نہ ہونے کا ہے اور اگر ہو بھی گیا تو بھی سماج کو خطرہ سے بچانا ممکن ہے، اس لئے کہ یہ مرض خاص اختلاط ہی کے باعث مضر ہوتا ہے اور اگر حکومت پر بار ہونے کی وجہ سے ایک جان کے لینے کی اجازت دے دی جائے تو دنیا بھر کے جتنے مریض و معذور ہیں، ان سب کے خون کو جائز و حلال قرار دینے کو مستلزم ہوگا جس کا کوئی قائل نہیں۔

۷- جو بچہ یا بچی ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو اس کو مدارس اور اسکول میں داخلہ سے محروم کرنا جائز نہیں بالخصوص ضروری اور لازمی تعلیم کے لئے، کیونکہ مضرت پہنچنے کا یقین غالب گمان نہیں ہے، بلکہ صرف ایک احتمال بعید اور موہوم کے درجہ میں ہے، ہاں احتیاط کا پہلو ضرور اختیار کیا جائے، مثلاً وہاں کے اساتذہ منتظمین وغیرہ کو مطلع کر دیا جائے تاکہ وہ اس کو اپنی نگرانی میں رکھیں اور اگر اس کی تعلیم کا کوئی خاص اور الگ نظم ہو سکتا ہو تو اس وقت اس کو اختیار کرنا احوط ہوگا۔

۸- جب بچہ یا بچی ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو جائے تو اس کے والدین، اہل خانہ اور سماج کی ذمہ داری ہے کہ سب سے پہلے اس کے علاج و معالجہ کی فکر کریں، ساتھ ساتھ ہر احتیاطی ترکیبیں اختیار کریں، اور باقی طبی مشوروں کے مطابق عمل کریں۔

۹- فقہاء کی عبارتوں (البحر الرائق ۴/۲۴، فتح القدیر ۳/۱۵۵، فتاوی رحیمیہ ۴/۳۶۸) کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرض ایسا ہو کہ ہلاکت کا خوف غالب ہو اور مرض میں استمرار بھی ہو، یعنی اسی

Marfat.com

مرض میں بغیر شفا حاصل ہوئے مرجائے تو اس پر مرض الموت کے احکام جاری ہوں گے، لہذا جب ایڈز کے مریض میں یہ دونوں باتیں ہیں تو اس پر مرض الموت کے احکام جاری ہوں گے، ہاں اگر کوئی دوا یا قدرتی طور پر ایڈز کا مرض بڑھنے سے رک جائے یا روک دیا جائے تو پھر اس وقت اس پر صحت کے احکام جاری ہو جائیں گے اور اس وقت یہ مفلوج وغیرہ کی طرح ہوگا۔

"والمقعد والمفلوج الذی لایزداد فی مرضه کل یوم فهو کالصحیح" (خانیہ علی الہندیہ ۱/ ۵۵۵)۔

اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ اگر زمانہ قریب میں جب اس کا کوئی کامیاب علاج مل جائے جس میں حصول صحت غالب ہو تو اس وقت یہ مرض الموت کی فہرست سے خارج ہو جائے گا، نیز جب یہ ناقابل علاج مرحلہ پر پہنچ جائے، مگر پھر دوا وغیرہ سے اس کی بڑھوتری رک گئی تب بھی یہ مرض الموت کی فہرست سے خارج ہو جائے گا۔

"فلیتأمل فی مسئلة المقعد والمفلوج"۔

۱۰- حکومت کی طرف سے جو پابندیاں لگتی ہیں اس کی پابندی کرنا اور ان کی رعایت رکھنا ضروری ہے، بشرطیکہ وہ شریعت سے نہ ٹکرائے، ورنہ بمقتضاء حدیث: "لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق" ان پابندیوں کا ترک ایک حد تک لازم ہوگا، لہذا اطاعون کے وقت حکم شرعی کیا ہے اس کا معلوم کرنا ضروری ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"فإذا سمعتم به بأرض فلا تدخلوها علیه، وإذا دخلها علیکم فلا تخرجوا منها فرارا" (مسلم ۲/ ۲۲۸)۔

یعنی جب وبا کسی شہر میں واقع ہو اور تم اس میں رہائش پذیر ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور اگر یہ کسی شہر میں پہلے سے موجود ہو تو اس میں داخل نہ ہو، باہر نہ نکلنے سے مراد آپ ﷺ کی یہ تھی کہ جب تم اس شہر میں ہو تو باہر نہ جاؤ، گویا تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کرنا تمہیں اللہ سے نجات دے گا اور آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ جب یہ وبا کسی شہر میں ہو تو وہاں داخل نہ ہونا،

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ وہاں تم ٹھہرے ہو، یعنی جہاں طاعون نہیں ہے وہ جگہ تمہارے قلوب کے لئے زیادہ اطمینان بخش اور تمہارے رہنے کے لئے زیادہ بہتر ہے (زادالمعاد ۳/۹۸۹)۔

لہذا معلوم یہ ہوا کہ یہ حکم ارشادی ہے نہ کہ تشریعی، نیز یہ حکم کسی عارض پر موقوف ہے، لہذا جب حکومت کی طرف سے کسی مصلحت کے پیش نظر آمدورفت کی پابندی ہو تو اس کی رعایت ضروری ہوگی، خصوصاً جب کہ اعراض کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو۔

۱۱- مذکورہ تفصیل سے معلوم ہو چکا کہ روایت میں ممانعت نفس الامری نہیں ہے، بلکہ بقصد فرار ہے، لہذا جہاں فرار کا قصد نہ ہوگا وہاں خروج کی اجازت ہوگی، اسی طرح دخول کی ممانعت طمانیت قلب کے واسطے ہے، اور ظاہر ہے کہ اگر اولاد طاعون زدہ علاقہ میں ہوں اور وہ خود باہر ہو تو کیوں کر اس کو طمانیت حاصل ہوگی، خلاصہ یہ کہ عارض جب نہ ہو تب دخول وخروج دونوں کی اجازت ہوگی۔

☆☆☆

Marfat.com

لاعلاج امراض سے متعلق شرعی احکام

مولانا اخلاق الرحمن قاسمی، ایم پی

۱- غیر قانونی اور نیم ڈاکٹر کا شرعی حکم

شروع زمانہ میں جب حدیث شریف کی روایت کثرت سے ہونے لگی تو بہت سے نام نہاد اس فن کے سر اٹھانے لگے جن کو ''وضاعین حدیث'' کہا جاتا ہے، ان پر روک لگانے کے لئے سند وغیرہ سے روایت کے بیان کرنے کا کثرت سے اہتمام کیا جانے لگا، جس سے یہ سلسلہ رک گیا، اسی طرح موجودہ زمانہ میں جب امراض کی کثرت ہونے لگی تو بہت سے کم پڑھے لکھے جو یوں ہی نکمے بیٹھے ہوتے تھے دوائیوں کی کتاب پڑھ کر ڈاکٹری کا پیشہ شروع کردیا، بیچارے عوام بھی کم صرفے کی وجہ سے ان سے رجوع کرنے لگے، جس کے نتیجے میں بہت سے نفوس جاں بحق ہوگئے، تو سرکار نے لائسنس اور اجازت نامہ اس کے لئے ضروری قرار دیا، یا اس کو ڈگری کہہ لیا جائے تاکہ نفوس بیجا تلف نہ ہوں۔

اگر ایک شخص کسی مرض کا قانونا علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے، ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بنا پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے، اس شخص نے کسی مریض کے کہنے پر اس کا علاج کیا ہے، تو شرعا اس کا علاج کرنا جائز ہے، گو قانونا مستحق سزا ہے، کیونکہ اصول یہ ہے کہ ''الضرر یزال'' ضرر کو زائل اور ختم کیا جائے، اس نے حتی الوسع اس طالب کے ضرر کو ختم کرنے میں ہاتھ بٹایا ہے اور اس سے مریض کو افاقہ بھی ہوجاتا ہے۔

Marfat.com

اس سوال کا دوسرا اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اگر ایسے ڈاکٹر کے علاج سے مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچایا اس کا انتقال ہوگیا تو اس پر ضمان یا تاوان لازم ہوگا یا نہیں؟ اس امر کی وضاحت سے قبل ڈاکٹری کا پیشہ شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اس کی وضاحت ملاحظہ ہو، ڈاکٹرس حضرات اجیر مشترک ہیں، اجیر مشترک کی فقہاء نے جو تعریف کی ہے، وہ ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

''قدوری'' میں ہے:

''اجیر کی دو قسم ہے، اجیر مشترک اور اجیر خاص، اجیر مشترک عمل سے قبل اجرت کا مستحق نہیں ہوتا ہے، مثلاً قصار اور صباغ۔ اس لئے کہ اجیر مشترک جو عمل بھی کرتا ہے، وہ متاجر وغیرہ ہر ایک کے لئے کرتا ہے، لہذا یہ متاجر کے عمل کے ساتھ مختص نہیں ہے اور خیاط اور صانع وکاریگر بھی اسی اجیر مشترک کی فہرست میں شمار ہوں گے'' (قدوری مع الجوہر ۲/۱۱۹، بدائع ۴/۱۷۴)۔

اور اس وقت ڈاکٹر وغیرہ بھی اجیر مشترک ہی کی فہرست میں آتے ہیں، لہذا اجیر مشترک سے اگر متاع ضائع اور ہلاک ہوجائے تو اجیر مشترک پر ضمان وتاوان ہوگا یا نہیں؟ مسئلہ کی جو نئی صورت بنے گی اسی کے مطابق مریض کے لئے غیر معمولی ضرر پہنچنے کی صورت میں ڈاکٹرس پر اسی طرح کا حکم نافذ کیا جائے گا۔ اس لئے اب ہم ذیل میں اجیر مشترک پر تاوان ہونے نہ ہونے کی صورت بیان کرتے ہیں، اس کے بعد زیر بحث سوال کا حل خود بخود سامنے آجائے گا۔

مثال کے طور پر یہ کہ:

''جب پچھنا لگانے والوں نے پچھنا لگایا یا خون نکالنے والوں نے خون نکالا، اور موضع معتاد سے تجاوز نہیں پایا گیا ہے اس صورت میں اگر آدمی یا جانور ہلاک ہوجاتا ہے تو فصاد اور بزاغ پر ضمان نہ ہوگا، اور اگر موضع معتاد سے تجاوز پایا گیا ہے تو ضامن ہوگا، کیونکہ اس نے معتاد حصے میں اجازت دی تھی، جس پر عمل درآمد نہ ہوسکا، بزغ کی صورت میں مذکورہ حکم اس وقت ہے جب کہ صاحب دامہ کے اذن سے بزغ کا عمل طے پایا ہو، لیکن بصورت دیگر بہر صورت بزاغ

Marfat.com

ضامن ہوگا، خواہ موضع معتاد ہو یا اس سے تجاوز کر گیا ہو۔

اور اگر ختان نے ختنہ کرنے میں حشفہ ہی کاٹ ڈالا اس کے نتیجے میں بچہ مر جاتا ہے تو ختان پر نصف دیت ضروری اور لازم ہے اور اگر خشک ہو گیا اور زندگی باقی رہ گئی تو اس صورت میں کل دیت لازم ہوگی، کیونکہ جب وہ ختنے کے نتیجے میں مر جاتا ہے تو دو فعل کے نتیجے میں موت کا وجود ہوتا ہے، ایک تو قطع جلد کی اجازت، دوسرے نمبر پر غیر ماذون فیہ، یعنی جس حصہ کے کاٹنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے، اور جب خشک ہو گیا اور زندگی سالم رہ گئی تو قطع جلد کا درجہ "کأن لم یکن" ہو گیا اور قطع حشفہ پایا گیا جو غیر ماذون فیہ ہے، لہذا حشفہ کا ضمان کامل ہوگا نہ کہ نصف دیت" (جوہر ۲۵/۱۲۰)۔

مذکورہ بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کسی بھی ڈاکٹر سے بداحتیاطی و بے توجہی کے نتیجے میں مریض غیر معمولی ضرر کا شکار ہو جاتا ہے تو ڈاکٹر مقتضائے حال ضمان و تاوان کا ضامن ہوگا اور مذکورہ ڈاکٹر پر تو ہوگا ہی تاکہ امت حرج و تنگی اور ضرر و پریشانی کے دہانے پر آنے سے بچ جائے۔

۲- ڈاکٹر کی بے توجہی سے مریض غیر معمولی ضرر کا شکار ہو جائے

جس ڈاکٹر کو قانوناً ہی کیوں نہ علاج و معالجہ کی اجازت ہو، اگر اس نے مریض کا علاج کیا، لیکن اس نے طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں، مثلاً بعض ضروری جانچیں نہیں کروائیں یا مریض کی پوری دیکھ ریکھ نہیں کی جس کے نتیجے میں علاج کے باوجود مریض فوت ہو جاتا ہے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں ڈاکٹر پر اس کا تاوان اور دیت لازم ہوگی، کیونکہ ڈاکٹر اجیر مشترک ہے اور اس کے عمل غیر معتاد سے اور بے توجہی سے ہلاک ہونے کی صورت میں اجیر مشترک پر ضمان لازم ہوتا ہے جیسا کہ گذرا، اور مسئولہ صورت بھی اسی طرح کی ہے، لہذا مریض کے فوت ہو جانے یا کسی عضو کے ضائع ہو جانے کی صورت میں ڈاکٹر پر ضمان لازم ہوگا۔

Marfat.com

۳-بلااذن مریض ڈاکٹر کا آپریشن

مریض ڈاکٹر کے یہاں زیر علاج تھا اور آپریشن ضروری تھا، ڈاکٹر نے بلااذن مریض یا اس کے قریبی متعلقین کی اجازت کے بغیر آپریشن کر ڈالا، مریض کو غیر معمولی ضرر لاحق ہوا، تو ایسی صورتوں میں حکم شرعی ڈاکٹر پر کیا عائد ہوتا ہے اس بارے میں بھی بات ماقبل میں گذر چکی ہے۔

فقہ کا ایک بہت بڑا حصہ معاملہ میں تنگی کے واقع ہونے کے وقت توسیع پیدا کرنا اور سہولت کی راہ اختیار کرنا ہے، ارشاد باری ہے:

"یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر"

اور قاعدہ فقہیہ ہے:

"الأمر إذا ضاق اتسع" (الاشباہ)۔

"لایکلف الله نفسا الا وسعها" یہ بات مسلم ہے کہ معاملات وغیرہ میں اذن کی بڑی اہمیت ہوتی ہے لیکن جب اذن کے تمام دروازے ہی مسدود ہو چکے ہوں اس وقت نصوص وقواعد سے اجراء احکام کا ثبوت ملتا ہے، اس تمہید کے بعد ہم ذیل میں آنے والے سوال کے جواب میں یہ جواب دیں گے کہ ضمان اور تاوان نہ ہوگا۔

محور دوم

۱، ۲، ۳-ایڈز کا مریض اور ڈاکٹر کی ذمہ داری

یہاں تین باتیں ہیں، ایڈز کا مریض اپنے مرض کا اظہار کرے یا نہیں جبکہ کرنے کی صورت میں ان کی نگاہ میں اچھوت اور حقیر بن کر رہ جائے گا۔

دوسرا نمبر یہ ہے کہ کیا ڈاکٹر مریض کے منع کرنے کے باوجود اس کے اہل خانہ کو اطلاع کر سکتا ہے کہ نہیں، جب کہ ہر دو صورت میں عدم اطلاع کی صورت میں یہ مرض اختلاط کے نتیجے

Marfat.com

میں ان میں بھی پھیل جانے کا غالب گمان ہے، تیسری اور آخری بات یہ ہے کہ جس طرح طاعون مہلک مرض ہے اسی طرح یہ بھی، تو کیا طاعون کی طرح اس سے اسالیب وقایہ اور بچنے کے طریقے اختیار کئے جائیں گے یا نہیں؟۔

سوان تینوں سوالوں کا مشترکہ جواب یہ ہے کہ اول الذکر دوصورتوں میں عدم اطلاع کی صورت میں تمام افراد میں یہ مرض منتقل ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ خصوصا اہل خانہ اور متعلقین میں۔

اور آخر الذکر صورت بھی طاعون، بلکہ اس سے اشد ہے جس سے احتیاط ضروری ہے اور عدم اختلاط لازم ہے، قاعدہ شرعیہ ہے: ''الضرر یزال'' (کہ ضرر کو ضرر سے بچنے کی خاطر زائل کیا جائے گا)، لہذا مذکورہ دوصورت میں خود مریض، اسی طرح ڈاکٹر اہل خانہ کو اس کے مرض سے اطلاع کرے، ساتھ ہی طاعون وغیرہ کی طرح اس سے بھی بچنے کی راہ اختیار کرے۔ واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ میں انسانی ضروریات کے لئے جن چیزوں کی رعایت ضروری پڑتی ہے وہ تین حصوں میں تقسیم ہوتا ہے، ضرورت، حاجت، تحسینات۔

اور ان تینوں چیزوں کو بنیاد بنا کر فقہاء نے بہت سارے مبادی عامہ اور قواعد عامہ مستنبط فرمایا ہے اور پھر اس سے بہت سارے مسائل متفرع کئے ہیں، جو اہل نظر وفکر سے پوشیدہ نہیں ہے، ان مبادی اور قواعد عامہ میں سے وہ قاعدہ بھی ہے جو ابھی گذرا، اور جن سے مسائل ثلثہ کا حل پیش کیا گیا ہے، جو اسی قاعدہ سے متفرع ہوتے ہیں، جیسا کہ صاحب ''وجیز'' نے اس قاعدہ کے تحت ایک بات یہ بھی ذکر کی ہے جو جوابا عرض کی گئی ہے۔

صاحب وجیز فرماتے ہیں: ''ضرر کو زائل کیا جائے گا''۔

اس اصول پر درج ذیل مسائل متفرع کئے جاتے ہیں:

۱-حق شفعہ کا ثبوت صاحب حق کے لئے۔

۲-تلف کی صورت میں ضمان کا وجوب۔

Marfat.com

۳-عیب کی صورت میں مبیع کو لوٹانے کا اختیار۔

۴-وبائی امراض کے وقت اسالیب وقایہ طبیہ کا اختیار کرنا اور ڈاکٹر کے بتلائے نسخہ پر عمل پیرا ہونا وغیرہ (الوجیز فی اصول الفقہ ر ۳۸۳)۔

باقی یہ شبہ اور یہ گمان کہ مریض یا ڈاکٹر مرض کی اطلاع اہل خانہ کو کردیں گے تو ایسی صورت میں وہ گھر اور سماج میں اچھوت بن کر رہ جائے گا، شریعت ایسی چیزوں کے وہم وگمان اور لوگوں کے ایسا سمجھنے کا اور اس جاہلانہ تصور کا اعتبار نہیں کرتی، لہذا مریض کو ڈاکٹر کو بتلانا ضروری ہوگا اور وبائی امراض سے بچنے کی بھرپور تدبیر اختیار کی جائے گی۔

۴-ایڈز کے مریض کا عدم اجتناب

ایڈز کا مرض اور اس کی نوعیت کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے اور اس کے متعدی اور زود اثر ہونے سے بھی کوئی ناواقف نہیں ہے، لہذا اگر ایڈز کے مرض میں مبتلا شخص اس کی تمام تر جہتوں سے آشنا ہونے کے باوجود اپنے مرض کو منتقل ہونے کی غرض سے کوئی کام کرتا ہے، مثلاً بیوی سے جماع کرلیتا ہے یا اپنا خون جو جراثیم آلود ہوچکا ہے کسی ضرورت مند مریض کو پیش کرتا ہے، جس کے نتیجے میں ایڈز کا مرض اس کو بھی لاحق ہوجاتا ہے تو یہ شریعت کی نگاہ میں گنہگار اور مجرم ہوگا، کیونکہ ضرر کے زائل کرنے کا حکم جہاں مریض کے علاوہ لوگوں سے وابستہ ہے، مریض کے ساتھ یہ حکم اور زیادہ ہی ہوجاتا ہے، کیونکہ "الضرر یزال" عام ہے، لہذا ایڈز کے اس مریض نے دانستہ طور پر جو عمل کیا ہے، یقیناً "إلا أنهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون" کی فہرست میں آئے گا۔

اس طرح اس نے ضرورت مند مریض کو خون دے کر ایک حد تک ضرورت کو پوری کیا ہے، لیکن چونکہ اس ضرر خاص کے دفع کرنے میں تعدی کی جو صورت پیدا ہوجاتی ہے یہ ضرر عام کو دعوت دیتی ہے اور قاعدہ شرعیہ ہے:

Marfat.com

"یدفع الضرر العام بتحمل الضرر الخاص "(الوجیز ص ۸۴)۔

ضرر عام کو دفع کیا جائے گا اور ضرر خاص کو گوارہ کرلیا جائے گا۔

اور شرعا گنہگار اور قانونا مجرم ہر صورت میں ہوگا خواہ اس عمل کے وقت تعدی کا ارادہ کیا ہو یا نہیں؟ کیونکہ اس کی حقیقت سے تو یہ واقف تھا ہی اس کے باوجود اس کے مفسد ہونے کو بتلاتا ہے اور مفسد گنہگار ہوتا ہے اور قابل سزا۔

۵-ایڈز میں گرفتار شوہر کی زوجہ کو حق فسخ

اگر کسی مسلمان خاتون کا شوہر ایڈز کے مرض میں گرفتار ہوجاتا ہے، اسی طرح ایڈز کا کوئی مریض اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کرلیتا ہے، تو ان دونوں صورتوں میں عورت کو فسخ نکاح کا مطالبہ کرنے کا حق ہے، کیونکہ اس صورت میں عورت حرج وتنگی سے اپنے کو نجات دلاسکتی ہے، جو شریعت کے تقاضے کے عین مطابق ہے۔

قاعدہ شرعیہ ہے: "المشقة تجلب التسير"۔

مشقت کی بنیاد پر یسر وسہولت کا وسیع باب کھل جاتا ہے۔

اس اصول کی فرع میں سے رخصت کی مشروعیت، اسی طرح عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہوتا ہے، جبکہ عورت شوہر میں کوئی عیب پائے جس سے عقد نکاح کے وقت ناآشنا تھی (الوجیز ۳۸۴)۔

اور ایڈز کی صورت تو اس میں بدرجہ اولی داخل ہوجائے گی، کیونکہ یہ عیب ہی نہیں، بلکہ ام العیب ہے۔

۶-مریضہ ایڈز کا حمل

اگر کسی خاتون کو ایڈز کا مرض لاحق ہوجاتا ہے اور اسے حمل بھی قرار پاجاتا ہے اور یہ امر

Marfat.com

بھی مسلم ہے کہ ایڈز کا مرض تیزی سے پھیلتا ہے، اس لئے دوران حمل اور دوران ولادت اور دوران رضاعت بچے کی طرف منتقل ہونے کا پورا خطرہ ہے۔ لیکن اس خطرہ شدیدہ کے باوجود حمل میں اگر روح اور جان پڑ گئی ہے تو عورت کو حمل ساقط کرنے کا حق نہ ہوگا، کیونکہ جان اور نفس انسانی کی حفاظت مذکورہ صورت حال سے زیادہ اہم ہے۔ اس لئے قاعدہ شرعیہ ''الأهم فأهم'' کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کہہ لیں گے کہ اس انتقال مرض کے خطرہ سے بچنے کے مقابلے میں جان کی حفاظت اس سے اہم ہے، لہٰذا اس صورت میں اسقاط حمل کی اجازت نہ ہوگی، ہاں اگر روح حمل میں نہ پڑی ہو تو اس صورت میں اسقاط حمل کی گنجائش ملتی ہے، اور حکومت اور شوہر اسقاط پر جبر بھی اول صورت کی بنا پر کر سکتے ہیں، دوسری شکل میں ''واد'' کے مرادف سمجھے جائیں گے۔

۷-ایڈز کے مریض بچے اور بچیوں کی تعلیم

واضح رہے کہ جو بچے یا بچیاں ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو چکے ہیں تو ایسے بچے اور بچیوں کو اسکولوں و مدارس میں داخلے سے محروم کیا جائے یا یہ کہ محروم نہ کیا جائے؟ اس سلسلہ میں اس وقت ہمارے سامنے دو باتیں ہیں: ایک تو تعلیم جو انسانی زندگی کے لئے مانند ریڑھ کی ہڈی کے ہے، دوسری بات ایڈز کا خطرناک پہلو سامنے ہے، ساتھ ہی مدارس اور اسکولوں میں موجودہ دور جنسی بے راہ روی میں اکثر طبقہ گرفتار ہے جو ایڈز کے مرض کو فروغ دینے میں برق رفتاری کا رول ادا کرے گا، وہم چنیں مسلسل، اس لئے مذکورہ اور موجودہ صورت حال کے پیش نظر ایسے بچوں اور بچیوں کا تعلیمی ادارے میں داخلے کرنا اور کروانا ایسے مرض کو ہوا دینے میں بے مثال کردار ادا کرتا ہے، جو شرعی نقطہ نظر سے کبھی بھی لائق تحسین نہیں ہو سکتا، کیونکہ شرعی قاعدہ ہے۔

''درء المفاسد أولى من جلب المنافع'' (مفاسد کو دفع کرنا حصول منافع سے بہتر ہے) اور پھر یہ کہ تعلیمی مرحلے اسکول اور مدارس ہی میں داخل ہو کر طے کئے جائیں یہ کیا

Marfat.com

ضروری ہے؟، ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ والدین، بھائی بہن یا قریبی رشتے دار ہوں جو اہل علم ہوں وہ انہیں تعلیم دیں یا کوئی معلم ان بچوں کے لئے ہی خاص طور پر رکھ لیا جائے وغیرہ۔

غرض کہ ایڈز کا یہ مرض جو اپنے زہریلے اثرات کے پھیلانے میں برق رفتاری سے بھی سریع رفتار ہے ایسے مرض میں مبتلا بچے بالکل کسی تعلیمی ادارے میں داخل نہ کئے جائیں۔

۸-مریض ایڈز کے ساتھ اہل خانہ اور سماج کا کردار

جو ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو چکے ہیں، ان کے ساتھ اہل خانہ اختلاطی پہلو کے ماسوا جس طرح رہا کرتے تھے رہا کریں اور ہر اس طریقہ سے اجتناب کریں جس کے نتیجے میں یہ مرض متعدی ہوتا ہے اور مریض کو بالکل حقیر بھی نہ سمجھا جائے، بلکہ قدرت کا ایک فیصلہ سمجھا جائے، ممکن ہے اس کو اللہ تعالی گناہ کا کفارہ بنادے، اس لئے سماج اور معاشرہ کے لوگ بھی وہ طریقہ اختیار کریں جو وہ اور لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں، یعنی اخوت باہمی، حسن سلوک وغیرہ اور ان سے وہ طریقہ اختیار کرنے میں بچتے رہیں جو مرض کے متعدی ہونے کا سبب بنے، کیونکہ قاعدہ شرعی ہے: ''الضرر یزال''، لہذا اس پر عمل ضروری ہے۔

۹-ایڈز، کینسر وغیرہ کیا مرض الوفات ہیں؟

ایڈز کا مریض اپنی نوعیت کے اعتبار سے جداگانہ ہے، لہذا اس پر مرض الوفات کے احکام جاری نہ کئے جائیں گے، کیونکہ اس میں یہ احتمال قوی نہیں ہے کہ وہ اسی مرض کے نتیجے میں رخصت ہو جائے گا، اور یہاں پر یہ قرینہ غالب نہیں ہے کہ یہ مرض ہی اس کے لئے ''مرض ممیت'' ہے، جب کہ مرض الوفات میں ضروری ہوگا کہ قرینہ غالب ہو کہ یہ مرض ممیت ہو، لہذا ایڈز میں مبتلا مریض پر مرض الوفات کا حکم جاری نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح کینسر اگر چہ یہ لاعلاج مرض ہے مگر ایسا بھی نہیں کہ آدمی اسی کا ہو کر مرجائے۔

Marfat.com

باقی طاعون کی صورت رہ جاتی ہے تو چونکہ یہ وبا جس کے ساتھ بھی لاحق ہوتی ہے اکثر ان میں اسی کی نذر ہو جاتے ہیں، لہذا جو اس وبا کے نتیجے میں اس دار فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں، ان کا عمل وصیت وغیرہ کے سلسلے میں ایسا ہی ہے جیسا کہ مرض الوفات کے مریض کا ہوتا ہے، صرف نفس طاعون پر مرض الوفات کا حکم جاری نہیں کر سکتے، کیونکہ بہت سارے افراد باوجود اس کے بچ بچا جاتے ہیں تو پھر ان کے لئے مرض الوفات کا حکم کیوں کر نافذ ہوگا؟، ہاں جس کے بارے میں یقین یا غالب گمان ہو جائے کہ وہ اسی کی نذر ہو کر رہ جائے گا تو اس پر مرض الوفات کے احکام جاری کئے جائیں گے اور بس۔

۱۰، ۱۱- متاثرہ علاقہ میں آمدورفت

طاعون سے متاثر علاقے میں نہ باہر سے آنے والے داخل ہوں اور نہ ہی اندر سے کوئی باہر جائیں، باقی ضرورت کی صورت اس سے مستثنیٰ ہے۔

حدیث کے الفاظ میں: "فلا تخرجوا فرارا منه" آیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص موت سے فرار کے لئے نہیں، بلکہ اپنی کسی دوسری ضرورت سے دوسری جگہ چلا جائے تو وہ اس ممانعت میں داخل نہیں ہے، اسی طرح اگر کسی شخص کا عقیدہ اپنی جگہ پختہ ہو کہ یہاں سے دوسری جگہ چلا جانا مجھے موت سے نجات نہیں دے سکتا، یہ عقیدہ پختہ رکھتے ہوئے محض آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے بھی چلا جائے تو وہ بھی ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

اسی طرح کوئی آدمی کسی ضرورت سے اس جگہ میں داخل ہو جہاں وبا پھیلی ہوئی ہے اور عقیدہ اس کا پختہ ہو کہ یہاں آنے سے موت نہیں آئے گی، اگر مقدر نہ ہوگی، وہ اللہ کی مشیت کے تابع ہے۔

محور سوم

۱ تا ۵- ڈاکٹر کی حیثیت راعی کی ہے، اس لئے لوگوں کو ضرر سے بچانے کے لئے جو بھی طریقے ماقبل میں ذکر کئے گئے ہیں، اس کا اپنانا اور اس کو دفع کرنا ضروری ہے، کیونکہ اگر ضرر مریض خاص

Marfat.com

ذہن میں محفوظ رہے تو بھی یہ ... قاعدہ شرعیہ "الضرر یزال" کے تحت افشاء راز کرنا ضروری ہے ... ہوتی ہے ... عیب ... ہو کہ ... نکاح کے بعد ظاہر ہونے والا ہے تو غیبت میں داخل نہیں ... بلکہ ... لڑکی کو مصیبت سے بچانے کی ذمہ داری اور واجب ہے۔

حضرت مولانا ... یوں فرماتے ہیں:

"اگر کسی شخص کی کسی سے نکاح یا شرکت تجارت کا معاملہ کرتا ہے، اور تم کو معلوم ہو کہ اس معاملہ میں ... کو نقصان ہے تو اس نقصان سے بچانے کے لیے اس کا حال بتا دینا ... جائز ہے۔ ... قاضی کی عدالت میں کسی گواہ کا کوئی عیب اس نیت سے ظاہر کرنا ... کہ اس مقدمہ میں ... سے خاموش رہنے سے نقصان نہ پہنچے جائز ہے، البتہ ... کسی شخص ... جس کے نقصان کا اندیشہ ہو، یا جس پر فیصلہ اور حکم کا مدار ہو ... (... غیبت ...)

... یہ ... خود مریض سے بھی ہے اور عام لوگوں سے بھی وابستہ ہے، یعنی ... افشاء راز ... ہے تو خود مریض کی ملازمت وغیرہ کے ترک کا خطرہ ہے، لیکن عدم افشا کی صورت میں ... انسانی جان کے ہلاکت کے نذر ہو جانے کا پورا پورا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں بھی ... متعلقہ محکمہ کو اطلاع کر دینا ضروری ہے، ورنہ عند الشرع قابل گرفت ہوگا، کیونکہ قاعدہ فقہیہ ہے:

"یدفع الضرر العام بتحمل الضرر الخاص"۔

(ضرر عام کو دفع کیا جائے گا اور ضرر خاص کو گوارا کر لیا جائے گا)۔

۲- یہ صورت اگر ہندوستان اور اس جیسے ممالک سے متعلق ہے تو ڈاکٹر چشم پوشی سے کام لے اور آئندہ ایسی حرکت سے باز آنے کے بارے میں وعدہ صحیح کروائے اور معصوم بچہ کے بارے میں بغیر تفصیل کے محکمہ میں اس کی اطلاع کر دے، مثلاً ڈاکٹر محکمہ میں یہ کہے کہ ابھی ابھی

Marfat.com

فلاں جگہ سے آنے والے حضرات نے فلاں چورا ہے کے متعلق بتایا ہے کہ اس جگہ ایک زندہ بچہ ہے جس کے والدین کا کچھ پتہ نہیں ہے، آپ اپنے محکمہ کے ذریعے اس کی تحقیق وتفتیش کیجئے، اس تدبیر سے دونوں کام ہو جائے گا۔

لیکن اگر اسلامی حکومت ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ متعلقہ محکمہ میں اس کی اطلاع کردے تا کہ اس کے متعلق حکم شرع نافذ کیا جاسکے اور اس سے ابھرنے والے فتنے جو اس قسم کے ہیں دب جائیں گے اور اسلامی طرز پر لوگ زندگی گزاریں گے، اس لئے یہاں چشم پوشی درست نہیں ہے۔

۷-شراب کا دوا کے طور پر استعمال

''الاشباہ والنظائر'' میں علامہ سیوطی نے، اسی طرح علامہ ابن نجیم نے بھی اسباب تخفیف میں سے ایک سبب سبب ترخیص ذکر فرمایا ہے، مثلاً شراب کا پینا لقمہ اتارنے کے لئے اور نجاست کا کھانا دوا کے لئے (الاشباہ والنظائر ر ۸۲)، علامہ ابن نجیم نے ''الاشباہ والنظائر'' میں اس کو ''المشقة تجلب التسير'' کے تحت بیان فرمایا ہے۔

لہذا شراب کی عادت کو چھوڑانے کی خاطر اگر متلی والی دوا میں اس کی آمیزش کر کے مریض کو استعمال کرایا جائے تو یہ جائز ہوگا تا کہ ہمیشہ کے لئے یہ مصیبت ختم ہو جائے۔

۸- اس جیسے سوالات کے جواب ماقبل میں ذکر کر دیئے گئے ہیں، مختصر یہ ہے کہ ضرر عام کو دفع کیا جائے گا اور ضرر خاص کو نظر انداز اور گوارا کر لیا جائے گا۔

لہذا ڈاکٹر کے ذمہ لازم ہے کہ متعلقہ محکمہ میں اس کی اطلاع کر دے تا کہ عام لوگ ضرر سے محفوظ ہو جائیں، ہاں اگر ترک کا فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر ڈاکٹر ایسی صورت میں رازداری سے کام لے گا۔

۹- اس سوال کا جواب بھی تقریباً گزر چکا ہے، مختصر یہ ہے کہ ڈاکٹر کے ذمہ محکمہ میں اطلاع

Marfat.com

کر دینا ضروری ہے تا کہ حق و ناحق کا فیصلہ ہو سکے، ارشاد باری ہے:

"تعاونوا علی البر والتقوی" (سورۂ مائدہ:۲)۔

۱۰- اس سوال کا جواب بھی ماقبل میں گزر چکا ہے، مختصر یہ ہے کہ اہل خانہ متعلقین اور لوگوں کو اس کے مرض کے بارے میں اطلاع کر دینا ضروری ہے تا کہ وہ اس کے ضرر سے بچ سکیں، باقی اچھوت ہونے کا شریعت میں کوئی دخل واثر نہیں ہے، یہ جاہلانہ چیز ہے، زمانہ جاہلیت کے ساتھ رخصت ہوگئی، پھر یہ کہ عام آدمی کے ضرر کو دفع کیا جائے گا، اور خاص کے ضرر کو گوارا کرلیا جائے گا۔

☆☆☆

Marfat.com

طبیب میں اہلیت کا مسئلہ

ڈاکٹر بہاء الدین محمد ندوی، کیرالہ

محور اول

۱- ڈاکٹر کی وہ ڈگریاں جو حکومت کی طرف سے آج کل علاج ومعالجہ کے لئے ڈاکٹروں کو دی جاتی ہیں، اسلامی وشرعی نقطہ نظر سے کسی ڈاکٹر کو علاج ومعالجہ کا اہل قرار دینے کے لئے ضروری نہیں ہیں، البتہ اہلیت، حذاقت علاج اور امراض وادویہ کی تشخیص میں مہارت کو شریعت لازمی قرار دیتی ہے، لہذا اس کی روشنی میں راقم الحروف کہہ سکتا ہے کہ جو شخص اپنے مطالعہ اور دیرینہ تجربہ کی بنیاد پر ادویہ وامراض کی تشخیص کر لیتا ہے اور علاج کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے علاج ومعالجہ نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ ارشاد ربانی:

"تعاونوا علی البر والتقوی" (سورہ مائدہ)۔

اور ارشاد نبوی: "من نفس عن مؤمن کربة من کرب الدنیا نفس عنه کربة من کرب یوم القیامة" (ترمذی) کی روشنی میں مستحب ہے، کیونکہ وہ اس کی اہلیت رکھتا ہے۔

اور اگر اس کے علاج کے نتیجہ میں مریض کو کسی قسم کا ضرر پہنچ جائے یا اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ ضامن قرار نہیں دیا جائے گا، اس لئے کہ وہ طبیب ہے اور طبابت میں اسے مہارت بھی ہے اور تجربہ وممارست بھی، جس کی وجہ سے وہ خود کو اس کا اہل پاتا ہے، نیز حدیث نبوی بھی اس پر دال ہے:

"من تطبب ولم یعلم منه طب فهو ضامن"۔

Marfat.com

اور دوسری روایت میں ہے:

"فاعنت فهو ضامن"۔

امام شوکانی کہتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ ڈاکٹر کی بے احتیاطی کے نتیجہ میں مریض کو پہنچنے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا اور جو طبیب طب سے واقفیت رکھتا ہے اس پر ضمان لازم نہیں آئے گا (نیل الاوطار) اور جہاں تک دوران علاج اضافہ مرض اور مریض کو پہنچنے والے ضرر یا موت کا تعلق ہے تو اس کا ذمہ دار وہ ڈاکٹر ہی ہوگا، اگر چہ ماہر اور تجربہ کار ہی کیوں نہ ہو، اس کی تائید اللہ تعالی کے ارشاد:

"و لا تقف ما ليس لك به علم" (سورۂ اسراء/۳۶) سے بھی ہوتی ہے۔

نیز اسی سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ڈاکٹر اگر اپنے علم اور تجربہ کی بنیاد پر علاج ومعالجہ وغیرہ یا تشخیص ادویہ کرتا ہے تو وہ گنہگار اور عند اللہ ماخوذ نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس طبیب کی مہارت وعلم اور حذاقت و تجربہ کا تقاضا یہی ہے کہ وہ شرعی ممانعت کے دائرہ میں نہ آئے، یہی بات تقریبا ڈاکٹر احمد الشرباص نے بھی اپنی کتاب "یسألونك فی الدين والحياة" (۱/ ۳۹-۷-۶۳۴) میں کہی ہے۔

۲- ایسے ڈاکٹرس جن کو قانونا علاج و معالجہ کا تو حق حاصل ہے، البتہ باضابطہ اس نے ڈاکٹر کی ڈگری نہیں لی ہے یا جس قدر مریض کے معاملہ میں جانچ اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں اس نے نہیں کی اور نتیجۃً مریض کا کوئی عضو تلف ہو گیا یا اس کی موت واقع ہوگئی تو ڈاکٹر ضامن قرار پائے گا، اس لئے کہ اس نے مریض کے ساتھ دھوکہ دہی اور خیانت سے کام لیا جو شرعا خود بھی ایک ناقابل معافی جرم ہے۔

۳، ۴- ڈاکٹر نے مریض کے آپریشن سے پہلے مریض یا اس کے اولیاء اور خویش واقارب میں سے کسی کی اجازت نہیں لی، جبکہ اجازت کے بیشتر امکانات موجود تھے اور آپریشن کر ڈالا اور مریض ہلاک ہو گیا یا اس کا کوئی عضو فوت ہو گیا تو ڈاکٹر کے اس عمل کو تعدی قرار دیا جائے گا

Marfat.com

ضامن ہوگا، اس لئے کہ ارشاد باری ہے:

"ومن يتعدى حدود الله فأولئک هم الظالمون" (سورۂ بقرہ:۲۲۹)۔

"ولا تعتدوا إن الله لا يجب المعتدين" (سورۂ مائدہ:۸۷)۔

البتہ ڈاکٹر نے اگر نیک نیتی کے ساتھ مریض کا آپریشن کیا، پھر بھی ناخواستہ حالات پیش آگئے تو ایسی صورت میں عدل اسلامی کا تقاضا ہے کہ ضامن نہ قرار دیا جائے، اس لئے کہ اس نے انسانی ہمدردی اور کرامت انسان کا لحاظ کرتے ہوئے مریض کی جان کو نفع پہنچانا چاہا جو بقضاء الہی کامیاب نہیں ہوا، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"من استطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفع" (مسلم)۔

محور دوم

جو شخص ایڈز کا مریض ہو اور ایڈز کی خطرناکی اور اس سے معاشرے میں پیدا ہونے والے نقصانات کا اسے پتہ ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے عزیز واقارب، دوست اور گھر کے ذمہ داروں کو اپنے مرض کے بارے میں فوراً بتائے تاکہ دوسروں کو اس سے نقصان نہ پہنچے، کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"لا ضرر ولا ضرار فی الإسلام" (مسند احمد، ابن ماجہ)۔

اور اگر مریض اپنی بیماری کی اطلاع اپنے گھر والوں، دوستوں اور رشتہ داروں کو نہ دے، ڈاکٹر سے اسے چھپانے پر اصرار کرے تو ڈاکٹر پر واجب ہوگا کہ مریض کے متعلقہ خاندان اور محکمہ کو فوراً اطلاع کردے تاکہ دیگر لوگوں کو اس سے دور رکھا جاسکے، کیونکہ اخفاء کی صورت میں اجتماعیت کو نقصان پہنچ سکتا ہے، جو انفرادیت کے مقابلہ بہر حال قابل ترجیح ہے، ارشاد خداوندی ہے:

"ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه" (سورۂ حج:۳۰)۔

Marfat.com

نیز حدیث نبوی ﷺ ہے:

"الخلق عیال الله فأحب الخلق إلى الله من أحسن إلى عیاله" (بیہقی شعب الایمان)۔

اور "لا ضرر ولا ضرار" (احمد، ابن ماجہ)۔

۳- اگر کسی شخص کو ایڈز کا یا دیگر کسی متعدی امراض کا عارضہ لاحق ہو جائے تو اہل خاندان، احباب اور سماج کے لوگ اسے تنہا اور بے سہارا نہ چھوڑیں، بلکہ اس کے مدافعت اور دوا کا انتظام کریں اور اس کے ساتھ نرمی اور حسن معاملگی کا برتاؤ کریں، ارشاد ربانی ہے:

"واخفض جناحک للمؤمنین" (سورۂ حجر: ۸۸)۔

اور حدیث رسول ہے:

"ارحموا ترحموا" (بخاری فی ادب المفرد، احمد، بیہقی)۔

"من لا یرحم الناس لا یرحمه الله" (بخاری ومسلم)۔

"المسلم أخو المسلم لا یظلم ولا یخذله ولا یحقره" (مسلم)۔

۴- ایڈز کا مریض اس مرض کے خطرات اور تعدیہ کے جاننے کے باوجود اس نے اپنی بیوی سے مجامعت کر لی یا کسی کو اپنا خون دے دیا جس سے اسے بھی وہ مرض لاحق ہو گیا تو یہ خون دینے والا اور مجامعت کرنے والا شخص جنایت کا مرتکب اور مستحق تعزیر و سزا ہوگا۔

اور اگر اس کے وائرس منتقل کرنے کا قصد نہ ہو تو اس کی اطلاع ضروری ہوگی کہ وہ ایڈز کا مریض ہے، تاکہ خون لینے والے غور و فکر کے بعد فیصلہ کریں، ورنہ گنہگار ہوگا۔

۵- کسی مسلمان عورت کا شوہر اگر ایڈز کے مرض میں مبتلا ہو جائے یا ایڈز کا مرض چھپا کر کوئی شخص شادی کر لے تو دونوں صورتوں میں عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا، اس لئے کہ ایسی کشمکش میں یہ بات عادۃً محال معلوم ہوتی ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے اور شریعت نے "وعاشروهن بالمعروف" (سورۂ نساء: ۱۹) کا حکم دیا ہے جو یکسر نظر انداز ہوگا۔

Marfat.com

٦- ایڈز کے مرض میں گرفتار عورت کو اگر حمل ٹھہر جائے تو بچے میں جان پڑنے سے پہلے پہلے اسقاط حمل جائز ہوگا، اس لئے کہ اس بات کا غالب امکان ہے کہ دوران حمل یا ولادت یا دوران رضاعت ایڈز کے وائرس بچے میں منتقل ہو جائیں اور وہ معصوم بچہ پیدائش کے بعد بے جا افراد خاندان کے کترانے اور نفسیاتی طور پر لوگوں کے اس سے بچنے کی وجہ سے وہ نوزائیدہ عذاب میں مبتلا ہو، اور یہ بھی نفسیاتی بات ہوگی کہ سماج کے لوگ وائرس کی منتقلی کے خوف سے اس بچے کے قریب بھی نہ جائیں جس سے ایک طرف وہ سماج کے لئے کلفتوں کا باعث ہوگا اور دوسری طرف اس بچے کو ضرر پہنچے گا جس سے شریعت نے مندرجہ ذیل اصول سے منع کیا ہے:

"لا ضرر ولا ضرار"۔

"لا تروعوا المسلم فإن روعة المسلم ظلم كبير" (الطبرانی فی الکبیر)۔

"من ضار ضار الله به" (ترمذی وابن ماجہ)۔

نیز انہیں اصول اور ارشاد نبوی:

"كلكم راع و كلكم مسوؤل عن رعيته، الإمام راع و مسوؤل عن رعيته" سے یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ مصالح عامہ کے پیش نظر حکومت کے لئے بھی یہ جائز ہوگا کہ ایڈز زدہ عورت کو اسقاط حمل پر مجبور کرے۔

۷- ایڈز زدہ بچے اور بچیوں کو اسکول اور مدارس میں داخلہ سے روکنا جائز نہیں ہوگا، اس لئے کہ محض بچوں کے ایک ساتھ رہنے سے ایڈز کے وائرس ایک دوسرے میں منتقل نہیں ہوتے، البتہ اسکولوں کے ذمہ داروں اور حکومت کا یہ فرض ہوگا کہ اس پر طبی کنٹرول اور نگرانی رکھیں تاکہ بچے کوئی ایسے کام نہ کر بیٹھیں جن سے غالب حد تک وائرس کا انتقال ہوتا ہو، چونکہ شریعت کا اصول ہے:

"يا أيها الذين آمنوا خذوا حذركم" (سورۂ نساء:۱۷)۔

۹- وہ تمام امراض جن کے ختم ہونے کی غالب حد تک امیدیں منقطع ہو جائیں اور ان کی

Marfat.com

وجہ سے عموماً موت واقع ہو جاتی ہو تو ایسے مرض زدہ اشخاص پر مرض الموت کا حکم لگے گا، لہذا ایڈز اور اس قسم کے دیگر تمام امراض میں مریض پر مرض الموت کے احکام جاری ہوں گے، جب مریض زندگی سے ناامیدی کے مراحل میں داخل ہو جائے۔

۱۰- طاعون اور دیگر متعدی امراض کے پھیلے ہوئے علاقوں میں حکومت کا آمد و رفت پر پابندی لگانا جائز ہوگا، اس لئے کہ ارشاد باری ہے:

"لا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة" (سورۂ بقرہ: ۱۹۵)۔

محور سوم

۲- کوئی عورت اپنے ہونے والے شوہر کی بابت ڈاکٹر سے دریافت کرے اور ڈاکٹر کو اس کی بیماری کا پتہ ہو تو ڈاکٹر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اس کے عیب کی اطلاع اسے دے دے، چھپانا جائز نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں کے لئے عمومی مصلحت کا تحقق اور مفاسد کا ازالہ ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

"وافعلوا الخير لعلكم تفلحون" (سورۂ حج: ۷۷)۔

اسی طرح ڈرائیور کی آنکھ کی بینائی کمزور ہو گئی ہو اور اس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس بھی موجود ہو اور ڈاکٹروں کے کہنے سے وہ اپنے پیشے سے باز نہ آئے تو چونکہ اس میں اجتماعی خطرات کے امکانات غالب ہیں، اس لئے ڈاکٹر کے لئے ضروری ہوگا کہ فوراً اس کی بینائی کی کمزوری کے بارے میں حکومت کو باخبر کرے اور اس کا لائسنس منسوخ کرائے، ورنہ بڑے بڑے حادثات کو جنم دے سکتا ہے، جہاں تک اس سے متعلقہ افراد کی پرورش کا تعلق ہے تو اس کے لئے اسے مجبور کیا جائے گا محض اس خوف سے اجتماعیت کے نقصانات کو انگیز نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح نشہ آور اشیاء کے استعمال کرنے والے ڈرائیور کے بارے میں بھی متعلقہ محکمہ کو رپورٹ دینا ڈاکٹر کے لئے ضروری ہوگا۔

Marfat.com

۷- منشیات کے عادی شخص کو اگر کوئی ماہر نفسیات ڈاکٹر جو علاج کے تمام طریقہ آزما چکا ہو اور وہ ناکام ثابت ہوا ہو تو اس ڈاکٹر کے لئے جائز ہوگا کہ دوا میں تھوڑی تھوڑی شراب یا دیگر ممنوعہ اشیاء ملا کر بطور علاج پلائے اور اس کی عادت بد کا علاج کرے، اس لئے کہ وہ ڈاکٹر اس صورت میں شراب پلانے والا نہیں، بلکہ شراب کے ساتھ ڈوز تیار کرنے والا سمجھا جائے گا، جب کہ دیگر تمام طریقے ناکام ہو چکے ہیں اور اس کا جواز قرآن کریم کی آیت: "فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه" سے فراہم ہوتا ہے۔

۹- کوئی شخص قتل وغیرہ کے جرم کا ارتکاب کر کے کسی ماہر نفسیات ڈاکٹر کے پاس آتا ہے اور اس کی وجہ سے کوئی دوسرا شخص اس جرم میں گرفتار ہے، عین ممکن ہے کہ اس بے گناہ کو سزا مل جائے تو ڈاکٹر کو جرم کی صحیح صورتحال معلوم ہونے کے بعد فوراً اس کی اطلاع متعلقہ محکمہ کو دینا چاہئے تا کہ مجرم کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے اور بے گناہ کو نجات ملے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ليحق الحق ويبطل الباطل ولو كره المجرمون" (سورۂ انفال: ۸)۔

☆☆☆

Marfat.com

علاج ومعالجہ کے شرعی اصول وضوابط

مولانا محمد فضل الرحمٰن رشادی (اننت پور)

''زاد المعاد'' میں علامہ ابن قیمؒ نے ایک ماہر ڈاکٹر کے لئے بیس امور کی کم سے کم واقفیت واہتمام ضروری قرار دیا ہے، چند درج ذیل ہیں:

۱-نوع مرض کہ وہ کس قسم سے متعلق ہے؟

۲-مرض کے سبب کا خیال کرنا کہ کس وجہ سے ہوااور اس کے پیدا ہونے کی علت کیا ہے؟

۳-مریض کی قوت کہ آیا وہ مرض کا مقابلہ کرسکتا ہے یانہیں؟

۴-مرض کا مزاج بدن طبیعی۔

۵-مزاج طبیعی کے علاوہ حادث مزاج کیسا ہے؟

۶-مریض کی عمر۔

۷-اس کی عادات ومعلومات۔

۸-موسم۔

۹-مریض کا وطن اور جائے پیدائش۔

۱۰-وقت مرض، موسم اور آب وہوا کی نوعیت۔

۱۱-اس مرض کے مقابلہ میں دوا کی تجویز۔

۱۲-دوااور مریض کی قوت باہمی کا موازنہ۔

Marfat.com

۱۳-طبی الہیاتی اور نفسیاتی ہر قسم کا طریق علاج استعمال کرے (زاد المعاد اردو، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند)۔

ملخصا ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے اپنے آپ کو طبیب ظاہر کیا حالانکہ طب کا علم اور فن حاصل نہ کیا ہو تو وہ ضامن ہے، جاہل طبیب پر ضمان ڈالنے کا سبب یہ ہے کہ جب اس نے طب کا کام شروع کر دیا اور اس نے اس سے قبل علم طب نہیں سیکھا تو گویا اس نے لوگوں کی جان سے کھیلنا شروع کر دیا، وہ گویا ایسے کام کا مرتکب ہونا چاہتا ہے جس کا اسے ذرا علم نہیں وہ مریض سے دھوکہ کرتا اور اسے مبتلائے فریب کرتا ہے، لہذا اس پر ضمان لازم آئے گا، اس مسئلہ میں اہل علم کا اجماع ہے۔

خطابی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے اگر معالج کی زیادتی کے باعث کوئی مریض ہلاک ہو جائے تو اس پر ضمان لازم آنے کے سلسلہ میں کسی کا اختلاف نہیں، البتہ اگر کوئی شخص اس فن میں کچھ علم رکھتا ہو، لیکن تجربہ اور معرفت کے لحاظ سے کوئی مرتبہ نہ رکھتا ہو اس کے علاج سے اگر کوئی ہلاک ہو جائے تو اس پر دیت لازم آئے گی، البتہ قصاص ساقط ہو جائے گا، کیونکہ وہ مریض کے اذن سے یہ فعل کر رہا ہے، ایسا کوئی شخص جو قانونا کسی مرض کا علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے، لیکن اپنے ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بنا پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے اگر اس شخص نے کسی مریض کے کہنے پر اس کا علاج کیا تو دیکھا جائے گا کہ اس مخصوص مرض کے علاج میں اسے سابقہ کامیاب تجربہ ہے یا نہیں، اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کا یہ علاج شرعا درست ہوگا، ورنہ نہیں، بہر دو صورت اس کے علاج سے مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچا، یا اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر کوئی ضمان یا تاوان لازم نہیں ہوگا، اس لئے کہ علاج کرنے میں مریض کی طرف سے ماذون ہے۔

ایک ڈاکٹر جسے قانونا علاج و معالجہ کی اجازت ہے، اس نے اگر کسی مریض کا علاج کیا

Marfat.com

لیکن اس نے طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں، مثلاً بعض ضروری جانچیں نہیں کروائیں، یا مریض کی پورے طور پر دیکھ ریکھ نہیں کی اگر اس کے علاج کے باوجود مریض فوت ہوگیا یا اس کا کوئی عضو (مثلاً آنکھ) ضائع ہوگیا تو یہ ڈاکٹر مریض کو پہنچنے والے نقصان یا اس کی جان کے تاوان کا ضامن ہوگا۔

اگر ڈاکٹر کی رائے میں زیر علاج مریض کا آپریشن ضروری ہے اور ڈاکٹر نے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر ہی آپریشن کردیا، آپریشن کی ناکامی کی وجہ سے مریض فوت ہوگیا یا اس کا کوئی عضو بے کار ہوگیا تو ڈاکٹر پر ضمان لازم ہوگا، ڈاکٹر نے مریض کی جان بچانے میں ہر ممکن جدوجہد کی ہو تو مناسب یہ ہے کہ مریض کے اولیاء ڈاکٹر کو معاف رکھیں اس سے تاوان نہ لیں۔

ایک طبیب حاذق جو اس فن میں صحیح طور پر ماہر ہو اور اس نے قصداً زیادتی نہ کی ہو بلکہ شارع اور مریض کی جانب سے وہ ماذون ہو اس سے کوئی عضو یا جان ہلاک ہوجائے یا کوئی صفت، سماعت، بصارت وغیرہ ضائع ہوجائے تو اس پر بالاتفاق کسی طرح کا ضمان نہیں کیونکہ فی الحقیقت ہر طرح سے ماذون (اجازت یافتہ) ہے، اسی طرح کسی ماہر اور کارداں طبیب کی جانب سے شگاف دہ آپریشن کردیا گیا اور اتفاق سے یہ فعل اس وقت انجام پایا کہ ابھی اس کا موقع نہیں تھا اور مریض ہلاک ہوگیا تو بھی اس پر ضمان نہ ہوگا، اسی طرح ہر ماذون کا فعل جو فاعل کی (قصداً) زیادتی پر مبنی نہ ہو، جیسے حد لگانے والا بالاتفاق غیر ضامن ہے (زاد المعاد اردو، ترجمہ مولانا رئیس احمد جعفری، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند)۔

بعض اوقات مریض پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے، وہ اجازت دینے کے لائق نہیں ہوتا ہے اور اس کے اعزہ زیر علاج مقام سے بہت دور ہیں، ان سے فی الفور رابطہ دشوار ہو اور ڈاکٹر کے نزدیک فی الفور آپریشن لازم ہو، تاخیر کی صورت میں مریض کی جان یا عضو کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہو تو اولیا کی اجازت کے بغیر اسے آپریشن کا حق ہوگا، "ورنہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ..."

Marfat.com

مردہ شود" کے مصداق اگر ڈاکٹر اعزہ کی اجازت کے لئے تاخیر کردے، خدانخواستہ اس درمیان مریض فوت ہو جائے یا اس کا عضو بیکار ہو جائے تو وہ خدا کے نزدیک جواب دہ ہوگا، اس صورت میں اگر آپریشن ناکام ہو گیا یا مریض ہلاک ہو گیا یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو گیا تو ڈاکٹر ضامن نہ ہوگا اور اس پر شرعاً تاوان لازم نہیں آئے گا۔

محور دوم

ایڈز ایک خطرناک اور مہلک مرض ہے، بے حجابی و بے شرمی کے اس دور میں انسانوں کی اخلاقی بے راہ روی کے خلاف اسے اللہ واحد القہار کی ایک انتقامی کارروائی کہیں تو نامناسب نہ ہوگا، فحش کاری، زنا، لواطت کے خلاف خدائے تعالیٰ کی جانب سے ایک انتباہ اور وارننگ ہے، اس لاعلاج مرض سے ساری دنیا سہم اور کانپ گئی ہے، ایڈز ایک خطرناک اور متعدی مرض ہے، بعض صورتوں میں تو یہ بڑی تیزی کے ساتھ پھیلتا ہے اور ہزاروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، ایک ہی مجلس میں مریض کے ساتھ نشست و برخاست سے یا اس کے برتن میں ہاتھ ڈال کر یا اس کا پس خوردہ کھانے سے اور عام اختلاط سے یہ مرض نہیں پھیلتا، بلکہ جنسی عمل اور مریض کا خون دوسرے کے خون سے مل جانے سے یہ بیماری پھیلتی ہے، اور چند ہی برسوں میں انسان کو موت کے بھیانک غار میں ڈھکیل دیتی ہے، بعض اخبارات سے پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹروں نے انتھک محنت کے بعد ایک ایسے وائرس کی دریافت کی جو ایڈز کے کیڑے اور جراثیم کو دفع کر کے اس کا خاتمہ کر دیتی ہے، تاہم بازار میں اب تک اس قسم کی کوئی دوا دستیاب نہیں ہے، ویسے مستقبل قریب میں اس کی توقع ہے کہ یہ دوا عام طور پر فروخت ہوگی۔

۱- مریض کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ گھر اور سماج میں اچھوت بن جانے کے خوف سے اس مرض کو پوشیدہ رکھے، چاہئے کہ والدین اور اعزہ کو اس کی خبر کرے تاکہ وہ احتیاطی تدابیر کر سکیں۔

Marfat.com

۲- ڈاکٹر کو چاہئے کہ زیر علاج ایڈز کے مریض کے بارے میں اس کے اہل خانہ اور متعلقین کو خبر دار کرے، چاہے مریض اسے رازداری کے لئے مجبور ہی کیوں نہ کرے۔

ایڈز جیسے متعدی امراض اگر کسی میں موجود ہوں تو اس کے والدین اور قریبی رشتہ دار کو چاہئے کہ اس کی نگرانی کریں، اس سے ملنے جلنے والوں کو آگاہ کریں، نیز لاعلمی اور دھوکہ میں رکھ کر کسی سے اس کا نکاح نہ کریں، مریض کے ساتھ نرمی اور خوش خلقی سے پیش آئیں، انہیں اچھوت سمجھ کر ان کی تحقیر وتذلیل نہ کریں۔

ایڈز کے مریض کو چاہئے کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے مرض کے دوسروں میں سرایت کرنے کا اندیشہ ہو، مرض کی نوعیت سے بخوبی واقفیت کے باوجود اگر کوئی اپنی بیماری کو کسی دوسرے میں منتقل کرنے کے ارادہ سے عمداً کوئی ایسا کام کرے، مثلاً بیوی سے ہمبستری کرلے یا کسی مریض کے لئے دانستہ اپنا خون پیش کرے جس کی وجہ سے یہ بھی ایڈز کے شکار ہوگئے تو ایسی حرکت موجب سزا ہوگی، اگر کوئی مرض کے منتقل ہونے کو تو جانتا ہو، مگر مرض کے انتقال کے ارادہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کی، نہ اس ارادہ سے دوسرے کو خون پیش کیا تب بھی اپنے اس فعل کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

''درمختار'' میں ہے: شوہر یا بیوی میں عیب پائے جانے کی وجہ سے فریق ثانی کو حق خیار حاصل نہیں ہوگا، چاہے وہ عیب فاحش ہو، جیسے پاگل پن، کوڑھ، سفید داغ اور عورتوں کی مخصوص بیماری قرن ورتق جس کی وجہ سے جماع دشوار ہوجاتا ہے، ائمہ ثلاثہ نے مطلقاً ان سب صورتوں میں اختلاف کیا ہے، اور محمدؒ نے شروع کی تین صورتوں میں حق خیار دیا ہے، امام محمدؒ کے نزدیک اس سلسلہ میں توسع ہے۔

امام محمدؒ کہتے ہیں کہ اگر مرد میں کوئی کھلا ہوا ایسا عیب ہو اس کے باوجود اس کے ساتھ رہا نہ جاسکتا ہو تو عورت نکاح رد کرسکتی ہے، اس لئے کہ اس بیماری کی وجہ سے اس کے لئے اپنا حق حاصل کرنا مشکل ہوجائے گا تو اس طرح یہ مجبوب اور نامردی کے حکم میں ہوگا، اس لئے اول تو خود

Marfat.com

امام محمدؒ کے یہاں صرف جذام، جنون اور برص کی بیماریوں کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ وہ تمام بیماریاں موجب فسخ ہیں جن کی موجودگی میں مرض کے متعدی، قابل نفرت ہونے کے باعث زوجین کا ایک ساتھ رہنا دشوار ہو جائے گا اور اگر امام محمدؒ کی رائے ایسی نہ بھی ہو تو بھی مصلحت شرعی کے تحت متاخرین کو اس مسئلہ میں توسع سے کام لینا پڑا، چنانچہ علامہ طحطاوی نقل کرتے ہیں:۔

"و ألحق بها القهستاني كل عيب لا يمكن المقام معه إلابضرر"۔

خلاصہ بحث: اس لئے ہمارے خیال میں ان تین امراض کے علاوہ دوسرے تمام تکلیف دہ، متعدی اور قابل نفور امراض بھی موجب فسخ ہیں اور عورت ان کی وجہ سے فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے، جیسے سوزاک، آتشک وغیرہ، البتہ اس حق کا استعمال وہ اس وقت کرے گی جب کہ خود عورت اس مرض میں مبتلا نہ ہو، نکاح سے پہلے وہ اس سے باخبر نہ ہو، پھر نکاح کے بعد اس سے مطلع ہو جانے کے باوجود اس نے اپنی رضامندی کا صریح اظہار نہ کر دیا ہو، جیسا کہ نامرد کے مسئلہ میں ہے یا یہ کہ نکاح کے بعد یہ امراض پیدا ہوئے ہیں (جدید فقہی مسائل، مرتبہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ۲/۸۹-۸۸)۔

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں ایڈز کو عیوب منفرہ میں شمار کرتے ہوئے عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دیا جائے، بشرطیکہ وہ خود بھی اس مرض میں مبتلا نہ ہو، اگر ایڈز کے مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کر لیا تو بدرجۂ اولی اسے نکاح کے فسخ کا اختیار حاصل ہوگا اور وہ قاضی کے سامنے فسخ کا مطالبہ کرسکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے: (زاد المعاد اردو ترجمہ)۔

ایڈز کے مرض میں گرفتار عورت حاملہ ہو، دوران حمل یا ولادت و رضاعت بچے کی طرف مرض کے منتقل ہونے کا پورا یقین ہو تو عورت کو اسقاط حمل کا اختیار رہوگا، عورت اسقاط حمل کے لئے تیار نہیں ہے تو شوہر یا حکومت کا محکمہ صحت عورت کو اسقاط حمل پر مجبور کرسکتے ہیں، بشرطیکہ حمل چار ماہ کی مدت سے زائد نہ ہو، اور نفخ روح کے آثار پیدا نہ ہوئے ہوں، بچے میں زندگی اور حرکت پائے جانے کی صورت میں اسقاط حمل حرام اور سخت ترین گناہ ہے (تفصیل کے لئے

Marfat.com

دیکھئے: فتاوی ہندیہ)۔

ایڈز میں مبتلا بچے اور بچیوں کو مرض کے پھیل جانے کے اندیشہ سے تعلیم سے محروم کرنا، اسکولوں اور مدارس میں ان کو داخلہ دینے سے گریز کرنا جائز اور درست نہیں ہے، والدین اور اساتذہ کو چاہئے کہ ان کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کریں، اوران کا اخلاقی احتساب کریں۔

ایڈز، طاعون، کینسر جیسے لاعلاج مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کسی پر مرض الموت کے احکام صادر نہیں ہوں گے۔

طاعون ایک عام مرض اور وبا کا نام ہے، جہاں یہ مرض پھیلتا ہے، وہاں کی آب وہوا اور انسانی مزاج سب ہی اس سے متاثر ہوتے ہیں، طاعون سے متعلق حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عذاب ہے جس پر چاہتے ہیں خدا اس کو مسلط کردیتے ہیں، اور یہ مومنین کے حق میں رحمت ہے۔

"لیس من أحد یقع الطاعون فیمکث فی بلده صابرا محتسبا یعلم أنه لا یصیبه إلا ما کتب الله إلا کان له مثل أجر شهید" (رواہ البخاری)۔

جو شخص طاعون زدہ علاقہ میں صبر اور ثواب کی نیت سے ٹھہرا رہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ اللہ نے اس کے مقدر میں جو مصیبت لکھ دی وہ ضرور پہنچ کر رہے گی اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہ ہوگا تو اس کے لئے شہید کا ثواب یا اس کے برابر ملے گا۔

طاعون میں مرنے والے کو شہید اور طاعون سے بھاگنے والے کو میدان جنگ سے بھاگنے کے مترادف قرار دیا ہے، دراصل ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ سب کچھ اللہ ہی سے ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "لا عدوی ولا طیرة" نہ کوئی متعدی مرض ہے اور نہ بدفالی شریعت میں جائز ہے۔ بعض مقامات پر حضور ﷺ نے اس قسم کے مریضوں سے کنارہ کشی بھی کی ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ وفد ثقیف میں ایک شخص جذام

Marfat.com

کے مرض میں مبتلا تھا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم واپس جاؤ ہم نے تمہیں بیعت کرلیا ہے اور یہ بھی حدیث ہے: "فر من الجذام فرارک من الأسد" (جذامی سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو)۔

نیز حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جذامی سے اس طرح کلام کرو کہ اس کے اور تمہارے درمیان ایک یا دو نیزے کا فرق ہو (زاد المعاد)۔

بعض مواقع پر جذامی کے ساتھ ایک برتن میں ہاتھ ڈال کر کھانا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے، دونوں میں علماء نے تطبیق کی ہے، کہا کہ فرار کا حکم استحباب کے طور پر ہے اور اس کے ساتھ کھانا جواز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے، یا یہ قوی اور کمزور ایمان والوں کے اعتبار سے ہے، طاعون سے متعلق حضور ﷺ کی ہدایت ہے:

"إذا سمعتم بالطاعون بأرض فلا تدخلوها وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا منه"

(جب کسی بستی کے متعلق معلوم ہو کہ وہاں طاعون ہے، وہاں داخل مت ہو، اگر تم اسی طاعون زدہ بستی میں موجود ہو تو وہاں سے بھاگو نہیں)۔

طاعون زدہ علاقہ میں اگر حکومت کی جانب سے آمد و رفت پر پابندی ہو یا محکمہ صحت ٹیکہ وغیرہ لگاتی ہے تو ضروری احتیاطی تدابیر میں ان سے معاونت کرنی چاہئے۔

ایک شخص تجارت یا کسی اور غرض سے اپنے وطن سے دور کسی مقام پر اقامت پذیر ہے، اس دوران وطن اصلی طاعون کی لپیٹ میں آ گیا، اہل وعیال کو اس کی سخت ضرورت ہے، اب وطن اقامت میں اسے ٹھہرنے کی ضرورت بھی نہیں رہی تو یہ اہل خانہ کی نگہداشت کے پیش نظر طاعون زدہ علاقہ میں داخل ہوسکتا ہے، اس کے برخلاف وہ آدمی جو کسی ضرورت سے یہاں آیا تھا اس کا کام بھی مکمل ہو چکا یا ایسا مریض جس کی مناسب نگہداشت اور علاج و تیمارداری کا یہاں انتظام نہیں ہو رہا ہے یا کسی وجہ سے دوسرے مقام پر اس کا موجود ہونا ضروری ہے تو یہ لوگ

Marfat.com

طاعون زدہ علاقہ سے نکل سکتے ہیں، بشرطیکہ ''فرار من الموت''اور یہ عقیدہ نہ ہوکہ اب میں بیماری سے نجات پا گیا، اسی طرح طاعون سے بچنے کے لئے ڈاکٹروں کی رائے پر عمل کیا جاسکتا ہے، حضرت عمرؓ کا یہ قول ہمارے لئے کافی ہے آپ نے فرمایا: ''أفر من قضاء اللہ إلی قضاء اللہ''۔

بلا ضرورت طاعون زدہ علاقہ سے بھاگنا امت میں انتشار پیدا کرنا ہے، اور بیماری سے بچنے کی غرض سے بھاگنا فسق اور گناہ کبیرہ ہے۔

-ڈاکٹر اپنے زیر علاج مریضوں کا راز دار ہوتا ہے، لوگ ایسی باتیں جو دوسروں سے بلکہ خود رشتہ داروں سے کہتے ہوئے عار محسوس کرتے ہیں ڈاکٹر کے روبرو اس اعتماد پر کہ وہ اس کا افشاء نہیں کرے گا ظاہر کردیتے ہیں، حضور علیہ نے مجلس کی باتوں کو امانت قرار دیا ہے: ''المجالس بالأمانة''، دوسری جگہ فرمایا:

''إذا حدث الرجل بالحديث ثم التفت فهي أمانة''۔

ایک آدمی دوسرے سے کوئی اہم بات کرتا ہے تو اس کے جانے کے بعد اسے لوگوں میں بیان نہ کرے، کیونکہ وہ امانت ہے، امانت کی پاسداری ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، ڈاکٹر پر شرعی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کے عیوب اور راز کو پردہ میں رکھے، ہاں اگر اس سے کسی کا حق مارا جاتا ہو یا اس سے کسی کا نقصان متعلق ہو تو متعلقہ افراد سے خیر خواہی کے طور پر اسے بیان کرسکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے انصاری عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا ہے تو آپ علیہ نے فرمایا: پہلے اس عورت کو دیکھ لے، کیونکہ بعض انصاریوں کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہے۔

''کیمیائے سعادت'' میں ہے کہ ہند نے ایک مرتبہ حضور علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفسار کیا کہ ابوسفیان ایک مرد بخیل ہے وہ میرے اور میرے بچوں کا خرچ پورا نہیں دیتا، اگر

Marfat.com

میں اس کی اطلاع کے بغیر اس کے مال میں سے کچھ لے لوں، کیا یہ میرے لئے جائز ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ضرورت کے موافق انصاف سے لے لو، یہاں حضرت ہند نے حضور ﷺ سے فتوی طلب کرتے ہوئے اپنے شوہر کے عیب بخالت کا ذکر کیا اور آپ ﷺ نے اس پر نکیر نہیں کی۔

''زادالمعاد'' میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فاطمہ بنت قیس سے فرمایا جب انہوں نے امیر معاویہ یا ابی جہم سے نکاح کرنے کا مشورہ کیا تھا کہ معاویہ کنگال ہے اور ابوجہم کاندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا اس سے معلوم ہوا کہ نکاح میں آنے والے شوہر کے عیوب کا افشاء کیا جاسکتا ہے، مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں سوالنامہ میں درج اکثر مسائل حل ہوجاتے ہیں۔

۱۔ ایک ماہر امراض چشم مسلمان ڈاکٹر نے ایک نوجوان کی آنکھ کا علاج کیا اس کی ایک آنکھ میں قوت بینائی نہیں رہی، لیکن ڈاکٹر نے اپنی فنی صلاحیت سے اس عیب کو چھپا کر کچھ ایسا علاج کیا کہ دیکھنے والوں کو بظاہر وہ آنکھ صحیح اور سالم معلوم ہوتی ہے، اب یہ نوجوان کسی عورت سے رشتہ کررہا ہے، ڈاکٹر کو یقین ہے کہ اگر اس عورت کو نوجوان کے اس عیب کا علم ہوجائے تو وہ ہرگز اس سے نکاح کے لئے تیار نہیں ہوگی، تو مسلمان ڈاکٹر کے لئے مناسب ہے کہ اس خاتون سے یا والدین سے اس عیب کا ذکر کردے تاکہ نکاح کے بعد عیب کے ظاہر ہونے پر اختلاف ونزاع نہ ہو، اگر لڑکی والوں کو خود معلوم ہوگیا کہ فلاں ڈاکٹر نے اس کے آنکھ کا علاج کیا ہے، چلو اس سے حقیقت حال دریافت کرلیں، اگر وہ ڈاکٹر سے اس بارے میں سوال کریں تو ضروری اور واجب ہے کہ وہ اہل خانہ کو نوجوان کے عیب سے باخبر کردے۔

اسی طرح ایک مرد اور عورت جن کے درمیان رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے کسی ڈاکٹر کے پاس طبی جانچ کے لئے آتے ہیں، بطور نتیجہ ڈاکٹر کو کسی ایک کا کوئی ایسا مرض معلوم ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ ناقص الاعضاء بچے پیدا ہوں گے یا یہ کہ مرد یا عورت کے مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہیں ہیں تو ڈاکٹر کو چاہئے کہ فریق ثانی کو باخبر کردے، ایک

Marfat.com

نامرد یا ایسا شخص جس میں ایسا مرض ہو جس کی وجہ سے اس کا نکاح بارآور نہیں ہوسکتا، اسی طرح وہ عورت جو کسی ایسے اندرونی مرض میں گرفتار ہے جس پر مطلع ہونے کے بعد اس کا رشتہ نکاح کہیں ہونا بہت مشکل ہے، یہ لوگ اپنے عیب مرض کو چھپا کر نکاح کر رہے ہیں، ڈاکٹر جو ان کے عیب اور رشتہ نکاح کی بات کو جانتا ہے تو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ فریق ثانی کو اس سے آگاہ کردے۔

''زاد المعاد'' میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک آدمی کو کسی جگہ بھیجا، وہاں اس نے کسی عورت سے نکاح کیا وہ نامرد تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تم نے اسے بتایا تھا کہ میں نامرد ہوں، اس نے عرض کیا نہیں، راوی بتاتے ہیں کہ وہ چلا، اور جا کر اس عورت کو خبر دی پھر اسے اختیار دیا، دوصفحہ کے بعد علامہ ابن قیم لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ نکاح میں عیب کا ظاہر کردینا اولی اور واجب ہے، پھر اس کو پوشیدہ رکھنا اور تدلیس کرنا کس طرح جائز ہوگا اور غش (دھوکہ) تو حرام ہے (زاد المعاد اردو مطبوعہ دارالکتاب دیوبند)۔

ایک شخص جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے اس کی بینائی بری طرح متاثر ہوچکی ہے، ڈاکٹر کی رائے میں اس کا گاڑی چلانا اس کے اور دوسروں کے حق میں مضر اور مہلک ہوسکتا ہے، تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کے بارے میں مطلع کر کے اس کے ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کرے، چاہے وہ دو پہیہ کی اپنی خاص گاڑی (موٹر سائیکل) ہی کیوں نہ چلا رہا ہو، اس سے خود بخود کار، بس، ٹرک، ٹرین، ہوائی جہاز چلانے کی ممانعت بدرجہ اولی معلوم ہوگئی، کیونکہ مؤخر الذکر گاڑیوں کے ساتھ ہزاروں جانیں وابستہ ہیں، ایک شخص کے بے پناہ معاشی پریشانیوں میں گھر جانے کے خوف سے اس کی رازداری برت کر ہزاروں کی موت کا سامان فراہم کرنا کہاں کی دانشمندی ہے، اسی طرح ان گاڑی چلانے والوں میں شراب نوشی اور نشہ آور چیزوں کے استعمال کی عادت ہو، اور حالت ملازمت میں یہ ان چیزوں سے باز نہ آتے ہوں، ڈاکٹر کو ان کے خلاف کارروائی کرنا واجب (اور ضروری) ہوگا۔

Marfat.com

-ایک عورت اپنے ناجائز نومولود بچے کو سماج میں بدنامی کے خوف سے پارک یا کسی مقام پر زندہ چھوڑ کر ڈاکٹر سے رابطہ قائم کرے تو ڈاکٹر کو چاہئے کہ عورت کی رازداری کرتے ہوئے معصوم بچے کے بارے میں حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کرے۔

-ایک شخص جو شراب اور منشیات کا رسیا ہے باوجود ہزار خواہش وکوشش کہ چھوڑ نہیں پا رہا ہے، اس نے ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر سے رجوع کیا، ہر طریقہ علاج آزمانے کے بعد وہ ناکام رہا، اب اس کے پاس ایک ہی کامیاب طریقہ علاج باقی ہے وہ یہ کہ مریض کو وقفہ وقفہ سے وہی شراب یا نشہ آور چیز استعمال کرنے کی تجویز کرے جس کا وہ عادی ہے اور مریض کے علم میں لائے بغیر اس میں کوئی ایسی دوا شامل کرا دے جو شراب یا نشہ آور چیز کے استعمال کے بعد مریض کو کافی دیر تک متلی یا قے وغیرہ کی شکایت میں گرفتار کر دے، جس سے مریض کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ میں شراب یا نشہ آور چیز کا استعمال کروں گا تو متلی اور قے میں گرفتار ہو جاؤں گا، یہ طریقہ علاج جب کہ مجرب بھی ہے، تو ڈاکٹر کے لئے ایسا طریقہ علاج اختیار کرنا جائز ہے، شراب کی عادت جو اعظم ضرر ہے اس کا ازالہ چند دن کے شراب سے جائز ہے، قاعدہ ہے:

"لو كان أحدهما أعظم ضرر من الآخر فإن الأشد يزال بالأخف"۔

علاوہ ازیں شراب یا نشہ آور چیز کے استعمال کی تجویز کو ڈاکٹر کی طرف کیوں منسوب کریں، جب کہ یہ حسب سابق پینے پر خود مجبور ہے، یہ تاویل مناسب ہوگی کہ ڈاکٹر شراب پینے کا تو مشورہ نہیں دے رہا ہے، بلکہ جب وہ شراب پینے لگتا ہے تو خود ڈاکٹر یا مریض کے اعزہ اس کے علم میں لائے بغیر وہ مخصوص دوا شامل کر دیتے ہیں، اس صورت میں شبہ ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وہ جرائم پیشہ افراد جو لوگوں کے راز کو مختلف ذرائع سے حاصل کر کے، دوسرے افراد یا پارٹی کو پہنچا کر خطیر رقم وصول کرتے ہیں، ان کی جاسوسی سے بے شمار لوگوں کا غیر معمولی نقصان ہو رہا ہے، اس قسم کے لوگ اکثر نفسیاتی الجھن کا شکار رہتے ہیں اور اپنی غریبی کے پیش نظر یہ پیشہ

Marfat.com

چھوڑنے کے لئے بھی تیار نہیں، یہ ڈاکٹر سے رجوع کرتے ہیں اور اپنے پیشہ اور جرائم کے بارے میں بھی بتاتے ہیں، تو ڈاکٹر کو چاہئے کہ اس کے شر سے لوگوں کو بچائے اور حکومت کے متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع کردے۔

"يتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام".

ایک مریض نے کسی کا قتل کیا یا اس طرح کی کوئی سنگین واردات کی اور ڈاکٹر کے سامنے اپنے اس جرم کا اقرار کر رہا ہے جب کہ اسی جرم پر شبہ کی بنیاد پر دوسرا شخص سلاخوں کے پیچھے ہے اس کے خلاف مقدمہ بھی چل رہا ہے اور اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ یہ معصوم شخص عدالت میں مجرم قرار دے دیا جائے اور سزایاب ہو جائے تو ڈاکٹر کا فریضہ بنتا ہے کہ وہ عدالت میں حاضر ہو کر اصل مجرم کا پردہ فاش کرے تا کہ بے گناہ شخص کی رہائی ہو۔

"ولا تكتموا الشهادة ومن يكتمها فإنه آثم قلبه".

زیر علاج متعدی مریض کے بارے میں اس کے اہل خانہ کو تفصیل سے آگاہ کرے (تفصیل پیچھے گذر چکی ہے)۔

☆☆☆

Marfat.com

علاج ومعالجہ اور مہلک امراض سے متعلق احکام

مفتی محمد معز الدین ☆

محور اول

۱- ایسا شخص جو قانونا کسی مرض کا علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے، لیکن اپنے ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بنا پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے، اب اگر وہ کسی شخص کے کہنے پر اس کا علاج کرتا ہے تو اس کا یہ علاج کرنا جائز ہے، البتہ اب اگر اس کے علاج سے مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچا ہو یا اس کا انتقال ہو چکا ہو تو اس کی دو صورتیں بنتی ہیں:

ایک تو یہ کہ وہ دواؤں کے استعمال میں یا عمل جراحی میں موضع معتاد یا مقدار متعین سے تجاوز کر جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ تجاوز نہ کرے، پہلی صورت میں وہ ضامن ہوگا اور دوسری صورت میں وہ ضامن نہیں ہوگا (شامی ۵ر ۴۳، باب ضمان الاجیر)۔

اور پہلی صورت میں ایسے شخص کا یہ عمل شرعا قابل تعزیر جرم شمار ہوگا۔

۲- جس ڈاکٹر کو قانونا علاج معالجہ کی اجازت ہے اس نے اگر کسی مریض کا علاج کیا، لیکن اس نے طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں، مثلاً بعض ضروری جانچیں نہیں کروائیں یا مریض کی پوری دیکھ ریکھ نہیں کی اب اس کے علاج کے نتیجہ میں مریض فوت ہو جائے یا اس کا کوئی عضو (آنکھ وغیرہ) ضائع ہو جائے تو ایسا ڈاکٹر شرعا اس مریض کو پہنچے والے نقصان اور جان کے تاوان کا ضامن ہوگا (شامی ۵ر ۴۳ باب ضمان الاجیر)۔

☆ مرکزی دار الافتاء، مرہٹواڑہ اورنگ آباد۔

Marfat.com

۳- اگر کسی مریض کا آپریشن ڈاکٹر کی رائے میں ضروری ہے اور ڈاکٹر نے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کر ڈالا، آپریشن کامیاب ہونے کے بجائے مہلک ثابت ہوا، مریض فوت ہوگیا یا اس کا آپریشن شدہ عضو بیکار ہوگیا تو ایسی صورت میں ڈاکٹر اس مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن ہوگا، چاہے وہ ڈاکٹر اس آپریشن کا مجاز ہو اور تجربہ رکھتا ہو (شامی ۵/۴۳ باب ضمان الاجیر)۔

۴- بسا اوقات مریض پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے، وہ اجازت دینے کے لائق نہیں ہوتا ہے اور اس کے اعزہ زیر علاج مقام سے بہت دور ہوتے ہیں ان سے فی الفور رابطہ قائم نہیں کیا جا سکتا ہے، ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کی رائے میں آپریشن فوری ضروری ہے اور تاخیر ہونے میں اس کے نزدیک مریض کی جان یا عضو کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے اور وہ اجازت یافتہ ہو اور اپنے فن کا ماہر ہو، اب اگر وہ مریض کے قریبی اعزہ سے اجازت حاصل کئے بغیر آپریشن کر دے اور وہ آپریشن ناکام ہو جائے جس کے نتیجہ میں مریض فوت ہو جائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو اس صورت میں شرعاً ڈاکٹر ضامن قرار نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی مریض کو پہنچے والے نقصان کا تاوان اس پر شرعاً لازم ہوگا۔

محور دوم

۱- جس مریض میں ایڈز کے جراثیم پائے گئے ہوں اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے گھر والوں یا متعلقین سے اس خوف سے اس مرض کو چھپائے کہ اس مرض کے ظاہر ہونے کے بعد وہ گھر خاندان اور سماج میں اچھوت بن کر رہ جائے گا اپنے اس مرض سے اہل خانہ کو اور متعلقین کو مطلع کر دے۔

۲- اگر ایڈز کا مریض اپنے اہل خانہ اور متعلقین سے اپنے مرض کو چھپا رہا ہے اور ڈاکٹر سے بھی اصرار کر رہا ہے کہ وہ اس کے اس مرض کو کسی پر ظاہر نہ کرے تو ایسی صورت میں شرعاً ڈاکٹر

Marfat.com

پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو راز میں نہ رکھے، بلکہ اس کا افشاء کردے تاکہ دوسرے لوگ حتی الامکان اس سے احتراز کرسکیں۔

۳- ایڈز یا اسی طرح دوسرے خطرناک متعدی امراض، مثلاً طاعون وغیرہ کے مریضوں کے بارے میں اہل خانہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مریضوں کے فوری علاج کی طرف توجہ دیں اور احتیاطی تدابیر اختیار کریں، تاکہ کم عقیدہ لوگ ان کے ساتھ رہنے یا ان کی اشیاء کے استعمال سے مرض تعدی کا عقیدہ نہ کربیٹھیں جب کہ "لا عدوی" کہہ کے اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے مرض کے متعدی ہونے کو سرے سے ختم کردیا۔

البتہ متعلقین اور سماج کے دوسرے لوگوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنا یہ عقیدہ پختہ رکھتے ہوئے (کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہے اور اللہ تعالی جب تک کسی کو کسی مرض میں مبتلا نہ کرنا چاہے تو ہرگز ہرگز وہ مرض دوسرے کو نہیں لگ سکتا) محتاط انداز میں ایسے مریضوں سے مخلصانہ ومشفقانہ برتاؤ کریں اور ان کو یہ نہ محسوس ہونے دیں کہ وہ معاشرہ میں یا گھر میں اچھوت ہیں، اور عام سماج کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسے مریضوں سے ہمدردانہ ہی نہیں، بلکہ خصوصی اعانتوں کا معاملہ کریں اور ان کے اس مرض کے علاج معالجہ میں افراد خاندان کا حتی الامکان ہاتھ بٹائیں اور ان کی ہمت افزائی کریں۔

۴- ایڈز کا ایسا مریض جو کہ اپنے مرض اور اس کی نوعیت سے بخوبی واقف ہے اگر وہ کسی دوسرے تک اپنے مرض کو منتقل کرنے کی غرض سے کوئی ایسا کام کرے جس کی وجہ سے ایڈز کے جراثیم دوسرے تک منتقل ہوجائیں جس کے نتیجہ میں اس دوسرے شخص کو بھی وہ مرض لاحق ہوجائے تو ایسا شخص شرعا قابل تعزیر قرار پائے گا، اور اسے سزا دی جائے گی، اس کے عمل کی نوعیت کے اعتبار سے، چنانچہ اگر اس عمل کے مرتکب نے اس برے اور خطرناک مرض کو معاشرہ انسانی میں پھیلانے اور عام کرنے کا نہ صرف قصد، بلکہ عمل کیا ہو تو اس کا یہ عمل قتل وڈاکہ زنی اور فساد فی الارض میں شمار ہوگا، اور اس کو ان سزاؤں میں سے ایک سزا دی جائے گی جو "سورہ مائدہ"

Marfat.com

کی (آیت ۲۳) میں منصوص ہے۔

البتہ اس نے مرض کے منتقلی کا ارادہ نہیں کیا، مگر مرض کو اور اس کے منتقل ہونے کی بات کو جاننے کے باوجود اپنی بیوی سے مجامعت کرلی یا کسی اور کو اپنا خون دے دیا تو اس صورت میں اس پر لازم تھا کہ وہ اس سے اجتناب کرتا، لیکن اگر ایسا کرلیا تو وہ مجرم ہوگا تو ضرور، لیکن ایسا نہیں کہ اسے کسی قسم کی سزا دی جائے گی۔

۵- اگر کسی مسلمان خاتون کا شوہر ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو جائے تو شرعا ایسی عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا اختیار ہے، اسی طرح اگر ایڈز کے کسی مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کرلیا ہو تو عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے (تجاویز بین الاقوامی سیمنار منعقدہ ابوظہبی زیر اہتمام مجمع الفقہ الاسلامی جدہ)۔

۶- جو خاتون ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو اگر اسے حمل قرار پا جائے اور اس مرض کا دوران حمل، یا دوران ولادت، یا دوران رضاعت بچے کی طرف منتقل ہونے کا طبی لحاظ سے پورا اندیشہ بھی ہو تب بھی ایسی خاتون بچے تک اس مرض کی منتقلی کے خوف سے اسقاط حمل شرعا نہیں کرا سکتی ہے اور نہ ہی اس کا شوہر یا حکومت کا محکمہ صحت اسے اسقاط حمل پر مجبور کرسکتا ہے، اس لئے کہ کوئی ضروری نہیں کہ اس سے پیدا ہونے والا بچہ ایڈز کا مریض ہو اور حکومت کے لئے خطرہ اور سماج کے لئے بار بنے۔

۷- جو بچے یا بچیاں ایڈز کے مرض میں مبتلا ہیں ان کو مدارس اور اسکولوں میں داخلے سے محروم کرنا درست نہیں، جب کہ یہ مرض مریض کو چھونے اور اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منتقل نہیں ہوتا ہے، البتہ اہل مدارس پر لازم ہے کہ وہ ایسے بچوں اور بچیوں پر خصوصی توجہ رکھیں اور ان کے اس مرض کی منتقلی کی جتنی بھی صورتیں ہوسکتی ہیں نہ ہونے دیں بطور خاص جنسی بے راہ روی۔

۸- اگر کوئی بچہ یا بچی ایڈز کے مرض میں گرفتار ہو جائے تو اسلامی تعلیمات کی رو سے

Marfat.com

والدین اور اہل خانہ پر لازم ہے کہ وہ اولین فرصت میں ان کے علاج ومعالجہ کی طرف توجہ دیں، دوسرے یہ کہ وہ ایسے بچے اور بچیوں پر خصوصی توجہ دیں تاکہ وہ معاشرہ کے اور دوسرے صحت مند افراد میں اس موذی مرض کے منتقلی کا ذریعہ نہ بنیں۔

۹- ایڈز، طاعون اور کینسر جیسے امراض اگر طبی لحاظ سے ناقابل علاج مرحلہ میں پہنچ جائیں تو ان کے لئے مرض الموت کا حکم ہوگا اور ایسے مریضوں کے لئے مرض موت اور مرض وفات کے احکامات جاری ہوں گے۔

۱۰- طاعون یا اس جیسے مہلک امراض کے پھیلنے کی صورت میں اگر کسی علاقہ کے اندر حکومت کی طرف سے آمدورفت کی پابندی لگتی ہے تو شرعاً وہ جائز ہے اور اس پر عمل کرنا لازم ہے۔

۱۱- البتہ ایسے لوگ جو اپنی ضروریات سے باہر گئے ہوئے ہیں اور پھر صورت حال یہ پیدا ہوگئی ہو، اور ان کا قیام نہ ضروری ہو اور نہ ممکن، اور دوسری طرف ان کے اہل وعیال طاعون زدہ علاقہ میں ہیں اور وہ ان کے محتاج ہیں تو ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ ایسی صورت میں یہ پختہ یقین رکھتے ہوئے کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہے اپنے اہل وعیال میں آجائیں۔

۱۲- اسی طرح وہ شخص بھی (جس کی نگہداشت مناسب طریقہ پر نہیں ہو رہی ہو اور علاج وتیمارداری کا یہاں انتظام نہیں ہو رہا ہو یا کسی وجہ سے اس کی دوسری جگہ ضرورت ہے) وہاں نہ رہے، بلکہ فوری کسی ایسے مقام پر منتقل ہو جائے جہاں اس کا اچھے طور پر علاج ہو سکے، بلکہ اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ وہاں سے کوچ کر جائے۔

محور سوم

۱- اگر کوئی نوجوان اپنے کسی ایسے عیب کو چھپا کر کسی خاتون سے رشتہ نکاح کر رہا ہے جس

Marfat.com

کے ظاہر ہونے یا اس کے بارے میں معلومات حاصل ہونے کی صورت میں یہ خاتون ہرگز اس رشتہ کرنے کو راضی نہیں ہوگی اور وہ عیب ایسا ہے کہ اس سے ایک مسلم ڈاکٹر اس طور پر واقف ہے کہ مثلاً اس نے کسی نوجوان کی آنکھ کا علاج کیا، اس نوجوان کی آنکھ کی بصارت ختم ہوگئی، لیکن ڈاکٹر کی کوششوں سے اس مریض کی وہ آنکھ دیکھنے میں بالکل صحیح وسالم معلوم ہوتی ہے تو اب اس صورت میں اس مسلم ڈاکٹر کے ذمہ ضروری ہوگا کہ وہ اس راز کو راز ہی میں رکھے، البتہ لڑکی یا اس کے گھر والے معلومات حاصل کرنے اس ڈاکٹر کے پاس آئیں تو ایسی صورت میں ڈاکٹر پر لازم ہے کہ وہ لڑکی اور اس کے گھر والوں کو نوجوان کے اس عیب سے باخبر کردے تاکہ نکاح کے بعد جب افشاء راز ہو تو نہ صرف ان کا آپس میں ازدواجی رشتہ میں منسلک رہنا دشوار ہوجائے، بلکہ دو خاندان میں آپس میں ناچاقی ونااتفاقی پیدا ہوجائے۔

۲- ایک مرد اور عورت کسی ڈاکٹر کے پاس طبی معائنہ کے لئے آئیں جن کے مابین رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہو، طبی جانچ کے نتیجہ میں دونوں میں سے کسی ایک کے کسی ایسے عیب سے ڈاکٹر واقف ہوجاتا ہے جس کے نتیجہ میں اس بات کا پورا اندیشہ ہے کہ ناقص الاعضاء بچے پیدا ہوں گے یا مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہیں ہیں تو ایسی صورت میں ڈاکٹر پر یہ لازم نہیں کہ وہ از خود دوسرے فریق کو پہلے فریق کے عیب یا مرض سے باخبر کردے، بلکہ اس صورت میں اس طبی جانچ کو راز میں رکھے، چونکہ بچوں کا ناقص الاعضاء پیدا ہونا یا مادہ منویہ میں جراثیم تولید کا نہ ہونا اس کا اندیشہ ہے اور یہ بھی قوی امکان ہے کہ بچے صحت مند صحیح الاعضاء پیدا ہوں۔

۳- ایک شخص کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے ڈاکٹر کو طبی جانچ میں یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ شخص نامرد ہے یا اس میں کوئی ایسا عیب پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا نکاح بارآور نہیں ہوسکتا ڈاکٹر کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے نکاح کا معاملہ کررہا ہے اور اپنے عیب کو چھپا کر اس عورت سے نکاح کرلینا چاہتا ہے اسی طرح کوئی خاتون کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے وہ کسی ایسے اندرونی مرض یا عیب میں مبتلا ہے جس پر مطلع ہونے کے بعد اس کا رشتہ نکاح کہیں ہونا بہت

Marfat.com

مشکل ہے اور وہ خاتون اپنے اس اندرونی مرض یا عیب کو چھپا کر کسی مرد سے نکاح کی بات چیت کر رہی ہے رشتہ نکاح کی بات چیت ڈاکٹر کے علم میں آچکی ہے ان دونوں صورتوں میں ڈاکٹر پر لازم ہے کہ وہ دوسرے فریق کو تمام حقائق سے واقف کر دے، جبکہ دوسرا فریق ڈاکٹر سے اس مریض یا مریضہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے رابطہ بھی قائم کرتا ہے، اس لئے کہ آدمی کا نامرد ہونا یا اسی طرح خاتون کا اندرونی کسی ایسے عیب میں مبتلا ہونا جس کے ظاہر ہونے پر اس رشتہ نکاح کا برقرار رہنا مشکل ہی نہیں ایک امر محال ہو تو کیوں نہ ڈاکٹر نکاح قائم ہونے سے پہلے ہی اس عیب سے آگاہ کر دے، تاکہ ان دونوں خاندانوں کو آپس میں بعد نکاح ہونے والے افتراق وانتشار سے بچا سکے۔

۴- اسی طرح کسی شخص کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے، اس کی بینائی بری طرح متاثر ہو چکی ہے، ڈاکٹر کی رائے میں اس کا گاڑی چلانا اس کے اور دوسروں کے لئے مہلک ثابت ہو سکتا ہے، اب ایسا شخص اگر ڈاکٹر کے منع کرنے کے بعد بھی گاڑی چلاتا ہے تو ڈاکٹر کے ذمہ لازم ہوتا ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کے بارے میں اطلاع کرے اور ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کرے اس کا رازداری برت کر خاموشی اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، اس لئے کہ فقہاء کرام نے یہ ضابطہ فقہی بیان کیا ہے: "یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام"

اسی طرح "الضرر یزال بمثله" چونکہ یہ شخص جو گاڑی چلانے کی ملازمت کرتا ہو، بس وغیرہ چلاتا ہو اگر اس سے متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع نہیں کی جائے گی تو بہت سے لوگوں کی جان ضائع ہونے کا پورا خطرہ ہے اور اطلاع کر دینے سے بہت سے بہت ڈرائیور کی ملازمت خطرہ میں پڑسکتی ہے اور اس کے گھر والے معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں تو جانوں کا ضائع ہونا ضرر عام وتام ہے بمقابلہ ڈرائیور کے اہل کے معاشی خطرہ میں مبتلا ہونے کے۔

۵- ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی ایسی ملازمت پر ہے جس سے بہت سے لوگوں کی زندگیوں کا

Marfat.com

تحفظ وابستہ ہے، مثلاً ہوائی جہاز کا پائلٹ یا ٹرین یا بس کا ڈرائیور وغیرہ ہے، اب یہ شخص شراب یا اور دوسری نشہ آور چیزوں کا بری طرح عادی ہے اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، نشہ کو ترک نہیں کرتا ہے اور اس حال میں ملازمت کے فرائض انجام دیتا ہے تو ڈاکٹر پر لازم ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس شخص کے بارے میں خبر کردے اور اس سلسلہ میں ہرگز ہرگز رازداری نہ برتے، فقہاء کے مذکورہ بالا دونوں فقہی ضابطوں کی وجہ سے بھی اور فقہاء کے ڈرائیور کے اس عمل شراب نوشی کی قباحت وشناعت کے اظہار کے پیش نظر بھی، چنانچہ فقہاء نے تحریر کیا ہے کہ اگر کوئی شخص شراب کے نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو اس کی طلاق واقع ہوجاتی ہے، وہاں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ شراب محرم کی قباحت وشناعت کے پیش نظر، لہذا یہاں بھی ڈاکٹر پر لازم ہے کہ وہ نہ صرف اس محکمہ کو اطلاع دے دے، بلکہ حتی الامکان کوشش کرے تا کہ یہ شخص دوسروں کی جانوں کے ضائع کرنے کا ذریعہ نہ بن سکے۔

۶- کسی عورت کو ناجائز حمل تھا اس عورت سے بچہ پیدا ہوا اور وہ اس نومولود کو کسی شاہراہ یا پارک یا کسی اور مقام پر زندہ حالت میں چھوڑ کر چلی آئی تا کہ سماج میں بدنامی سے بچ جائے، اس نے ڈاکٹر سے رابطہ قائم کیا اور ڈاکٹر کو تمام صورتحال سے مطلع کردیا تو اب ڈاکٹر کا اخلاقی اور شرعی فرض ہے کہ وہ اس معصوم کی جان بچائے اور متعلقہ شعبہ حکومت کو اس کی فوری اطلاع کردے ایسی صورت میں ڈاکٹر کا اس عورت کی رازداری برتنا نہ صرف قانونا جرم ہوگا، بلکہ شرعا اتلاف جان کے مترادف ہوگا۔

☆☆☆

Marfat.com

چند طبی مسائل اور ان کے شرعی احکام

مولانا ریاست علی قاسمی☆

عصر حاضر میں ڈاکٹری اور سرجری کی موجودہ ترقیات نے علاج اور معالجہ میں بہت سی نئی نئی صورتیں پیدا کردی ہیں، ان سے جہاں بہت سے طبی فوائد حاصل ہوتے ہیں اس کے ساتھ ہی بہت سے شرعی مسائل حلال وحرام کے متعلق بھی پیدا ہوگئے ہیں، مثلاً ایک انسان کا خون دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کرنا، ایک کی کھال دوسرے کے بدن پر جمادینا، ایک شخص کی آنکھ، ناک، کان وغیرہ اعضاء کو دوسرے کے جسم میں پیوست کرکے کام لینا وغیرہ اسی قسم کے چند مسائل کا حکم شرعی اس تحریر کے اندر بیان کیا جارہا ہے۔

ڈاکٹروں سے آپریشن کرانا اور نقصان کی صورت میں ضمان کا حکم

اگر کوئی ڈاکٹر، سرجن یا جراح باضابطہ سند یافتہ ہو اور ضابطہ کے مطابق اس کو آپریشن کی قانوناً اجازت ہو، رسمی ڈگریاں اس نے حاصل نہ کی ہوں، نیز معمولی تجربہ کی بنیاد پر وہ ڈاکٹر سرجن نہ بنا ہو، بلکہ ماہر تجربہ کار کی نگرانی میں اس نے یہ کام سیکھا ہو اور کامل دسترس اور وافر معلومات اس کام کی اس کو حاصل ہو اور پوری طبی تدابیر اور کامل احتیاط ملحوظ رکھ کر کسی مریض کا علاج یا آپریشن کرے اور اتفاقی طور سے وہ ناکام ہوجائے یا مریض ہلاک ہوجائے تو شرعاً اس پر کوئی ضمان اور دیت واجب نہ ہوگی اور نہ ہی وہ مستحق تعزیر ہوگا، کیونکہ موت کا وقت اللہ تعالیٰ کی

☆ ہاپوڑ، یوپی۔

Marfat.com

طرف سے متعین ہے، اللہ تعالی کسی شخص پر موت واقع کرنے کے لئے سبب کے محتاج نہیں ہیں۔

"إن أجل الله إذا جاء لا يؤخر" (سورۂ نوح)۔

اگر اطباء اور ڈاکٹرس کو اس قسم کے واقعات اور حادثات کے اندر ضامن قرار دیا جائے تو دنیا کے اندر اطباء اور ڈاکٹروں کا فقدان ہو جائے گا اور اس کا ضرر و نقصان خلق کثیر تک متعدی ہوگا جس سے حرج عظیم لازم آئے گا، فقہ کا مسلمہ اصول ہے کہ ضرر عام ضرر خاص کے مقابلہ میں اعظم اور بڑا ہے جس کی خاطر ضرر خاص کو برداشت کر لیا جائے گا (الاشباہ ر ۱۴۵)۔

لہذا ڈاکٹروں سے آپریشن کرانے سے اگر کوئی جان ضائع ہو جائے تو ڈاکٹر کو ضامن نہیں قرار دیا جائے گا اور نہ ہی وہ مستحق تعزیر ہوگا، مذکورہ مسئلہ کی کتب فقہ میں صراحت کے ساتھ نظیریں موجود ہیں (ہدایہ ۳ر ۲۹۴، ہندیہ ۴ر ۴۹۹، درمختار ۵ر ۴۳)۔

ان فقہی تصریحات کے اندر دو امور کا بطور خاص لحاظ کیا گیا ہے: ایک یہ ہے کہ ڈاکٹروں اور جراحوں کو اولیاء اور سرپرستان کی طرف سے آپریشن اور عمل جراحی کی اجازت ہو، دوسرے یہ کہ آپریشن کرنے میں معتاد حصہ سے تجاوز نہ کیا ہو یعنی ڈاکٹروں نے کامل احتیاط اور تمام طبی تدابیر کا مکمل لحاظ کیا ہو۔

طبی تدابیر کا لحاظ کئے بغیر آپریشن کرنا اور نقصان کی صورت میں ضمان کا حکم

اگر ڈاکٹر مجاز نے آپریشن کرنے میں طبی تدابیر کا لحاظ نہ کیا اور ضروری جانچیں اور ٹسٹ وغیرہ نہیں کرائے جس کی وجہ سے کوئی عضو بے کار ہو گیا یا جان ضائع ہو گئی تو عضو بیکار ہونے کی صورت میں عضو کی مکمل دیت شرعاً لازم ہوگی اور جان ضائع ہونے کی صورت میں نفس کی دیت لازم ہوگی، کیونکہ اول الذکر صورت میں عضو کی کامل منفعت فوت ہوگئی، اس لئے مکمل دیت عضو لازم ہوگی اور ثانی الذکر صورت میں جان کی ہلاکت ماذون فیہ اور غیر ماذون فیہ کے مجموعہ سے ہوتی ہے، کیونکہ زخم زدہ عضو کے آپریشن کی اجازت ڈاکٹروں کو حاصل ہے اور تجاوز کی اجازت

Marfat.com

نہیں ہے، اس لئے اس صورت میں کامل دیت کا نصف واجب ہوگا (الدرمختار علی ہامش ردالمحتار ۵/ ۴۳، عنایہ علی ہامش فتح القدیر ۸/ ۶۷، الفتاوی الہندیہ ۴/ ۴۹۹ کتاب الاجارہ)۔

ناگہانی حالت میں بلا اجازت اولیاء آپریشن کرنے کا حکم

اگر کسی مریض کا آپریشن فوری طور سے ضروری ہو اور مریض خود اجازت دینے کی پوزیشن میں نہ ہو اور اس کے اعزہ، اقرباء اور سرپرستان کسی دور دراز مقام پر رہتے ہوں ان سے اجازت کا حصول بھی ممکن نہ ہو، مثلاً اچانک کوئی شخص حادثہ کا شکار ہو جائے اور آپریشن نہ کرنے کی صورت میں اس کی جان کے ضائع ہونے کا ظن غالب ہو تو ایسے موقع پر ماہر تجربہ کار ڈاکٹر تمام طبی تدابیر اور ضروری احتیاطوں کا لحاظ کر کے اگر آپریشن کرنا چاہے تو شرعاً جائز ہے اور اتفاقی طور سے موت واقع ہونے کی صورت میں ضامن نہ ہوگا، کیونکہ ایسے وقت میں اس نے اپنی اخلاقی ذمہ داری کو پورا کیا ہے اور موت کا آ جانا حکم ربی ہے جس میں کسی انسان کے فعل کو دخل نہیں ہے، نیز موت کا آنا امر موہوم ہے اور آپریشن کے ذریعہ صحت کی بحالی امر متیقن یا ظن غالب کے درجہ میں ہے، اس لئے امر موہوم کی خاطر آپریشن کے عمل کو ترک نہیں کیا جائے گا، ورنہ ضرر عام لازم آئے گا جس کا ازالہ اور دفعیہ شرعاً ضروری ہے۔

ایڈز کی تفصیلات اور اس کے شرعی احکام

ایڈز کا مرض زنا کی کثرت اور غیر اخلاقی جرائم کی بہتات کے نتیجہ میں نازل ہونے والے خدائی عذاب کا دوسرا نام ہے، یہ مرض دو آدمیوں کے ایک ساتھ رہنے سے نہیں پھیلتا، بلکہ اس کے پھیلنے کے مختلف اسباب ہیں:

۱- دو شخصوں کے درمیان کسی قسم کے اختلاط یا باہمی تعلق ہو، خواہ ایک برتن میں کھائیں پئیں، ایک دوسرے کا لباس پہنیں یا زن وشو کا باہمی اختلاط کریں وغیرہ۔

۲- ایڈز کے مرض میں مبتلا شخص کے خون یا اس کے متعلقات کا دوسرے شخص کے اندر

Marfat.com

منتقل کرنا۔

۳-استعمال شدہ انجکشن کی سوئیوں کا ایک دوسرے کے بدن میں استعمال کرنا خصوصا نشہ کے لئے انجکشن لینے والوں کے درمیان۔

۴-بال صاف کرنے کا استرہ اور بلیڈ وغیرہ کا استعمال کرنا۔

۵-ایڈز کے مرض میں مبتلا ماں سے حمل یا ولادت کے دوران بچہ کے اندر مرض کا منتقل ہونا وغیرہ۔اس تفصیل کی روشنی میں ایڈز سے متعلق مندرجہ ذیل فقہی احکام مرتب ہوتے ہیں:

۱-ایڈز کے مریض کا اپنے مرض کو چھپانا اور کنارہ کشی اختیار کرنا

ایڈز کے مرض اور اس کے جراثیم کی منتقلی سے متعلق موجودہ طبی معلومات اس بات کو بتلاتی ہیں کہ یہ مرض محض دو شخصوں کے ایک ساتھ رہنے سے نہیں پھیلتا ہے، بلکہ خاص وجوہات اور اسباب کی بنا پر پھیلتا ہے، اس لئے ایڈز میں مبتلا مریض کے لئے اپنے گھر والوں سے چھپانا اور دوسروں سے کنارہ کشی اختیار کرنا شرعاً واجب نہیں ہے، البتہ ڈاکٹر کی شرعاً ذمہ داری ہے کہ ایسے شخص کے مرض کو صیغہ راز میں نہ رکھے، بلکہ افشا کردے اور خاندان اور معاشرہ والوں کو سمجھائے تاکہ وہ ایڈز کی صحیح صورت حال سے واقف ہوجائیں اور یہ مریض ان میں بالکل اچھوت نہ بن جائے اور اپنے شرعی حقوق سے محروم نہ ہوجائے اور پھر ایسے مریض کے لئے طبی ہدایات اور مشوروں کے مطابق عمل کرنا شرعاً ضروری ہے اور فریقین کے لئے ان تمام اسباب و وجوہات سے قطعی اجتناب کرنا شرعاً ضروری ہے جن کے ذریعہ یہ مرض متعدی ہوتا ہے اور اس مرض کو چھپانا اور ڈاکٹروں کا قصداً نہ بتلانا خلق کثیر کے مرض میں مبتلا ہونے کا سبب بن سکتا ہے جو یقیناً ضرر اعظم ہے جس کا دفعیہ اور ازالہ شرعاً ضروری ہے۔

۲-ایڈز کے مرض کو دوسرے شخص کے اندر عمداً منتقل کرنا

ایڈز کے مرض میں مبتلا شخص کا اپنے مرض کو کسی صحت مند اور تندرست انسان کی طرف

Marfat.com

عمداً منتقل کرنا شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اس طرح کے عمل کا ارتکاب کرنے والا شخص اس عمل کی نوعیت اور اس کے فرد یا معاشرہ پر مذموم اثرات پڑنے کے حساب سے دنیوی سزا کا مستحق ہوگا، اگر مذکورہ عمل کے مرتکب شخص نے اس خبیث مرض کو کسی معاشرہ میں پھیلانے کا قصد وارادہ کیا تو اس کا یہ عمل فساد فی الارض کی سعی اور خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ محاربہ ہوگا اور اسلامی حکومت ہونے کی صورت میں قرآن کریم میں ذکر کردہ سزاؤں میں سے کسی ایک سزا کا مستحق ہوگا۔

"انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله ويسعون فى الأرض فسادا أن يقتلوا أو يصلبوا أو تقطع أيديهم وأرجلهم من خلاف أو ينفوا من الأرض ذلك لهم خزى فى الدنيا ولهم فى الأخرة عذاب عظيم" (سورۂ مائدہ)۔

نیز اگر کسی شخص سے ذاتی عداوت کی بنا پر اس مریض نے اس مرض کو دوسرے شخص کی طرف منتقل کیا اور وہ اس مرض میں مبتلا ہو گیا، لیکن اس کی موت نہیں ہوتی تو منتقل کرنے والے شخص کو حاکم وقت مناسب تعزیر کرنے کا مجاز ہے اور موت واقع ہونے کی صورت میں حاکم وقت سیاسۃً قتل اور دوسری سزاؤں پر غور کر سکتا ہے۔

۳- ایڈز کے مریض کا اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کا حکم

ایڈز کا مرض پھیلنے کا ایک سبب جنسی اختلاط بھی ہے، اس لئے ایڈز کا مریض اگر اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرے گا تو یقیناً وہ عورت اس مرض میں مبتلا ہو جائے گی، اس لئے اس کے لئے اپنی بیوی سے شرعاً جنسی متارکت رکھنا ضروری ہے۔

۴- ایڈز زدہ شخص کی بیوی کے لئے مطالبہ تفریق کا حکم

اگر کسی خاتون کا شوہر ایڈز کا مریض ہو اور اس کی بیوی کو یہ مرض نہ ہو اور بیوی کے لئے بلا شوہر کے رہنے میں عصمت وعزت کا خطرہ ہے اور تنہائی کی زندگی گذارنا سخت دشوار اور پریشان کن ہے اور شوہر طلاق یا خلع پر آمادہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں عورت کے لئے قاضی یا محکمہ

Marfat.com

شرعیہ کے اراکین کے روبرو درخواست پیش کر کے تفریق کا مطالبہ کرنا شرعا درست ہے اور قاضی یا محکمہ شرعیہ کے اراکین حسب اصول شرعی ایسی خاتون اور اس کے شوہر کے درمیان تمام معاملات کی تحقیق کر کے تفریق کرنے کے مجاز ہیں۔

۵- ایڈز میں مبتلا خاتون کا اپنے حمل کو ضائع کرانا

اگر طبی اعتبار سے ایسی تدابیر بروئے کار لائی جاسکیں کہ دواؤں وغیرہ کے ذریعہ اس بچہ کو مذکورہ مرض سے محفوظ رکھا جاسکے تو ایسی عورت کے لئے اپنے حمل کو ضائع کرانا شرعا ناجائز ہے، ورنہ ایسی عورت مانع حمل تدابیر اور مانع حمل ادویہ استعمال کر کے خود کو حاملہ ہونے سے محفوظ رکھے اور اگر حاملہ ہو جائے تو بچہ کے اندر روح پڑنے سے پہلے اسقاط حمل کی شرعا اجازت ہے، کیونکہ فقہاء کرام اور ارباب افتاء نے عورت کی خرابی صحت اور کثرت ولادت کی وجہ سے بچوں کی خرابی صحت کے پیش نظر ماہر تجربہ کار ڈاکٹروں کے مشورہ سے اسقاط حمل کی اجازت دی ہے، لہذا مذکورہ صورت میں بھی مانع حمل تدابیر اختیار کرنے اور بصورت دیگر اسقاط کی اجازت ہوگی۔

۶- ایڈز کے مریض شخص پر مرض الموت کا حکم

اگر ایڈز کے مریض شخص کو اس مرض نے مکمل طور پر اپنی گرفت میں لے لیا ہو اور وہ معمولات زندگی کو ادا کرنے سے معذور ہو گیا ہو اور کسی بھی وقت اس کی موت کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص کو مرض الموت کا مریض تصور کیا جائے گا، اگر وہ ایسی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو "طلاق المریض" کے احکام اس عورت پر عائد ہوں گے اور وہ شخص فار بالطلاق کہلائے گا، اگر عورت کی عدت کے دوران ہی وہ شخص وفات پا جائے تو یہ عورت شرعا اس شخص کے ترکہ میں وارث ہوگی اور اگر انقضاء عدت کے بعد وفات ہو جائے تو وارث نہ ہوگی (ہدایہ ۲/۳۷۰)۔

۷- ایڈز کی مریضہ خاتون کے لئے حق حضانت و رضاعت کا مسئلہ

عصر حاضر کی طبی معلومات یہ بتلاتی ہیں کہ اس مرض میں مبتلا خاتون کے لئے اپنے

Marfat.com

صحت منداور تندرست بچہ کودودھ پلانے یااس کی پرورش کرنے سے مرض کے منتقل ہونے کا خطرہ نہیں ہے اس لئے جب تک طبی رائے اس کے خلاف نہ ہواس خاتون کا حق حضانت ورضاعت شرعاساقط نہ ہوگا۔

۸-ایڈز کے مریض شخص کے بارے میں سماج کی ذمہ داریاں

اگر کوئی شخص ایڈز کا مریض ہے یاامراض متعدیہ میں سے دوسرے کسی مرض کے اندر مبتلا ہےتو اسلام کاعقیدہ واضح انداز میں حضوراقدس ﷺ کی زبان مبارک سے یہ بیان کیا گیا ہے:

"لا عدوی ولا طیرة ولاھامة ولاصفر" (مشکوۃ ۳۹۱/۲)۔

جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کا مرض دوسرے کے اندر منتقل نہیں ہوتا، بلکہ مرض کی تخلیق اوراس کا انتقال مشیت ایزدی اور حکم خداوندی سے ہوتا ہے کہ جس ذات خداوندی نے شخص اول کے اندرمرض کو پیدا کیا ہے وہی ذات دوسرے شخص کے اندر بھی مرض کو پیدا کرنے پر قادر ہے، مگر جناب رسول اللہ ﷺ نے بدعقیدگی کوختم کرنے کے لئے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:

"فر من المجذوم فرارک من الأسد" (مشکوۃ ۳۹۱/۲)،اس لئے اس قسم کے امراض میں مبتلاشخص کے سلسلہ میں سماج کی ذمہ داری یہ ہوگی کہ طبی ہدایات کالحاظ اور کامل احتیاط ہردوفریق پرشرعالازم ہے تاکہ ضرراوراضرار دونوں سے تحفظ ہوسکے جس کوحدیث شریف کے اندر "لاضررولاضرار" فرماکرممنوع قرار دیا گیا ہے، ان کے قیام، خوردونوش اور پوشاک وغیرہ میں مکمل احتیاط ہردوفریق پرضروری ہے، یہی حکم ان تمام بچوں اور بچیوں کا ہے جواس مرض کے شکار ہوں۔

۹-ایڈز کے اندیشہ سے مسلم لڑکوں اورلڑکیوں کی تعلیم کا مسئلہ

ایڈز کا مرض چونکہ ایک ساتھ نشست و برخاست سے منتقل نہیں ہوتا، بلکہ اختلاط اور

Marfat.com

خون وغیرہ کے منتقل کرنے سے منتقل ہوتا ہے، اس لئے ایڈز سے متاثرہ مسلمان بچوں اور بچیوں کو دینی اور عصری تعلیم سے محروم کرنا شرعاً ناانصافی اور ظلم ہوگا اور حدود شرعیہ کے دائرہ میں ان کو عصری اور دینی تعلیم دلانا ضرورت کے مطابق شرعاً لازم اور ضروری ہے، البتہ ان بچوں کے والدین، سرپرستان، اساتذہ کرام اور مربیین کی ذمہ داری ہوگی کہ ان کی نگرانی کا مکمل خیال رکھیں اور اس میں کسی بھی قسم کی کوتاہی اور لاپرواہی سے کام نہ لیں تاکہ لڑائی جھگڑے اور دوسرے اندیشوں کا سدباب ہوسکے۔

۱۰-ایڈز سے متاثرہ علاقوں میں آمدورفت کا حکم

ایڈز کی حیثیت طاعون کی طرح نہیں ہے کہ اس مقام کے رہنے والوں کو اس مقام سے باہر جانا اور باہر والوں کے لئے اس مقام میں داخل ہونا ممنوع قرار دیا جائے، بلکہ طبی معلومات کے مطابق خود بخود یہ مرض دوسرے کے اندر منتقل نہیں ہوتا، بلکہ خاص وجوہات کی بنا پر منتقل ہوتا ہے، اس لئے ایسے مقامات کے اندر لوگوں کے داخلہ پر پابندی عائد کرنا شرعاً درست نہیں ہے، البتہ طبی تدابیر اور احتیاط کا لحاظ رکھنا ہر حال میں ضروری ہے، اسی طرح جو لوگ اس علاقہ کے دوسرے مقامات پر گئے ہوئے ہیں وہ داخل ہوسکتے ہیں، اور وہاں کے لوگ بھی دوسری جگہ منتقل ہوسکتے ہیں، طاعون کا حکم اس سے جداگانہ ہے، طاعون زدہ علاقہ سے وہاں کے لوگوں کا باہر جانا اور دوسرے مقامات کے لوگوں کا طاعون زدہ علاقہ میں داخل ہونا دونوں بہ نص حدیث ممنوع ہے۔

رشتہ نکاح کے لئے خاتون سے شوہر کی آنکھ کی خرابی کو ظاہر کرنے کا حکم

اگر کسی نوجوان کی آنکھ کی بصارت کمزور ہوگئی ہے مگر وہ دیکھنے میں بالکل صحیح معلوم ہوتی ہو اور کسی خاتون سے اس کے رشتہ نکاح کی بات چیت چل رہی ہے تو اگر مسلمان ڈاکٹر کے پاس یہ سلسلہ پہنچ جائے اور اس مریض کی ڈاکٹر کو یہ ہدایت ہو کہ میرا مرض صیغہ راز میں رکھا جائے تو اس سلسلہ میں شرعی حکم یہی ہے کہ راز میں رکھنے کی صورت میں اس کا ضرر اور نقصان فرد واحد

Marfat.com

صرف خاتون کو ہوگا اور صیغہ راز میں نہ رکھنے کی صورت میں بھی اس کا نقصان اور ضرر فرد واحد مریض کو ہوگا تو دونوں قسم کے ضرر مساوی درجہ کے ہیں، ایسی حالت میں شریعت نے مبتلی بہ شخص کو اختیار دیا ہے کہ وہ دونوں امور میں سے جس کو چاہے اختیار کرلے، لہذا صورت مذکورہ میں مسلمان ڈاکٹر کو اس مرض کو صیغہ راز میں رکھنے اور نہ رکھنے کے بارے میں اختیار ہے، بشرطیکہ اس مریض کے اندر دوسرا کوئی ایسا خطرناک اور مہلک مرض نہ ہو جس کے ہوتے ہوئے وہ عورت حقوق زوجیت ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتی ہو، لیکن مذکورہ صورت میں ایفاء عہد بہتر ہے اور اس کی رعایت کرتے ہوئے صیغہ راز میں رکھنا بہتر ہے۔

”من ابتلي ببليتين وهما متساويان يأخذ بأيتهما شاء“ (الاشباہ والنظائر/ ۱۴۵)۔

زوجین میں سے کسی کا مہلک مرض میں مبتلا ہونا

نکاح کے اہم مقاصد میں سے افزائش نسل اور توالد وتناسل بھی ہے، احادیث شریفہ میں اسی مقصد سے نکاح کی ترغیب دی گئی ہے، اگر کسی مرد اور عورت کے درمیان رشتہ مناکحت کی بات چل رہی ہو اور مسلمان ڈاکٹر کے پاس طبی جانچ کے لئے آئیں، جانچ کے بعد ڈاکٹر کو ایسا مرض معلوم ہوا جس سے مقصد نکاح کا حصول دشوار ہے، مثلاً ناقص الاعضاء بچوں کی تخلیق کا اندیشہ ہو یا مرد اور عورت میں سے کسی ایک کے مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہ ہونے کی وجہ سے بالکلیہ تخلیق اولاد کے فقدان کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں مسلمان ڈاکٹر کے لئے افشاء راز کی شرعاً اجازت ہے، کیونکہ اس کا ضرر متعدی ہے اور مقاصد نکاح کا حصول اور منشاء شریعت کی تکمیل عدم افشاء کی صورت میں پریشان کن مسئلہ ہے۔

نامرد ہونے کی صورت میں ڈاکٹر کے لئے افشاء راز کا حکم

جب شریعت اسلامیہ نے شوہر کے نامرد ہونے کی شکل میں عورت کو مطالبہ تفریق کا اختیار دیا ہے، کیونکہ اس سے عورت کی زندگی اجیرن اور جہنم بن جاتی ہے تو قبل النکاح معلوم

Marfat.com

ہونے کی صورت میں ڈاکٹر کے لئے افشاء راز کی بدرجہ اولی اجازت ہوگی، لیکن اگر عورت کو کوئی ایسا مرض لاحق ہو جو مانع جماع ہے اور معلوم ہونے کی صورت میں اس کا نکاح ہونا مشکل اور دشوار ہو تو اس صورت میں ڈاکٹر کے لئے اس مرض کو صیغہ راز میں رکھنا شرعاً ضروری ہے، بشرطیکہ وہ عورت کسی موذی مرض مثلاً ایڈز، سوزاک، آتشک وغیرہ یا کسی متعدی مرض میں مبتلا نہ ہو؟ کیونکہ افشاء راز کی شکل میں اس عورت کی حرام کاری اور زنا کاری میں مبتلا ہونے کا غالب گمان ہے اور مسلمان کو امر حرام سے بچانا شرعاً واجب ہے اور صیغہ راز میں رکھنے کی صورت میں اگر شوہر کی ضرورت اس سے پوری نہ ہو سکے تو شریعت نے مزید تین عورتوں سے نکاح کی اس کو اجازت دی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع" (سورۂ نساء)۔

ڈرائیور، پائلٹ وغیرہ کے عیوب کو افشاء کرنے کا حکم

اگر بس کا ڈرائیور، ٹرین کا ڈرائیور، ہوائی جہاز کا پائلٹ وغیرہ شراب، چرس، افیم اور دوسری منشیات کا عادی ہو یا ان کی آنکھ کی بصارت حد درجہ کمزور ہو جس کی وجہ سے یہ لوگ اپنی مفوضہ ذمہ داری کو نبھانے کی پوزیشن اور اہلیت میں نہ ہوں تو مسلمان ڈاکٹر کا فرض ہے کہ متعلقہ محکمہ کو ان کے بارے میں اطلاع کردے کہ یہ لوگ اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں اور لوگوں پر بھی ان عیوب کو ظاہر کرنا شرعاً ضروری ہے، کیونکہ ان امراض اور عیوب کو صیغہ راز میں رکھنے کی صورت میں اس کا ضرر اور نقصان خلق کثیر کو پہنچے گا اور بہت سے لوگوں کی جان کے ضائع ہونے کا قوی امکان ہے جو یقیناً ضرر اعظم ہے اور اس کا ازالہ اور دفعیہ شرعاً ضروری ہے، اور ضرر خاص کو اس ضرر عام کی خاطر برداشت کرلیا جائے گا۔

"یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام" (قواعد الفقہ/ ۱۳۹، الاشباہ/ ۱۴۲)

"الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف" (قواعد الفقہ/ ۸۸)؛ "الضرورات تبیح

Marfat.com

المحظورات"(قواعد الفقہ ۸۹)، "إذا تعارض مفسدتان روعی أعظمهما ضرر بارتکاب أخفهما" (الاشباہ ۱۴۵)، رہی بات اس ڈرائیور، پائلٹ وغیرہ کی معاشی پریشانی کی تو اس کو دوسرے طرق سے حل کیا جائے گا۔

معصوم بچہ کی جان کی حفاظت کا مسئلہ

شریعت اسلامیہ کے نزدیک معصوم جان کی حفاظت کی بہت زیادہ اہمیت ہے، حضانت اور تربیت کے سلسلہ میں وارد ہونے والی تصریحات ونصوص سے اس امر کی تائید ہوتی ہے، اس لئے صورت مذکورہ میں مسلمان ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ معصوم بچہ کی جان کو بچانے کے لئے اس زندہ بچہ کے بارے میں متعلقہ محکمہ کو اطلاع کرے، ورنہ قتل نفس کے گناہ میں وہ ڈاکٹر بھی شریک سمجھا جائے گا، جس کی حرمت قرآن کریم کے اندر منصوص ہے۔

"ولا تقتلوا النفس التی حرم الله إلا بالحق" (سورۂ بنی اسرائیل)۔

البتہ عورت کے راز کو افشاء کرنے سے گریز کرے، اور آئندہ عورت سے اس طرح کے جرم کے ارتکاب سے توبہ کرائے اور عہد لے۔

حدیث شریف: "من ستر علی مسلم فی الدنیا ستر الله علیه فی الدنیا والآخرة" (ترمذی شریف ۲/۱۴)۔

حرام اشیاء سے تداوی کا حکم

شریعت نے اضطرار اور ضرورت کے موقع پر حرام اشیاء سے تداوی کی اجازت دی ہے، جبکہ مسلمان ماہر تجربہ کار ڈاکٹر یہ مشورہ دے کہ اس مرض کا علاج اس کے علاوہ دوسرا نہیں ہے، لہذا صورت مذکورہ میں اگر مسلمان ڈاکٹر مرض کے ازالہ کے لئے مختلف علاج کا طریقہ مریض پر آزما چکا ہے تو سوال میں ذکر کردہ طریقہ سے اس کا علاج کرنا شرعا درست ہے، اس قسم کی تصریحات فقہ کی اکثر کتب میں موجود ہیں (ملاحظہ ہو: ہندیہ ۳۵۵/۵)۔

Marfat.com

جرائم پیشہ افراد کے جرائم کو افشاء کرنے کا حکم

مسلمان ڈاکٹروں کی شرعاً ذمہ داری ہے کہ جرائم پیشہ افراد کے جرائم کو اگر ممکن ہو صیغہ راز میں نہ رکھیں، بلکہ حکومت کے متعلقہ محکمہ کے روبرو اور عوام الناس کے سامنے افشا کردیں تاکہ ضرر سے خلق کثیر کا تحفظ ہو سکے جس کا ازالہ شرعاً ضروری ہے، ضرر خاص کے مقابلہ میں اس کو کبھی ترجیح نہیں دی جاسکتی (قواعد الفقہ / ۱۳۹)۔

غیر مجرم کے ماخوذ ہونے کی صورت میں افشاء راز

شریعت کا ضابطہ یہ ہے کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت کے اندر حصول منفعت ہو اور دوسری صورت کے اندر دفع مضرت ہو تو دفع مضرت کی رعایت کی جائے گی، اور حصول منفعت کا لحاظ نہیں کیا جائے گا، لہذا صورت مذکورہ فی السوال میں مسلمان ڈاکٹر کے لئے عزیمت یہ ہے کہ بے گناہ شخص کو جرم سے بچائے اور مجرم کے راز کو افشا کردے (الاشباہ / ۱۴۷)۔

☆☆☆

Marfat.com

چند جدید امراض سے متعلق شرعی احکام

مولانا نذر توحید مظاہری☆

محور اول

۱- کسی شخص کو مطالعہ ہو اور تجربہ کی بنا پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہو تو اس شخص کا علاج کرنا جائز ہے، اگر اس کے علاج سے مریض کو کوئی ضرر لاحق ہو یا انتقال ہو جائے تو شرعا کوئی ضمان لازم نہیں اور نہ کسی طرح قابل تعزیر ہے۔

۲- جس ڈاکٹر کو قانونا علاج کی اجازت ہو اگر مریض کے علاج میں طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں اگر اس کے تجربہ میں بغیر ان احتیاطات کے مریض صحت یاب ہو جاتے ہوں اس کے باوجود مریض فوت ہو گیا یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو گیا تو شرعا اس پر کوئی ضمان نہیں، ایسی جانچیں اور ایسے احتیاطات جن کے برتے بغیر علاج ناممکن ہو اس کے باوجود ان چیزوں کو نہ برتنا تساہل ہے، اس لئے اس تساہل پر وہ ڈاکٹر قابل تعزیر ہے۔

۳- جب ڈاکٹر آپریشن کا مجاز ہو اور تجربہ بھی رکھتا ہو اور قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کر ڈالا اور وہ آپریشن مہلک ثابت ہوا یا کوئی عضو بیکار ہو گیا تو ڈاکٹر شرعا ضامن نہیں ہوگا۔

۴- آپریشن کے لئے مریض یا اس کے اعزہ سے اجازت شرعا لازم وضروری نہیں اگر مریض اجازت دینے کے قابل نہ ہو اور اعزہ دور مقام پر رہتے ہوں اور ڈاکٹر نے اسے ضروری

☆ مہتمم جامعہ رشیدیہ چترا، جھارکھنڈ۔

Marfat.com

سمجھتے ہوئے آپریشن کر دیا اور مریض کو کسی قسم کا نقصان ہو گیا تو ڈاکٹر کو شرعاً ضامن قرار نہیں دیا جائے گا، اور ڈاکٹر پر شرعاً کوئی تاوان لازم نہیں ہوگا۔

محور دوم

۱- جب یہ امر مسلم ہے کہ ایڈز کا مرض عام اختلاط سے منتقل نہیں ہوتا ہے اور حدیث پاک میں ہے: ''لا عدوی ولا طیرۃ الخ'' اب کسی مریض میں ایڈز کے جراثیم پائے گئے اور اپنے متعلقین سے اس کو اس خوف سے چھپائے ہوئے ہے کہ فساد زمان وعقیدہ کی وجہ سے وہ اچھوت بن کر رہ جائے گا تو ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے، تاہم مزید اختلاط سے از خود احتراز کرنا لازم ہے۔

۲- اگر عام اختلاط سے مرض نہیں منتقل ہوتا اور ڈاکٹر بھی اس مرض کو راز میں رکھے اور اس کا افشاء نہ کرے تو جائز ہے تا کہ ایک مسلمان کی اہانت وتذلیل نہ ہو۔

۳- ایڈز اور دوسرے امراض متعدیہ (عرفا) کے مریض کے بارے میں اہل خانہ، متعلقین اور سماج کی ذمہ داری ہے کہ حتی المقدور اس کا علاج ومعالجہ کرائے اور ''لا عدوی ولا طیرۃ'' پر مکمل اعتماد وبھروسہ کرتے ہوئے اس کو اچھوت نہ سمجھے۔

۴- ایڈز کا ایسا مریض جو اپنے مرض کی نوعیت سے بخوبی واقف ہو اور دانستہ طور پر اپنے مرض کو منتقل کرنے کی غرض سے کوئی ایسا کام مثلاً بیوی سے مجامعت کرنا یا کسی مریض کو خون دینا جو اس کے لئے ایڈز لاحق ہونے کا سبب بن جائے یقیناً ایسا کرنے والا قابل تعزیر ہوگا۔ اور اگر مرض کو منتقل کرنے کا ارادہ تو نہ ہو، لیکن اس کے متعدی ہونے کو ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق جانتا ہو اس کے باوجود مجامعت وغیرہ کرے تو شرعاً گنہگار اور مجرم ہوگا۔

۵- اگر کسی مسلمان خاتون کا شوہر ایڈز کا مریض ہو گیا تو اس عورت کو شوہر کے اس مرض کی بنا پر فسخ نکاح کرنے کا شرعاً اختیار ہوگا، اسی طرح اگر ایڈز کے کسی مریض نے اپنے مرض کو چھپا کر کسی عورت سے نکاح کر لیا تو اس عورت کو بھی فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا۔

Marfat.com

۶- جو خاتون ایڈز کے مرض میں گرفتار ہوگئی ہو اگر اسے حمل قرار پا گیا اور اس کا مرض دوران حمل یا دوران ولادت و رضاعت بچے کی طرف منتقل ہونے کا طبی لحاظ سے مکمل خطرہ ہو تو اس عورت کے لئے جائز ہوگا کہ اس مرض کے منتقل ہونے کے ڈر سے اسقاط حمل کرائے، اگر اس بچے میں جان نہ آئی ہو، اگر عورت اس کے لئے تیار نہ ہو تو اس کے شوہر یا حکومت یا محکمہ صحت اس کو اسقاط حمل پر جان پڑنے سے قبل مجبور کر سکتا ہے۔

۷- جب عام اختلاط سے ایڈز کا مرض منتقل نہیں ہوتا تو ایڈز کے مریض بچے و بچیوں کو مدارس اور اسکولوں میں داخلہ سے محروم کرنا درست نہ ہوگا اور جو شبہات مزید پیدا کئے گئے ہیں وہ لاشی کے درجہ میں ہیں۔

۸- مثل جواب ۳ مزید والدین اور اہل سماج کی ذمہ داری یہ ہے کہ ایسے بچے و بچیوں کی شادی نہ کریں۔

۹- ایڈز، طاعون و کینسر جیسے امراض جب طبی لحاظ سے ناقابل علاج مرحلہ میں پہنچ جائیں تو ان کے لئے مرض الوفات کا حکم ہوگا اور ایسے مریض کے لئے مرض موت و مرض وفات کے احکام جاری ہوں گے جب کہ اسی مرض میں مریض کا انتقال ہوگیا ہو۔

۱۰- طاعون یا اس جیسے امراض کے پھیلنے کی صورت میں اگر اس حکومت کی جانب سے آمد و رفت پر پابندی لگتی ہے تو شرعاً ایسی پابندی جائز ہے اور ایسی پابندیوں کو برتنا اور اس کا لحاظ رکھنا مناسب و ضروری ہے۔

۱۱- اگر فساد عقیدہ کا خطرہ نہ ہو اور ''لاعدوی'' پر مکمل اعتماد و بھروسہ ہو اور اس کے اہل و عیال طاعون زدہ ہوں اور اہل خانہ اور کاروبار کی ضرورت بھی ہو تو ایسے لوگوں کو گھر لوٹنا جائز ہے، اسی طرح انہیں شرائط مذکورہ کے ساتھ دوسری جگہ جا سکتے ہیں۔

Marfat.com

محور سوم

۱- ایک آنکھ کی بصارت زائل ہو جانے کے بعد دوسری آنکھ کی بینائی سے زندگی کے تمام مراحل طے کئے جاسکتے ہیں، اور ایک آنکھ کی بصارت زائل ہوجانے سے حقوق زوجیت کی ادائیگی میں کوئی خلل ونقصان نہیں ہے، اس لئے ڈاکٹر اس کو راز میں رکھے تو مناسب ہے جب کہ دیکھنے میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی خوبصورتی میں کوئی فرق آتا ہے، اگر لڑکی کے گھر والوں کو یہ بھنک لگ گئی ہو کہ وہ فلاں ڈاکٹر سے علاج کراتا ہے اور وہ ڈاکٹر سے معلومات کے لئے آئیں تو ڈاکٹر کو راز فاش نہ کرنا چاہئے۔

۲- اگر مرد وعورت کے مابین رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہو اور وہ کسی ڈاکٹر کے پاس طبی معائنہ کے لئے جاتے ہوں اور طبی معائنہ سے ڈاکٹر کو کسی ایک کا ایسا مرض معلوم ہو جائے کہ بچے ناقص الاعضاء پیدا ہوں گے یا کسی کے مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہیں ہیں تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ دوسرے فریق کو عیب یا مرض سے باخبر کرے، چونکہ وہ دونوں بغرض تفتیش عیب ومرض ڈاکٹر کے پاس گئے ہیں۔

۳- اگر کوئی شخص نامرد کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہو یا کوئی خاتون کسی ایسے اندرونی مرض یا عیب میں مبتلا ہو کہ جس کی اطلاع کے بعد اس کا رشتہ ہونا مشکل ہو تو ڈاکٹر کے لئے جائز ہے کہ دوسرے فریق کو اس عیب سے مطلع کردے اگر دوسرا فریق اس مریض یا مریضہ کے بارے میں معلوم کرے تو ڈاکٹر پر واجب ہے کہ ان امراض کو ظاہر کردے، چونکہ قاعدہ شرعیہ ہے: "الضرر یزال"۔

۴- لائسنس یافتہ ڈرائیور کی بینائی اگر بری طرح متاثر ہو چکی ہو اور اس کا گاڑی چلانا ڈاکٹر کی رائے میں دوسروں کے لئے مہلک ہو اور شدید نقصان کا اندیشہ ہو تو ڈاکٹر کی یہ ذمہ داری ہے کہ متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع کرے اور اس کا لائسنس منسوخ کرنے کو کہہ دے اور اگر اس کے گھر

Marfat.com

والوں کو معاشی پریشانیوں میں بری طرح مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو محکمہ سے اس کی سفارش کر دے کہ اسکی پنشن زائد کر دی جائے۔

۵- اگر کوئی شخص ایسی ملازمت کرتا ہو جس سے بہت سے لوگوں کی زندگیاں وابستہ ہوں، مثلاً ڈرائیور و پائلٹ وغیرہ اور وہ بری طرح نشہ کا عادی ہو، اس کو ترک بھی نہیں کرتا اور وہ کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہو اور ڈاکٹر کی ہدایت کے باوجود نشہ ترک نہ کرتا ہو اور اس حالت میں اپنے فرائض کو انجام دیتا ہو تو معالج کی ذمہ داری ہے کہ متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع دے دے۔

۶- اگر کسی عورت کو ناجائز حمل تھا اور اس سے بچہ پیدا ہوا اور وہ عورت نومولود کو کہیں پارک وغیرہ میں چھوڑ کر چلی آئی تا کہ بدنامی سے بچ جائے اور اس نے ڈاکٹر سے آ کر رابطہ قائم کیا کہ ایسی بات ہے تو اب ڈاکٹر کا فریضہ ہے کہ متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع دے تا کہ نومولود کی حفاظت ہو سکے۔

۷- اشیاء محرمہ سے عام حالات میں علاج جائز نہیں، اگر اشیاء مباحہ سے علاج ممکن نہ ہو اور اہل تجربہ کے تجربہ سے یہ بات ثابت ہو کہ شی محرمہ سے علاج ہو جائے گا تو ایسی صورت میں اشیاء محرمہ سے علاج جائز ہے یا صورت مذکورہ فی السوال میں ماہر نفسیات کا علاج کرنا شرابی کو شراب چھڑانے کے لئے شراب کے ساتھ ایسی ادویہ کا ملا دینا جو قے میں ابتلا کا باعث ہو جائز ہے۔

۸- جو جرائم پیشہ افراد ماہر نفسیات ڈاکٹر کے زیر علاج ہوں اور معالج کو ان کے جرائم کے بارے میں علم ہو اور ان کے جرائم سے بہت سے لوگوں کو نقصان ہونے کا خطرہ ہو تو اس کی اطلاع حکومت کے محکمہ کو کرنا ڈاکٹر پر ضروری ہے، اسی طرح جاسوس اگر کسی ملک و حکومت کا ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر وہ کسی ایسی پارٹی یا افراد کا جاسوس ہو جس سے جرائم پیشہ لوگوں کو جرائم میں تعاون ملتا ہے تو اس طرح کے جاسوس کی اطلاع بھی حکومتی محکمہ کو کرنا معالج پر ضروری ہے۔

Marfat.com

۹۔ کوئی نفسیاتی مریض کسی جرم کا ارتکاب (مثلاً قتل) کیا ہو اور معالج کے پاس اس جرم کا اقرار کیا ہو اور اسی جرم کے شبہ کی بنیاد پر دوسرے شخص پر مقدمہ چل رہا ہو اور اس کا شدید خطرہ ہو کہ وہ غلط سزا پا جائے تو اس صورت میں ڈاکٹر پر یہ ضروری نہیں کہ وہ اس کے راز کو فاش کرے اور اس کے خلاف عدالت میں جا کر بیان دے۔

۱۰۔ جبکہ عام حالات میں یہ مرض منتقل نہیں ہوتا تو اس مرض کو راز ہی میں رکھنا معالج کے لئے مناسب وضروری ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

اسلام کا نظریہ طب وعلاج

مولانا ولی اللہ مجید قاسمی☆

واقف کار سے علاج

دینی اور دنیاوی تمام کاموں میں ماہر تر کی طرف رجوع کرنا چاہئے، قرآن وحدیث میں اسی کی ہدایت کی گئی ہے، زندگی اور صحت کی حفاظت، مقاصد شریعت میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے اور ''حفاظت دین'' کے بعد دوسرا درجہ حفظ نفس ہی کا ہے، اس لئے اس معاملہ میں بہت حساس ہونے کی ضرورت ہے، اور دوا علاج کے لئے کسی ماہر ڈاکٹر ہی سے رجوع ہونا چاہئے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ کسی صحابی کو زخم آ گیا اور خون منجمد ہو گیا، انہوں نے ڈاکٹروں کو بلایا، دو ڈاکٹر حاضر ہوئے، اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا تم میں سے زیادہ ماہر کون ہے ''أیکما أطب'' (الموطا ۴/۳۲۸)۔

غیر ماہر ڈاکٹر کی حدیث میں حوصلہ شکنی کی گئی ہے، اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسا شخص علاج کرتا ہے اور اس کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچ جاتا ہے تو وہ ذمہ دار ہوگا (ابوداؤد)۔

ایک ماہر فن ڈاکٹر کسے کہا جائے گا اس کی کیا کیا خوبیاں ہیں؟ اس سلسلہ میں علامہ ابن قیم کا بیان ہے کہ واقف کار ڈاکٹر کو ان اوصاف کا حامل ہونا چاہئے۔

۱- مرض کی نوعیت جانچنے کی صلاحیت کہ بیماری کس قسم کی ہے اور مرض کا سبب کیا ہے؟ اس بیماری کے پیدا ہونے کی وجہ کیا ہے؟

☆ سابق استاذ تخصص فی الفقہ دار العلوم سبیل السلام حیدرآباد۔

Marfat.com

۲-مریض کے بدن میں مرض سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت اور قوت کا علم اور جسم کا طبعی مزاج اور مرض کی وجہ سے پیدا ہونے والے غیر طبعی مزاج سے واقفیت۔

۳-دوا کی قوت اور بیمار کے جسمانی قوت سے موازنہ اور دوا کے ری ایکشن اور اس کے توڑ کی صلاحیت۔

۴-مریض کی عمر، عادت اور مرض کے وقت کے موسم کی رعایت، نیز اس بات کا علم کہ مریض جہاں کا رہنے والا ہے، وہاں کی آب وہوا کیسی ہے؟

۵-ایسے طور سے مرض زائل کرنے کی کوشش کرے کہ اس دوا کی وجہ سے کسی دوسرے شدید مرض میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو۔

۶-مریض کے دل کی کیفیت اور اس کی بیماریوں سے مکمل طور پر واقفیت کہ جسم کے علاج میں دل بنیادی کردار ادا کرتا ہے، اور جسم کی طبیعت سے دل متاثر ہوا کرتا ہے۔

۷-مریض کی خیر خواہی اور اس کے ساتھ شفقت ونرمی اور دلداری کا برتاؤ کرنا۔

۸-طبعی، الٰہی (روحانی) اور نفسیاتی علاج میں سے ہر ایک کو ملحوظ رکھے، اس لئے کہ ماہر ڈاکٹر نفسیاتی علاج کے ذریعہ سے وہاں تک پہنچ سکتا ہے، جہاں دوا کی پہنچ نہیں۔

۹-سہل سے سہل تر علاج کی کوشش کرے، دوا اسی وقت دے جب کہ غذا سے علاج ممکن نہ رہے، ایسے ہی اگر مفرد دوا سے کام چل جائے تو مرکب دوا نہ دے۔

اگر کوئی شخص ان ذمہ داریوں کے نباہنے کا اہل نہیں ہے تو وہ ڈاکٹر شمار کئے جانے کے لائق نہیں (زادالمعاد ۴/ ۴۴-۱۴۳)۔

واقعہ ہے کہ ابن قیم نے ایک ڈاکٹر کی جن خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے، میڈیکل سائنس کی ترقی نے اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا ہے، آج بھی میڈیکل سائنس میں بنیادی طور پر تین باتیں زیر بحث آتی ہیں۔

الف-مرض کی علامت اور سبب کی تشخیص۔

Marfat.com

ب- دوا اور اس کے مثبت و منفی اثرات۔

ج- مریض کے جسم میں دوا کے قبول کرنے کی صلاحیت۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کا تذکرہ خود علامہ ابن قیم نے کیا ہے اور ان کے سوا پیش کردہ شرائط کی بھی میڈیکل سائنس میں رعایت کی جاتی ہے۔

ناواقف ڈاکٹر

جس ڈاکٹر کے اندر مذکورہ صلاحیت نہ ہو اسے فقہی اصطلاح میں طبیب جاہل کہا جاتا ہے، اور عوام کو تکلیف، مشقت، پریشانی، فریب اور دھوکہ دہی سے بچانے کے لئے اسلامی قانون ایسے افراد پر پابندی لگاتا ہے، چنانچہ ''درمختار'' میں ہے کہ تین قسم کے افراد پر پابندی عائد کی جائے گی، آوارہ فکر مفتی، طبیب جاہل اور مفلس شخص جس کے پاس کچھ نہیں، مگر وہ لوگوں سے کرایہ پر دینے کا معاملہ کرے، علامہ ابن عابدین اس کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: یہ تینوں شخص دین، بدن اور مال کو فاسد اور خراب کرنے والے ہیں، اس لئے ان پر پابندی لگائی گئی، کیونکہ عمومی نقصان کے مقابلہ میں انفرادی نقصان کو گوارا کرلیا جاتا ہے، گویا یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے قبیل سے ہے (درمختار مع الرد ۶/۱۴۶)۔

وہ ڈاکٹر جو ان خصوصیات کا حامل ہے، مگر اس کے پاس کسی میڈیکل کالج کی سرٹیفکٹ نہیں ہے تو اس کا شمار طبیب جاہل میں نہیں ہوگا، اس لئے کہ اصل مقصود مہارت وحذاقت ہے نہ کہ سرٹیفکٹ کا حصول، تاہم چونکہ سرٹیفکٹ اور طبی تصدیق نامہ آج کے دور میں حذاقت ومہارت کی پہچان بن چکا ہے اور اس کے بغیر کسی کی مہارت کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے، اس لئے اس کا حصول بھی ضروری ہے۔

ناواقفیت کے باوجود علاج

ناواقف اور نااہل ڈاکٹر نے کسی کا علاج کیا اور مریض اس کی جہالت سے ناآشنا ہے،

Marfat.com

تو اس علاج کے نتیجے میں پہنچنے والے نقصان کا یہ شخص ذمہ دار ہوگا، چنانچہ حدیث نبوی میں ہے:

جس ڈاکٹر نے کسی قوم کا علاج کیا، حالانکہ وہ پہلے سے اس فن میں مشہور نہیں تھا اور اس کے نتیجہ میں کوئی نقصان ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا (ابوداؤد ۲/ ۶۳۰)۔

علامہ ابن قیمؒ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: اگر مریض نے اسے ڈاکٹر سمجھ کر علاج کی اجازت دی ہے، تو اس علاج سے پہنچنے والے نقصان کا ذمہ دار ڈاکٹر ہوگا، یہی حکم اس وقت بھی ہے جب اس کے لئے کوئی دوا تجویز کرے کہ وہ اسے استعمال کرلے اور مریض نے اس خیال سے کہ یہ شخص واقف ہونے اور اس فن میں مہارت کی وجہ سے رہنمائی کررہا ہے یہاں تک کہ وہ اس دوا کی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو طبیب اس کا ضامن ہوگا، حدیث اس سلسلہ میں ظاہر یا بالکل صریح ہے (زاد المعاد ۴/ ۱۴۰)۔

لیکن چونکہ اس میں ایک گونہ مریض کی رضا اور اجازت بھی شامل ہے، اس لئے ہلاکت کی وجہ سے اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، بلکہ خون بہا واجب ہے اور اس رقم کی ادائیگی میں اس کے خاندان والے یا شریک کار لوگ (عاقلہ) بھی شامل ہوں گے، علامہ خطابی کا بیان ہے:

جب ڈاکٹر زیادتی کر بیٹھے اور اس کی وجہ سے مریض ہلاک ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا میں نہیں جانتا کہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف ہے اور جو شخص ایسے علم یا عمل کو اختیار کئے ہوئے جس سے وہ واقف نہیں تو ایسا شخص زیادتی کرنے والا ہے، لہذا اگر اس کے فعل سے کوئی ہلاک ہو جائے یا کوئی عضو تلف ہو جائے تو وہ خون بہا کا ضامن ہوگا، اور اس سے قصاص ساقط کیونکہ یہ علاج مریض کی اجازت سے خالی نہیں، اور نااہل ڈاکٹر کے جرم کا تاوان اکثر فقہاء نزدیک اس کے متعلقین (عاقلہ) پر ہے۔

ناواقف ڈاکٹر پر صرف تاوان کا واجب ہونا مریض کے حق کی وجہ سے ہے، لیکن اگر قاضی مناسب سمجھے تو اس کی سرزنش و فہمائش بھی کرسکتا ہے تا کہ دوسروں کو عبرت ہو اور کوئی ا

Marfat.com

طرح کے علاج پر اقدام نہ کرے، علامہ ابن رشد فرماتے ہیں:

اگر وہ اس کا اہل نہ ہو تو اس کی پٹائی کی جائے اور قید میں ڈال دیا جائے اور اس پر تاوان واجب ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ تاوان صرف اسی کے مال سے لیا جائے گا اور کہا گیا ہے کہ اس کے متعلقین بھی اس میں شریک ہوں گے (ہدایۃ المجتہد ۲؍۲۳۳)۔

اگر مریض ڈاکٹر کی جہالت سے واقف ہے اور اس کے باوجود علاج کی اجازت دے دیتا ہے تو ڈاکٹر نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا (زاد المعاد ۱؍۱۴۰)۔

علاج کی وجہ سے نقصان

اپنے فن میں مہارت اور قانونی طور سے علاج کی اجازت کے ساتھ ایک ڈاکٹر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ علاج میں ہر ممکن تدبیر کو ملحوظ رکھے، مریض کی مکمل دیکھ ریکھ، جانچ اور اس میں ڈاکٹری آلات سے مدد لینا اس کی ذمہ داریوں میں شامل ہے، ڈاکٹری اصول کا لحاظ کرتے ہوئے اور کسی کوتاہی و لاپرواہی کے بغیر اس علاج سے کوئی نقصان پہنچ جائے تو وہ ماخوذ نہیں ہوگا (دیکھئے: حوالہ سابق ۱؍۱۳۹)۔

لیکن اگر اس نے اس سلسلہ میں کسی کوتاہی اور بے احتیاطی سے کام لیا ہے تو وہ اپنے فعل کا ذمہ دار ہوگا اور اس پر تاوان واجب ہے، علامہ ابن قدامہ حنبلی نے اس کے متعلق بڑی عمدہ بحث کی ہے اور بڑی تفصیل فراہم کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اجازت کے بعد تاوان واجب نہ ہونے کے لئے دو شرط ہیں، وہ اپنے فن میں ماہر ہو، واقف کار اور صاحب بصیرت ہو، دوسرے کوئی بے احتیاطی نہ کرے، اگر وہ اپنے فن میں مہارت کے باوجود کوتاہی کر جائے، مثلاً ختنہ کرنے میں حشفہ یا اس کے بعض حصہ کو کاٹ دے یا ایسے آلات سے آپریشن کیا کہ اس کی وجہ سے تکلیف بڑھ گئی یا ایسے وقت میں آپریشن کیا کہ اس وقت آپریشن مناسب نہ تھا ان تمام صورتوں میں وہ ضامن ہوگا، امام شافعی اور اصحاب رائے کا بھی یہی مذہب ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف ہے (المغنی ۵؍۳۱۳ کتاب الاجارہ)۔

Marfat.com

بے اجازت علاج

ذمہ داری اور تاوان سے بری ہونے کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ ڈاکٹر مریض کی اجازت سے علاج کرے، وہ اجازت دینے کی پوزیشن میں نہ ہو، مثلاً پاگل، بے ہوش یا نابالغ ہو تو اس کے سرپرستوں سے اجازت لینا واجب ہے، اس اجازت میں کسی بھی طرح کا ذہنی اور نفسیاتی دباؤ نہ ہو، اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے، بلکہ بے اجازت علاج کرنے لگا اور اس علاج سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوا تو ڈاکٹر ذمہ دار ہوگا گو وہ علاج اس کی نظر میں ضروری ہی کیوں نہ ہو، مشہور محقق اور بالغ نظر فقیہ علامہ ابن نجیم مصری حنفی اس کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

دونوں روایتوں کے مجموعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تاوان واجب نہ ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں: حد سے آگے نہ بڑھنا اور اجازت کا ہونا، اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں شرطیں پائی گئیں تو تاوان واجب ہے (البحر الرائق ۸/۲۹)۔

اس مسئلہ میں بھی تقریباً تمام فقہاء کا اتفاق ہے (دیکھئے: کتاب الأم للإمام الشافعی ۶/۱۷۶)، امام احمد کے متبعین کا بھی یہی خیال ہے (دیکھئے: المغنی ۵/۳۱۳)، لیکن علامہ ابن قیم حنبلی کو اس سے اختلاف ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ ڈاکٹر کا احسان ہے اور احسان کرنے والے پر کوئی الزام نہیں، لہذا اس کی طرف سے علاج میں کوئی لاپرواہی نہ ہوئی ہو تو اسے ضامن قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں (زاد المعاد ۴/۱۴۱)۔

اس تاوان کے واجب ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ مریض اجازت دینے کی پوزیشن میں ہو یا اس کے سرپرست موجود ہوں، اگر وہ اجازت دینے کا اہل نہیں، مثلاً بے ہوش ہو اور جائے حادثہ پر اس کے متعلقین اور رشتہ دار موجود نہ ہوں اور نہ ہی ان سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے تو اس صورت میں اگر آپریشن یا علاج ضروری ہو کہ اس کے بغیر مریض کی زندگی یا جسم کے کسی حصہ کو خطرہ لاحق ہے، علاج کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو اس وقت بے اجازت علاج درست ہے اور ناکامی کی صورت میں وہ ذمہ دار نہ ہوگا، کیونکہ ہر انسان کی

Marfat.com

فریضہ ہے کہ وہ دوسرے کو نقصان اور ہلاکت سے بچانے کی بھرپور کوشش کرے، یہ اس کی ذمہ داری ہے اور اس کے واجبات میں شامل ہے، ایک انسانی جان کی کس قدر وقعت ہے اور اس سلسلہ میں وہ کس درجہ ماخوذ ہوگا؟ اس کا اندازہ اس مسئلہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے:

اگر کوئی اس حالت پر پہنچ گیا کہ دوسرے کا کھانا اور پانی لئے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا ہے اور دوسرے سے اس نے مانگا، لیکن اس شخص نے کھانے سے اس وقت بے نیاز ہونے کے باوجود انکار کردیا اور اس کی وجہ سے یہ شخص مرگیا تو دوسرا جس سے کھانا مانگا تھا ضامن ہوگا (المغنی ۲۳۸/۸)۔

نیز وہ فرماتے ہیں کہ کسی کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر قدرت کے باوجود بچانے کی کوشش نہیں کی تو وہ گنہگار ہوگا، بلکہ بعض فقہاء کے یہاں ایک فرض سے غفلت کی بناپر تاوان بھی واجب ہوگا (حوالہ سابق)۔

گویا ڈاکٹر اس حالت میں شریعت کی طرف سے اجازت یافتہ ہوتا ہے، نیز دلالۃ سرپرستوں کی طرف سے بھی اجازت ہوتی ہے کہ اگر وہ موقع پر موجود ہوتے تو ضرور اجازت دے دیتے۔

مریض کا عیب ظاہر کرنا

غیبت حرام اور گناہ کبیرہ ہے، قرآن میں بہ صراحت اس سے منع کیا گیا ہے اور اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے، کسی کے راز کو ظاہر کرنا بھی ایک طرح سے غیبت ہی ہے، کیونکہ غیبت کی تعریف یہ ہے کہ کسی کا تذکرہ اس انداز سے کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔

"أن تذكر أخاك بما يكره" (الحدیث)۔

Marfat.com

ایک ڈاکٹر کی ذمہ داری اس سلسلہ میں اور بڑھ جاتی ہے، کیونکہ لوگ اس سلسلہ میں اس پر اعتماد کرتے ہیں، نیز وہ رازداری کا حلف بھی اٹھاتا ہے۔

چنانچہ کویت میں طب اسلامی میں بین الاقوامی کانفرس کے موقع پر ایک مسلم ڈاکٹر کے لئے جو حلف نامہ تجویز کیا اس میں ایک دفعہ یہ بھی ہے:

میں لوگوں کے وقار کو ملحوظ رکھوں گا، ان کی نجی باتوں پر پردہ ڈالوں گا اور ان کے رازوں کی حفاظت کروں گا، اے اللہ تو اس حلف کے تئیں گواہ رہنا (دیکھئے: حیاتی مسائل اور اسلام تالیف ابوالفضل محسن ابراہیم)۔

لیکن کبھی اس سے اہم تر مقصد کے لئے راز کو ظاہر کردینا ہی واجب اور ضروری ہوجاتا ہے، ہمیں اس سلسلہ میں احادیث میں متعدد واقعات ملتے ہیں۔

الف: ایک صحابی آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں ایک انصاری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک نظر اس لڑکی کو دیکھ لو، کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب ہے (مشکوۃ ۲/۲۶۸)۔

ب- فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ معاویہ اور ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہم تو کچھ سخت قسم کے آدمی ہیں اور معاویہ محتاج ہیں (حوالہ سابق ۲/۲۸۸)۔

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عظیم تر مقصد کے پیش نظر غیبت کو انگیز کیا جاسکتا ہے، داناء رموز شریعت فقہاء و محدثین نے ان احادیث کو سامنے رکھ کر اصول بنایا کہ کسی صحیح مقصد کے حصول کے لئے غیبت اور راز کو ظاہر کرنا جائز اور درست ہے، جیسے:

☆ ظالم کے ظلم کا تذکرہ تاکہ انصاف مل سکے۔

☆ منکرات اور برائیوں کو روکنے کی غرض سے۔

☆ مشورہ کے وقت اصل حقیقت کو ظاہر کرنا۔

Marfat.com

☆کسی مسلمان کو دھوکہ دہی سے بچانے کے لئے۔

☆فتوی دریافت کرنے کے مقصد سے۔

☆ذمہ داروں اور سرپرستوں کو ان کے ماتحتوں کے حالات سے باخبر کرنا، تاکہ ان کی تنبیہ کرسکیں (احیاء علوم الدین مع الاتحاف ۹/ ۳۳۲، فتح الباری ۱۰/ ۵۷۸، ردالمحتار ۶/ ۴۰۹)۔

شادی کا مسئلہ

مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ کسی بڑے مقصد کے حصول کے لئے راز ظاہر کرنے کی اجازت ہے، اس لئے کسی عورت یا مرد میں ایسا کوئی عیب ہے کہ دوسرا فریق باخبر ہونے کی صورت میں اس عقد پر راضی نہیں ہوسکتا ہے تو ڈاکٹر یا ہر اس شخص کو جو اس عیب سے واقف ہے جائز ہے کہ وہ صاحب معاملہ کو اس سے آگاہ کردے، گو صاحب معاملہ نے اس سے اس سلسلہ میں مشورہ طلب نہ کیا ہو، تفصیل کے لئے دیکھئے: (ردالمحتار ۶/ ۴۰۹، ریاض الصالحین / ۵۸۱)۔

یہی حکم جاسوس اور جرائم پیشہ افراد کا بھی ہے، کہ اگر کوئی ان سے واقف ہو تو اس کی ذمہ داری ہے کہ حکومت کے متعلقہ محکمہ کو اطلاع کردے تاکہ اس کے ضرر سے محفوظ رہا جاسکے، نیز متعدی امراض جیسے ایڈز کے حامل لوگوں کی بھی رازداری نہیں کرنی چاہئے، بلکہ تمام لوگوں کو اس سے آگاہ کردینا چاہئے تاکہ یہ مرض دوسروں کو لاحق نہ ہو۔

ڈرائیور کی بینائی متاثر ہو یا وہ شرابی ہو

اصول یہ ہے کہ اجتماعی ضرر اور نقصان کے مقابلہ میں انفرادی ضرر کو گوارا کرلیا جاتا ہے:

"یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم / ۸۷)۔

اس اصول کی روشنی میں ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ اگر ڈرائیور کی بینائی کمزور ہے یا وہ نشہ کا عادی ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری اور فریضہ ہے کہ متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع کردے گرچہ اس کی وجہ سے ڈرائیور کی ملازمت خطرہ میں پڑجائے اور وہ معاشی پریشانیوں سے

Marfat.com

دوچار ہو جائے، کیونکہ اس کی خاموشی اور رازداری اس سے بڑے خطرہ کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔

ڈاکٹر کسی کے جرم سے آگاہ ہو

شہادت (گواہی) ایک امانت ہے، جس طرح امانت کی واپسی ضروری اور اس میں خیانت بدترین گناہ ہے، اسی طرح سے گواہی دینا لازم اور اس کو چھپانا معصیت ہے، رب کائنات کا ارشاد ہے:

"ولا تکتموا الشهادة ومن یکتمها فإنه اثم قلبه" (سورۂ بقرہ: ۲۸۳)۔

(اور گواہی مت چھپاؤ، جو کوئی گواہی چھپاتا ہے تو اس کا دل گنہگار ہے)۔

نیز فرمان باری ہے:

"وأقیموا الشهادة لله" (سورۂ طلاق/ ۲)۔

(اللہ کے لئے گواہی قائم کرو)۔

غرض یہ کہ گواہی ایک مذہبی اور دینی فریضہ ہے، اس سے پہلو تہی سخت ناپسندیدہ ہے، لہذا ڈاکٹر کسی مریض کے جرم سے آگاہ ہے، اور اسی جرم کی بنا پر دوسرا بے قصور شخص ماخوذ ہے، مقدمہ زیر سماعت ہے اور پورا اندیشہ ہے کہ دوسرا شخص مجرم قرار دے دیا جائے اور اصل مجرم بری ہو جائے تو ایسی صورت میں ڈاکٹر (یا کوئی بھی جو اس جرم سے واقف ہے) کی ذمہ داری ہے کہ وہ اصل مجرم کے متعلق عدالت میں گواہی دے تاکہ بے گناہ رہا ہو سکے۔

حرام وناپاک چیزوں سے علاج

اسلام میں حرام اور ناپاک چیزوں سے علاج کی ممانعت ہے، چنانچہ پیغمبر اسلام کا فرمان ہے: حرام سے علاج مت کرو۔ "ولا تداووا بالمحرم" نیز آپ ﷺ سے "خبیث دوا" سے ممانعت منقول ہے۔ "نهی عن الدواء الخبیث"۔

Marfat.com

لیکن یہ حکم عمومی حالت میں ہے بوقت ضرورت وحاجت حرام اور ناپاک سے علاج کی اجازت ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

"فقال ﷺ لو خرجتم إلى إبل الصدقة فشربتم من أبوالها وألبانها ففعلوا"۔

البتہ یہ ذہن نشین رہے کہ یہ ایک اضطراری حکم ہے، اس لئے اس کی قباحت ذہن میں رہنی چاہئے اور بکراہت وناپسندیدگی، بدرجہ مجبوری گوارا کرنا چاہئے۔

متعدی امراض

بعض بیماریاں ایسی ہیں جن کے بارے میں قدیم زمانے سے یہ تصور چلا آرہا ہے کہ ان میں منتقل ہونے کی صلاحیت ہے، یہ چھوا چھوت کی بیماری ہے، مریض کے ساتھ میل جول سے تندرست انسان بھی اس مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے، فن طب میں بھی بعض بیماریوں کو متعدی خیال کیا جاتا ہے، لیکن کیا اسلام بھی اس نظریہ سے متفق ہے؟ احادیث سے اس کا جواب ہاں میں ملتا ہے، چنانہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"فرمن المجذوم کالفرار من الأسد" (بخاری ۲/۸۵۰)۔

(کوڑھی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو)۔

نیز ارشاد ہے:

"لاتورد المرض علی المصح" (حوالہ سابق ۲/۸۵۹)۔

(بیماروں کو تندرستوں پر نہ لادو)۔

جن احادیث سے اس کے برخلاف معلوم ہوتا ہے اس کی توجیہ کرتے ہوئے ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ مرض میں خود منتقل ہونے کی صلاحیت ہے، خاصیت طبعی لازمی ہے کہ ضرور متعدی ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشاد وعمل سے

Marfat.com

اس عقیدہ کی تردید فرمائی کہ مرض کے اندر ذاتی طور پر متعدی ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔ "لاعدوی" (حوالہ سابق و مسلم ۲/ ۲۳۰) اور عملی طور پر اس بداعتقادی کو ختم کرنے کے لئے ایک جذامی کے ساتھ کھانا تناول فرمایا اور ارشاد ہوا: اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کر کے کھاؤ کہ مرض و شفا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ "کل ثقة بالله وتوكلا" (ترمذی ۲/ ۴، نیز اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری ۱۰/ ۱۶۱، نووی علی مسلم ۲/ ۲۳۰)۔

یہاں اس بحث کی ضرورت نہیں کے دلیل کے اعتبار سے ترجیح کس کو ہے؟ کیونکہ یہ مسئلہ اب نظری نہیں بلکہ مشاہداتی ہے، عقل و دل کی نگاہوں سے نہیں بلکہ سر کی آنکھوں سے ایڈز وغیرہ کے جراثیم منتقل ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں، اس لئے اب اس سے انکار مشاہدہ اور تجربہ کا انکار ہے، اور مان لینے میں نہ تو روح شریعت مجروح ہوتی ہے اور نہ حدیث کا انکار لازم آتا ہے۔

مریض کی ذمہ داری

جو شخص کسی متعدی مرض، مثلاً ایڈز وغیرہ میں مبتلا ہو تو اس کی ذمہ داری ہے کہ اپنی بیماری اور اس کی نوعیت کے بارے میں گھر والوں اور دوسرے متعلقین کو آگاہ کردے ایسا کرنا واجب اور ضروری ہے، ایسے امراض کو چھپانا اور پردہ پوشی کرنا گناہ ہے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں دوسروں کو ضرر اور نقصان پہنچ سکتا ہے، اور اگر پہلے سے اطلاع ہوگی تو احتیاطی تدبیروں کو اپنا کر اس ضرر سے بچا جاسکتا ہے۔

متعلقین کا فریضہ

بیمار شخص محبت، شفقت، نرمی اور مہربانی کا حقدار ہوتا ہے، اسلام میں مریض کی تیمارداری اور دیکھ ریکھ کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے، لیکن ساتھ ہی اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ بعض بیماریوں سے لوگوں کو طبعی کراہت ہوتی ہے، اور کثرت اختلاط کی وجہ سے مرض کے متعدی ہوجانے کا اندیشہ ہوتا ہے، اسی مقصد کے تحت حضرت عمرؓ کے متعلق منقول ہے کہ

Marfat.com

انہوں نے کوڑھ کے مریضوں کو عوامی اختلاط سے روک دیا تھا (فتح الباری ۱۰/ ۲۵۰)۔

دوسری طرف اہل خانہ کا فریضہ ہے کہ انہیں بے یار و مددگار تنہا نہ چھوڑ دیں، بلکہ احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی تیمارداری اور نگرانی کریں، ان کے اندر جینے کا حوصلہ پیدا کریں، ان کے سامنے ایسی کوئی بات نہ کی جائے جس سے ان کا دل ٹوٹ جائے اور وہ اپنے کو بے بس اور لاچار اور ایک بوجھ محسوس کریں۔

مرض منتقل کرنا

اگر کوئی شخص بقصد و ارادہ متعدی مرض کو منتقل کرتا ہے تو ائمہ ثلاثہ کے یہاں ہلاکت کی صورت میں قصاص ہے، اور فقہ حنفی کے اصول کے مطابق دیت ہے، لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ جب اس مرض کی نوعیت معلوم ہو کہ اس میں منتقل ہونے کی صلاحیت ہے اور اگر مرض کی نوعیت ہی سے واقف نہیں تو پھر اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے، دیت و قصاص اور ضمان کے وجوب کی تفصیل کے لئے دیکھئے: (الموسوعہ الفقہیہ ۲۵/ ۵۸-۲۵۷، فتح القدیر ۱۰/ ۲۱۴)۔

طاعون زدہ علاقہ میں آمد و رفت

طاعون اور دیگر وبائی امراض کے سلسلہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی یہ حدیث ہمارے لئے مشعل راہ ہے:

"إذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا منه" (بخاری ۲/ ۱۵۲)۔

جب کسی جگہ کے متعلق سنو کہ وہاں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ، اور اگر تم جس جگہ ہو وہیں طاعون پھوٹ پڑے تو وہاں سے فرار مت اختیار کرو۔

طاعون زدہ علاقوں میں جانے کی ممانعت کیوں ہے؟ اس سلسلہ میں علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ جن علاقوں میں بیماری پھیلی ہوئی ہے، وہاں جانا اپنے آپ کو اس بلا کے سامنے پیش کرنا

Marfat.com

ہے، جہاں موت منہ کھولے کھڑی ہے، اس آمادہ جاں ستانی علاقہ میں جانا خود اپنے خلاف موت کی مدد کرنا ہے، وہاں داخل ہونا خودکشی کے مترادف ہے، اور عقل وخرد کے اعتبار سے نادرست اور شرع وذہانت کے خلاف ہے (الطب النبوی ۳۴ باختصار)۔

طاعون زدہ علاقے سے بھاگنے سے کیوں روکا گیا؟ حالانکہ وہاں رہنا اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کرنا ہے، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں: پہلی وجہ یہ ہے کہ انسان کا تعلق ان مشکلات میں پھنسے ہوئے لوگوں کے ساتھ رہ کر اللہ سے مضبوط ہوتا ہے، وہ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اس کے فیصلہ پر راضی رہتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو وبا سے بچنا چاہتا ہے وہ اپنے بدن سے فاسد رطوبات نکالنے کی کوشش کرے، اور اس کے لئے سکون وآرام کی ضرورت ہے وہاں سے بھاگنا اور دور دراز مقام کا سفر کرنا سنگین قسم کی حرکات کا متقاضی ہے جو مذکورہ اصول کی روشنی میں سخت نقصان دہ ہوگا (الطب النبوی ر ۳۴، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: احیاء علوم الدین ۲۹۱/۴، کتاب التوحید والتوکل بیان الرد علی ترک التداوی، فتح الباری ۲۳۱/۱۰، عون المعبود ۳۶۹/۸)۔

لہذا حکومت کی طرف سے آمد ورفت پر کوئی پابندی لگائی جاتی ہے تو وہ شرعی حکم کا نفاذ ہے اس کی تعمیل واجب اور ضروری ہے، البتہ بہ ضرورت آمد ورفت کی اجازت ہوگی، مثلاً کچھ لوگ اپنی ضروریات کی وجہ سے باہر گئے ہوں اور ان کے اہل وعیال کو ان کی ضرورت ہے تو آنے میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ بہتر اور پسندیدہ ہے۔

ایسے ہی ڈاکٹروں اور ریلیف کے لوگوں کا طاعون زدہ علاقے میں جانا بھی لائق اجر اور قابل ثواب ہے، چنانچہ امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

طاعون زدہ شہر میں جانے سے روکا نہیں جائے گا، کیونکہ مسلمان جس تکلیف میں مبتلا ہیں اس سے نجات دلانے کے لئے ایک موہوم ضرر کے خطرہ کو گوارا وانگیز کرلیا جائے گا (احیاء العلوم مع الاتحاف ۲۸۰/۱۲، نیز دیکھئے: شرح نووی علی مسلم ۲۲۹/۲، فتح الباری ۲۳۲/۱۰)۔

Marfat.com

متعدی امراض کی وجہ سے فسخ نکاح

امراض وعیوب کی وجہ سے عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں فقہاء کی رائیں مختلف ہیں، امام ابوحنیفہؒ وامام ابویوسفؒ کی رائے ہے کہ مرد کے مقطوع الذکر اور نامرد ہونے کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے، ان دو کے علاوہ کسی اور مرض وعیب کی وجہ سے مطالبہ فسخ کا حق نہیں، امام محمد اور ائمہ ثلاثہ کے یہاں جنون، برص اور جذام کی وجہ سے بھی عورت کو یہ حق حاصل ہوگا (دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۷/۱۷-۵۱۶)، امام محمد کے مسلک کی تفصیل یہ ہے:

۱- یہ امراض نکاح سے پہلے ہی سے موجود ہوں، لیکن عورت اس سے باخبر نہ ہو، بے خبری میں دھوکہ دے کر نکاح کیا گیا، نیز نکاح کے بعد عورت نے زبان وعمل سے رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو۔

۲- نکاح کے بعد یہ مرض پیدا ہوا ہو۔

۳- خود عورت اس مرض میں مبتلا نہ ہو۔

ان تمام شرطوں کے ساتھ عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرسکتی ہے، اور مطالبہ کا حق یہ صرف مذکورہ امراض کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ ہر وہ مرض جو جنسی تسکین میں حارج بنے، قابل نفرت وکراہت ہو وہ فسخ نکاح کا باعث ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: (تبیین الحقائق ۳/۲۵، فتاوی ہندیہ ۱/۵۲۶)۔

لہذا اگر کوئی شخص شادی کے بعد ایڈز کے مرض میں گرفتار ہوجائے، یا ایڈز کے مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کرلیا اور عورت نے باخبر اور مطلع ہوجانے کے بعد صراحۃً رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو، نیز وہ خود اس مرض میں مبتلا نہ ہو تو اسے فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔

اسقاط حمل

اسقاط حمل کی دو صورتیں ہیں:

Marfat.com

۱-نفخ روح کے بعد ۲-نفخ روح سے قبل

۱- جدید طبی ذرائع اور حدیث کے مطابق بار آوری کے ایک سو بیس دن بعد جنین میں زندگی کے آثار نمایاں ہوجاتے ہیں، ارشاد نبوی ﷺ ہے: تم میں سے ہر ایک رحم مادر میں چالیس دن تک نطفہ کی شکل میں برقرار رہتا ہے، پھر اتنی مدت علقہ میں رہتا ہے، پھر وہ مضغہ میں تبدیل ہوجاتا ہے، چالیسویں دن فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے (مسلم شریف ۲/۳۳۲)۔

نفخ روح کے بعد بہ اتفاق فقہاء اسقاط حرام اور ناجائز ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے: (فتح العلی ۱/۳۹۹، فتاوی ابن تیمیہ ۴/۳۱۷، درر الاحکام ۲/۲۰۹، ردالمحتار ۵/۵۱۹، المبسوط ۲۶/۸۷، ردالمحتار ۲/۳۸۰)۔

لہذا اگر جنین ناقص الخلقت ہو یا متعدی امراض کا حامل ہو تو آثار زندگی پیدا ہونے سے پہلے اسقاط کی اجازت ہوگی، کیونکہ فقہاء اس سے کم تر عذر کی بنا پر اسقاط کی اجازت دیتے ہیں۔

تعلیم کا مسئلہ

چونکہ ایڈز کا مرض چھونے یا ساتھ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے سے منتقل نہیں ہوتا ہے، اس لئے ایڈز کے مریضوں کو مدارس و اسکولوں میں داخلہ سے محروم نہیں کیا جائے گا، شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک جذامی کے ساتھ کھانا تناول فرمایا تھا، کیونکہ جذام کے اثرات ان کے اندر بہت کم تھے جو عام طور سے متعدی نہیں ہوتے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اس کا بھی احتمال ہے کہ جس جذامی کے ساتھ حضور ﷺ نے کھانا کھایا تھا اس میں یہ مرض بہت کم تھا اور اس جیسا عام طور پر متعدی نہیں ہوتا ہے (فتح الباری ۱۰/۱۹۸)۔

Marfat.com

رہا یہ اندیشہ کہ مریض بچہ کو چوٹ لگ جائے بچوں کی آپسی لڑائی میں اس کے جسم سے خون نکل کر دوسرے بچوں کو لگ جائے یا باہم جنسی تعلق قائم کرلیں، تو اس خدشہ کی وجہ سے تعلیم جیسی نعمت سے ان کو محروم نہیں کیا جاسکتا ہے، کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے جس کا اعتبار نہیں، نیز احتیاطی تدبیروں کے ذریعہ سے روک تھام بھی کی جاسکتی ہے۔

مرض وفات کے احکام

وہ انسان جو اپنے مال و جائداد میں بلاشرکت غیر تصرف کا مالک ہوا کرتا ہے، جب اپنی عمر کی آخری منزل پر پہنچتا ہے تو اس کے ان تصرفات پر یک گونہ پابندی لگادی جاتی ہے، تاکہ ورثاء کو ممکنہ نقصان سے بچایا جاسکے، فقہی اصطلاح میں اس منزل کو مرض الموت سے تعبیر کرتے ہیں، ''مجلّہ احکام عدلیہ'' میں مرض الموت کی یہ تعریف کی گئی ہے:

جس مرض کی وجہ سے انسان اپنے روزمرہ کے کام انجام نہ دے سکے اور مریض ہونے کے بعد سال گزرنے سے پہلے ہی انتقال کرجائے، تو وہ مرض الموت ہے، بشرطیکہ مرض میں زیادتی یا کوئی تبدیلی نہ ہو، اگر مرض بڑھتا رہے تو جس تاریخ سے مرض شدید ہوا ہے یا اس میں تبدیلی ہوئی ہے اسی دن سے مرض موت کا اعتبار کیا جائے گا، اگرچہ وہ سال بھر سے زیادہ رہے (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۵/۴۵۰)۔

فقیہ ابواللیث کی رائے ہے کہ روزمرہ کے کاموں سے عاجز ہونا یا صاحب فراش ہونا مرض کے مرض الموت ہونے کے لئے ضروری نہیں، بلکہ ہر وہ مرض جس سے عام طور سے لوگ ہلاک ہوجاتے ہیں، زندہ باقی نہیں رہتے، مرض الموت شمار ہوگا، علامہ شامی کہتے ہیں کہ مناسب ہے کہ اس قول پر اعتماد کیا جائے۔

''وینبغی اعتمادہ'' (دیکھئے: ردالمحتار ۳/۳۸۴ طبع ایس ایم سعید کمپنی پاکستان)۔

علماء مالکیہ کی بھی یہی رائے ہے (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۵/۴۵۰)۔

Marfat.com

غرض یہ کہ وہ امراض جولا علاج ہوں اور اکثر ان کی وجہ سے موت واقع ہو جاتی ہو ان کے لئے مرض الموت کا حکم ہوگا، بشرطیکہ اس مرض کی وجہ سے ایک سال کے اندر اندر ہی انتقال ہو جائے، اگر کسی اضافہ وزیادتی کے بغیر مرض جوں کا توں سال بھر برقرار رہا تو اس پر مرض الموت کا حکم نافذ نہیں ہوگا اور اس کے تمام تصرفات درست سمجھے جائیں گے، ہندیہ میں ہے:

ہمارے اصحابؒ نے طوالت کی تحدید ایک سال سے کی ہے، لہذا اگر کسی مرض میں سال بھر مبتلا رہے تو سال گزرنے کے بعد اس کے تصرف کا وہی حکم ہے جو صحت مند لوگوں کا ہے (الہندیہ ا/ ۴۶۳)۔

لہذا ایڈز، نیز طاعون وکینسر جیسے مہلک امراض میں مبتلا شخص پر مرض وفات کے احکام جاری ہوں گے، اگر سال کے اندر ہی انتقال ہو جائے، ورنہ تو پھر ان کے تصرفات درست سمجھے جائیں گے۔

یہاں اس بات کی وضاحت مناسب ہے کہ مرض وفات کی وجہ سے صرف ان ہی تصرفات پر پابندی لگائی جائے گی جو تبرعات کے قبیل سے ہیں، مثلاً ہبہ، صدقہ، وصیت، وقف وغیرہ، نیز یہ تصرفات ایک تہائی مال سے زائد میں نافذ نہ ہوگے، رہا ایک تہائی مال تو اس میں اس کے تمام مذکورہ تصرفات درست ہوں گے۔

وہ تصرفات جو ضروریات زندگی میں شامل ہیں اس پر کوئی پابندی نہ ہوگی، یہاں تک کہ اگر وہ شادی کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو اس کی بھی اجازت ہے، البتہ اگر وہ بیوی کو طلاق اس مقصد سے دیتا ہے کہ وہ وراثت سے محروم ہو جائے تو درست نہیں، اور بیوی وراثت کی حق دار ہوگی، بشرطیکہ عورت اس طلاق پر راضی نہ ہو اور شوہر نے اپنی مرضی سے بلا اکراہ طلاق دی ہو (دیکھئے: رد المحتار ۳/ ۳۸۶)۔

☆☆☆

Marfat.com

جدید طبی ترقیات اور نئے پیدا شدہ مسائل

مولوی محمد نور القاسمی، حیدر آباد

محور اول

۱- اگر کوئی شخص قانونا علاج و معالجہ کا مجاز نہیں ہے لیکن ذاتی مطالعہ کی بنا پر دواؤں اور امراض کی اچھی تشخیص کرتا ہے اور اس کے متعلق واقفیت رکھتا ہے، اور اس نے کسی مریض کے کہنے پر اس کا علاج کیا، تو اس کا ایسا کرنا درست ہے، اس تجربہ کار شخص کو مجور قرار نہیں دیا جائے گا، اس لئے کہ تجربہ کی بنا پر وہ طبیب جاہل کے حدود سے باہر ہو گیا، اس لئے کہ طبیب حاذق کہتے ہی ہیں اس کو جو مرض کی صحیح تشخیص کرتا ہو اور مناسب دوائیں تجویز کرتا ہو، اور یہ صلاحیت تجربہ سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ طبیب جاہل کس کو کہتے ہیں؟ تو علامہ زیلعی اس کی تعریف یوں کرتے ہیں:

طبیب جاہل وہ ہے جو مریض کو مہلک دوا پلا دے لیکن جب اس کی وجہ سے مرض بڑھ (ری ایکشن ہو) جائے تو اس کے ضرر کو دفع کرنے پر قادر نہ ہو (تبیین الحقائق ۵ / ۱۹۳)۔

لہذا ماہر تجربہ کار شخص کو علاج کرنے سے نہیں روکا جائے گا، شرعا اس کا علاج کرنا جائز ہے، اب رہی یہ بات کہ اس کے علاج سے مریض کو پہنچنے والے نقصان کا یہ ضامن ہوگا یا نہیں؟ تو اس بارے میں جاننا چاہئے کہ اگر بغیر اجازت کے علاج کرنے کے بعد نقصان ہوا ہو تو وہ ضامن ہوگا اور اجازت کے بعد علاج کرنے سے پہنچنے والے نقصان کا ضامن نہیں ہوگا، اسلئے کہ اجازت

Marfat.com

ملنے کے بعد وہ مجاز ہو جاتا ہے، اس مسئلہ کی مثال فقہاء کے اقوال میں ملتی ہے (ہندیہ ۶/۳۴)۔

اس جزئیہ میں جو عدم ضمان کی بات کہی گئی ہے وہ اسی لئے کہ اس کو صاحب معاملہ کی جانب سے اجازت مل چکی تھی، اس لئے ماہر تجربہ کار شخص کا یہ عمل شرعاً قابل تعزیر بھی شمار نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ اس میں اس کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

۲- ڈاکٹر کی جانب سے پائے جانے والے خطاء اور تساہل کی صورت میں ضمان واجب ہوگا، گرچہ ڈاکٹر قانوناً علاج و معالجہ کا مجاز ہو اور ماہر تجربہ کار ہو، اس لئے کہ علاج کے موقع پر تو اس کے لئے تساہل برتنا گویا مریض پر زیادتی کرنے کے مرادف ہے، فقہاء نے جب خطاء کی صورت میں ضمان کو واجب قرار دیا ہے تو تکاسل اور تساہل کی صورت میں بدرجہ اولی ضمان واجب ہونا چاہئے، چنانچہ علامہ علاء الدین نے ایک جزئیہ نقل کیا ہے:

بچہ کے ختنہ کرنے کے لئے ختنہ کرنے والے کو حکم دیا گیا، ختنہ کرنے والے نے ختنہ کرتے وقت بچے کا حشفہ ہی کاٹ دیا جس کی وجہ سے بچہ مر گیا تو ختنہ کرنے والے کے عاقلہ پر آدھی دیت لازم ہوگی (الدر المختار ۶/ ۴۲۴ کراچی)۔

یہاں پر جو ختان کے عاقلہ پر ضمان واجب ہو رہا ہے وہ اسی لئے کہ اس ختان کی جانب سے خطا واقع ہوئی کہ ختنہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس بچے کا حشفہ بھی قطع کر دیا، لہذا جب مریض نے ڈاکٹر سے آپریشن کرنے کو کہا تو ڈاکٹر کے لئے ضروری تھا کہ وہ مریض کی پوری جانچ کرے، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اور طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں جس کے نتیجہ میں مریض فوت ہو گیا تو اس پر ضمان لازم ہوگا اور اس کا فعل قابل تعزیر شمار ہوگا، صاحب ''تکملہ شرح مہذب'' محمد نجیب المطیعی اسی صورت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب ڈاکٹر نے مریض کے حواس کو کلورافارم کے استعمال کے لئے جانچ کئے بغیر بیہوش کر ڈالا اور مریض مر گیا تو ڈاکٹر اس کا ضامن ہوگا، اسی طرح اگر مریض کو پنسلین کے ذریعہ انجکشن لگایا جب کہ اس کا جسم پنسلین کو قبول نہیں کرتا ہے اور وہ مر گیا تو ڈاکٹر ضامن ہوگا، اس لئے

Marfat.com

کہ ڈاکٹر کو پہلے چمڑے کے اوپری حصہ کی جانچ کر لینا ضروری تھا، لیکن جانچ کرنے کی جگہ سرخ ہوگئی اور اس میں ورم آ گیا تو معلوم ہوگیا کہ اس کا جسم اس کو قبول نہیں کر رہا ہے، اسی طرح جب ڈاکٹر نے مریض کی آنکھ کا آپریشن کیا جب کہ مریض کا بلڈ پریشر ہائی تھا، جس کی وجہ سے مریض کی بینائی ختم ہوگئی یا وہ مر گیا تو ڈاکٹر اس کا ضامن ہوگا، اس لئے کہ ڈاکٹر پر لازم تھا کہ وہ اس وقت تک آپریشن پر اقدام نہ کرتا جب تک کہ اس کا بلڈ پریشر معتدل نہ ہو جائے، خلاصہ یہ کہ ہر وہ نقصان یا جنایت جو کوتاہی اور لاپروائی کی وجہ سے ہو اس پر ضمان واجب ہوتا ہے (المجموع ۳۵۵/۱۵)۔

نیز یہ کہ ڈاکٹر کی حیثیت اجیر کی ہوتی ہے، اور معلوم ہے کہ اجیر کی جانب سے تقصیر اور اہمال کی بنا پر وہ مستاجر کے مال کا ضامن ہوتا ہے، جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے، دیکھئے: (حوالہ سابق ۳۲۸/۱)۔

۳- کسی بھی ڈاکٹر یا طبیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ مریض کے آپریشن یا علاج سے پہلے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے ممکنہ حد تک اجازت لے، اگر اس امر کی رعایت نہ کی گئی اور ڈاکٹر نے مریض یا اس کے اعزہ سے اجازت لئے بغیر مریض کا آپریشن کر ڈالا اور یہ آپریشن مہلک ثابت ہوا یا کوئی عضو بے کار ہو گیا تو ڈاکٹر اس نقصان کا ضامن ہوگا، گو ڈاکٹر ماہر و تجربہ کار ہی کیوں نہ ہو، دیکھئے: (الفتاوی الخانیہ مع الہندیہ ۴۱۱/۳، نیز دیکھئے: رد المحتار ۵۶۸/۶)۔

خلاصہ یہ کہ اجازت ملنے کی بنیاد پر ڈاکٹر اس کا مجاز نہیں ہوگا، مثال کے طور پر فتاوی عالمگیری کا جزئیہ ملاحظہ ہو:

فصد لگانے والے نے کسی کو سونے کی حالت میں نشتر لگایا جس کی وجہ سے خون بہہ گیا اور وہ مر گیا تو فصد لگانے والے پر ضمان واجب ہوگا (ہندیہ ۸۸/۶)۔

یہاں پر جو فصد لگانے والے پر ضمان لازم ہوتا ہے وہ اسی بنا پر کہ اس کو نائم کی طرف سے اجازت حاصل نہیں ہے۔

Marfat.com

۴۔ محور اول کا چوتھا سوال اور اس کا جواب درحقیقت انسانی ہمدردی سے تعلق رکھتا ہے، انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے کہ اگر کسی شخص کی جان خطرہ میں ہو تو اس کو کسی طرح بھی بچایا جائے، یہاں حلت، حرمت اور کراہیت وغیرہ کو درگزر کرتے ہوئے انسانی ہمدردی کا اظہار کرنا ضروری ہے، مثلاً اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے، اسی دوران کوئی نابینا اس کے سامنے سے آگ یا کنواں کی طرف جارہا ہے، جس کی وجہ سے اس اندھے کی ہلاکت گویا یقینی ہے، تو نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نماز جو انتہائی اہم فریضہ ہے کو توڑ کر اس اندھے شخص کو آگ یا کنواں وغیرہ کی طرف جانے سے روکے اور باز رکھے، خواہ وہ نابینا مرد ہو یا عورت، دیکھئے: (الفتاوی الہندیہ ۱۰۹/۱، نیز دیکھئے: ردالمحتار ۶۵۴/۱، حاشیۃ الطحطاوی ر ۲۰۴)۔

ٹھیک اسی طرح صورت مسئولہ بھی ہے، اگر ڈاکٹر بے ہوش مریض کا یہ سوچ کر علاج نہ کرے کہ اس کے اعزہ جو کافی دور ہیں، سے اجازت تو ملی نہیں ہے اور مریض اسی حالت میں ہلاک ہوجائے تو ڈاکٹر گنہگار ہوگا۔

خیر اگر اس نے اجازت حاصل کئے بغیر صرف اور صرف انسانی ہمدردی کی بنا پر اس بے ہوش مریض کا علاج کیا یا آپریشن کیا اور کامیاب ہونے کے بجائے ناکام ثابت ہوا تو اس پر ضمان لازم نہیں ہوگا، اس لئے کہ ضمان وتاوان ڈاکٹر کی جانب سے پائے جانے والی تقصیر اور لاپروائی کی صورت میں واجب ہوتا ہے، صاحب ''المجموع'' نے لکھا ہے کہ جو نقصان لاپروائی اور بے اعتنائی کی وجہ سے ہو اس پر ضمان واجب ہوتا ہے (۳۵۵/۱۵)۔

نیز علامہ حصکفی فرماتے ہیں:

ہر محفوظ الدم شخص کو قتل کرنے کی وجہ سے قود، یقینی قصاص واجب ہوتا ہے، جبکہ یہ قتل جان بوجھ کر لیا گیا ہو (درمختار مع الشامی ۵۳۲/۶)۔

اور اس ڈاکٹر کا عمل صرف انسانی ہمدردی پر مبنی ہے، نہ تو اس میں اہمال وتقصیر کی صورت پائی جارہی ہے اور نہ ہی قتل عمد وشبہ عمد۔

Marfat.com

محور دوم

۱- پہلے سوال اور اس کے جواب کا تعلق اس بات سے ہے کہ کیا بڑے درجہ کے ضرر سے بچنے کے لئے کم درجہ کے ضرر کو اختیار کیا جا سکتا ہے؟ تو یہ متفقہ اصول ہے کہ ضرر عام کی وجہ سے ضرر خاص کو برداشت کیا جا سکتا ہے، علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

"یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام" (الاشباہ والنظائر ۸۷ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔

اب دیکھئے کہ ایڈ کا مریض اپنے مرض کو اچھوت بننے کے خوف سے چھپاتا ہے اور اہل خانہ کو اطلاع نہیں دیتا ہے، تو یہ ضرر عام ہے بایں طور کہ اگر وہ ظاہر نہ کرے گا تو اس سے بعض احتیاطی تدابیر اختیار نہ کئے جانے کی صورت میں مرض کا تعدیہ لازم آ سکتا ہے۔

اگر وہ اپنے عیب کو ظاہر کرتا ہے تو اس میں بھی ضرر ہے، لیکن یہ ضرر خاص ہے جس کی وجہ سے ضرر عام کو اختیار نہیں کیا جا سکتا ہے، پھر یہ کہ وہ اپنے مرض کو اچھوت بننے کے خوف سے چھپاتا ہے، تو یہ تو ظن وگمان ہے، اور صرف گمان کی وجہ سے ضرر عام کو کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے؟ خلاصہ یہ کہ مریض کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو اس مرض کی اطلاع کر دے تا کہ وہ احتیاطی تدابیر اختیار کرتے رہیں اور مرض کا تعدیہ لازم نہ آئے۔

۲- کسی کے عیب کو ظاہر کرنا بالاتفاق غیبت اور نمیمہ ہے

غیبت کی حرمت کتاب اللہ اور حدیث سے ثابت ہے اور غیبت کرنا بالاتفاق حرام ہے، فقہاء نے غیبت کی چند صورتیں بیان فرمائی ہیں، جن میں سے صرف ایک صورت کو مباح قرار دیا ہے، وہ یہ ہے کہ کسی کے عیب کو اس لئے ظاہر کیا جائے تا کہ لوگ اس کے ضرر سے محفوظ رہیں یا اس کے ظاہر کرنے میں مسلمانوں کا فائدہ ہو، نیز کسی معصیت سے روکنا مقصود ہو، چنانچہ علامہ شامی غیبت کی چار قسمیں بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

ایک صورت تو کفر کی ہے، اور وہ یہ ہے کہ اس سے کہہ دیا جائے کہ غیبت مت کرو، لیکن وہ شخص کہتا ہے کہ یہ غیبت نہیں ہے میں تو اس میں سچا ہوں، تو گویا اس شخص نے ادلہ قطعیہ سے ثابت شدہ حرام چیز کو حلال سمجھا اور اسی کو کفر کہتے ہیں، دوسری صورت نفاق کی ہے، وہ یہ ہے کہ کسی شخص کی ایسے آدمی کے پاس غیبت کرنا ہے جو اس کو جانتا ہے، لیکن یہ غیبت کرنے والا شخص اس کا نام نہیں لیتا ہے اور اپنے آپ کو پاکدامن ظاہر کرتا ہے تو یہ نفاق ہے، ایک صورت معصیت کی ہے کہ وہ کسی خاص آدمی کی غیبت کرتا ہے اور جانتا ہے کہ ایسا کرنا گناہ ہے، تو ایسے شخص پر توبہ کرنا ضروری ہے، اور ایک صورت میں غیبت کرنا مباح ہے، وہ یہ کہ ایسے شخص کی غیبت کرے جو علی الاعلان فسق کرتا ہو یا صاحب بدعت کی غیبت کرے اس نیت سے کہ لوگ اس کے فسق اور بدعت سے محفوظ رہیں، تو مباح ہی نہیں بلکہ اس پر اس کو ثواب ملے گا، اس لئے کہ یہ نہی عن المنکر کے قبیل سے ہے (ردالمحتار ۶/ ۴۰۹)۔

اب مسئولہ صورت میں اگر کوئی شخص جو ایڈز کا مریض ہے وہ مرض کو چھپاتا ہے اور ڈاکٹروں سے بھی کہتا ہے کہ وہ اس عیب کو دوسروں پر افشاء نہ کرے، اب ڈاکٹر کی شرعاً ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے، کیونکہ اس میں دوسروں کا فائدہ مضمر نہیں ہے، الا یہ کہ اس ڈاکٹر سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جائے تاکہ اس سے کوئی شرعی تعلق قائم کیا جائے، مثلاً شادی وغیرہ، تو اس صورت میں ڈاکٹر پر اس کے عیب کو ظاہر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، علامہ عبدالرحمٰن الجزیری لکھتے ہیں:

"ینبغي أن یسکت عنه إلافي حکایته فائدة لمسلم أو دفع لمعصیة"

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۵/ ۴۵۱)۔

(مناسب یہ ہے کہ اس کے بارے میں سکوت اختیار کرے الا یہ کہ اس کے بیان کر دینے میں ہی لوگوں کا فائدہ ہو یا کسی معصیت کو دفع کرنا مقصود ہو)۔

اگر اس صورت میں ڈاکٹر اس کے عیب کو بلا فائدہ بیان کرے تو وہ گنہگار ہوگا، کیونکہ وہ ڈاکٹر کو افشاء عیب سے منع کر رہا ہے۔

Marfat.com

۳- ایڈز اور دوسرے خطرناک امراض، مثلاً طاعون وغیرہ کے مریض کے بارے میں اس کے اہل خانہ اور سماج کی یہ ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ اس کو اپنے پاس ہی رکھیں اور ممکنہ حد تک علاج معالجہ کراتے رہیں اس کے ساتھ ایسا نہ کیا جائے کہ اس کو سماج اور شہر سے باہر نکال دیا جائے تا کہ اس کے مرض سے دوسروں کو نقصان نہ ہو، ایسا کرنا انسانی ہمدردی کے بالکل خلاف ہے، نیز اگر باہر نکال دیا جائے گا تو اس کی دیکھ ریکھ اور علاج و معالجہ کون کرے گا؟ اس لئے اس کو گھر اور سماج ہی میں رکھا جائے گا، البتہ یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اس سے ایسا اختلاط نہ ہو، ایسی بداحتیاطی نہ ہو جو امراض کے منتقلی کا سبب بنے، بلکہ احتیاطی تدابیر کا لحاظ کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ ارشاد ربانی ہے:

"لا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة" (سورۂ بقرہ / ۱۹۵)۔

(اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو)۔

اس آیت میں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ ہلاکت کی جگہوں سے اجتناب کرتے رہو اور احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔

۴- کیا متسبب تلف پر ضمان لازم آتا ہے؟ جناب سلیم رستم لبنانی "شرح المجلہ" میں فرماتے ہیں کہ متسبب پر ضمان اس وقت لازم آتا ہے جب کہ اس متسبب کی جانب سے تعمد اور تعدی پائی جائے، "المتسبب لا يضمن إلا بالتعمد وبالتعدي" (شرح المجلہ ۱ / ۶۰)۔

(متسبب اس وقت ضامن ہوتا ہے جب کہ اس کی جانب سے تعمد اور تعدی پائی جائے)۔

متسبب اسی کو کہتے ہیں جو کسی ایسی چیز کو پیدا کرے جس سے عادۃً کسی دوسری شی کے تلف ہونے کا قوی امکان ہو، اتلاف بالتسبب کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شی کے اندر کوئی ایسی چیز پیدا کر دینا جس سے اکثر وہ چیز ختم ہو جاتی ہو اور ایسا کرنے والے شخص کو متسبب کہتے ہیں (کتاب مذکور)۔

Marfat.com

پس وہ مریض جس کے اندر ایڈز کے جراثیم پائے گئے اور وہ جان بوجھ کر دوسرے تک جراثیم پہنچاتا ہے، مثلاً اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے یا کسی کو خون دیتا ہے، اس پر ضمان واجب ہوگا، لیکن اگر وہ مرض کی منتقلی کا ارادہ تو نہیں کرتا ہے، البتہ مرض کے منتقل ہونے کی بات کو جانتے ہوئے مجامعت کیا یا کسی کو خون دیا تو سخت گنہگار اور مجرم ہوگا۔

۵- کن عیوب کی وجہ سے فسخ نکاح کا اختیار ہوتا ہے اور کن عیوب کی وجہ سے فسخ کا اختیار نہیں ہوتا؟ اس سلسلہ میں فقہاء کرام کی رائیں مختلف ہیں:

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ عیوب جن کی وجہ سے فسخ نکاح کا اختیار ہوتا ہے وہ تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ جو زوجین کے درمیان مشترک ہوتے ہیں، مثلاً جذام، برص اور خنثی مشکل ہونا۔ دوسری قسم وہ ہے جو صرف مرد کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، جیسے خصی ہونا، نامرد ہونا اور مقطوع الذکر ہونا، تیسری قسم وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، مثلاً شرمگاہ میں ہڈی کا ہونا، دونوں شرمگاہوں کا ملا ہوا ہونا، جماع کا راستہ بند ہونا، عفل ہونا اور بخر ہونا، یعنی شرمگاہ وغیرہ کے اندر بدبو کا ہونا (فسخ الزواج ۲۸۵، الخرشی ۲۳۵/۲، شرح الکبیر مع الدسقی ۲۷۸/۲)۔

امام شافعیؒ ان عیوب میں سے چند کا استثناء کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جن عیوب کی بنا پر فسخ نکاح کا حق ہوتا ہے وہ جذام، برص، عنین ہونا، مقطوع الذکر ہونا اور رتق وقرن ہیں (فسخ الزواج ۲۸۵، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱۹۳/۴)۔

امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کی بابت علامہ ابن قدامہ نے لکھا ہے:

اور وہ جس کو خرقی نے آٹھ ذکر کیا ہے وہ تین قسم کے ہیں: ایک وہ جس میں میاں بیوی شریک ہیں اور وہ جنون، جذام اور برص ہیں، اور دو صرف مرد کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، اور وہ مقطوع الذکر ہونا اور عنین ہونا ہے اور تین عورتوں کے ساتھ خاص ہیں: وہ فتق، قرن اور عفل، یعنی اندام نہانی میں گوشت کا ٹکڑا ہونا جو جماع سے مانع ہو (المغنی ۱۴۱/۷)۔

نیز ابن تیمیہؒ کا بھی مسلک جمہور کی طرح ہے کہ ان عیوب کی بنا پر جو کمال استمتاع میں

Marfat.com

مانع ہو اس کی بنا پر فسخ کا اختیار ہوگا، ابن تیمیہؒ نے ''الاختیارات العلمیہ'' کے اندر لکھا ہے کہ عورت کو ہر اس عیب کی وجہ سے لوٹا دیا جائیگا جو کمال استمتاع سے مانع ہو (فسخ الزواج ر ۲۸۷)۔

ایڈز کے اندر بھی یہی صورت پائی جاتی ہے، بلکہ دوسرے تمام عیوب و امراض کے مقابلہ میں اس کے اندر زیادہ ہی نفرت پائی جاتی ہے، اگر یہ مرد کو لاحق ہو جائے تو عورت بالکلیہ اس سے اجتناب کرنے کی کوشش کرے گی اور استمتاع کی تکمیل سے دونوں محروم ہو جائیں گے۔

امام ابوحنیفہؒ جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ زوجین میں سے کسی کو بھی عیب کی بنا پر فسخ کا اختیار نہیں ہوگا، سوائے عیوب ثلاثہ، یعنی مقطع الذکر ہونا، خصی ہونا اور عنین ہونے کی صورت کے (دیکھئے: البحر الرائق ۴ر ۱۲۶)۔

لیکن حنفیہ میں سے امام محمدؒ کا کہنا ہے کہ چند امراض کی وجہ سے فسخ نکاح کا حق ہوگا، جیسے برص، جذام اور جنون، اگر یہ کسی کو زوجین میں سے لاحق ہو گئے تو دوسرے کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا (البحر الرائق ۴ر ۱۲۶)۔

لہذا موجودہ زمانہ میں ایڈز جیسی مہلک بیماریوں کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا، چونکہ اس میں نفرت بھی پائی جاتی ہے اور اس لئے بھی فسخ کا اختیار ہوگا کہ اس مرد کے جراثیم ایک دوسرے میں منتقل ہو کر دوسرے کی ہلاکت کا سبب نہ بن جائے۔

۶- اسقاط حمل کے سلسلہ میں یہ اولا جاننا چاہئے کہ ہر معالج کی رائے علی الاطلاق معتبر نہیں ہوگی، اس لئے کہ حمل متیقن ہو جانے کے بعد بغیر کسی شرعی عذر کے گرا دینا مکروہ تحریمی و ناجائز ہے، اور حرام و ناجائز فعل کے ارتکاب کی اجازت یا حرام و ناجائز چیز کے استعمال کی اجازت بغیر اضطراری حالت اور بغیر کسی شدید ضرورت کے نہیں ہوتی ہے، حمل متیقن ہو جانے کے بعد اس کی دو صورتیں ہیں: اس کی خلقت ظاہر ہوگئی ہوگی یا نہیں، اگر اس کی خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں اسقاط کرا دینا مباح ہے، جیسا کہ علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے:

ہاں اس وقت تک اسقاط کرانا مباح ہے جب تک کہ اس کی کچھ تخلیق عمل میں نہ آئی

Marfat.com

ہو، اور یہ عمل ایک سو بیس دن کے بعد ہی ہوتا ہے (ردالمحتار ۳/۱۷۶، نیز دیکھئے: فتاوی ہندیہ ۵/۳۵۶)۔

نیز علامہ شامیؒ نے لکھا ہے:

علی بن موسی فرمایا کرتے تھے کہ جب پانی رحم میں پہنچ جائے تو اس کا انجام زندگی ہی ہوتی ہے، لہذا اس پر زندہ کے احکام جاری ہوں گے (ردالمحتار ۳/۱۷۶)۔

لیکن اگر شرعی عذر ہو تو خلقت کے ظاہر ہونے کے بعد بھی اسقاط کرا سکتے ہیں، مثلاً خود ماں کا دودھ ختم ہونے کا خوف ہو اور باپ اتنی استطاعت نہیں رکھتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کو کرائے پر رکھ کر اس بچے کو دودھ پلوائے، دوسرا عذر یہ ہے کہ بچے کی ہلاکت کا خوف ہو تو اسقاط کرا سکتے ہیں (دیکھئے: حوالہ مذکور)۔

اب زیر بحث صورت میں بھی شرعی عذر پایا جا رہا ہے، وہ اس طرح کہ اگر بچہ پیدا ہوگا تو اس کو بھی ایڈز کا مرض لاحق ہوگا، جیسا کہ طبی لحاظ سے پورا پورا اندیشہ ہے اور اس کے بعد اس کی موت واقع ہونا گویا یقینی ہے، لہذا شرعی عذر کی بنا پر اسقاط حمل کرانے میں کوئی حرج نہیں۔

۷- یہ بات معلوم ہے کہ ایڈز کا مرض صرف جنسی تعلقات قائم کرنے کی وجہ سے یا خون دینے، لینے کی وجہ سے ایک دوسرے میں منتقل ہوتا ہے، ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے یا ساتھ کھانے پینے کی وجہ سے اس مرض کا تعدیہ نہیں ہوتا ہے، اب اگر کسی ایڈز کے مریض بچہ یا بچی کو صرف اس لئے مدارس یا اسکولوں یا کسی ادارہ میں داخلہ سے محروم کیا جائے کہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ مریض کو چوٹ لگ جائے اور خون نکل جائے اور دوسرا بچہ اس کو چھولے گا یا آپس کی لڑائی کی وجہ سے ایک کا خون دوسرے کے خون کے ساتھ مل جائے گا یا جنسی بے راہ روی کی وجہ سے مرض ایک دوسرے میں منتقل ہو جائے گا، تو درست نہ ہوگا، اس لئے کہ یہ صورت اندیشہ محض ہے جس کی وجہ سے علم جیسی عظیم دولت سے محروم کرنا درست نہ ہوگا۔

۸- اگر کوئی بچہ یا بچی جو ایڈز کے مرض میں گرفتار ہے اس کے تئیں اہل خانہ، سماج اور والدین پر اسلامی تعلیمات کے رو سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس بچی یا بچہ کو اپنے دور

Marfat.com

ہرگز نہ کریں، بلکہ اپنے ساتھ ہی رکھیں، اس لئے کہ یہ مرض محض ساتھ رہنے سے متعدی نہیں ہوتا ہے، لیکن اس سے احتیاط برتنا بھی نہایت ضروری ہے، مثلاً اس سے اختلاط نہ ہو جس کی بنا پر مرض دوسرے تک منتقل ہو جائے، جیسے خون وغیرہ کا چھونا، لہذا احتیاطی تدابیر اختیار کرنا بے حد ضروری ہے۔

۹- ایڈز، طاعون اور کینسر جیسے مہلک امراض جب طبی لحاظ سے ناقابل علاج مرحلے میں پہنچ جائیں تو اس مریض پر مرض الموت کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہاء کرام کی جزئیات مختلف ہیں، نیز مرض الموت کی تعریفات بھی مختلف ہیں، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈز، طاعون اور کینسر کے مریض پر مرض الموت کے احکام جاری نہیں ہوں گے، جیسا کہ ''عالمگیری'' میں ''خزانۃ المفتیین'' سے نقل کیا گیا ہے کہ مرض الموت کا مریض وہ ہے جو اپنی ضروریات پوری کرنے کے واسطے بھی گھر سے باہر نہ نکلتا ہو (ہندیہ ۱۷۶/۴)۔

اس سے پتہ چلا کہ ایڈز وغیرہ کے مریض پر مرض الموت کے احکام جاری نہیں ہوں گے، اس لئے کہ وہ مریض تو ہے لیکن بازار وغیرہ جاتا ہے اور اپنی ضروریات بھی پوری کرتا ہے، دوسری طرف مفتی بہ قول یہ نقل کیا جاتا ہے کہ وہ بیماری جس سے اکثر موت واقع ہوتی ہے اس پر مرض الموت کے احکام جاری ہوں گے، خواہ وہ مریض صاحب فراش ہو یا صاحب فراش نہ ہو، بلکہ گھومتا پھرتا ہو، دیکھئے: (فتاوی ہندیہ ۱۷۶/۴، ردالمحتار ۳/ ۹۰، ۳۸۴)۔

علامہ شامیؒ کہتے ہیں کہ مناسب یہ ہے کہ ہلاکت کے غلبہ ہی کا اعتبار کیا جائے نہ کہ صاحب فراش اور غیر صاحب فراش ہونے کا جیسا کہ اوپر کی عبارتوں سے پتہ چلتا ہے۔

ان ساری عبارتوں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مریض ایڈز، طاعون، کینسر جو طبی لحاظ سے ناقابل علاج مرحلہ میں پہنچ گئے ہوں، ان کے لئے مرض الموت کا حکم لگایا جائے گا اور مرض الموت کے احکام جاری ہوں گے۔

۱۰، ۱۱- طاعون یا دوسرے مہلک امراض پھیلنے کی صورت میں اگر کوئی حکومت اس جگہ پر

Marfat.com

جانے پر پابندی لگادے تو حکومت کے لئے ایسا کرنا جائز ہے، گرچہ حکومت کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس جگہ جائے گا یا وہاں سے نکلے گا تو دوسروں کو بھی یہ مرض لاحق ہوجائے گا، لیکن حدیث میں جو دخول وخروج کی ممانعت وارد ہوئی ہے وہ اعتقادیات سے تعلق رکھتی ہے، لیکن نفس ممانعت میں دونوں برابر ہیں، اس لئے حکومت کی جانب سے لگائی گئی پابندی کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے وہاں دخول وخروج سے باز رہنا نہایت ضروری ہے۔

حدیث میں جو خروج عن بلد الطاعون اور دخول سے منع کیا گیا ہے اس سے وہ خروج مراد ہے جس سے فرار عن الموت مقصود ہو، البتہ اگر وہاں سے باہر آنا یا وہاں جانا ضروری ہو اور فرار عن الموت کا ارادہ نہ ہو، خواہ وہ دخول یا خروج اہل وعیال کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے، تو منع نہیں کیا گیا ہے، چنانچہ علامہ نووی شارح مسلم ''حدیث طاعون'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ ساری حدیثیں جو ''باب الطاعون'' میں ذکر کی گئی ہیں، اس میں طاعون زدہ شہر میں جانے اور وہاں سے نکلنے سے اس وقت منع کیا گیا ہے جبکہ اس سے مقصد فرار عن الموت نہ ہو، بہر حال کسی عارض کی وجہ سے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نیز آگے لکھتے ہیں کہ فقہاء نے غرض کی وجہ سے خروج کے جواز پر اتفاق کیا ہے، جبکہ فرار مقصود نہ ہو (نووی مع مسلم ۲/۲۹، ۲۲۸)۔

اسی خروج پر قیاس کرتے ہوئے ضرورت وحاجت کی بنا پر دخول کی بھی اجازت ہوگی، کسی شخص کا طاعون زدہ علاقہ میں اس لئے جانا کہ باہر کی ضرورت ختم ہونے کے بعد اب وہاں ٹھہرنا ممکن نہ ہو یا اہل وعیال، گھر وبار کی نگہداشت مقصود ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور کسی ضرورت سے یہاں سے نکلنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، نیز مریض کے علاج اور تیمارداری کا معقول انتظام نہ ہونے کی صورت میں دوسری جگہ منتقل کرنا بھی درست ہے، یہ تمام صورت غرض شرعی ہی کے تحت ہیں۔

Marfat.com

محور سوم

۱- غیبت کی تعریف محور دوم کے جواب نمبر دو کے تحت آ چکی ہے، کہ غیبت کسے کہتے ہیں، یعنی کسی کے عیب کو ظاہر کر دینا جس کو صاحب عیب ناپسند کرتا ہو، اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس کی حرمت کتاب اللہ اور حدیث شریف سے ثابت ہے، لیکن ایک صورت میں غیبت جائز ہو جاتی ہے جب کہ اس میں کسی کا حق پوشیدہ ہو جس کے فوت ہونے کا خوف ہو یا کسی کو شر سے بچانا مقصود ہو، اب اصل جواب کی جانب آیئے کہ اگر بصارت کھو دینے والا شخص کسی لڑکی سے اپنے اس عیب کو چھپا کر نکاح کرنا چاہتا ہے تو یہ ایک قسم کا دھوکہ ہے جو جائز نہیں ہے، نیز اگر شادی ہو بھی گئی تو اس عیب کی وجہ سے دونوں کے اندر منافرت پائی جائے گی، اور جھگڑا پیدا ہوگا جس کی وجہ سے مودت و محبت کا وجود ہی نہ ہو پائے گا، اور اس کی وجہ سے نکاح کے مقاصد فوت ہوں گے، تو اس سے بچانے کے لئے ڈاکٹر اس کے عیوب کو لڑکی والے پر افشا کر سکتا ہے اور اگر لڑکی والے اس ڈاکٹر سے اس لڑکے کے بارے میں دریافت کریں تو اس صورت میں تو عیب کو ظاہر کرنا ضروری ہوگا، امام نوویؒ غیبت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لیکن غیبت کرنا غرض شرعی کی وجہ سے مباح ہو جاتا ہے اور اس اباحت کے چھ اسباب ہیں، ایک ظلم ہے، دوسرا تغیر منکر اور معاصی کو طاعت میں بدلنے پر استغاثہ کے وقت ہے، تیسرا استفتاء، یعنی پوچھے جانے کے وقت اور چوتھا مسلمانوں کو شرور وفتن سے بچاتے وقت، اس کی کئی صورتیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ مشورہ کے وقت غیبت کر دینا (جائز) ہے (نووی مع مسلم ۲/۳۲۲)۔

۲- دوسرا جواب بھی غیبت ہی سے متعلق ہے اور غیبت سے متعلق ذکر آ چکا ہے کہ کن صورتوں میں جائز ہے اور کن صورتوں میں ناجائز؟ اب اگر کسی ڈاکٹر کو مرد و عورت میں سے کسی کا عیب معلوم ہے، مثلاً یہی کہ دونوں میں سے کسی ایک کے مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہیں ہیں، یا یہ کہ دونوں کی شادی کے بعد ناقص الاعضاء بچہ پیدا ہوں گے یا اس کے علاوہ کسی اور قسم کا عیب

Marfat.com

ڈاکٹر کو معلوم ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے فریق کو اس عیب کی خبر دے دے تا کہ جھگڑا پیدا نہ ہو اور طلاق وغیرہ کی نوبت نہ آئے۔

۳- یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ کس کے عیب کو ظاہر کرنا کس صورت میں جائز ہے، وہی بات یہاں بھی منطبق ہوتی ہے کہ ایک شخص کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، ڈاکٹر کو اس کے عیب کے بارے میں علم ہے کہ وہ نامرد ہے جس کی وجہ سے اس کا نکاح کامیاب نہ ہوگا اور اس کی شادی کی بات کسی عورت سے ہو رہی ہے یا خاتون ہے جو اپنے عیب کو چھپا کر شادی کرنا چاہتی ہے تو یہاں بھی ڈاکٹر کے لئے اس کے عیب کو دوسرے فریق پر ظاہر کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ اگر ظاہر نہ کرے گا تو ضرر عظیم لازم آئے گا اور اگر دوسرا فریق اس مریض یا مریضہ کے متعلق معلومات کرنے کے لئے ڈاکٹر کے پاس آئے تو ڈاکٹر کو بدرجہ اولی افشا کرنا ضروری ہے، اس سلسلہ میں امام نوویؒ کا قول گذر چکا ہے۔

۴، ۵- دونوں سوالوں کا جواب "یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام" کے قاعدہ سے متعلق ہے، یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ ضرر خاص کو ضرر عام کے مقابلہ میں اختیار کیا جائے گا۔

اب اگر کوئی شخص جس کی بینائی متاثر ہو چکی ہے، وہ گاڑی چلاتا ہے جس سے بہت سارے لوگوں کی جان ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو یہ ضرر عام ہے، ڈاکٹر کو اگر یہ معلوم ہے تو وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع دے دے، دوسری طرف ڈاکٹر کے اطلاع کر دینے کی وجہ سے اس ڈرائیور کی ملازمت خطرہ میں ہے، لیکن یہ خاص ضرر ہے، چنانچہ قاعدہ کے مطابق ڈاکٹر پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ عوام کی جان کو خطرہ سے بچانے کیلئے متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع دے دے۔

اسی طرح جو ڈرائیور یا جہاز کا پائلٹ نشہ آور چیز کا استعمال کرتا ہے اگر ڈاکٹر کو یہ معلوم ہے تو اس کے اس عیب کو چھپانے کے بجائے لوگوں کو آگاہ کر دینا اور محکمہ کو مطلع کر دینا ضروری

Marfat.com

ہے، اس لئے کہ اس میں ضرر عام کو دفع کرنے کے واسطے ضرر خاص کا تحمل کرنا ہے۔

۶- اگر کوئی عورت اپنے ناجائز حمل سے پیدا شدہ بچے کو شاہراہ یا پارک وغیرہ میں چھوڑ آئی ہے اور ڈاکٹر کو یہ بات معلوم ہے، تو اس ڈاکٹر پر اس بچے کی جان بچانے کی غرض سے حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ اس میں اگرچہ عورت کی بدنامی ہوگی، لیکن ایک معصوم الدم بچے کی جان بچ جائے گی، پھر یہ کہ اس کی دوسری صورت بھی ہوسکتی ہے وہ یہ کہ ڈاکٹر اس بچے کے بارے میں محکمہ کو مطلع بھی کردے، لیکن یہ معلوم نہ ہونے دے کہ یہ کس عورت کے فعل کا نتیجہ ہے۔

۷- اس سوال کے جواب سے پیشتر یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ آیا حرام چیزوں کے ذریعہ علاج اور دوا کا استعمال درست ہے؟ فقہاء فرماتے ہیں کہ تداوی بالحرام اس صورت میں جائز ہے جب کہ طبیب مسلم یہ کہہ دے کہ اس مرض کا علاج صرف اسی چیز سے ممکن ہے دوسری چیزوں سے ممکن ہی نہیں ہے۔

اور ''تہذیب'' کے اندر ہے کہ مریض کے لئے پیشاب، خون اور مردار کا علاج کی غرض سے کھانا اور پینا جائز ہے، جب کہ مسلمان ڈاکٹر یہ بتلائے کہ اس کی شفا اسی میں ہے اور کوئی دوسری چیز نہ ہو جس سے اس کا علاج ہوسکتا ہو (رد المحتار ۵/ ۲۲۸)۔

علامہ زیلعی بھی اپنی کتاب ''تبیین الحقائق'' میں یہی لکھتے ہیں (تبیین الحقائق ۶/ ۳۳)۔

اب اگر کوئی ماہر نفسیات ڈاکٹر جو مسلم بھی ہے کسی ایسے شخص کا علاج نشہ آور چیز سے کرتا ہے جو نشہ کا بری طرح عادی ہے اور خواہش کے باوجود نہیں چھوڑ رہا ہے تو یہ جائز ہے، اگر اس نشہ آور چیز کے علاوہ کوئی اور دوا نہیں ہے، جس سے اس مریض کا علاج کرسکے، یہاں پر گرچہ نشہ آور شی شراب حرام ہے، لیکن اس کی حرمت ضرورت اور حاجت کی وجہ سے ختم ہوجائے گی، جیسا کہ اوپر فقہاء کی عبارت سے معلوم ہوا۔

۸- اس سوال کا جواب بھی ضرر خاص اور ضرر عام کے مشہور قاعدہ پر مبنی ہے، اس کے

Marfat.com

بارے میں تفصیلات گذر چکی ہیں، کہ کب ضرر خاص کو اختیار کیا جاسکتا ہے؟ کسی ڈاکٹر کو جرائم پیشہ افراد کے بارے میں معلوم ہے تو اس ڈاکٹر کے لئے ضروری ہے کہ اس ایک شخص کے مفاد کو درگزر کرتے ہوئے اس کے جرم کی خبر متعلقہ محکمہ کو دے دے تا کہ اس عظیم ضرر سے لوگوں کی حفاظت ہوسکے، نیز ڈاکٹر کا ان جرائم پیشہ افراد کے بارے میں متعلقہ محکمہ کو باخبر کرنا غیبت کی اس قسم میں داخل ہوگا جو مباح ہے اور جس کے کرنے پر ثواب ہی کی بات کہی گئی ہے، علامہ نوویؒ لکھتے ہیں:

"الرابع تحذیر المسلمین من الشر".

چوتھی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو شر سے بچانے کے لئے غیبت کی جائے (نووی مع مسلم ۲/ ۳۲۲)۔

۹- اگر کسی مریض نے، مثلاً کسی شخص کو قتل کر ڈالا اور اس واقعہ کی خبر ڈاکٹر کو معلوم ہے، اور اسی جرم میں شبہ کی بنا پر دوسرا شخص گرفتار ہے اور سزا متیقن ہے تو اس صورت میں اس ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ عدالت کو اصل مجرم کے بارے میں اطلاع دے دے اور غیر مجرم شخص کو جس کا کوئی گناہ نہیں ہے، کو بچالے، اس لئے کہ یہاں اگر رازداری سے کام لیتا ہے تو اس سے ایک ناحق خون کا ضیاع لازم آئے گا، "مجمع الأنہر" میں ہے:

جس کے پاس شہادت ہو اس کے لئے بغیر طلب کے اس وقت گواہی دینا ضروری ہے جب کہ صاحب حق کو اس کے بارے میں معلوم نہ ہو یا اس کے حق کے فوت ہونے کا خوف ہو (مجمع الانہر ۲/ ۱۸۴)۔

نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا: "کیا میں بہترین گواہوں کی نشاندہی نہ کردوں؟ وہ لوگ ہیں جو پوچھے جانے سے پہلے ہی گواہی دے دیتے ہیں" (مسلم ۲/ ۷۷)۔

اور عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ مجرم اور غیر مجرم دونوں میں سے ایک کی جان تو ضرور جائے گی، تو کیوں نہ مجرم ہی کی جان جائے اور غیر مجرم شخص کی رہائی ہوجائے اور وہ بچ جائے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ وہ ڈاکٹر جس کو یہ راز معلوم ہے، عدالت میں جاکر اس

Marfat.com

اطلاع دے دے۔

۱۰- یہ سوال محور دوم کے سوال ۲ کے قبیل سے ہے اور اس کا تفصیلی جواب گذر چکا ہے، یہاں بھی ضرر عام کو دفع کرنے کے لئے ضرر خاص کا تحمل کیا جائے گا اور ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ مریض کے راز کو افشا کردے اور اس کے ضرر سے لوگوں کو محفوظ رکھے۔

☆☆☆

Marfat.com

جدید طبی مسائل اور ان کا حل

مولانا سید اسرار الحق سبیلی ☆

محور اول

۱- نا تجربہ کار ڈاکٹر کا حکم

لوگوں کو چاہئے کہ وہ ماہر اور تجربہ کار ڈاکٹروں سے اپنا علاج کرائیں، تا کہ صحت جسمانی جو ایک بہت بڑی نعمت ہے، کی اچھی طرح حفاظت ہو سکے، امام مالک نے اپنی ''موطا'' میں ایک روایت نقل کی ہے، جس سے ماہر طبیب سے علاج کرانے کی ترغیب ملتی ہے۔

امام مالک زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی زخمی ہوا جس کی وجہ سے بدن کے اندر خون جمع ہو گیا، اس آدمی نے بنو انمار کے دو آدمیوں کو بلایا ان دونوں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا اور انہوں نے سمجھا کہ حضور ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: تم دونوں میں کون علاج کرنے میں زیادہ ماہر ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا: اللہ کے رسول! کیا طب میں بھی کوئی خیر ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مرض پیدا کیا ہے، اس نے اس کا علاج بھی پیدا کیا ہے (موطا امام مالک ۷۵۳ طبع اشرفی بک ڈپو دیوبند)۔

اس حدیث کو علامہ ابن قیم جوزی نے بھی نقل کیا ہے (الطب النبوی ر ۱۰۷ طبع دار الکتب العربی بیروت ۱۹۸۵ء)۔

ایسا ڈاکٹر اور طبیب جس نے کوئی سرکاری ڈگری حاصل نہیں کی ہو، اور محض ذا

☆ رفیق شعبہ علمی المعہد العالی الاسلامی، حیدر آباد۔

Marfat.com

مطالعہ وتجربہ کی بنیاد پر مریض کا علاج کرتا ہو، تو دیکھا جائے گا کہ مریضوں پر اس کا تجربہ اکثر صحیح ہوتا ہے یا اکثر غلط، اگر اس کا تجربہ علاج اکثر غلط ثابت ہوتا ہے تو ایسے ڈاکٹر کو علاج کرنے سے روکا جائے گا (فتاوی قاضی خاں علی ہامش الہندیہ ۳/۶۳۴)۔

لہذا ناتجربہ کار اور جاہل ڈاکٹر کو قاضی یا اہل حکومت علاج کرنے سے روکیں گے، نیز شرعی طور پر بھی ان کا علاج کرنا جائز نہ ہوگا، اور ایسے ڈاکٹر سے اگر نقصان پہنچ جائے، تو وہ نقصان کا ضامن ہوگا، چنانچہ ابن قدامہ کا بیان ہے:

ڈاکٹر دو شرطوں کے ساتھ ضامن نہیں ہوگا: ایک شرط یہ ہے کہ وہ اپنے فن میں ماہر ہو، اور اس کو اس فن میں بصیرت اور تجربہ ہو، اگر اس میں یہ بات نہ پائی جائے تو اس کے لئے آپریشن کرنا جائز نہیں ہوگا، اگر اس نے آپریشن کیا تو اس کا یہ فعل حرام ہوگا، اور زخم اگر جان لیوا ہو گیا تو وہ ضامن ہوگا، جس طرح کوئی عضو کاٹ دینے سے ضمان ہوتا ہے (المغنی ۵/ ۳۱۲ طبع دار الفکر)۔

ابوداؤد کی روایت ہے:

”أیما طبیب تطبب علی قوم لا یعرف له تطبب قبل ذلک فأعنت فهو ضامن“ (ابوداؤد ۲/ ۶۳۰، ابن ماجہ ۲/ ۲۴۸)۔

(جو طبیب کسی آدمی کا علاج کرے، اور لوگ پہلے سے نہ جانتے ہوں کہ وہ علاج کرتا ہے اور اس نے مریض کو نقصان پہنچادیا تو وہ ضامن ہوگا)۔

اور دوسری جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”من تطبب ولم یعلم منه قبل ذلک الطب فهو ضامن“ (ابوداؤد ۲/ ۶۳۰)۔

(جس نے کسی کا علاج کیا اور لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ وہ علاج بھی کرتا ہے تو وہ ضامن ہوگا)۔

ان احادیث سے بھی اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ جس آدمی نے باضابطہ طب کی تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ہی اس کو اس میں کوئی تجربہ ہے، ایسا طبیب علاج کرنے پر ضامن ہوگا۔

Marfat.com

۲-ڈاکٹر کی بے توجہی

ایسا ڈاکٹر جس کو قانونی طور پر علاج و معالجہ کی اجازت ہے، اگر اس نے بھی مریض کی ٹھیک سے دیکھ ریکھ نہیں کی، بے توجہی برتی یا بعض ضروری جانچ (Test) نہیں کروائے تو ان تمام صورتوں میں مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ڈاکٹر ضامن ہوگا (المغنی ۵/ ۳۱۳)۔

۳، ۴-آپریشن کے لئے اجازت لینا

فقہاء کی تصریحات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ انسانی جان پر نہ کسی کی ولایت ہے اور نہ کسی کی ملکیت، لہذا ڈاکٹر کے پاس جو مریض زیر علاج ہے، وہ اپنی صوابدید پر مریض یا اس کے اقربا سے اجازت لئے بغیر آپریشن کرسکتا ہے، اگر آپریشن کامیاب نہ ہوا اور مریض فوت ہوگیا، یا اس کا کوئی عضو تلف ہوگیا تو ڈاکٹر ضامن نہیں ہوگا، البتہ اگر ڈاکٹر نے بغیر اجازت آپریشن کیا اور آپریشن کرنے میں زیادتی سے کام لیا، تب بہرصورت وہ ضامن ہوگا، اس لئے کہ شریعت نے ضمان کے معاملہ میں تعدی اور عدم تعدی کا اعتبار کیا ہے، نہ کہ اجازت اور عدم اجازت کا، چنانچہ اگر ڈاکٹر اجازت لے کر آپریشن کرے تب بھی وہ ضامن ہوگا، اجازت کی وجہ سے ضمان ساقط نہیں ہوگا (المغنی ۵/ ۳۱۲)۔

محور دوم

۱-ایڈز کا مرض چھپانا

ایڈز کے مریض کے لئے اپنے مرض کو چھپانے کی گنجائش ہوگی، اس لئے کہ یہ ایسا مرض نہیں ہے کہ مریض کے اختلاط سے یہ مرض دوسروں پر اثر انداز ہو، نیز اگر مریض اپنا یہ مرض اپنے گھر یا باہر کے لوگوں پر ظاہر کردے تو لوگ نہ مریض کی دیکھ ریکھ کریں گے، اور نہ ہی اسے قریب آنے دیں گے، اسی طرح مریض کا جینا دوبھر ہوجائے گا، لیکن ایڈز کے مریض کو

Marfat.com

ذمہ داری ہوگی کہ وہ ہر ایسے عمل سے باز رہے، جس کی وجہ سے اس کا مرض متعدی ہوسکتا ہے، مثلاً ایڈز کے مریض کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ وہ اپنی بیوی سے ازدواجی رشتہ قائم کرے۔

۲- اسی طرح ڈاکٹر کے لئے بھی مناسب نہیں ہوگا کہ وہ خواہ مخواہ کسی ایڈز کے مریض کا راز افشاء کرے، بلکہ ڈاکٹر ایسے مریض سے وعدہ لے کہ وہ نہ کسی سے جنسی رشتہ قائم کرے گا، نہ اپنا خون کسی کو دے گا اور نہ ہی اپنا خون کسی کو چھونے دے گا، تاکہ کسی کو نقصان بھی نہ پہنچے، اور مریض باعزت طور پر زندگی گزار سکے، اسی طرح ڈاکٹر ایڈز کے مریض کی بیوی کو اپنے شوہر سے جنسی رشتہ قائم نہ کرنے کا مشورہ دے سکتا ہے۔

۳-سماج والوں کی ذمہ داری

ایڈز، طاعون اور دوسرے متعدی امراض میں مریض کے اہل خانہ اور سماج والوں کی شرعی واخلاقی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ایسے مریض کا خصوصی علاج کرائیں، ان کے لئے دوا، علاج اور کھانے پینے کا انتظام کریں، اس کی مزاج پرسی کرتے رہیں، نہ کہ اس کو اچھوت بنا کر چھوڑ دیں، یا ایسے مریضوں کو چھوڑ کر لوگ دوسری جگہ منتقل ہو جائیں، چنانچہ طاعون کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إذا سمعتم بالطاعون فی أرض فلا تدخلوها، وإذا بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا منها" (بخاری ۲/۸۵۳)۔

(جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی جگہ طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے تو تم وہاں مت جاؤ، اور اگر تم طاعون زدہ علاقہ میں ہو تو وہاں سے مت نکلو)۔

اس پاک ارشاد میں سماج والوں کو ہدایت ہے کہ وہ مریض کو چھوڑ کر نہ بھاگیں، بلکہ مریض کی خبر گیری کریں، امام محمد غزالی نے (احیاء علوم الدین ۲۹۱/۴ طبع دارالمعرفہ بیروت) بھی اس کی صراحت کی ہے۔

Marfat.com

اسی طرح سماج والوں کی ذمہ داری ہوگی کہ اگر ایسا کوئی مریض فوت ہو جائے تو وہ اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کریں۔

۴-مریض کا خون پیش کرنا

ایڈز کے مریض نے مرض منتقل کرنے کی غرض سے کسی کو اپنا خون چڑھانے کے لئے دیا، یا اپنی بیوی سے ہمبستری کی، جس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی ایڈز کے شکار ہو گئے تو ایسا شخص شرعاً گنہگار اور تعزیر و سزا کا مستحق ہوگا۔

لیکن اس نے بے خیالی میں اور مرض منتقل کرنے کا ارادہ کئے بغیر ہمبستری کی یا دوسرے کو خون پہنچایا تو وہ گنہگار تو نہیں ہوگا، البتہ قانونی طور پر مجرم ضرور قرار دیا جائے گا۔

۵-فسخ نکاح کا حق

کسی عورت کا شوہر ایڈز کا مریض ہو تو عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا، جیسا کہ جذام اور دوسرے موذی متعدی امراض میں امام محمدؒ کے نزدیک عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوتا ہے (فتاوی خانیہ)۔

لیکن امام اعظم اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان ہی عیوب کی بناء پر فسخ نکاح کا حق ہوگا جنکی وجہ سے جنسی تعلق ممکن نہ ہو، نیز ان دونوں کے نزدیک اگر ایک مرتبہ شوہر نے بیوی سے جنسی رشتہ قائم کر لیا تو اب عورت کا جنسی حق ختم ہو گیا، لہذا جذام یا ایڈز کی وجہ سے شیخین کے نزدیک عورت کو فسخ نکاح کا حق نہیں ہوگا۔

امام محمدؒ کی دلیل یہ ہے کہ جذام وغیرہ بھی منجملہ وطی سے مانع ہے، نیز نامردی وغیرہ کی بنا پر عورت کو جو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوتا ہے، وہ اس وجہ سے کہ عورت سے ضرر دور کیا جائے اور جذام، برص وغیرہ امراض میں اس سے زیادہ ضرر موجود ہے (بدائع الصنائع ۲/۳۲۷)۔

امام محمد کی دلیل قرین قیاس بھی ہے اور فقہی قاعدہ: "الضرر یزال" (ضرر کو د

Marfat.com

کیا جائے) کے مطابق بھی، نیز احادیث سے بھی اس کی تائید ہو جاتی ہے، چنانچہ موطا کی روایت ہے:

"عن سعيد بن المسيب أنه قال: أيمارجل تزوج امرأة وبه جنون أوضر تخيرت، إن شاء ت قرت وإن شاء ت فارقت" (موطاامام محمد/۲۴۸)۔

(حضرت سعید بن میتب سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس آدمی نے نکاح کر لیا اور اس کو جنون یا اور کوئی موذی امراض ہے، تو عورت کو اختیار ہوگا، اگر چاہے تو نکاح پر باقی رہے اور چاہے تو تفریق کرالے)۔

جمہور علماء وفقہاء کا مذہب بھی یہی ہے کہ ایسی صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا، چنانچہ حافظ ابن حجر (۸۵۲-۷۷۳ھ) کا بیان ہے:

کوڑھی سے بھاگنے والی روایت سے زوجین کے درمیاں فسخ نکاح پر استدلال کیا گیا ہے، جب کہ ان میں سے کسی کو یہ مرض لاحق ہو، یہ جمہور علماء کا مذہب ہے (فتح الباری ۱۰/ ۱۶۲)۔

علامہ علاء الدین ابوالحسن علی لکھتے ہیں:

جب شوہر نابالغ ہو، یا اس کو جنون، جذام یا برص کا مرض ہو، تو "کتاب الرضاع" کے مسئلہ کے مطابق یہاں بھی عورت کو فسخ نکاح کا حق ہوگا (الاختیارات العلمیہ ۴/ ۱۳۰)۔

۶-اسقاط حمل

فقہاء نے عذر کی بنا پر اسقاط حمل کی اسی وقت تک اجازت دی ہے، جب تک بچہ کی خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو (خانیہ ۳/ ۴۱۰)۔

لہذا چار مہینے پورے ہونے کے بعد اسقاط حمل جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس وقت نطفہ انسانی شکل اختیار کر چکا ہوتا ہے، چنانچہ اگر کسی نے خلقت ظاہر ہونے کے بعد اسقاط حمل کیا تو "غرہ" واجب ہوگا۔

Marfat.com

''وإن أسقطت بعدما استبان خلقه وجبت الغرة'' (حوالہ سابق)۔

۷-تعلیم سے محروم کرنا

ایڈز کے مریض بچے یا بچیوں کو اسکول میں داخلہ سے محروم کرنا صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ اسکول میں بچوں کے ساتھ بیٹھنے سے یہ مرض دوسروں کو منتقل نہیں ہوتا ہے، نیز بچوں کا جنسی بے راہ روی میں مبتلا ہوجانا یا آپس میں لڑائی کی وجہ سے ایک دوسرے کا خون لگ جانا، یہ محض امکانی درجہ کی بات ہے، جس کی وجہ سے بچوں کو پڑھائی سے روکنا مناسب نہیں، البتہ مغربی ممالک جہاں کالج اور اسکول کے بچوں میں بھی جنسی بے راہ روی عام ہے، حکومت ایسے بچوں کو اسکول اور کالج جانے سے روک سکتی ہے۔

۸-والدین کی ذمہ داری

کوئی بچہ یا بچی ایڈز کے مرض میں مبتلا ہوگیا ہو، تو اس کے والدین اور اہل خانہ کی ذمہ داری ہوگی کہ ایسے بچوں کے علاج معالجہ کا اہتمام کریں، اس کی مزاج پرسی کرتے رہیں، نہ کہ اس کو بالکل اچھوت بنا کر چھوڑ دیں، اسی طرح سماج والوں کی بھی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ایسے بچوں کو اچھوت نہ سمجھیں، بلکہ اس کو بھی معاشرہ میں جینے کا حق دیں۔

۹-مرض الموت کا حکم

ایڈز، طاعون اور کینسر کے مریض جب ناامیدی کے درجہ میں پہنچ جائیں اور موت کا غالب گمان ہونے لگے، تو ان کے لئے مرض الموت کا حکم لگایا جاسکتا ہے، چنانچہ ''فتاوی عالمگیری'' میں ہے:

مریض موت ایسا شخص ہے جو اپنی ذاتی ضروریات کے لئے نہ نکل سکے، زیادہ صحیح قول یہ ہے جیسا کہ ''خزانۃ المفتیین'' میں ہے، مرض الموت کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں، فتوی کے

Marfat.com

لئے بہتر قول یہ ہے کہ اگر موت کا غالب گمان ہو، تو مرض الوفاۃ کا حکم لگایا جائے گا، خواہ مریض بستر پر پڑا رہتا ہو یا نہیں، جیسا کہ ''مضمرات'' میں ہے (فتاوی ہندیہ ۴/۱۷۶)۔

۱۰- آمد و رفت پر پابندی

حکومت اگر طاعون اور دوسرے مہلک امراض میں لوگوں کو وہاں آنے جانے پر پابندی لگاتی ہے، تو حکومت کا ایسا کرنا شرعی نقطہ نظر سے صحیح ہے، کیونکہ حدیث میں طاعون زدہ علاقے میں جانے سے بھی منع کیا گیا ہے اور وہاں سے نکلنے سے بھی روکا گیا ہے (مسند احمد ۱/۱۷۸)۔

۱۱- ضرورت کے تحت نکلنا

حضور ﷺ نے طاعون زدہ علاقہ میں جانے سے منع فرمایا ہے، شارحین حدیث کے اس سلسلہ میں کئی اقوال ہیں: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے بطور سد ذریعہ منع فرمایا ہے، تاکہ لوگوں کا عقیدہ خراب نہ ہو جائے کہ اگر میں وہاں نہیں جاتا تو اس مرض میں مبتلا نہ ہوتا، لہذا ایسے لوگوں کو طاعون زدہ علاقہ میں جانے کی اجازت ہو جن کو پورے طور پر اللہ تعالی پر بھروسہ ہو (فتح الباری ۱۰/۱۸۷)۔

لہذا ایسے لوگوں کو طاعون زدہ علاقے میں جانے کی اجازت ہوگی، جو کسی کام سے باہر گئے ہوں اور ان کا کام ختم ہو گیا ہو، اور اپنے وطن آنا چاہتے ہوں، یا طاعون والے علاقے میں ان کے اہل و عیال ہوں اور اہل خانہ کو ان کی ضرورت بھی ہو۔

اسی طرح وہ لوگ جن کو اب طاعون زدہ علاقہ میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ اپنے وطن جانا چاہتے ہیں، تو ان کو اس علاقہ سے اپنے وطن جانے کی اجازت ہوگی (فتح الباری ۱۰/۱۸۸)۔

Marfat.com

اسی طرح جن لوگوں کو طاعون والے علاقہ سے باہر علاج ومعالجہ یا کسی دوسرے کام کے لئے جانے کی ضرورت ہو، تو ان کے لئے طاعون زدہ علاقہ سے باہر دوسری جگہ جانے کی گنجائش ہوگی، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

جس کو کوئی ضرورت پیش آجائے، اور وہ طاعون زدہ علاقے سے نکلنے کا ارادہ کرے، اس صورت میں اختلاف ہے، جن لوگوں نے ناجائز کہا ہے ان کا کہنا ہے کہ یہ بھی فی الجملہ فرار کی ایک صورت ہے، جن لوگوں نے اجازت دی ہے، ان کا کہنا ہے کہ فرار سے یہ صورت مستثنیٰ ہے، اس لئے کہ اس نے محض فرار کا ارادہ نہیں کیا ہے، بلکہ دوا علاج کے واسطے نکلنا چاہتا ہے (فتح الباری ۱۰/ ۱۸۸)۔

محور سوم

ا- ڈاکٹر کا افشاء راز

ایک ماہر چشم ڈاکٹر نے ایک نوجوان کی آنکھ کا معائنہ کیا معلوم ہوا کہ اس کی ایک آنکھ کی بصارت ختم ہوچکی ہے، لیکن بہ ظاہر وہ آنکھ صحیح معلوم ہوتی ہے، لڑکی والوں کے دریافت کرنے پر اگر ڈاکٹر صحیح بات بتا دیتا ہے تو لڑکی والے ایسے لڑکے سے شادی نہیں کروائیں گے، ایسی صورت میں ڈاکٹر کے لئے مناسب نہیں ہوگا کہ وہ لڑکی والوں کو صحیح بات بتائے، اس لئے کہ ایک آنکھ کی خرابی سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنے والا ہے۔

۲- ڈاکٹر کی طبی جانچ سے یہ بات معلوم ہو کہ فلاں مرد وعورت (جن کے درمیان رشتہ کی بات چل رہی ہے) کے مادہ منویہ میں تولید کے جراثیم نہیں ہیں، جس کی وجہ سے اولاد پیدا نہیں ہوسکے گی، یا ناقص الاعضاء اولاد ہوگی، ایسی صورت میں ڈاکٹر کو اختیار ہوگا کہ اس صورت حال سے دونوں کے گارجین کو مطلع کردے، علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

"فتباح غيبة مجهول و متظاهر بقبيح ولمصاهرة" (درمختار ۵/ ۲۸۹)۔

Marfat.com

(مجہول آدمی، برائی کا مظاہرہ کرنے والے اور رشتہ کی دریافت کی خاطر غیبت جائز ہے)۔

۳- اسی طرح ڈاکٹر کو طبی جانچ کے نتیجہ میں یہ معلوم ہو کہ فلاں شخص نامرد ہے، یا اس میں ایسا عیب ہے جس کی وجہ سے اس کا نکاح بار آور نہیں ہوسکتا، یا عورت میں ایسا مرض ہے جس کی وجہ سے اولاد پیدا ہونی ناممکن ہے، ڈاکٹر سے اگر ایسے مریض کے بارے میں رشتہ کی خاطر پوچھا جائے تو ڈاکٹر کا مرض بتانا صحیح ہوگا، علامہ شامیؒ غیبت کے بیان میں فرماتے ہیں:

کوئی آدمی چور یا زانی غلام خرید رہا ہو، تو دوسرے کو غلام کا عیب بتا دینا جائز ہوگا، اسی طرح اگر کسی نے دیکھا کہ خریدار بیچنے والے کو کھوٹے سکے دے رہا ہے تو وہ کہہ دے کہ کھوٹا سکہ لینے سے بچو (ردالمحتار ۲۹۰/۵)۔

۴- اگر کوئی ڈرائیور بصارت کھو جانے کے باوجود گاڑی چلاتا ہو تو ڈاکٹر کا اخلاقی فرض ہوگا کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کے بارے میں اطلاع دے، اگرچہ ڈرائیور سرکاری ملازم ہو اور خطرہ ہو کہ نوکری ختم ہونے کے بعد اس کے گھر والوں کو تنگی کا سامنا کرنا پڑے گا، کیونکہ انسانی جان کے مقابلہ میں معاشی پریشانی کا ضرر کم تر ہے اور فقہ کا قاعدہ ہے:

"الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم/۸۸)۔

کم تر ضرر کے مقابلہ شدید تر ضرر کو دور کیا جائے۔

۵- جو لوگ جہاز، ٹرین یا بس نشہ کی حالت میں چلاتے ہیں، جس کی وجہ سے لوگوں کو خطرہ پہنچنے کا شدید اندیشہ ہو، تو ڈاکٹر اور دوسرے لوگوں کی بھی ذمہ داری ہوگی کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع کریں، تاکہ لوگوں کو خطرات سے بچایا جاسکے، علامہ عبدالرحمن جزیری لکھتے ہیں:

ہر وہ عیب جس کو لوگ ناپسند کریں، مناسب ہے کہ اس سے خاموشی اختیار کی جائے، مگر جب اس کے بیان کرنے میں کسی مسلمان کا فائدہ ہو یا کسی معصیت کو دور کرنا ہو تو اس کا بیان کرنا درست ہوگا (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۴۵۱/۵)۔

Marfat.com

۶- کسی عورت نے اپنی ناجائز اولاد کو کہیں راستہ پر ڈال دیا اور ڈاکٹر کو اس کی اطلاع دے دی، تو ڈاکٹر کے لئے اس کی رازداری ضروری ہوگی، البتہ بچہ کے بارے میں حکومت کو اطلاع دے سکتا ہے، چنانچہ علامہ فخر الدین اوزجندی کا بیان ہے:

بچہ کو اٹھانے والے شخص کے لئے جائز ہے جب کہ وہ اپنی ذاتی رقم اس پر خرچ نہیں کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس معاملہ کو حاکم کے سامنے پیش کرے (فتاوی خانیہ ۳۹۶/۳)۔

۷- شراب سے علاج

ماہر نفسیات ڈاکٹر کو یقین ہو کہ کثرت سے شراب کے عادی شخص کو اگر شراب میں کوئی متلی آنے والی دوا ملا کر مریض کو پلائی جائے تا کہ مریض شراب سے نفرت کرتے ہوئے شراب نوشی چھوڑ دے گا، اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں سے علاج ممکن نہ ہو تو شراب سے علاج کیا جا سکتا ہے، ''فتاوی عالمگیری'' میں ہے:

''اگر ڈاکٹر نے مریض کے لئے شراب سے علاج کا مشورہ دے، ائمہ بلخ کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ اگر اس سے صحت کا یقین ہو تو اس کے لئے شراب سے علاج درست ہوگا'' (فتاوی ہندیہ ۴۵۵/۵)۔

۸- جرائم پیشہ لوگوں کا افشاء راز

جرائم پیشہ اور جاسوسی کرنے والے افراد اگر ڈاکٹر کو اپنا راز بتلا دیں، اور ان کے پیشہ سے لوگوں کو ضرر پہنچتا ہو، تو ڈاکٹر کے لئے جائز ہوگا کہ وہ لوگوں کو اور حکومت کے متعلقہ افراد کو اس کی اطلاع کرے، تا کہ لوگ ان کے ضرر سے محفوظ رہیں (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۴۵۱/۵)۔

۹- حدود کے باب میں گواہی دینا

جس طرح دیکھنے کے بعد گواہی دینے کا حق (تحمل شہادت) ہو جاتا ہے، اسی طرح

Marfat.com

اقرار کو سننے کے بعد بھی گواہی دینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے، چنانچہ علاؤ الدین سمرقندی فرماتے ہیں:

معاملہ کا مشاہدہ کرنے یا مجرم کا اقرار سننے کے بعد گواہی دینا صحیح ہو جاتا ہے (تحفۃ الفقہاء ۳/۳۶۱)۔

حدود وقصاص کے باب میں گواہوں کو اختیار ہوتا ہے کہ اگر چاہیں تو پردہ داری کریں اور چاہیں تو حاکم کے پاس گواہی دے دیں، لیکن فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر حدود کے ساتھ کسی کا مال یا کوئی حق متعلق ہو جائے تو گواہی دینی ضروری ہو جاتی ہے، علامہ برہان الدین مرغینانی فرماتے ہیں:

''حدود کے باب میں گواہی دینے کی بابت گواہوں کو اختیار ہے، وہ چاہیں تو پردہ پوشی کریں یا اظہار کر دیں، مگر مال کے سرقہ میں گواہی دینی ضروری ہے، چنانچہ وہ کہے گا، چور نے فلاں مال لیا، تاکہ صاحب حق کے حق کو بچایا جاسکے'' (الہدایہ ۳/ ۱۵۴)۔

اس سے معلوم ہوا کہ حدود میں بھی اگر کسی کا مالی یا جانی حق متعلق ہو جائے تو گواہی دینی ضروری ہو جاتی ہے، لہذا اگر کسی قاتل نے ڈاکٹر کے پاس اپنے جرم کا اقرار کر لیا، اور حکومت نے حقیقی قاتل کے بجائے کسی دوسرے شخص کو گرفتار کر لیا ہے، پورا اندیشہ ہے کہ وہ بے گناہ شخص سزا کا مستحق ٹھہر جائے گا ایسی صورت میں ڈاکٹر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ حکومت کو حقیقی مجرم کی نشاندہی کرائے، تاکہ اس معصوم شخص کی رہائی ممکن ہو سکے۔

۱۰- ایڈز کے مرض کا افشاء

اگر ڈاکٹر کو ایڈز یا طاعون وغیرہ دوسرے متعدی امراض کے بارے میں خطرہ ہو کہ اس کا مرض دوسروں کو لاحق ہو جائے گا، تو ڈاکٹر اس مریض کے گھر والوں کو اس کے مرض سے واقف کرا سکتا ہے، تاکہ لوگوں کو اس مرض سے بچنا ممکن ہو سکے، کیونکہ فقہی قاعدہ ہے کہ ضرر عام سے بچنے کے لئے ضرر خاص کو قبول کیا جائے گا۔

''یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام'' (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۸۷)۔

Marfat.com

ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر علاج ومعالجہ کی حیثیت

مولانا نعیم اختر قاسمی، حیدرآباد

محور اول

ذاتی مطالعہ کی بنا پر علاج کرنا

اس مسئلہ کا تعلق باب الحجر سے ہے کہ اگر کوئی ڈاکٹر کسی مریض کا علاج کرنے کا قانونا مجاز نہ ہو، مگر اپنے ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بنا پر دواؤں اور امراض کی بابت اسے واقفیت ہو، اور کسی شخص کے علاج کرنے میں مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچے یا اس کا انتقال ہو جائے، تو اس طبیب کے اوپر کوئی ضمان یا تاوان عائد ہوگا یا نہیں؟

فقہاء کے نزدیک طبیب جاہل، مفتی ماجن اور مکار مفلس پر بالاتفاق حجر جائز ہے (البحر الرائق ۸/۷۸)۔

گویا طبیب جاہل پر پابندی لگائی جاسکتی ہے کہ وہ کسی مریض کا علاج نہ کرے، اور علاج کرنے پر ضرر لاحق ہونے کی صورت میں اس پر ضمان عائد کیا جائے، کیونکہ حجر کا اثر صرف اقوال تک محدود ہوتا ہے افعال جن کا تعلق حس سے ہوتا ہے ان میں حجر کا کوئی اثر کارفرما نہ ہوگا (البحر الرائق ۸/۷۹)۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ سوال میں مذکورہ صورت میں ڈاکٹر کو طبیب جاہل قرار دے کر مجور قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ فقہاء نے طبیب جاہل کی جو تعریف کی ہے وہ یہ ہے:

"الذی یسقی الناس الدواء ویموت المریض" (غمز عیون البصائر ۱/۲۸۱)۔

Marfat.com

(جو لوگوں کو دوا پلاتا ہے اور مریض کو مار ڈالتا ہے)۔

سوال میں مذکورہ صورت طبیب جاہل کی تعریف میں داخل نہیں ہے، کیونکہ اسے ذاتی مطالعہ اور تجربات کی بنا پر امراض اور اس کی دوائیں تجویز کرنے میں پوری واقفیت حاصل ہے، لہذا جس طرح ایک ماہر اور قانونا مجاز ڈاکٹر کے علاج سے بقضاء الٰہی کوئی فوت ہو جائے یا اسے کوئی ضرر لاحق ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہوتا، اسی طرح یہ طبیب بھی شرعا ضامن نہیں قرار دیا جائے گا، اگر چہ ایسا شخص حکومت کی جانب سے بطور سد ذریعہ قانونا مجاز نہ ہو (ردالمحتار ۵ر ۱۰۳ کتاب الحجر)۔

اور اگر اسے تجربہ نہیں اور علم طب میں رسوخ بھی نہیں اور کسی مریض کا علاج کرنے لگا تو جو بھی ضرر لاحق ہوگا اس کا یہ طبیب ضامن ہوگا، علامہ جزیری لکھتے ہیں:

اگر طبیب وغیرہ اپنے پیشہ میں مہارت نہ رکھتا ہو، جیسے وہ لوگ جو بواسیر یا رگ کاٹنے یا آنکھ کا پردہ دور کرنے کی جانکاری کا دعوی کرتے ہیں باوجود یہ کہ وہ طبی قواعد سے نابلد ہوتے ہیں تو ان لوگوں کے علاج سے جو بھی ضرر لاحق ہوگا اس کے یہ ضامن ہوں گے (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۳ر ۱۵۳)۔

ڈاکٹر کا طبی احتیاطیں ملحوظ نہ رکھنا

ڈاکٹر کے اوپر واجب ہے کہ زیر علاج مریض کی پورے طور پر نگہبانی اور دیکھ ریکھ کرے، اگر اس کے باوجود مریض کا کوئی عضو تلف ہو گیا یا اس کا انتقال ہو گیا تو بہ اتفاق فقہاء اسے ضامن نہیں قرار دیا جائے گا، علامہ جزیریؒ نے اسے صراحۃ بیان کیا ہے (حوالہ سابق ۳ر ۱۴۷، ۱۵۳)، اور امام شافعیؒ نے بھی ''کتاب الأم'' میں اسے ضامن نہیں ٹھہرایا ہے (کتاب الام ۶ر ۱۷۶)۔

لیکن اگر مریض کی طبیب نے اچھی طرح دیکھ ریکھ نہیں کی اور طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں تو اس نے اپنے فریضہ میں کوتاہی سے کام لیا ہے، لہذا ایسی صورت میں اگر مریض کا کوئی

Marfat.com

عضو بیکار ہو گیا تو اس پورے عضو کی دیت طبیب پر لازم ہوگی اور اگر مریض ہلاک ہو گیا تو نصف دیت لازم ہوگی۔

امام مالک واحمدؒ کی بھی یہی رائے ہے (حوالہ سابق ۳/۱۵۱، ۱۵۳)۔

اور امام شافعیؒ کے نزدیک بھی تعدی کا نہ پایا جانا شرط ہے (کتاب الام ۶/۱۷۶)۔

مریض یا اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر علاج کرنا

یہاں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ مریض کے اولیاء اور قریبی اعزہ کی اجازت مریض کی اجازت سمجھی جائے گی یا نہیں؟ یہ مسئلہ دراصل ولایت علی النفس سے متعلق ہے اور اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ولی کو نابالغ پر ولایت حاصل ہوتی ہے، لیکن عاقل بالغ شخص خود مختار ہوتا ہے کسی دوسرے شخص کو اس کی ذات پر ولایت حاصل نہیں ہوتی، اس لحاظ سے بالغ مریض کی جانب سے اس کے قریبی اعزہ کی اجازت کافی نہ ہونی چاہئے جب تک کہ مریض علاج کی خود اجازت نہ دے دے۔

لیکن چونکہ مریض کے عزیز واقارب اس کے علاج کے سلسلہ میں جو بھی اقدام کرتے ہیں وہ اپنے مریض کی خیر خواہی کے لئے ہی کرتے ہیں، اور علاج کے سلسلہ میں وہ مریض سے بہتر سوچ سکتے ہیں، اس لئے مریض عادۃ اس پر راضی ہوتا ہے کہ اس کے اہل خانہ علاج کے سلسلہ میں جو اقدام کریں گے وہ قابل قبول ہوگا، اس لئے مریض کے قریبی اعزہ کی اجازت مریض کی جانب سے صراحتا تو نہیں البتہ دلالۃ اجازت سمجھی جائے گی، اور جو حکم خود مریض کے حکم دینے کا ہوگا وہی حکم اس کے رشتہ داروں کی اجازت کا ہوگا، اس مسئلہ کو ایک فقہی جزئیہ پر قیاس کیا جاسکتا ہے، وہ جزئیہ یہ ہے کہ ولی اگر اپنی بالغ لڑکی کی شادی کسی سے کرادے اور لڑکی خبر پا کر خاموشی اختیار کرے تو یہ اس کی جانب سے نکاح کی اجازت سمجھی جائے گی (ہدایہ ۲/۲۹۵ باب الاولیاء والاکفاء) تو یہاں پر بھی چونکہ بالغہ عورت یہ سمجھتی ہے کہ اس کا باپ اس کے نکاح سے متعلق

Marfat.com

بھی فیصلہ کرے گا وہ سراسر دور اندیشی اور خیر خواہی پر مبنی ہوگا، اس لئے وہ خاموشی اختیار کرتی ہے اور اس کی یہ خاموشی دلالۃ اجازت سمجھی جاتی ہے۔

سوال میں ذکر کردہ صورت یہ ہے کہ ڈاکٹر نے کسی سے اجازت حاصل نہیں کی اور آپریشن کر ڈالا، پھر مریض کو غیر معمولی ضرر سے دوچار ہونا پڑا یا اس کی جان تلف ہوگئی تو آیا ڈاکٹر اس کا ذمہ دار ہوگا یا نہیں؟

اس سلسلہ میں یہ بات جاننی چاہئے کہ ڈاکٹر پر تاوان لازم نہ ہونے کے لئے فقہاء دو شرط لگاتے ہیں، ایک تو ڈاکٹر کی جانب سے تعدی کا نہ پایا جانا، دوم مریض یا اس کے ولی کی جانب سے اجازت کا حاصل ہونا۔

''کافی'' میں ہے کہ قدوری کی عبارت سے عدم تجاوز کی شرط تو معلوم ہوتی ہے لیکن اجازت کا ذکر نہیں اور جامع صغیر کی عبارت سے اذن کا ثبوت ہوتا ہے مگر عدم تجاوز کی شرط سے خاموش ہے، لہذا ایک کا دوسرے کے سکوت کا بیان ہوگا اور دونوں روایتوں کے مجموعہ سے جو بات معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ ضمان واجب نہ ہونے کے لئے عدم تجاوز اور حصول اجازت دونوں شرط ہیں اگر ایک شرط نہ پائی جائے گی تو ضمان لازم آئے گا (البحر الرائق ۲۹/۸)۔

لیکن یہاں پر یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر جو مریض کا علاج اس کی یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر کر رہا ہے، یہ محض خیر خواہی اور نیک نیتی پر مبنی ہے، کیونکہ مریض کی جان بچانے کے لئے وہ علاج کر رہا ہے اس کا تو شکر گذار ہونا چاہئے، لہذا ''ھل جزاء الإحسان إلا الإحسان'' کے قاعدہ کے بموجب ضرر لاحق ہونے کی صورت میں اسے ضامن کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں جب مریض اجازت دینے کے قابل ہے یا اس کے رشتہ دار سے رابطہ قائم کرنے میں کوئی دشواری بھی نہیں ہے تو پھر اجازت حاصل کرنے میں کیا مضائقہ اور کیا دشواری؟ گو وہ اپنی نیت میں مخلص ہو اور جذبہ خیر خواہی کے تحت مریض کی جان بچانے کی

Marfat.com

غرض سے علاج کر رہا ہے، لیکن اجازت نہ لینے کی وجہ سے جب مریض کو غیر معمولی نقصان پہنچے تو ڈاکٹر کو ضامن قرار دیا جانا چاہئے۔

چنانچہ اگر یہی مجبوری ڈاکٹر کو بھی درپیش ہو کہ مثلاً مریض پر بے ہوشی طاری ہو جس کی بنا پر وہ خود اجازت دینے کے قابل نہیں ہے، یا اس کے قریبی اعزہ ایسی جگہ ہیں جہاں تک فی الفور رابطہ قائم کرنا ممکن نہ ہو اور فوری آپریشن نہ کرنے کی صورت میں مریض کی جان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اور اس صورت میں ڈاکٹر آپریشن کردے تو پھر آپریشن یا علاج ناکام ہونے اور کسی عضو یا جان کے تلف ہو جانے کی صورت میں ڈاکٹر پر بھی ضمان لازم نہیں ہونا چاہئے۔

محور دوم

ایڈز کے مریض کا اپنے مرض کو چھپانا

ایڈز کا مرض دیگر وباء سے مختلف ہوتا ہے، کیونکہ جذام اور طاعون وغیرہ کے جراثیم آپس کے اختلاط اور نشست و برخاست سے پھیل سکتے ہیں، لیکن ایڈز کا مرض اس طرح نہیں پھیلتا بلکہ ایڈز کے مریض کے خون چھونے یا جنسی عمل سے پھیلتا ہے، اس لئے ایڈز کا مریض اپنے مرض کو اپنے گھر والوں اور متعلقین سے چھپا کر رکھنا چاہے تو یہ جائز ہونا چاہئے، البتہ بیوی یا شوہر کو خبر دار کرنا ضروری ہے کیونکہ نہ بتلانے کی صورت میں جنسی عمل سے مرض دوسرے تک منتقل ہونے کا قوی اندیشہ ہے، بیوی یا شوہر کے علاوہ دوسرے لوگوں تک اس مرض کے متعدی ہونے کا اندیشہ نادر ہے، اس لئے معاشرہ اور سماج میں اچھوت بن جانے کے خوف سے اس مرض کو اپنے گھر والوں اور دیگر متعلقین سے چھپا سکتا ہے۔

ڈاکٹر کا ایڈز کے مریض کے مرض کو چھپانا

شرعی نقطہ نظر سے ڈاکٹر کو بھی چاہئے کہ اگر ایڈز کا مریض اپنے اہل خانہ سے اپنے مرض

Marfat.com

کو چھپا رہا ہے تو اس کے اس راز کا افشاء نہ کرے، البتہ اس کی بیوی یا شوہر کو مطلع کر دے تا کہ بیماری منتقل ہونے کے اندیشہ کے پیش نظر دونوں محتاط رہیں، اسی طرح اگر کوئی شخص ڈاکٹر سے اس مریض کے بارے میں مشورہ طلب کرے مثلاً نکاح وغیرہ کا ارادہ ہو تو ڈاکٹر کو اس مرض سے آگاہ کرنا ضروری ہے، فقہاء کی عبارات سے یہی ثابت ہو رہا ہے (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۵/۴۵۱، نیز دیکھئے: ردالمحتار ۵/۲۹۰، ریاض الصالحین ر/۵۸۱)۔

ایڈز، طاعون اور دیگر امراض کے پھیلنے کی صورت میں عوام کا موقف

ایک حدیث میں ہے:

''جب تم کسی سرزمین میں طاعون پھیلنے کی اطلاع پاؤ تو وہاں نہ جاؤ، اور اگر تمہارے علاقہ میں طاعون پھیل جائے تو وہاں سے نہ نکلو'' (بخاری ۲/ ۸۵۳)۔

حدیث شریف بالکل واضح ہے جس میں طاعون کے خوف سے وطن چھوڑنے کی صراحتا ممانعت وارد ہوئی ہے، اسی طرح طاعون سے متاثرہ علاقہ میں داخلہ سے بھی روکا گیا ہے۔

دوسری طرف یہ مسئلہ ہے کہ طاعون اور اس طرح کی دیگر وبا جب کسی علاقہ میں پھیلتی ہے تو بسا اوقات تھوڑے وقت میں پورے شہر یا علاقہ کا صفایا کر دیتی ہے اور بے انتہا جانی نقصان ہوتا ہے، جس کی بنا پر انسان یہ سمجھ کر اپنے وطن کو چھوڑنا چاہتا ہے یا چھوڑ دیتا ہے اور کسی دوسرے محفوظ علاقہ میں پہنچ جاتا ہے کہ وہ اس وبا سے محفوظ رہ سکے گا۔

لہذا احادیث اور فقہاء و محدثین کی عبارات کی روشنی میں محور دوم کے تیسرے، آٹھویں اور گیارہویں سوال کا جواب یہ ہے کہ مریض کے اہل خانہ اور متعلقین اس کی دیکھ ریکھ کریں، اسے بے آسرا، بے یار و مددگار اور کسمپرسی کے عالم میں نہ چھوڑیں، یہ اسلامی تعلیم اور انسانی ہمدردی کے یکسر مخالف ہے خصوصا جب کہ اس سے خونی رشتہ ہو، کیونکہ اس میں انسان کو یہ امید بندھی رہتی ہے کہ مصیبت کے وقت کام آئے گا، اور اگر کوئی شخص کسی ضرورت کے تحت باہر گیا ہو

Marfat.com

اوراس کے اہل خانہ طاعون کے شکار ہوجائیں اوران کی نگہداشت اور گھریلوضروریات پوری کرنے کے لئے انہیں اس کی ضرورت ہوتو اسے واپس پہنچ کران کی دیکھ ریکھ کرنی چاہئے۔

طاعون وغیرہ میں حکومت کی جانب سے آمدورفت پر پابندی

طاعون یا اس جیسے مہلک مرض پھیلنے کی صورت میں اگر کسی علاقہ کے اندرحکومت کی طرف سے آمدورفت پر پابندی عائد کی جائے تو شرعا اسے جائز ہونا چاہئے، کیونکہ شریعت نے بھی اس سے روکا ہے۔

مریض کا اپنے مرض کو دوسرے میں منتقل کرنا

ایڈز کا مریض جو اپنے مرض اوراس کی نوعیت سے بخوبی واقف ہے اگر کوئی ایسا کام کرے جس سے دوسرے تک اس کا مرض منتقل ہوجائے تو وہ ضامن ہوگا اور شرعا و قانونا اسے مجرم قرار دیا جائے گا، جس طرح ایک شخص تیز ہوا میں اپنی زمین کی گھاس یہ جانتے ہوئے جلارہا ہے کہ آگ اس کے پڑوسی کے کھیت کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی تو وہ ضامن قرار پاتا ہے (قاضی خاں ۳؍ ۴۶۰)، اسی طرح اگر اپنی زمین میں پانی یہ جانتے ہوئے بہار ہا ہے کہ دوسرے کی زمین تک پہنچ جائے گا تو اس پر بھی ضمان عائد کیا جاتا ہے (قاضی خاں ۳؍۴۶۱)۔

اوراگر اپنے مرض کو منتقل کرنے ہی کی غرض سے کوئی کام کرے تو اس میں تو نسبتا زیادہ تعدی ہے، اس پر ضمان عائد کرنے کے ساتھ ساتھ قانونا مجرم قرار دے کر سزا بھی دینی چاہئے۔

زیر بحث مسئلہ ایڈز سے متعلق ہے کہ ایڈز کی بنا پر فسخ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

حنفیہ کے نزدیک ایک مرتبہ جنسی حق وصول کر لینے کے بعد اگر شوہر کو کوئی ایسا مرض لاحق ہو جس کی بنا پر فسخ نکاح جائز ہوتا ہو تو اس کا اعتبار نہیں اور بیوی کو فسخ نکاح کی اجازت نہ ہوگی، کیونکہ ایک مرتبہ جنسی حق وصول کر لینے کے بعد مقصد نکاح حاصل ہو گیا (دیکھئے: بدائع الصنائع ۲؍۳۲۵)۔

Marfat.com

البتہ مریض نے اگر اپنا مرض چھپا کر شادی کر لی اور بعد کو وہ مرض عورت پر منکشف ہوا تو امام محمدؒ کے نزدیک جنون، جذام اور برص کے مرض میں عورت کو فسخ کا اختیار حاصل ہے، کیونکہ جس طرح ''جب'' اور ''عنہ'' میں حق نکاح وصول کرنا دشوار تھا اور اس کی بنا پر فسخ کی اجازت دی گئی، اسی طرح ان عیوب کے ہوتے ہوئے بھی دشوار ہے، لہذا جب وہی علت پائی گئی تو حکم بھی وہی ہونا چاہئے (عنایہ علی ہدایہ ۲/ ۴۰۲)۔

امام محمدؒ کے قول سے گنجائش معلوم ہوتی ہے اور بات بھی معقول معلوم ہوتی ہے، کیونکہ جو علت ''جب'' اور ''عنہ'' میں خیار فسخ کی ہے، یعنی حق نکاح کا عدم وصول وہی علت یہاں پر بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ عورت ایڈز یا جذام کے مریض سے اس اندیشہ کے پیش نظر احتراز کرے گی کہ کہیں اس کو اور پھر اس کی اولاد کو بھی یہ مرض لاحق نہ ہو جائے، چنانچہ اسی بات کے پیش نظر علماء خوارزم نے اس شخص کی بابت اس کی بیوی کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے جسے جماع کے وقت دست آنے لگے (فتاوی بزازیہ ۴/ ۱۵۲)، اور فتاوی عالمگیری میں امام محمدؒ کے قول کو راجح قرار دیا گیا ہے:

''اگر شوہر کو جنون، برص یا جذام کا مرض لاحق ہو تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں، امام محمدؒ کے نزدیک اگر جنون طاری ہو تو عنین کی طرح ایک سال کی مہلت دی جائے گی، پھر شفا نہ پانے پر عورت مختار ہوگی، اور اگر جنون دائمی ہو تو وہ مجبوب کے حکم میں ہوگا اور یہی ہمارا مختار مذہب ہے'' (فتاوی ہندیہ ۴/ ۵۲۶)۔

ایڈز کے خوف سے اسقاط حمل

اعضاء بننے سے پہلے بلا عذر اسقاط حمل مکروہ اور باعث گناہ ہے، اعضاء مثلاً بال، ناخن وغیرہ پیدا ہو جانے کے بعد عذر کی بنا پر بھی اسقاط حمل جائز نہیں، چنانچہ اگر اعضاء بننے کے بعد عورت حمل ساقط کرادے تو اس کے عاقلہ پر غرہ واجب ہوگا (دیکھئے: رد المحتار ۲/ ۴۱۲، فتاوی ہندیہ ۵/ ۳۵۶، قاضی خاں ۲/ ۳۴۶)۔

فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ ایڈز کے بچہ کی طرف منتقل ہونے کے خوف سے

Marfat.com

اعضاء مکمل ہو جانے کے بعد اسقاط حمل نہ عورت کے لئے جائز ہے اور نہ شرعی لحاظ سے حکومت کا محکمہ صحت اسقاط پر مجبور کرنے کا مجاز ہے۔

ایڈز کے مریض بچوں کو اسکول و مدارس سے محروم رکھنا

ایڈز کے مرض کی جو نوعیت اور اس کے منتقل ہونے کے جو اسباب ہیں وہ محدود ہیں، اور کبھی خون نکل جانے پر دوسرے بچہ کا اسے چھونا یا جنسی بے راہ روی میں مبتلا ہونا نادر الوقوع ہے، اس لئے اس اندیشہ کے پیش نظر ایڈز کے مریض بچے یا بچیوں کو اسکول و مدارس سے محروم رکھنا مناسب نہیں، جذام جو انتقال کے اعتبار سے ایڈز سے زیادہ خطرناک ہے اس کے مریض کے بارے میں علماء کی رائے یہ ہے کہ وہ اگر جمعہ پڑھنا چاہے یا ایسی مجلس میں شرکت کرنا چاہے جو کبھی کبھی منعقد ہوتی ہو تو اس سے نہیں روکا جائے گا، البتہ عمومی حالات میں انہیں لوگوں سے باز رکھا جائے گا یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے (فتح الباری ۱۰/۲۰۰)۔

علامہ حجاوی مقدسی تحریر فرماتے ہیں:

جذام کے مریضوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ عام حالات میں صحیح لوگوں سے اختلاط کریں اور نہ بلا اجازت کسی متعین صحیح شخص کے ساتھ رہیں اور امیر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کو صحیح لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے سے روکے اور ان کے رہنے کے لئے کوئی علاحدہ جگہ تجویز کرے (الاقناع ۴/۲۷۲)۔

ایڈز اور طاعون زدہ افراد پر مرض الموت کا حکم؟

مسئلہ یہ ہے کہ ایڈز، طاعون اور کینسر جیسے امراض جب طبی لحاظ سے ناقابل علاج مرحلہ کو پہنچ جائیں تو کیا اسے مرض الموت قرار دے کر مریض کے لئے مرض وفات کے احکام جاری ہوں گے؟

علامہ شامی نے طلاق مریض کے باب میں یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ طاعون پھیلنے کی

Marfat.com

صورت میں اگر شوہر طلاق دے تو اسے طلاق فار نہیں قرار دیں گے پھر آگے لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ طاعون جب کسی ایسے محلّہ یا گھر میں داخل ہو جس میں رہنے والوں پر ہلاکت کا اندیشہ غالب ہو، جیسا کہ سخت لڑائی کی حالت میں، برخلاف اس محلّہ اور گھر کے جس میں طاعون داخل نہ ہوا ہو تو یہ تفصیل مناسب ہے، کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ اعتبار ہلاکت کے اندیشہ کے غالب ہونے کا ہے، پھر یہ مخفی نہیں ہے کہ یہ تمام صورتیں اس شخص کی بابت ہیں جو طاعون کا شکار نہ ہوا ہو'' (ردالمحتار ۲/ ۵۶۹)۔

علامہ شامی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ طاعون کا مریض اگر اپنی بیوی کو طلاق دے تو اسے طلاق فار قرار دیں گے، لیکن اس سے یہ تفصیل معلوم نہیں ہوتی کہ طاعون کس مرحلہ میں پہنچ جائے تو اس کے مریض پر مرض الموت کے احکام جاری ہوں گے۔

اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں جو صراحت ملتی ہے وہ اپاہج اور مفلوج کے بارے میں ہے کہ اگر اس کی بیماری میں اضافہ ہوتا رہے تو غالب گمان یہی ہے کہ بدستور یہ اضافہ بالآخر جان لیوا ثابت ہوگا، اس لئے اس پر اس حالت میں مرض الموت کے احکام نافذ ہوں گے، اس کے برعکس اگر اضافہ ہونا بند ہو گیا تو اسے صحیح قرار دیں گے اور اس پر مرض الموت کے احکام جاری نہ ہوں گے (عنایہ ۲/ ۴۷۳)۔

کتنی مدت کے دوران اگر اضافہ ہوا تو اسے معتبر قرار دیا جائے گا؟ اس کی تحدید علماء نے ایک سال سے کی ہے۔

ہمارے اصحاب نے طویل مدت کی تحدید ایک سال سے کی ہے، چنانچہ بیماری پر ایک سال گذرنے کے بعد مریض کے تصرف کو صحیح کا تصرف قرار دیں گے (ہندیہ ۱/ ۴۶۴)۔

ایڈز، طاعون، کینسر اور اس طرح کے دیگر امراض کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے کہ ناقابل علاج مرحلہ کو پہنچ جانے کے بعد اگر بلا اضافہ ایک سال تک زندہ رہا تو اسے صحیح قرار دیں گے ورنہ اس پر مرض الموت ہی کے احکام جاری ہوں گے۔

Marfat.com

محور سوم

غیبت اور چغلی گناہ کبیرہ میں سے ہیں، یہ گناہ کتنا قبیح اور شنیع ہے اس کو قرآن نے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے، اس کی وجہ سے انسانی معاشرہ میں جو فساد اور تباہی رونما ہوتی ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی آدمی کا عیب نہ بیان کرنے میں کوئی دوسرا شخص نقصان اٹھاتا ہے، اور وہ کسی بڑے فریب کا شکار ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں شریعت نے بطور نصیحت اس کے عیب بیان کرنے اور اس سے محتاط رہنے کی اجازت دی ہے، چنانچہ فاطمہ بنت قیس کو جب ان کے شوہر ابو عمر بن حفص نے طلاق دے دی تو حضرت معاویہ اور ابوجہم نے شادی کا پیغام بھیجا، ان دونوں میں انتخاب کرنے کے لئے یہ حضور ﷺ کی خدمت میں مشورہ کی غرض سے حاضر ہوئیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

معاویہ تو وہ کنگال ہیں، ان کے پاس کوئی مال نہیں، اور رہ گئے ابوجہم تو وہ اپنے کاندھے سے اپنی لاٹھی نہیں رکھتے (تفسیر قرطبی ۱۶/ ۳۴۰)۔

پھر حضور ﷺ نے ان کی شادی حضرت اسامہ بن زیدؓ سے کرادی (سیر اعلام النبلاء ۳۱۹/۲)۔

بعض مرتبہ صورتحال یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ کسی شخص کا حال بیان کرنے میں نقصان اور نہ بیان کرنے میں بھی نقصان ہوتا ہے ایسی صورت میں دیکھا جائیگا کہ دونوں نقصان یکساں اور ایک درجہ کے ہیں یا ایک میں ضرر دوسرے کی بہ نسبت زیادہ ہے، اگر دونوں طرف کا ضرر برابر ہو تو اس کا راز افشا کرنا جائز نہیں، کیونکہ فقہی قاعدہ ہے: "**الضرر لا یزال بالضرر**"۔

لیکن اگر راز افشاء کرنے کی صورت میں پیدا ہونے والا ضرر افشاء کرنے کی صورت میں پیدا ہونے والے ضرر سے بڑھا ہوا ہو تو پھر یہاں پر یہ فقہی قاعدہ ملحوظ رکھا جائے گا، یعنی "**الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف**" (ہلکے ضرر کا ارتکاب کر کے شدید ترین ضرر کو دفع کیا جائے گا)، اسی طرح یہ قاعدہ بھی پیش نظر رکھا جائے گا: "**یتحمل الضرر الخاص**

Marfat.com

لأجل دفع الضرر العام" (الاشباہ والنظائر ۸۷،۸۸)، یعنی عمومی ضرر کو دور کرنے کی خاطر خصوصی ضرر کو قربان کیا جائے گا، مثلاً لشکر کفار میں کوئی مسلمان قیدی یا تاجر ہو تو اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تیر اندازی کی جائے گی (ہدایہ ۲/۵۴۱)۔

خلاصہ جوابات

ان تفصیلات وقواعد کی روشنی میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات حسب ذیل ہوں گے:

۱- اگر علاج کے ذریعہ مریض کی آنکھ دیکھنے میں بالکل صحیح وسالم معلوم ہوتی ہو اور ڈاکٹر کے علم میں اس کا کسی خاتون کے ساتھ رشتہ طے پا رہا ہو تو ڈاکٹر کو یہ راز افشا نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اس کے عیب کو صیغہ راز میں رکھنا ہی مناسب ہے، البتہ اگر لڑکی کے گھر والے معلومات کے لئے اس ڈاکٹر کے پاس آئیں تو انہیں باخبر کر دینا چاہئے۔

۲- طبی جانچ کے ذریعہ اگر مرد یا عورت کے متعلق کوئی ایسا مرض معلوم ہو جائے جس کے نتیجے میں ناقص الاعضاء بچے پیدا ہونے کا قوی امکان ہو تو ڈاکٹر پر لازم ہے کہ دوسرے فریق کو اس کی خبر کر دے تا کہ اس کی زندگی مصائب وآلام کی نذر نہ ہو جائے۔

۳- اسی طرح اگر طبی جانچ کے ذریعہ کوئی ایسا مرض ظاہر ہو جس کی بنا پر نکاح بار آور نہیں ہوسکتا اور ڈاکٹر کے علم میں یہ بات ہو کہ اس کا کہیں رشتہ طے ہو رہا ہے تو ڈاکٹر کو اس کے عیب سے باخبر کر دینا جائز ہے، اور اگر دوسرا فریق معلومات کے لئے ڈاکٹر کے پاس آئے تو ڈاکٹر کو اس کا راز چھپانا جائز نہیں، بلکہ اس کے بارے میں مطلع کر دینا ضروری ہے، علامہ نووی فرماتے ہیں:

مشورہ طلب کئے جانے والے شخص پر اس کی پردہ داری جائز نہیں، بلکہ بطور نصیحت اس کے حالات سے باخبر کرنا ضروری ہے (ریاض الصالحین ر ۵۸۱)۔

۴- یہ سوال "یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام" سے متعلق ہے،

Marfat.com

ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی ضعیف بینائی سے آگاہ کردے، تاکہ آگے چل کر اس کی ضعف بصارت سے گاڑی کسی حادثہ کا شکار ہو کر بہت سی جانوں کی ضیاع کا پیشہ خیمہ نہ ثابت ہو، جہاں تک اس کی ملازمت اور معاش کا مسئلہ ہے یہ ضرر خاص ہے جس کا ضرر عام کے مقابلہ میں اعتبار نہیں۔

۵- اسی طرح اگر کوئی شخص ٹرین، بس یا ہوائی جہاز کا ڈرائیور ہے اور نشہ کا عادی ہے اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ متعلقہ محکمہ کو اس کی حالت سے باخبر کردے، کیونکہ اس کی پردہ داری کرنے میں بے شمار لوگوں کی جان تلف ہونے کا اندیشہ ہے۔

۶- ناجائز حمل سے بچہ پیدا ہوا اور بدنامی کے خوف سے عورت نے اس نومولود کو کسی شاہراہ یا پارک وغیرہ میں چھوڑ کر ڈاکٹر کو اس کی اطلاع دی تو ڈاکٹر کو اس عورت کی رازداری کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہے، لیکن پردہ داری کرنا ہی مناسب ہے، "ہدایہ" میں ہے:

حدود کے باب میں گواہوں کو اختیار ہے چاہیں تو اسے صیغہ راز میں رکھیں یا اظہار کردیں، لیکن پردہ داری افضل ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ داری کرے اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں اس کے عیوب کو چھپائیں گے (ہدایہ ۳/ ۱۵۴)۔

البتہ اس معصوم بچہ کے بارے میں حکومت کے متعلقہ محکمہ کو خبر کرنا ضروری ہے تاکہ وہ معصوم نفس ضائع نہ ہو جائے، اور اگر اس کی حفاظت کی راہ میں عورت کی نشاندہی کرنی پڑے تو پھر رازداری درست نہیں۔

۷- اس صورت میں جب کہ نشہ کے عادی شخص پر تمام نفسیاتی تجربات ناکام ہو چکے اور علاج کی یہی ایک صورت رہ گئی کہ شراب میں جس کا وہ عادی ہے متلی یا قے لانے والی دوا ملا کر دی جائے جائز ہونا چاہئے، کیونکہ اس میں اگرچہ ایک حرام چیز کے استعمال کا مشورہ دیا جارہا ہے، مگر یہ مشورہ ایسا ہے کہ اگر نہ بھی دیا جاتا تو بھی وہ اس کا عادی تھا ترک نہ کرتا، اور ڈاکٹر کے اس علاج سے اس کے مرض کے دور ہونے کی امید ہے، لہذا اس قسم کے طریقہ علاج کو جائز ہونا

Marfat.com

چاہئے، خصوصا جب کہ ایسی صورت میں تداوی بالخمر کی علماء کی ایک جماعت نے اجازت دی ہے،''عالمگیری'' میں ہے:

اگر ڈاکٹر کسی مریض کو شراب پینے کا مشورہ دے تو ائمہ بلخ کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ اگر اس کے ذریعہ صحت کا یقین ہو تو استعمال جائز ہے (الفتاوی الہندیہ ۵/۳۵۵)۔

۸- ایسا جاسوس جس سے عام لوگوں کا غیر معمولی نقصان ہوتا ہو اور اس کا یہی پیشہ بن چکا ہو ایسی صورت میں لوگوں کو ضرر سے بچانے کے لئے ڈاکٹر کو اس کی پردہ داری نہیں کرنی چاہئے، بلکہ حکومت کے متعلقہ محکمہ کو اس سے باخبر کردینا چاہئے۔

۹- صورت مسئولہ یہ ہے کہ کسی مریض نے جرم کا ارتکاب کیا اور ڈاکٹر کے پاس اس جرم کا اقرار بھی کیا اور اسی جرم پر شبہ کی بنا پر دوسرا شخص ماخوذ ہو گیا جو دراصل اس جرم سے بری ہے تو ڈاکٹر کا اس مریض کے بابت کیا رویہ ہونا چاہئے؟

''باب الشہادۃ'' میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے اوپر کسی حق کا اقرار کیا تو اس کے اوپر گواہی دینا جائز ہے، نیز یہ مسئلہ بھی ہے کہ اگر مدعی کی دانست میں اس کا کوئی گواہ نہ ہو حالانکہ ایک آدمی اس کا گواہ ہے اور اندیشہ ہے کہ اگر یہ شخص گواہی نہ دے گا تو مدعی کو اپنے حق سے ہاتھ دھونا پڑے گا تو اس گواہ پر گواہی دینا لازم اور ضروری ہے۔

مگر جب کہ حق دار کو معلوم نہ ہو اور (گواہی نہ دینے میں) اس کے حق کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو بلا طلب گواہی دینا لازم ہے، جیسا کہ ''فتح القدیر'' میں ہے (اللباب ۴/۵۴)۔

یہاں پر جب ایک حق کے فوت ہونے پر بلا طلب شہادت لازم ہے تو جان کا معاملہ تو اس سے اہم ہے یہاں پر بھی ڈاکٹر کو مریض کے جرم کے بارے میں باخبر کرنا ضروری ہے، گو ڈاکٹر تنہا ہو پھر بھی گواہی نہ دینا درست نہیں، یہ اور بات ہے کہ قاضی یا حاکم اس کی بات قبول نہ کرے۔

ابن نجیم لکھتے ہیں: اگر اطلاع دینے والا ایک عادل آدمی ہو تو اسکے لئے جائز نہیں کہ گواہی کو چھوڑ دے (البحر الرائق ۷/۵۸)۔

۱۰- اس مسئلہ پر محور دوم کے سوال نمبر ۲ پر روشنی ڈال دی گئی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

چوتھا باب

اقتباسات

Marfat.com

Marfat.com

طبی اخلاقیات

مولانا محمد عارف مظہری (حیدر آباد)

اللہ کے رسول ﷺ نے زندگی کے تمام گوشوں میں امت کی رہنمائی کی اور ان کو اس کے نفع وضرر سے آگاہ کیا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ طبابت کے متعلق آپ کچھ نہ فرماتے اور اس میدان کو بالکل خالی چھوڑ جاتے، چنانچہ کتب احادیث میں ایک مستقل باب محدثین نے قائم کیا ہے جس سے معلوم ہوا ہے کہ آپ سے اس سلسلہ میں معتد بہ احادیث منقول ہیں اور بعد کے لوگوں نے طب نبوی کے عنوان سے تحقیقات اور تجربات کیے ہیں، انہیں ارشاد کردہ احادیث میں ایک حدیث جسے امام مالکؒ نے اپنی موطا میں ذکر کیا ہے:

''زمانہ نبوی میں ایک شخص کو زخم لگ کر خون جم گیا اس شخص نے بنوانمار کے دو لوگوں کو برائے علاج بھیجا، ان دونوں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھ کر یہ سمجھا کہ آپ ﷺ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ علاج میں تم دونوں میں سے زیادہ ماہر کون ہے؟ اس میں سے ایک نے تعجب سے پوچھا کہ کیا طب میں بھی کوئی خیر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مرض پیدا کرنے والے نے اس کا علاج بھی پیدا فرمایا ہے'' (مؤطا امام مالک ر ۷۵ ۳)۔

اس حدیث میں ماہر طبیب کے بارے میں آپ ﷺ نے سوال فرما کر امت کو اس بات کی تعلیم دی کہ اس طبابت میں بھی تم ماہر اور تجربہ کاروں ہی سے فائدہ اٹھانا، اور تمہاری منفعت اور تمہارا فائدہ انہیں سے استفادہ کرنے میں ہے، ورنہ ناتجربہ کار کے استفادہ سے تم صحت جسمانی جو نعمت عظمی ہے اس کی حفاظت بہتر طریقہ پر نہ کرسکو گے۔

Marfat.com

ایسا شخص جو قانوناً کسی مرض کے علاج ومعالجہ کا مجاز نہیں، لیکن ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بنا پر واقفیت رکھتا ہو تو صرف تھوڑی واقفیت تو ہر شخص دوا سے متعلق رکھتا ہے، لیکن یہ تھوڑا تجربہ یا مطلق تجربہ اسے اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ علاج پر اقدام کرے جب تک کہ وہ اس میں ماہر نہ ہو، اسی سبب سے احمد بن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں کہ ضمان سے بری اسی وقت طبیب ختان یا حجام ہو سکتے ہیں جب کہ ان کے اندر مذکورہ ذیل دو شرطیں پائی جائیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ ماہر فن ہوں اور انہیں اس میں معرفت وبصیرت حاصل ہو، کیونکہ اس کے بغیر یہ اقدام ان کے لئے جائز نہیں اور اگر اس کے بعد بھی انہوں نے جرات کر ہی ڈالی تو یہ فعل محرم کے مرتکب ہو کر ضامن قرار پائیں گے، دوسری شرط یہ ہے کہ مطلوبہ محل سے تجاوز نہ کریں جب یہ دونوں شرطیں پائی جائیں گی تو وہ ضمان سے بری ہوں گے۔

اگر اس شخص پر یہ دونوں مذکورہ شرطیں عائد نہ کی جائیں تو ہر کس وناکس اپنی واقفیت اور تجربہ کا دعوی کرے گا اور ذاتی تجربات میں اور خود حاصل شدہ کسی بھی علم میں جس میں کسی راہنما کی رہنمائی نہ ہو غلطی کرنا اور اکثر غلطیوں کا پایا جانا بدیہی ہے اور بہت سی چیزیں ہر فن میں ایسی ہوا کرتی ہیں جو بغیر کسی کو استاد یا نگراں بنائے جو اس فن کا ماہر ہو کو حاصل ہو نہیں سکتی، اور نا تجربہ کار ڈاکٹر یا ختان وغیرہ کے فعل سے حاصل شدہ ضرر کے ذمہ دار یہی نیم حکیم قرار پائیں گے، علامہ جزیریؒ لکھتے ہیں:

ڈاکٹر وغیرہ جو اپنے پیشہ میں مہارت نہیں رکھتے وہ ایسے ہی ہیں جو دعوی تو بواسیر کے کاٹنے اور آنکھ کے آپریشن کا کرتے ہیں پر ان کو اس میں مہارت نہیں تو ان کی ذات سے پہنچنے والے ضرر کے وہ ذمہ دار ہوں گے ان پر ضمان آئے گا (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۳/ ۱۵۳)۔

نیز فقہ السنہ میں اس بات کی صراحت ہے کہ اس ضمان کے عائد کرنے پر علماء کا اتفاق ہے (فقہ السنہ ۲/۵۸۱)۔

Marfat.com

ڈاکٹر کی بے توجہی

قانونا علاج و معالجہ کی اجازت یافتہ ڈاکٹر نے مریض کے ساتھ وہ تمام تدابیر اور احتیاطیں نہ کیں جو اسے مطلوب تھیں، نیز اس کی نگرانی اور دیکھ بھال میں بھی تساہل سے کام لیا تو مریض کو پہنچنے والے ہر نقصان کا ذمہ دار وہ ڈاکٹر قرار پائے گا جس کے غیر ذمہ دارانہ علاج کے سبب مریض کو یہ نقصان برداشت کرنا پڑا ہے، چنانچہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

اگر ڈاکٹر ماہر ہو، لیکن اس نے ختنہ کی صورت میں حشفہ یا مقام ختن سے آگے کاٹ دیا یا آدمی کے آپریشن میں اس نے ضرورت سے زیادہ کاٹا یا کند ہتھیار سے کاٹا جس سے تکلیف زیادہ ہوتی ہے یا ایسے وقت میں اس کا آپریشن کیا جب کہ وہ اس لائق نہیں ہوا تھا تو ان جیسے تمام صورتوں میں ڈاکٹر ضامن ہوگا (المغنی ۵/ ۳۱۳)۔

اور اس ضمان میں اس سے دیت لی جائے گی جب کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت (فقہ السنہ ۲/ ۵۸۱)۔

چنانچہ صاحب ''البحر الرائق'' علامہ ابن نجیمؒ نے احتیاط کا بھی ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

اگر مریض ڈاکٹر کی ایسی جراحت سے فوت ہوا کہ موضع معتاد سے تجاوز نہ کیا اور ڈاکٹری رو سے تمام احتیاطیں ملحوظ رکھیں، لیکن اگر ان مذکورہ افعال میں سے کسی بھی فعل میں تساہلی ہوئی اور اس کے سبب اس کا کوئی عضو ناکام ہوگیا یا جان چلی گئی تو اس کوتاہ ڈاکٹر پر ضمان ہوگا (البحر الرائق ۸/ ۲۹)۔

آپریشن کے لئے اجازت

زیر علاج مریض جس کا آپریشن ضروری ہوگیا ہے اگر وہ خود آپریشن کی اجازت دے دیتا ہے تو ڈاکٹر اس کے آپریشن کا حقدار ہوگا (بدائع الصنائع ۷/ ۲۳) اور یہی حکم ان قریبی رشتہ داروں کا بھی ہے جو اسے ہاسپٹل تک لے گئے ہیں، کیونکہ اگر ان کی اجازت کو مریض کی جانب

Marfat.com

سے دلالۃ اجازت تسلیم نہ کی جائے تو بسا اوقات کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور جو لوگ اسے ہاسپٹل تک لے آئے ہیں کیا وہ ایسے اقدام کرسکتے ہیں جو اس وقت مریض کے لئے ضرر رساں ہوں یا اس کی جان پر بن پڑے تو جب صحت کی حالت میں ولی کا کیا گیا فعل اپنی بالغ اولاد کے حق میں جب کہ وہ خاموش رہ جائے اجازت تصور کیا جاتا ہے تو یہاں مریض کی خاموشی ہی نہیں بلکہ خود سپردگی ہے تو یہاں بھی اس کے حق میں ولی اور اعزہ کو ولایت حاصل ہوگی اور ان کی دی ہوئی اجازت مریض کی دی ہوئی اجازت کا درجہ رکھتی ہے، اجازت اور ضمان کا مسئلہ ایک اصول پر مبنی ہے جس کو ابن قدامہ حنبلی نے ''المغنی'' میں ذکر کیا ہے، کہ ضمان کا تعلق اجازت اور غیر اجازت سے کم، بلکہ تعدی اور عدم تعدی پر موقوف ہے، کیونکہ اگر اذن کے بعد تعدی پائی جائے گی تو بھی ڈاکٹر پر ضمان لازم ہوگا (المغنی ۵/ ۳۱۳)، اور اجازت ولی بھی ضروری ہے چنانچہ ''الفقہ علی المذاہب الاربعہ'' میں امام احمدؒ کے مذہب کو ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے:

کسی بچہ کا علاج بغیر اجازت ولی ہوا تو ضرر کا ضمان ڈاکٹر پر ہوگا (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۳/ ۱۵۳)۔

امام شافعیؒ بھی اجازت کو ضروری قرار دیتے ہیں اور ضمان سے بری ہونے کی وجہ ''إنما فعلاہ للصلاح بأمر المعقول بہ'' فرماتے ہیں (کتاب الام ٦/ ۱۷٦)۔

محور اول کی چوتھی صورت میں جب کہ خود مریض اس لائق نہیں جو اجازت دے سکے اور اس کے اعزہ بھی موجود نہیں تو اس صورت حال میں فوری ضروری آپریشن کردہ مریض کو اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو ڈاکٹر پر اس کا ضمان نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ لقطہ جو کہ مال ہے اگر کسی کو پڑا ہوا ملے تو اس کے اٹھانے کی شرعاً اجازت ہے جب کہ اشہاد و اعلان کا ارادہ ہو، لیکن وہی لقطہ اگر ضائع ہونے کے کنارے پر ہو تو اس کا اٹھانا واجب ہے، تو نفس جو کہ حفاظت کے اعتبار سے مال سے بڑھا ہوا ہے اس کے اٹھالینے پر ذمہ دار اور ضمانت دار نہ ہوگا، کیونکہ ایسے لقطہ جس کے بارے میں مالک یہ دعوی کرتا ہے کہ اٹھانے والے نے اس کو اپنے فائدہ کے لئے اٹھایا ہے اور

Marfat.com

آخذ کا دعوی یہ ہے کہ اس نے مالک کے لئے اس کو اٹھایا ہے تو سواء ابوحنیفہؒ کے تمام ائمہ شافعیؒ، مالکؒ، احمدؒ اور حنفیہ میں صاحبین اس آخذ کو ضامن قرار نہیں دیتے ہیں تو اس شخص کا آپریشن کرنے والا ڈاکٹر جس کو آپریشن کرنے میں کسی بھی قسم کا ذرہ برابر کوئی نفع نہ فی الحال ہے اور نہ ہی وہ فی الحال اس کی امید رکھ سکتا ہے، کیونکہ اعزہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کوئی اجازت تھوڑی ہی دی تھی جو ہم اس کے علاج وغیرہ کے ذمہ دار ہوں یہ آپریشن اس ڈاکٹر کا محض احسان ہے، لہذا اس کو ضمانت دار نہیں قرار دیا جا سکتا۔

نیز فقہاء نے جو ضمان سے براءت کی دو شرطیں ذکر کی ہیں وہ مکمل طور پر اس جگہ پائی جا رہی ہیں: ایک شرط اجازت کی ہے جو اگرچہ صراحۃً یہاں نہیں پائی جا رہی ہے لیکن دلالۃً پائی جا رہی ہے اور بہت کم ممکن ہے کہ ایسی صورت میں اعزہ کسی قسم کا دعوی ڈاکٹر پر کریں، دوسری تعدی تو یہ شرط تو بالکل واضح ہے کہ اگر ڈاکٹر کو تعدی مقصود ہوتا تو وہ اس کا علاج کرنے کے بجائے اس کو یوں ہی چھوڑ دیتا، لہذا تعدی کا الزام اس پر عائد نہیں کیا جا سکتا، ایک مرض یا حادثہ میں گرفتار شخص گویا زبان سے گویا ہوتا ہے کہ میں لائق مدد ہوں میرے مدد اور مجھے اس مرض اور حادثہ سے چھٹکارا دلایا جائے، لہذا ایسے مریض کا فی الفور رابطہ دلانے والا شخص ذمہ دار نہ ہوگا۔

☆☆☆

Marfat.com

طبیب کو ضامن قرار دیئے جانے کا مسئلہ

مولانا عتیق الرحمن سیوانی ☆

سب سے پہلے ضروری ہے کہ طبیب جاہل وحاذق کی پہچان کر لی جائے تا کہ مسئلہ کا حل کرنا آسان ہو جائے، طبیب جاہل وحاذق کسے کہتے ہیں اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات مختلف ملتی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ طبیب کے متعلق لوگوں کو معلوم ہو کہ علم طب کا جاننے والا ہے اور وہ دواؤں کے منفی اثرات کو زائل کرنے پر قدرت رکھتا ہو، یا دوسرے ڈاکٹرس اس کی تائید وتوثیق کرتے ہوں، یا دور حاضر میں کسی کالج کا سند یافتہ ہو، ان تمام صورتوں میں اس ڈاکٹر پر طبیب حاذق کا حکم عائد کیا جائے گا، اگر اس کے خلاف ہو، یعنی بسا اوقات وہ ایسے ادویات اپنے مریضوں کے لئے تجویز کر دیتا ہے جس کو دوسرے ڈاکٹرس ایسے مریض کے لئے مضر سمجھتے ہیں، یا اکثر مضرت ثابت ہوتا ہے، اسی طرح ادویات کے مضر اثرات کو زائل کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، یا کوئی معتبر سند یافتہ نہیں ہے تو اس کو طبیب جاہل شمار کیا جائے گا۔

اب ایک مسئلہ یہ اٹھتا ہے کہ کیا اس زمانہ میں سرکاری طور پر سند یافتہ ہونا ماہر ڈاکٹر ہونے، یعنی طبیب حاذق ہونے کے لئے ضروری ہے تو یہ بات ذہن کو نہیں لگتی، کیونکہ شریعت اسلامی میں طبیب حاذق پر بہت سارے احکام شرع کی بنیاد ہے، اس لئے ضروری ہے کہ طبیب حاذق قرار دینے میں شرع کو بنیاد بنایا جائے، ورنہ ایک دوسرا مسئلہ پیدا ہو جائے گا وہ یہ کہ ایک ڈاکٹر سرکاری طور پر سند یافتہ ہے، مگر شرعاً وہ طبیب حاذق کی صفت سے خالی وعاری ہے تو کیا اس

☆ پھلواری شریف، پٹنہ، بہار۔

Marfat.com

سے سرزد ہونے والے نقصان کا ضامن قرار دیا جائے گا؟ اور دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص سرکاری سند یافتہ نہیں ہے، مگر مہارت وحذاقت موجود ہے، لہذا فن طبابت کی بنیاد علم کے ساتھ تجربات کو بھی قرار دیا جائے جو شرعاً مطلوب بھی ہے اور یہ چیز ایک ماہر طبیب، یا ڈاکٹر کی صحبت میں رہ کر بھی حاصل کیا جاسکتا ہے، اور چونکہ عہد نبوی میں اطباء موجود تھے باوجود یہ کہ حکومت وقت کی جانب سے کسی توثیق کی بات نہیں ملتی اور فقہاء نے بھی مہارت وحذاقت ہی کو بیان کیا ہے۔

۱-علم طب کا جاننے والا ہونے کے باوجود علاج ومعالجہ کرنے کا مجاز نہ ہونا دو اعتبار سے ہوسکتا ہے: ایک تو یہ کہ وہ ڈاکٹر شرعاً علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے، اگر ایسے ڈاکٹر سے مریض کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ ضامن ہوگا، کیونکہ ازروئے شرع، یا تو مجور ہے، یا جاہل ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر وہ ڈاکٹر دنیاوی قانون کے اعتبار سے علاج کرنے کا مجاز نہیں تو اب دیکھا جائے گا کہ وہ شرعاً اس کا مجاز ہے، یا نہیں اگر شرعاً بھی مجاز نہیں ہے تو اس سے سرزد ہونے والے نقصان کا ضامن ہوگا، اور شرعاً مکلّف تھا تو اب اس کو ازروئے شرع ضامن قرار دینا درست نہیں ہے، کیونکہ وہ ڈاکٹر اس کا مکلّف ہے اور اس کا حق ہے، جس کی وضاحت اوپر آچکی ہے، البتہ ضمان عائد ہونے کی دلیل پیش خدمت ہے:

"قال النبی ﷺ أیما طبیب تطبب علی قوم لا یعرف له تطبب قبل ذلک فاعنت فھو ضامن" (مشکوۃ ۲/ ۶۳۰)۔

۲- جب اتنی بات معلوم ہوگئی کہ قانوناً کسی کو معالجہ کی اجازت ہوتی ہے تو اسی جگہ اس مسئلہ کو بھی حل کرلیا جائے کہ ایک ماہر فن ڈاکٹر پر ضمان کب واجب اور ثابت ہوگا، اس سلسلہ میں فقہاء نے صراحت کی ہے کہ دو شرطیں ایسی ہیں جن کے عدم موجودگی میں حکیم حاذق وڈاکٹر ماہر پر ضمان عائد ہوتا ہے:

۱-اولیاء مریض، یا خود مریض کی اجازت کا ہونا ضروری ہے، اگر اجازت مفقود ہے تو ازروئے شرع ضامن قرار دیا جائے گا۔

Marfat.com

۲-اسی طرح دوسری شرط طبی احتیاط وتدابیر کا ملحوظ رکھنا بھی ہے، اب جب کہ سوالنامہ میں ڈاکٹر کی بداحتیاطی اور لاپروائی کی وجہ سے کسی مریض کا کوئی عضو تلف ہوتا ہے یا مریض فوت ہوجاتا ہے تو ڈاکٹر ضامن ہوگا، کیونکہ دوسری شرط مفقود ہے ڈاکٹر اپنا فریضہ اور ذمہ داری قبول کرنے کے باوجود ادا نہیں کیا ہے، علامہ شامی نے باب ''الاجیر'' کے تحت اور علامہ کاسانی نے (۷/۳۰۵) پر پوری مفصل بحث کی ہے (ملاحظہ ہو: ردالمحتار ۵/۴۳، مواہب الجلیل ۶/۳۲۱)۔

۳- قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ ایک جان کی قیمت بہت اہمیت رکھتی ہے اور انسانوں کو اپنی قدرت واستطاعت کے مطابق بچانے کی کوشش بھی کرنی چاہئے، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی بھوک کی بنا پر حالت اضطرار کو پہنچ گیا ہے اور وہ ایک ایسے شخص سے کھانے کا سوال کرتا ہے جو اس کے انتظام پر قدرت رکھتا ہو اور پھر بھی اس کو کھانا نہیں دیا جس کے سبب اس کی جان چلی گئی تو ایسا شخص عندالشرع مجرم قرار پائے گا، بعینہ یہی سوال اس صورت میں موجود ہے کہ ایک مریض اگر جان کنی کے عالم میں ہے اور ڈاکٹر کے پاس بچانے کی تدبیر موجود ہے، مگر اجازت نہ ہونے کی وجہ سے اس تدبیر کو استعمال نہیں کرتا تو کیا اس ڈاکٹر کو بھی ضامن قرار دیا جائے گا؟ اس سلسلہ میں کتب حنفیہ کی اگر ورق گردانی کی جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ضامن قرار نہیں پائے گا، اس وجہ سے اجازت کا نہ ہونا معقول عذر ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ تداوی کے باب میں شفایابی ظنی ہے اور بھوک کی شدت میں کھانا کھلانا، کنویں میں گرنے سے بچانا یقینی رستگاری ہے، جیسا کہ ''فتاوی بزازیہ'' میں یہ جزئیہ صراحۃ موجود ہے (دیکھئے: فتاوی بزازیہ ۶/۳۶۷)۔

البتہ احقر کی رائے اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اگر مریض لاوارث ہے یا وارث ہیں مگر معلوم نہیں یا بہت دور ہیں جن سے اجازت ممکن نہیں یا ممکن تو ہے مگر مریض کے یا اس کے کسی عضو کا ضائع ہونا یقینی ہے اور مریض خود اس قابل نہیں کہ اجازت دے سکے یا اس ڈاکٹر کے اسپتال میں لاکر رکھ دیا گیا ہے اور ڈاکٹر کو تشویش ہے کہ اگر فوراً آپریشن نہ کیا گیا تو ہلاکت کا سبب ہوگا

Marfat.com

ایسی صورت میں اگر ماہر ڈاکٹر نے بلا اجازت کے آپریشن کردیا، مگر سوا اتفاق مریض شفایاب نہ ہوسکا تو اب ڈاکٹر کو ضامن قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ وہ محسن شمار ہوگا اور اس کی کوئی غلطی بھی نہیں ہے، بلکہ معقول عذر بھی ہے، جیسا کہ علامہ ابن قیم اور دیگر کتب فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے (ملاحظہ ہو: زاد المعاد ۴/۱۴۱، احکام الجراحۃ الطبیہ/ ۲۴۴)۔

☆☆☆

Marfat.com

علاج ومعالجہ کے لئے قانونی اجازت

مولانا سعید الرحمن قاسمی ☆

محور اول

ہر زمانے میں حکومت لوگوں کو آسانی کے لئے ایک قانون مقرر کرتی ہے تا کہ وہ لوگ جو اس قانون کے حامل نہ ہوں ایسے کام سے رک جائیں جس سے لوگوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے، اور علاج ومعالجہ کا معاملہ چونکہ ذرا سنگین ہے، اس لئے اس کے لئے بھی کچھ قوانین وشرائط مقرر کئے جاتے ہیں تا کہ لوگ ناواقف ڈاکٹر کے علاج سے ہونے والے نقصانات سے چھٹکارا پا سکیں۔

اسی طرح کا حکم اور تصور شریعت اسلامیہ میں بھی ملتا ہے کہ ایک آدمی ڈاکٹر اور طبی معلومات سے ناواقف ہے تو اس پر حجر کا حکم لگایا جائے گا، جیسا کہ فتح القدیر (۱۸۷/۸) میں ہے۔

اس لئے ایک ایسا ڈاکٹر جسے قانونا علاج کا حق نہیں ہے پھر بھی لوگوں کا علاج کرتا ہے اور اس سے کوئی نقصان پہنچتا ہے، مثلاً جان چلی جائے یا کوئی عضو تلف ہو جائے تو اس پر ضمان آئے گا (حوالہ سابق)۔

گویا قانونی اجازت حاصل کئے بغیر صرف تجربہ سے ڈاکٹری کرنے والے کو ان ڈاکٹروں کے زمرے میں رکھا جائے گا جو طبی معلومات سے ناواقف ہیں، ظاہر ہے کہ جو طبی

☆ دار العلوم حیدر آباد، شیورام پلی، حیدر آباد۔

Marfat.com

معلومات سے ناواقف ہو اس کو علاج و معالجہ کا حق حاصل نہیں ہو سکتا، انہیں تفصیلات کو حضور ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں سمو دیا۔

"ومن تطبب ولم يعرف الطب فهو ضامن"(مشکوۃ شریف ۳۰۴/۲)۔

یعنی ایسا علاج نہ جانتا ہو جس سے عام طور پر صحت حاصل ہو جائے، اسی سے معلوم ہو گیا کہ صرف اپنے طور پر تھوڑا علاج کرنا جان لے تو اس کو علاج کا حق نہ ہو گا۔

فقہاء کرام کے ذکر کردہ شرائط

امام مالکؒ نے اس شرط کی صراحت فرمادی ہے کہ جب تک ڈاکٹر حاکم وقت کی اجازت (تحریری تصدیق) حاصل نہ کر لے اس وقت تک اس کے لئے ڈاکٹری کا پیشہ کرنا درست نہ ہو گا۔

امام ابوحنیفہؒ ڈاکٹری کے جواز اور نقصان کی صورت میں ڈاکٹر پر ذمہ داری عائد نہ ہونے کے لئے دو شرطیں لگاتے ہیں:

۱-ضرورت عامہ، ۲-اذن مریض یا اس کے ولی کی اجازت۔

اور امام شافعیؒ بشمول امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ مریض کی اجازت اور مریض کی اصلاح کی نیت ہو تو نقصان کی صورت میں ڈاکٹر ذمہ دار نہ ہو گا۔

ان حوالوں کی روشنی میں خاص کر امام مالکؒ کے قول اور آج کل کی دوائیوں میں بے احتیاطی کی صورت میں ہونے والی ہلاکتوں کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ ایسا ڈاکٹر جسے قانونا علاج کا حق نہ ہو اگرچہ تجربہ کی روشنی میں وہ صحیح علاج کر سکتا ہے پھر بھی اس کو علاج کا حق نہیں دیا جائے گا ورنہ بہت سے لوگ اپنے آپ کو طبیب ظاہر کر کے لوگوں کا علاج کریں گے نتیجۃً اس سے بہت سے لوگوں کا نقصان ہو جائے گا، اس لئے ڈاکٹر کے ماہر ہونے کا معیار یہی ہو گا کہ وہ سرٹیفکٹ حاصل کرے اور قانونا اجازت بھی۔

Marfat.com

۲- کتب فقہ میں اس کی نظیر امانت کے مسئلہ میں ملتی ہے کہ ایک آدمی کسی کے پاس امانت کے طور پر کوئی چیز رکھے اگر امانت دار نے اس سامان کی حفاظت میں بے احتیاطی نہیں برتی اس کے باوجود نقصان پہنچا تو امین پر ضمان نہیں آئے گا، لیکن اس نے بے احتیاطی برتی اور اس کے نتیجہ میں سامان کا نقصان ہوا تو امین پر ضمان آئے گا۔

''ولا تضمن بالهلاك من غير تعد'' (درمختار ۴/۵۶۱)۔

اس تعلق سے ''التشریع الجنائی'' میں ایک صریح عبارت موجود ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی ڈاکٹر نے حسن نیت کے ساتھ علاج کیا پھر بھی مریض کو کسی طرح کا نقصان پہنچا تو وہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

لیکن احتیاط کے باوجود اگر ایسی غلطی ہو جائے جسے اصول طب سے موافقت نہ ہو، یعنی اصول طب کے مطابق یہ غلطی نہیں ہونی چاہئے تو اس صورت میں ڈاکٹر ضامن ہوگا (دیکھئے: التشریع الجنائی ۱/۵۲۴)۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگر ڈاکٹر قصدا یا اس کی بے احتیاطی سے مریض کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو ڈاکٹر اس کا ضامن ہوگا، چاہے نقصان فاحش نہ ہو۔

۳- اگر چہ شریعت میں ماہر ڈاکٹر کی رائے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے، اسی لئے اگر آپ فقہاء کی عبارت کا جائزہ لیں تو علاج کے باب میں جگہ جگہ اس کا تذکرہ ملے گا کہ فلاں حرام اور ناجائز چیز اس وقت استعمال کرنا جائز ہے جبکہ اور شرائط کے ساتھ ساتھ ماہر ڈاکٹر کی رائے میں اس حرام سے شفا حاصل ہونا غالب ہو تو اس کو استعمال کرنا جائز ہوگا (جواہر الفقہ ۱/۳۰)۔

کفایت المفتی میں ہے: کسی انسان کا خون علاج کی غرض سے دوسرے انسان کے جسم میں داخل کرنا جب کہ اس کی شفایابی اس پر بقول طبیب حاذق مسلم منحصر ہوگئی تو مباح ہے (کفایت المفتی ۹/۱۴۳)۔

ڈاکٹر کی رائے کی اس اہمیت کے باوجود اس کو یہ حق نہیں ہے کہ بغیر اذن مریض یا اس

Marfat.com

کے ولی کے اس کا آپریشن کرے اور اگر بلا اذن ایسا کیا تو نقصان کی صورت میں ڈاکٹر ضامن ہوگا۔

۴- ہاں اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ کوئی اپنے وطن سے کہیں دور سعودیہ وغیرہ میں ہو اور خدانخواستہ اس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آجائے، مثلاً بس حادثہ میں ایکسیڈینٹ کر جائے جس کے نتیجہ میں اس کا آپریشن یا کوئی اہم علاج لازم ہو اور اس کے اقرباء اور خاندان والے ایسے علاقہ سے تعلق رکھتے ہوں جہاں فون وغیرہ کے ذریعہ فی الفور رابطہ قائم نہیں کیا جاسکتا اور ادھر ماہر ڈاکٹر کی رائے میں اس کا آپریشن وغیرہ ضروری ہے، ورنہ اس کی جان یا کسی عضو کے ہلاک ہونے کا قوی اندیشہ ہے تو "إذا تعارضا مفسدتان رعي أعظمهما ضررا بارتكاب أخفهما" کے قاعدہ کے تحت اس کا آپریشن کر دینا چاہئے، اس لئے کہ جان یا عضو کا بچانا زیادہ اہمیت رکھتا ہے اجازت حاصل کرنے کے مقابلہ میں۔

محور دوم

۱- خدانخواستہ اگر کسی کو ایڈز کا مرض لاحق ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے مرض کو دوسرے لوگوں سے چھپائے رکھے تاکہ لوگ اس کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں، جہاں تک اس کے متعدی ہونے کی بات ہے تو یہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہے کہ کس کو بیمار کرے اور کس کو نہیں، البتہ اپنے طور پر احتیاط کرے، یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک یہ مرض اطباء کی نظر میں لا علاج مرض ہے، لیکن جب اس کا علاج ہونے لگے تو اس صورت میں اپنے خاندان اور رشتہ داروں پر اپنے مرض کو ظاہر کرے تاکہ اس کے دفاع کے لئے مناسب اقدامات کئے جاسکیں، اس لئے کہ شرعاً ایسے مرض کا علاج کرنا ضروری ہے جس سے جان جانے یا کسی عضو کے تلف ہونے کا قوی اندیشہ ہو، چونکہ انسان کا جسم محترم ہے اسی وجہ سے بعض مرتبہ چند شرائط کی موجودگی میں حرام چیز کا استعمال بھی جائز قرار دے دیا گیا، خود اللہ تعالیٰ نے ایسے وقت کے لئے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

"فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم فان الله غفور رحیم" (سورۂ مائدہ)۔

مفتی شفیعؒ "جواہر الفقہ" میں اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس لئے ایڈز کے مریض کو چاہئے کہ اس کے علاج کی موجودگی میں اپنے مرض کو رشتہ داروں پر ظاہر کرے تا کہ اس کا مناسب علاج کرایا جاسکے۔

۲۔ اگر ایڈز کا مریض زیر علاج ہو اور وہ ڈاکٹر سے کہہ رکھا ہو کہ اس راز کو وہ کسی پر ظاہر نہ کرے تو ڈاکٹر کو چاہئے کہ اس مرض کو دوسروں سے چھپائے رکھے، اس لئے کہ ظاہر کرنے میں خواہ مخواہ دوسرے لوگوں کو پریشانیاں ہوں گی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهي أمانة" (ترمذی شریف ۲/۱۷)۔

۳۔ اگر کسی آدمی کو ایسا مرض لاحق ہو جو متعدی امراض کہلاتے ہیں تو اس کے متعلقین کو چاہئے کہ اس سے نفرت کرنے کے بجائے اس کا علاج اور دیکھ بھال کرے اسی طرح محلّہ کے لوگوں کو چاہئے کہ اس کی وجہ سے اس کو چھوڑ کر اس خیال سے نہ بھاگیں کہ ہم کو بھی یہ مرض لاحق نہ ہو جائے، اس لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاعون کی جگہ سے مت بھاگو، اسی طرح ہر وہ مرض جسے متعدی سمجھا جاتا ہو اس سے بھاگنا صحیح نہیں ہے، درحقیقت کسی کو مریض کرنے والا یا صحت دینے والا صرف خدا کی ذات ہے، اس لئے کسی مرض کے متعدی ہونے کا عقیدہ رکھنے سے بچنا چاہئے۔

دوسری بات قابل توجہ یہ ہے کہ ایڈز کا مرض اور امراض کی طرح صرف بدن لگنے یا ساتھ رہنے سے نہیں لگتا، بلکہ خون نکل کر لگ جائے یا بیوی سے ہمبستری کرے تب یہ مرض کسی کے لئے سبب بن سکتا ہے، اس لئے لوگوں کا اس سے بھاگنا یا مریض کو اپنے سے جدا رکھنا صحیح نہیں ہے۔

۴۔ کسی آزاد عورت سے جب آدمی نکاح کرتا ہے تو وہ اس کے بضعہ کا مالک بن جاتا ہے اور اس نکاح کا مقصد حق زوجیت (وطی) حاصل کرنا ہے، گویا اصل مقصد نکاح کا یہی ہے

Marfat.com

اب اگر کوئی شخص عورت کے ساتھ ایسا معاملہ کرے جو اصل مقصد نہیں ہے، بلکہ وہ ممنوع ہے جیسے مارنا پیٹنا اس انداز میں کہ اس کا کوئی عضو تلف ہو جائے تو اس کا ضمان لازم ہوگا، مثلاً عورت کو اس طرح مارا کہ وہ مستحاضہ ہوگئی تو اس پر ضمان آئے گا جب کہ ایک سال کی مدت ملنے کے بعد بھی وہ اچھی نہ ہوسکی (عالمگیری ۶/۲۸)۔

لیکن اگر اپنی بیوی سے قصداً یا بغیر قصد کے اس انداز سے جماع کیا کہ اس کا نقصان ہوا مثلاً وہ مرگئی یا مفضاۃ ہوگئی تو اس صورت میں امام محمدؒ کے نزدیک شوہر پر کچھ لازم نہ ہوگا، یہی قول امام صاحب کا بھی ہے اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ضمان آئے گا۔

قاعدہ کے مطابق فتوی طرفین کے قول پر ہوگا اس لئے کہ صاحبینؒ میں سے جس کے ساتھ امام صاحب ہوں اس قول پر فتوی ہوا کرتا ہے۔

اس جزئیہ کی روشنی میں ایڈز کے مریض کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اگر وہ اپنے مرض پر واقفیت رکھتے ہوئے بیوی سے جماع کرتا ہے جس کی وجہ سے بیوی کو وہ مرض لاحق ہو جاتا ہے تو شوہر پر کچھ لازم نہ ہوگا۔

۵- اس سوال کے حل کرنے سے قبل فقہاء کے صراحت کردہ مختلف امراض کے احکام پر نظر ڈال لی جائے، مرد کا عنین ہونا ہے (درمختار ۲/۶۴۴)۔

اس مرض کی وجہ سے مرد کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی تا کہ علاج کے ذریعہ اپنا مرض صحیح کرائے اس مہلت کے باوجود یہ مرض ختم نہ ہوسکتا تو زوجین کے درمیان حاکم تفریق کردے گا جب کہ عورت اس کی مانگ کرے۔

خلاصہ یہ کہ عنین کی وجہ سے عورت کو دلی تکلیف ہوتی ہے کہ شوہر مجامعت پر قادر نہیں اور دوسرے امراض سے جسمانی تکلیف ہوتی کہ عورت کو مرض لگ سکتا ہے۔

ان دونوں قسموں کے مریضوں کے بارے میں فقہاء کرام کا فیصلہ یہ ہے کہ عنین اگر لاعلاج ہو جائے تو عورت کو خیار حاصل ہوگا، لیکن دوسرے امراض کے متعلق امام محمدؒ کے علاوہ کوئی

Marfat.com

بھی خیار دینے کے حق میں نہیں ہیں، امام محمدؒ دفعاً للضرر عورت کو خیار دینے کے قائل ہیں (فتاوی عبدالحئی ۲/ ۸۵، ۸۶، شامی ۲/ ۶۴۵-۶۴۸، مبسوط سرخسی ۵/ ۹۷)۔

اس تفصیل کو سامنے رکھتے ہوئے ایڈز کے مریض کا جائزہ لیا جائے کہ کیا اس کو عنین کے زمرہ میں داخل مانا جائے کہ اس مرض کی وجہ سے اگر بیوی سے مجامعت نہیں کرے گا تو اس کو دلی تکلیف پہنچے گی یا اگر وطی کرے گا تو جسمانی تکلیف پہنچنے کی وجہ سے جذام اور برص کے زمرے میں داخل مانا جائے۔

میرے خیال میں ایڈز کے مریض کو دوسرے قسم کے امراض کے زمرے میں داخل مانا جائے، اس لئے کہ کسی مرض کا متعدی ہونا نہ ہونا خدا کی قدرت میں ہے، اس رائے کے مطابق عورت کو شرعاً عام فقہاء کرام کے نزدیک خیار حاصل نہ ہوگا، البتہ امام محمدؒ کے قول کے مطابق خیار حاصل ہوگا اور فی الوقت اس مرض کے بظاہر لاعلاج ہونے کی وجہ سے عورت کو ضرر سے بچانے کے لئے امام محمدؒ کے قول پر فتوی دیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ مجامعت سے عام طور پر عورت کو یہ مرض لاحق ہو جاتا ہو اور خدا کرے وہ وقت جلد آئے کہ اس کا علاج کثرت سے ہونے لگے، یہاں تک کہ اس مرض کی حیثیت ایک عام مرض کی طرح ہو جائے، پھر تو امام محمد کے قول پر فتوی ہونے کا کوئی معنی نہیں ہوگا اور یہ خیار عورت کو اسی وقت حاصل ہوگا جب کہ اس کو پہلے سے اس مرض کا علم نہ ہو، ورنہ خیار حاصل نہیں ہوگا (شامی ۲/ ۲۴۴)۔

۶- قبل اس کے کہ اس جزئیہ پر کوئی حکم لگایا جائے اسقاط حمل کے جرم کی تھوڑی وضاحت کردی جائے، اسقاط حمل دراصل ایک مکرم نفس کو قتل کرنا ہے، بلکہ رحم مادر میں نطفہ جانے کے بعد ہی فقہاء کرام نے اس پر زندہ شخص کو قتل کرنے کے مثل بتایا ہے، جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی نے مال کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو نفس کشی کے مترادف قرار دیا ہے (دیکھئے: مبسوط للسرخسی ۲۶/ ۸۷، نیز دیکھئے: ردالمحتار ۵/ ۳۱۸، فتاوی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحہ)۔

اس لئے ان تمام تفصیلات کے بعد ایک نفس کو صرف اس مکان کی وجہ سے کہ وہ بچہ

Marfat.com

پیدا ہوگا تو معاشرہ کے لئے بار ہوسکتا ہے اور اس کے وجہ سے دوسرے اس مرض میں مبتلا ہوسکتے ہیں شرعا یہ حق نہیں ہوگا کہ اسقاط حمل کیا جائے، البتہ عزل کی اجازت بعض ناگزیر صورت میں دی گئی ہے۔

۷- اگر کسی بچے یا بچی کو ایڈز کا مرض لاحق ہو تو اس کی وجہ سے اس کو فرض تعلیم کے حصول کے لئے مدارس سے روکا نہیں جاسکتا، اس لئے کہ جب یہ مرض صرف بدن کے لگنے یا چھونے سے دوسروں کو نہیں لگتا، بلکہ چوٹ لگنے کے بعد خون سے یا کسی اور سبب سے لگ سکتا ہے تو اس بعید امکان کی وجہ سے فرض تعلیم سے اس کو روکا نہیں جاسکتا اور فرض تعلیم کے علاوہ فرض کفایہ اور جائز تعلیم سے بھی اس امکان کی وجہ سے کہ بچوں میں لڑائی ہو یا غلط تعلق کی وجہ سے یہ مرض دوسروں کو لاحق ہو جائے گا روکنا شرعا کوئی وجہ نہیں رکھتا اور اگر ان بچوں کو سب سے الگ رکھنے کا حکم دیا گیا تو لوگوں کا عقیدہ بھی خراب ہوگا کہ اس مرض کو بذاتہ متعدی سمجھیں گے۔

۸- اگر خاندان کے کسی فرد کو یہ مرض لاحق ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو آپس میں محتاط انداز سے رکھے، اس عقیدہ کے ساتھ کہ یہ مرض بذاتہ متعدی نہیں ہوسکتا، ایسا نہ ہو کہ اس مریض کو اچھوت بنا کر رکھا جائے، یعنی بالکل اس مریض کو الگ نہ کیا جائے اس خوف سے کہ یہ مرض ہمیں بھی نہ لگ جائے اور بالکل بے احتیاطی نہ کی جائے کہ اگر مرض لگ گیا تو عقیدہ یہ بن جائے گا کہ اس مرض کی وجہ سے ہی ایسا ہوا ہے، چنانچہ حضور ﷺ نے دونوں کے درمیان کا راستہ اختیار کرنے کا سبق دیا ہے، فرمایا:

"لا عدوی ولا طیرة ولاھامة ولاصفر وفرمن المجذوم کما تفرمن الأسد" (صحیح بخاری ۲/۸۵)۔

اس حدیث میں ایک طرف امراض کے متعدی ہونے کی نفی ہے، تو دوسری طرف اس سے دور رہنے کی ترغیب ہے، شراح حدیث نے ان کے درمیان یوں تطبیق دی ہے کہ "لا عدوی" سے مراد یہ ہے کہ وہ مرض اپنی ذات کے لحاظ سے متعدی نہیں، بلکہ اللہ تعالی کے حکم سے متعدی

Marfat.com

ہوتا ہے اگر خدا چاہے تو متعدی ہوگا ورنہ نہیں (اوجز المسالک ۶/۳۱۹)۔

اس تفصیل کے بعد اگر ایڈز کے مرض پر نظر کیا جائے تو یہی حکم اس کے متعلق بھی ہوگا، بلکہ اس سے بھی آسان ہوگا، اس لئے کہ جذام جلدی مرض ہے اور ایڈز جلدی مرض نہیں ہے کہ اس کا تعلق جسم کے اندرونی مادے سے ہے، اس لئے تھوڑے احتیاط کے ساتھ اس مریض کو رکھنا چاہئے، بالکل اسے اچھوت نہ بنایا جائے۔

۹- ایڈز کے مریض پر مرض الموت کا حکم صادر کرنے سے قبل اس بات کی تفصیل ضروری ہے کہ کس نوعیت کا مرض کسی کو لاحق ہو تو اس پر مرض الموت کا حکم لگایا جائے۔

مرض الموت کی دو تعریفیں فقہاء نے کی ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو ایسا مرض لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ اپنا کام نہ کر سکے اگر مرد ہو تو گھر سے باہر جا کر اپنا کام (کسی اونچی جگہ پر چڑھنا یا اس سے اترنا) نہ کر سکے اور عورت ہو تو گھر کا کام نہ کر سکے تو اس کو مرض الموت کے مرحلہ میں شمار کیا جائے گا، گویا وہ صاحب فراش ہو چکا (دیکھئے: شامی ۵/۴۶۷)۔

دوسری تعریف یہ ہے کہ مرض ایسا شدید ہو کہ اس کی وجہ سے اس مرض میں ہی اس کی موت کا غالب گمان ہو، چاہے صاحب فراش نہ ہو ان دونوں اقوال میں مختار قول دوسرے کو بتایا گیا ہے (درمختار مع الشامی ۵/۴۶۷)۔

ان تعریفوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایڈز کے مریض کو موجودہ حالات کی وجہ سے غور کیا جائے کہ فی الحال یہ مرض تقریبا لا علاج مرض ہے، اس لئے اس مرض کی وجہ سے انسان کی قوت مدافعت سلب ہو جاتی ہے پھر اس کے بارے میں غالب گمان یہ رہتا ہے کہ اس کی موت واقع ہو جائے گی، اس طرح اس کو دوسری تعریف کے تحت لایا جا سکتا ہے، اور اس کے نتیجہ میں مرض الموت کے جو احکام ہیں وہ تمام احکام اس پر جاری ہوں گے، یہی تفصیل طاعون اور کینسر کی ہے، البتہ جب ان امراض کے لئے معقول علاج مہیا ہو جائے تو پھر احکام میں تبدیلی آ سکتی ہے اس زمانے میں طاعون اور کینسر کا علاج اگرچہ ایجاد ہو چکا ہے، لیکن اب تک اس کے کامیاب

Marfat.com

ثمرات سامنے نہیں آ رہے ہیں، اس لئے یہ امراض بھی دوسری تعریف کے تحت آ سکتی ہے۔

۱۰،۱۱- اگر کسی مقام پر طاعون یا اس جیسے مہلک امراض کے پھیلنے کی وجہ سے حکومت وہاں آمدورفت پر پابندی لگادے تو شرعا اس کی پابندی ضروری ہے، اس لئے کہ شریعت کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر کسی مقام پر طاعون پھیل جائے تو وہاں کے لوگ نہ باہر جائیں اور نہ باہر کے لوگ وہاں آئیں، چنانچہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إذا سمعتم بالطاعون فلا تدخلوها وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخجروا منها" (صحیح بخاری ۲/ ۸۵۲)۔

ان تمام شرعی وعقلی ممانعت کے باوجود خود شریعت نے ناگزیر حالات اور حاجات کی وجہ سے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر کوئی آدمی مقام طاعون سے باہر ہو، لیکن اس کے اہل وعیال مقام طاعون میں رہ گئے ہوں اور ان کے انتظامات کرنے والا کوئی نہ ہو یا اسی طرح ایسی پریشانی ہو جو ضرورت سے کم درجہ ہی کیوں نہ ہو انتظامی امور وغیرہ کے لئے وہاں جا سکتا ہے، حکیم الامت مولانا تھانویؒ اس سوال کے جواب میں کہ مطلق دخول منع ہے یا جائز ہے اور ہے تو کسی مجبوری کی وجہ سے یا بغیر مجبوری، مثلاً دوسرے مواضع سے طاعونی مواضع میں جا کر مریض کو دیکھنا یا جمعہ پڑھنا یا تکفین یا عبادت کرنا وغیرہ جائز ہے یا نہیں فرمایا:

حاجت کے وقت جائز ہے گو وہ درجہ مجبوری تک نہ پہنچی ہو (امداد الفتاوی ۴/ ۲۸۴)۔

اسی طرح علاج ومعالجہ کے لئے ڈاکٹر اور اس کے معاون کا جانا شرعا درست ہے، بلکہ بعض ایسی مجبوری کی وجہ سے جانا کہ جس کے بغیر طاعون زدہ علاقہ کے لوگوں کی جان جا سکتی ہے جیسے خوراک وغیرہ پہنچانے کے لئے حکومت کے لوگ یا عوام کا جانا ضروری ہونا چاہئے (حاشیہ زاد المعاد ۴/ ۳۷)۔

اور اگر کوئی عارض نہ ہو تو پھر وہاں سے نکلنا صحیح نہ ہوگا، اس لئے کہ ایسے وقت میں اس کا نکلنا صرف اس لئے ہوگا کہ ہم اگر یہاں سے نکل گئے تو مرض سے بچ جائیں گے اور یہ شرعا درست نہیں ہے (دیکھئے: درمختار ۵/ ۵۳۴)۔

Marfat.com

معالج کی ذمہ داریاں

شریعت کی نظر میں

مولانا محمد نہال الدین قاسمی ☆

ایسا کوئی شخص جو قانونا کسی مرض کا علاج کرنے کا مجاز نہیں ہے، لیکن ذاتی مطالعہ اور تجربہ کی بنا پر دواؤں اور امراض کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے اگر اس شخص نے کسی مریض کے کہنے پر اس کا علاج کیا تو شرعا اس کا علاج کرنا جائز ہے۔

''ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ'' کی حدیثیں اس سلسلہ میں راہ نما اصول ہیں:

''عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده أن رسول الله ﷺ قال من تطبب ولا یعلم منه طب فهو ضامن'' (ابوداؤد کتاب الدیات)۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے ''تعلیقات بذل المجہود'' میں علامہ الموفق کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے دو شرطوں کے ساتھ رفع ضمان کا حکم لگایا ہے (دیکھئے: بذل المجہود فی حل ابی داؤد ۱۰۶)۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے اس حدیث کی جو تشریح کی ہے وہ بہت خوب ہے اس سے مذکورہ شرائط کی خوب وضاحت ہو جاتی ہے (بذل المجہود حل ابی داؤد ۱۰۷)۔

ان مذکورہ شرائط کی وضاحت کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص طبی مہارت رکھتا ہے، مگر حکومتی سطح سے باضابطہ طریقے پر اجازت حاصل نہیں ہے تو غیر ماہرین اور غیر معتمدین

☆ پھلواری شریف، پٹنہ، بہار۔

Marfat.com

کی ضرر سے بچنے کے لئے اس شخص کا خود علاج کرنا درست نہ ہوگا، البتہ مریض خود علاج کے لئے آئیں اور اپنا علاج فوائد عامہ کی وجہ سے کرائیں تو اس کا علاج کرنا جائز ہوگا، ورنہ لوگ حرج اور پریشانی میں مبتلا ہو جائیں گے جو خود جائز نہیں ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ سے جب ایک صاحب نے اس قسم کا سوال کیا تو آپ نے جواب دیا:

''یہ ظن غالب اسی شخص کا معتبر ہے جو فی الجملہ علم اور تجربہ بھی رکھتا ہو، جاہل محض اور ناواقف کا ظن معتبر نہیں ہے میں ایسے طبیب کے شروط اور تعریف کیا لکھوں جو اہل علم اور واقف ہے وہ طبیب ہے اور اس کے غلبہ ظن کا اعتبار ہے'' (فتاوی رشیدیہ کتاب الذکر والتعویذ ۲۱۹/۲)۔

مسئلہ ضمان

ضمان اس ضرر کا عوض ہے جو اس کو غیر سے پہنچتا ہے پھر ضرر کی دو قسمیں ہیں:

۱-ضرر نفس، ۲-ضرر مال۔ پہلا جیسے جان یا اس کے عضو کا تلف کرنا دوسرا مال یا اس کے جز کا تلف کرنا، پھر ضرر جس طرح اپنے محل کے اعتبار سے دو قسموں پر ہے اسی طریقے سے اپنے سبب کے اعتبار سے بھی دو قسموں پر ہے، ایک یہ ہے کہ متعدی اور متعدی علیہ کے درمیان اختلاف ہو، دوسرا یہ ہے کہ غیر ملکیت پر بطریق قہر غلبہ حاصل ہو اور تیسرا غیر کے مال کا تلف کرنا ہے۔

پھر حدیث میں کئی طریقوں سے انسانی حقوق سے متعلق ضمان ذکر کیا گیا ہے ان میں سے اہم اس جگہ وہ ہے جو اس موضوع سے متعلق ہے کہ وہ طبیب جو علاج کا اہل نہیں اس نے علاج کیا تو جان تلف کرنے پر ضامن ہوگا۔ **"کما مر الحدیث لابی داؤد"**۔

اگر محور اول کے مسئلہ اولی میں اس طبیب غیر مستند نے جو ذاتی تجربہ رکھتا ہے علاج کیا اور مریض کو غیر معمولی ضرر پہنچا یا اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر کوئی ضمان یا تاوان لازم نہیں آئے گا

Marfat.com

اور نہ ہی اس کا عمل شرعاً قابل تعزیر جرم ہوگا، اس لئے کہ شریعت علاج ومعالجہ کی تاکید کرتی ہے اور انسان کو اس کا پابند بناتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے تو گویا کہ علاج، زخم وجرح یہ شارع کے اغراض میں سے ہیں تاکہ ضرر کا دفاع اور مرض کا علاج ومعالجہ کرایا جائے اور نفس کو ہلاکت سے بچایا جائے۔

اور جب کسی مصلحت کے تحت فعل حرام (ضرر) کو مباح قرار دیا گیا ہے تو یہ خود بخود ثابت ہو جاتا ہے کہ فعل حرام کا ارتکاب کسی مصلحت کے تحت مباح ہے، البتہ فعل حرام (ضرر) ہی قصد ہو تو یہ ایک جرم اور قابل تعزیر شمار ہوگا تو وہ طبیب جو مریض کا چیر پھاڑ کرتا ہے علاج کے غرض سے تو وہ واجب کو ادا کرتا ہے جس کا وہ مکلّف ہے لیکن جب مریض کو اس کے قتل یا نقصان کے غرض سے علاج کرتا ہے، یا جرح کرتا ہے تو وہ قاتل اور مجرم ہے اس کا عمل جرم ہے۔

محور اول کا مسئلہ دوم

جس ڈاکٹر کو قانوناً علاج ومعالجہ کی اجازت حاصل ہے اس نے کسی مریض کا علاج کیا لیکن اس نے طبی احتیاطیں ملحوظ نہیں رکھیں تو اس کی کئی صورتیں اور کئی جہتیں ہو سکتی ہیں:

۱- اسے اپنی تشخیص پر تجربہ کی بنا پر کامل اعتماد ہو۔

۲- مذکورہ صورت کے ساتھ بھول چوک ہو جائے۔

۳- مریض کو نقصان پہنچانے کی غرض سے یہ حرکت عمداً کیا ہو۔

پہلی دونوں صورتوں میں فعل حرام کا ارتکاب کسی مصلحت کے تحت مباح، بلکہ ضرورت شرعی ہونے کی وجہ سے قابل مواخذہ نہیں ہے، لیکن تیسری صورت میں طبی بے احتیاطی اس کے قتل یا نقصان پہنچانے کی غرض سے ہے تو وہ قاتل اور مجرم ہے، اس کا عمل قابل جرم وتعزیر ہے اور جیسا کہ امام خطابی کا قول نقل کر چکا ہوں انہوں نے کہا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں جانتا کہ معالج جب تعدی کرے اور مریض کو تلف کر دے تو ضامن ہوگا اور بغیر علم وعمل کے کسی کام کرنے والا متعدی ہوتا ہے، چنانچہ جب اس کے فعل سے تلف ہوا ہے تو دیت کا ضامن ہوگا۔

Marfat.com

''وجنايت المطبب علی عاقلته فی قول عامة الفقهاء''(المغنی لابن قدامہ ۱۰/۳۴۹، زاد المعاد ۴/۱۳۹)۔

محور اول کا مسئلہ سوم

اگر ڈاکٹر کی رائے میں زیر علاج مریض کا آپریشن ضروری ہے اور ڈاکٹر نے مریض یا اس کے قریبی اعزہ سے اجازت لئے بغیر آپریشن کر ڈالا، آپریشن کامیاب ہونے کے بجائے مہلک ثابت ہوا مریض فوت ہوگیا یا اس کا آپریشن شدہ عضو بے کار ہوگیا تو ایسی صورت میں ڈاکٹر اس مریض کو پہنچے والے نقصان کا ضامن ہوگا، خواہ وہ ڈاکٹر آپریشن کا مجاز ہو۔

اس لئے کہ'' حاشیۃ الطحطاوی، جامع الفصولین'' اور'' المغنی لابن قدامہ'' کی عبارتوں میں صاف طور پر ڈاکٹر کے علاج کو اذن سے مقید کیا گیا ہے (حاشیۃ الطحطاوی ۴/۲۷۵، المغنی لابن قدامہ ۶/۱۲۰، جامع الفصولین ۱/۸۳)۔

محور اول کا مسئلہ چہارم

بعض اوقات مریض پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے وہ اجازت دینے کے لائق نہیں ہوتا ہے اور اس کے اعزہ زیر علاج مقام سے بہت دور ہوتے ہیں ان سے فی الفور رابطہ قائم نہیں کیا جاسکتا ہے، ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کی رائے میں آپریشن فوری طور پر ضروری ہے اور تاخیر ہونے میں اس کے نزدیک مریض کی جان یا عضو کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے، اس لئے اس نے مریض اور اس کے قریبی اعزہ سے اجازت حاصل کئے بغیر مریض کا آپریشن کر دیا اور یہ آپریشن ناکام رہا، مریض کی جان چلی گئی یا اس کا عضو بے کار ہوگیا تو اس صورت میں ڈاکٹر کو ضامن قرار نہیں دیا جائے گا اگر اس نے اخلاص کے ساتھ، محبت کے ساتھ، ہمدردی کے ساتھ اس کا علاج کیا ہے، خواہ کسی عضو کا معاملہ ہو یا پورے جسم کا معاملہ ہو، اس لئے کہ کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرنا جو باعث دیت وضمان بنتا ہو وہ ضرر کی وجہ سے ہے اور ضرر فعل حرام ہے، عصیان کو دعوت دیتا ہے اور

Marfat.com

عصیان کا دارومدار نیت پر ہے۔علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب ''اعلام الموقعین عن رب العالمین فی مبحث جریان العرف مجری النطق''میں اس کو واضح فرمایا ہے(اعلام الموقعین عن رب العالمین ۲/۲۲)۔

اس لئے کہ نیک نیتی کے ساتھ اچھے کام کے اندر مدد کی اجازت ہی نہیں، بلکہ شرع نے اس کا حکم دیا ہے۔

''وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الأثم والعدوان''(سورۂ مائدہ)۔

چنانچہ مریض جب ایسی حالت کو پہنچ جائے اور ڈاکٹر بینہ قائم کردے یا حاکم یا حکومت کو اس کی اطلاع دے دے کہ یہ ہاتھ اچھا ہونے کی امید نہیں ہے تو قاطع عضو پر کچھ نہیں، بلکہ اس نے اچھا کیا، قابل صد تحسین ہے اور اگر اس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوگیا تو قابل تعزیر بھی نہ ہوگا۔

☆☆☆

Marfat.com

کچھ اہم طبی مسائل

عصر حاضر کے تناظر میں

مولانا محمد نعیم رشیدی، حیدر آباد

چونکہ اس محور کے مسائل کا تعلق زیادہ تر غیبت کے باب سے ہے، اس لئے یہاں پر مختصراً چند باتیں غیبت سے متعلق سپرد قلم کی جاتی ہیں، پھر بالترتیب جوابات تحریر کئے جائیں گے، غیبت کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی آدمی دوسرے کے سامنے کسی شخص کا ایسا تذکرہ کرے کہ اگر وہ شخص اس پر مطلع ہو جاتا تو تکلیف اور اذیت محسوس کرتا (مسلم ۲/ ۳۲۲)۔

اور اگر وہ وصف اس شخص میں موجود نہ ہو تو یہ بہتان کہلائے گا، جیسا کہ احادیث میں اس کی بھی صراحت موجود ہے۔

غیبت کے حرام ہونے پر علماء امت کا اتفاق ہے اور احادیث میں اس کی مذمت اور نہایت سختی سے اس کی ممانعت ووعید وارد ہوئی ہے، قرآن مجید میں غیبت کی قباحت کو لحم میتہ کے کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

غرض یہ کہ غیبت نہایت ہی مذموم صفت ہے جس سے ہر مسلمان کو احتراز لازم ہے، لیکن ساتھ ساتھ شارحین حدیث اور فقہاء امت نے اس سے بعض مواقع کو مستثنیٰ بھی قرار دیا ہے۔

اب اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے سوالات مذکورہ کو بہ آسانی حل کیا جا سکتا ہے، جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے سو اس کے متعلق یہ بات سامنے آتی ہے کہ مذکورہ صورت جواز

Marfat.com

غیبت کے مواقع میں سے ایک ہے، کیونکہ نکاح کے بعد اگر اس پر مطلع ہو جائے تو چونکہ انسانی فطرت ہے کہ وہ ہر عیب سے متنفر ہوتی ہے، اس لئے یہاں بھی زوجین کے درمیان کا وہ بندھن جو محبت ومودت کے ستون پر قائم ہے، منہدم ہو کر رہ جاتا ہے اور ان میں نا اتفاقی اور نفرت کی ایک ایسی فضا قائم ہو جائے گی کہ جس میں زوجین اپنی زندگی میں مطلوبہ چین وسکون سے محروم ہو جاتے ہیں اور نوبت طلاق تک بھی آ سکتی ہے، لہذا ایسی صورت میں اس ڈاکٹر کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر دینا چاہئے، اگر چہ وہ لوگ استشارا معلوم بھی نہ کرے، ممکنہ حد تک عیب پر مطلع کر دینا ضروری ہوگا، علامہ آلوسی کی عبارت سے یہی بات معلوم ہوتی ہے (دیکھئے: روح المعانی ۱۶۱/۲۶)۔

اس سے خود بخود اس شق کا بھی جواب نکل آیا جب کہ ڈاکٹر سے بطور مشورہ آگاہی حاصل کرنے آتے ہوں تو ظاہر ہے ایسی صورت میں مطلع کر دینا جائز ہی نہیں، بلکہ ضروری ہوگا۔ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر یہاں پر بھی عیب پر بغرض مصلحت ان لوگوں کو مطلع کر دے گا اور مخفی رکھنا جائز نہ ہوگا۔

ظاہر ہے کہ یہ صورت اعذار مذکورہ کے دائرہ میں آ جاتی ہے، جہاں اطلاع عیب کو جائز رکھا گیا ہے اور مطلع کرنا ضروری اس وجہ سے ہوگا کہ اس میں دوسرے فریق کا نقصان ہے، مزید یہ کہ مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہ ہونا ایسی صورت ہے جو حفظ نسل سے متعلق ہے، اس لئے ڈاکٹر کو چاہئے کہ اس عیب پر مطلع کر دے، تاکہ معاملہ کی نوعیت پختہ ہو کر فتنہ کی صورت اختیار نہ کر لے۔

پہلی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ مرد کے عیب پر مطلع کر دے، کیونکہ اس صورت میں نکاح کا جو اصل مقصد ہے، وہ بالکل ہی مفقود ہے، فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص غلام خرید رہا ہے اور ایک شخص کو معلوم ہے کہ وہ غلام چور ہے تو خریدنے والے کو اس صورت حال سے باخبر کر دے تاکہ وہ اس نقصان سے محفوظ رہے (شامی ۶/۴۰۹)۔

رہی دوسری صورت سو اس میں دونوں پہلو قابل غور ہیں کہ اگر وہ عورت کے عیب کو

Marfat.com

واشگاف کرتا ہے، تو اس کی بھی زندگی کا سوال ہے کہ کہیں رشتہ نکاح کا ہونا مشکل ہے اور اگر عیب کو مخفی رکھتا ہے تو دوسرے لوگوں کو بھی نقصان ہے، اب اس صورت میں یہ دیکھا جائے کہ نقصان کس صورت میں زیادہ ہے اور کس میں تعدی ضرر پایا جاتا ہے تا کہ قاعدہ فقہ کی رو سے مسئلہ کو حل کیا جاسکے کہ ضرر اشد کے مقابلہ میں ضرر اخف کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور ترجیح ضرر اشد ہی کو دی جاتی ہے، اس نقطہ نظر سے جب ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اخفاء عیب کی صورت میں زیادہ ضرر رساں ہے اور اسی صورت میں جانبین کو ضرر سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اس لئے کہ اس عورت سے رشتہ نکاح قائم ہو جائے اور پھر عیب ظاہر ہو جائے تو یہ عین ممکن ہے کہ نتیجہ طلاق تک آ سکتا ہے اور ظاہر ہے اس صورت میں ایک طرف شوہر والوں کو بھی ضرر ہے اور دوسری طرف خود عورت کو بھی کہ اس میں عورت کے عیب ظاہر ہو جانے اور لوگوں میں پھیل جانے کی نہایت ہی خطرناک صورت ہے اور اگر پہلے ہی عیب پر اطلاع کر دیا جائے تو اس میں اگر چہ عورت کا نقصان ہے، لیکن دوسرے لوگ اس ضرر سے محفوظ ہو جاتے ہیں، لہٰذا مذکورہ صورت میں ڈاکٹر عورت کے عیب پر مطلع کر دے گا تا کہ دوسرے لوگ ضرر سے محفوظ ہو جائیں۔

۴، ۵- جب کہ ڈاکٹر کی رائے میں ڈرائیور کی بینائی بری طرح متاثر ہو چکی ہے اور ڈاکٹر اس کو اس سے منع بھی کرتا ہے، باوجود اس کے اس کا نہ ماننا ایک عام خطرہ کا پیش خیمہ ہے، اور ہر وقت خطرہ کا اندیشہ رہ سکتا ہے جس سے بہت سے لوگوں کی زندگی وابستہ ہے تو ایسی صورت میں قاعدہ ”الضرر الأدنی یتحمل بالضرر الأعلی“ کے تحت ڈاکٹر ایسی صورت میں لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کرے گا یا پھر متعلقہ محکمہ کو اطلاع کر دے گا، دونوں صورتوں میں اخفاء راز کرنا بہت سے لوگوں کی جان ضائع ہونے کے قوی اندیشہ کو نظر انداز کر دینا ہے، جو شرعی اصول کے خلاف ہے۔

رہا اطلاع کر دینے کی صورت میں اہل خانہ کا معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہو جانے کا مسئلہ سو وہ اس طرح دور ہو سکتا ہے کہ اس کا تدارک کسی اور طرح ممکن ہے اور بہر حال بمقابلہ اس

Marfat.com

ضرر شدید کے کمتر ہے۔

رہا پانچواں سوال سو اس کے متعلق اس قدر تفصیل ہوگی کہ اگر وہ نشہ آور اشیاء کے استعمال کا اس قدر خوگر ہوگیا ہے کہ اس کے استعمال سے اس کی طبیعت متغیر نہیں ہوتی ہے تو ایسی صورت میں مخفی رکھنے کی گنجائش ہے کہ اس میں خطرہ کا احتمال نہیں ہے اور اگر اس کی طبیعت متغیر ہوجاتی ہو اور خطرہ کا قوی اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں ڈاکٹر متعلقہ محکمہ کو اس کے مرض سے باخبر کردے، تاکہ لوگ اس سے متعلقہ خطرہ سے محفوظ رہ سکیں۔

ناجائز حمل کی وجہ سے اس بچہ کو کوئی عورت شاہراہ وغیرہ پر چھوڑ کر چلی آئے اور ڈاکٹر کو بھی اس صورت حال کی اطلاع دی تو اس صورت میں اگرچہ عورت نے نہایت غلط اقدام کیا ہے، لیکن بغیر افشاء راز متعلقہ محکمہ کو خبر دے دے گا، اس لئے یہاں پر افشاء راز کے بغیر بھی تحفظ جان کا فریضہ انجام دیا جاسکتا ہے، ہاں اگر کوئی صورت حال ایسی پیدا ہوجائے کہ تحفظ جان بغیر افشاء راز کے ممکن نہ ہو تو پھر افشاء راز میں توقف وتردد نہیں کیا جائے گا۔

مسئلہ کا تعلق تداوی بالمحرم سے ہے، جس کے متعلق فقہاء کرام کی عبارت میں یہی ہے کہ نجس اشیاء سے تداوی اور علاج ناجائز ہے، لیکن صورت حال ایسی پیدا ہوجائے کہ ڈاکٹر علاج کے مختلف طریقوں کو آزما چکا ہے لیکن اب اس کے لئے سوائے تداوی بالحرام کے اور کوئی دوا موجود نہیں ہے اور اس طریقہ علاج میں کامیابی بھی مجرب ہے، تو ایسی صورت میں فقہاء کرام نے تداوی بالحرام کی اجازت دی ہے (دیکھئے: تبیین الحقائق ۵ر ۳۳)۔

لہذا صورت مسئولہ میں جب کوئی اور مباح طریقہ علاج ممکن نہیں ہے تو اب حرام شی کے ذریعہ علاج درست ہوگا۔

جب کہ اس شخص سے دوسروں کو غیر معمولی ضرر پہنچ رہا ہے، تو اولا ڈاکٹر اس مریض کو ایسے پیشے سے باز آنے کی تنبیہ اور نصیحت کرے گا کہ وہ اس سے باز آجائے اب اگر وہ باز نہیں آئے تو اس احتمال کی بنا پر کہ ''زندگی کا معاشی نظام اسی پیشہ سے ملحق ہوچکا ہے اور اس کو اب

Marfat.com

چھوڑنے کا فیصلہ نہیں کرسکتا''، عام لوگوں کے ضرر کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، لہذا ڈاکٹر اس مریض سے دوسرے جائز پیشہ کو اختیار کرنے تک کی مہلت دے گا اگر اس شخص کا اس ناجائز پیشہ کو ترک کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو اب ڈاکٹر متعلقہ محکمہ کو خبر کردے تاکہ لوگ اس کے ضرر سے محفوظ رہ سکیں۔

جب اصل مجرم محفوظ اور بری ہے، لیکن اس جرم کی بنیاد پر دوسرا شخص مجرم قرار دیا جارہا ہے اور سزا پا سکتا ہے، تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ عدالت میں جاکر حقیقت حال کی عقدہ کشائی کرے، اس لئے کہ شریعت میں یہ گوارہ نہیں کیا گیا ہے کہ اصل مجرم بری ہو اور اس جرم کی پاداش میں دوسرا بے گناہ شخص سزا کا مستحق قرار دے دیا جائے، اب رہا یہ کہ حقیقت حال بیان کرنے کے بعد اصل مجرم بھی تو سزا کا مستحق قرار دیا جائے گا، تو کہا جائے گا کہ مجرم کے حق میں ایک واجبی امر ہے، اس لئے کہ یہ ایک بے قصور شخص کے سزا پانے سے کمتر ہے، مثال کے طور پر فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کا حق جو ناحق کسی دوسرے کی ظلم وزیادتی کی بنا پر تلف ہو رہا ہے، اور اس پر صاحب حق کو کوئی گواہ میسر نہیں ہے تو جو شخص حقیقت حال سے واقف ہے، اس کو شہادت دینا واجب ہوگی۔

☆☆☆

Marfat.com

ڈاکٹر کی کوتاہی اور ضمان کا مسئلہ

مولانا محمد ہارون قاسمی ☆

۱- ایک ماہر چشم مسلمان ڈاکٹر نے ایک نوجوان کا علاج کیا، اس نوجوان کی آنکھ کی بصارت ختم ہوچکی ہے، لیکن ماہر ڈاکٹروں کی کوشش سے اس مریض کی وہ آنکھ دیکھنے میں بالکل صحیح وسالم محسوس ہوتی ہے اس نوجوان کا رشتہ کسی خاتون سے طے پارہا ہے، ڈاکٹر کو یقین ہے کہ اگر اس خاتون کو مریض کے اس عیب کا علم ہوگیا تو یہ ہرگز رشتہ کو تیار نہیں ہوگی، نوجوان یہ عیب چھپا کر اس خاتون سے رشتہ نکاح طے کررہا ہے، ایسی صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس خاتون یا اس کے گھر والوں کو اس نوجوان شخص کے عیب سے باخبر کردے، اس کے لئے نوجوان کے اس راز کو پردۂ راز میں رکھنا ضروری نہیں ہے، اگرچہ اسلام نے امانت کے بارے میں کافی زور دیا ہے اور امانت کے بارے میں اسلام کا تصور کافی وسیع تر ہے، کیونکہ بعض حالات میں مریض کی رازداری اور پردہ پوشی کی صورت میں اس سے متعلق دوسرے کثیر افراد یا سماجی نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، اور بعض دفعہ مریض کی پردہ داری بے شمار افراد کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے اور ضابطہ یہ ہے:

"يتحمل الضرر الأدنى لدفع الضرر الأعلى" (الاشباہ/۸۸)۔

رازداری کی صورت میں فرد واحد کا نفع ہے، اور نکاح کے بعد تفریق کی صورت میں دو خاندانوں کے عزت وناموس کا مسئلہ ہے، لہذا فرد واحد کے ضرر کو برداشت کرکے کثیر افراد کے

☆ ہری دوار، اترانچل۔

Marfat.com

ضرر کو دور کیا جائے گا۔

۲- ایک مرد عورت کے مابین رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے، جن میں سے کوئی کسی ڈاکٹر کے پاس طبی جانچ کے لئے آتا ہے، طبی جانچ کے نتیجہ میں ڈاکٹر کو کسی ایک کے بارے میں ایسے مرض کا علم ہو جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں اس بات کا پورا اندیشہ ہے کہ ناقص الاعضاء بچے پیدا ہوں گے، یا یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مرد عورت میں کسی ایک کے جراثیم میں مادہ تولید نہیں ہے، ایسی صورت میں ازروئے شرع ڈاکٹر کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ خاموش رہے، اور فریقین میں سے کسی ایک کو دوسرے کے راز یا عیب سے باخبر نہ کرے۔

۳- ایک شخص کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، ڈاکٹر کو طبی جانچ کے نتیجہ میں یہ بات معلوم ہے کہ یہ شخص نامرد ہے، یا اس میں کوئی ایسا عیب ہے جس کی وجہ سے اس کا نکاح بارآور نہیں ہو سکتا، ڈاکٹر کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ شخص کسی سے رشتہ نکاح کی بات کر رہا ہے اور اپنے اس عیب کو چھپا کر اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے، یا کوئی خاتون کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے وہ کسی اندرونی مرض یا عیب میں مبتلا ہے، جس پر مطلع ہونے کے بعد اس کا رشتہ نکاح کہیں ہونا دشوار ہے، اور وہ خاتون اپنے اس مرض یا عیب کو چھپا کر اس شخص سے نکاح کر لینا چاہتی ہے، رشتہ نکاح کی بات ڈاکٹر کے علم میں آ گئی ہے، ان دونوں صورتوں میں ڈاکٹر پر واجب ہے کہ وہ دوسرے فریق کو اپنے مریض کے مرض یا عیب کے بارے میں باخبر کر دے، اور اگر دوسرا فریق اس مریض یا مریضہ کے بارے میں معلومات کرنے کے لئے آئے، تو ڈاکٹر اس کے سلسلہ میں اپنی معلومات سے متعلق صاف عرض کر دے، تاکہ دونوں کی زندگی تلخیوں اور باہمی رنجشوں سے دور رہ سکے، ورنہ مستقبل قریب ہی میں ایسی صورت میں باہمی نزاع اور دوری کا خطرہ ہے، لہذا "الضرر یزال" (الاشباہ/۸۷) کے تحت اس ہونے والے ضرر کو دور کیا جائے گا، اور ڈاکٹر کا یہ عمل غیبت شمار نہ کیا جائے گا۔

Marfat.com

۴- ایک شخص کے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہے اور اس کی بینائی بری طرح متاثر ہو چکی ہے، ڈاکٹر کی رائے میں اس کا گاڑی چلانا اس کے لئے اور دوسروں کے لئے مہلک ہو سکتا ہے، ایسا شخص اگر ڈاکٹر کے منع کرنے کے باوجود گاڑی چلاتا ہے، تو ایسی صورت میں شرعاً ڈاکٹر کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ حکومت کے متعلقہ محکمہ کو اس کے بارے میں باخبر کر دے، اور ڈرائیونگ لائسنس منسوخ کرانے کی سفارش کرے، رازداری برت کر خاموشی اختیار نہ کرے، اس لئے کہ ڈاکٹر کا یہ عمل اس شخص کی ہتک کے لئے نہیں ہے کہ اس کو غیبت شمار کیا جائے، بلکہ فائدہ عامہ کے لئے ہے، اس پر ثواب ملنے کی امید ہے۔

۵- اگر کوئی شخص ایسی ملازمت پر ہے، جس سے بہت سارے لوگوں کی زندگیوں کا تحفظ وابستہ ہے مثلاً ہوائی جہاز کا پائلٹ یا ٹرین وغیرہ کا ڈرائیور اور وہ شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں کا عادی ہے، اور کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے نشہ کو ترک نہیں کرتا اور اسی حالت میں ملازمت کے فرائض انجام دیتا ہے، تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی شرعاً یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کے اس عیب کو راز نہ سمجھتے ہوئے حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کر دے، اس لئے کہ یہ ڈاکٹر اس شخص کی فضیحت ورسوائی کے لئے یہ عمل انجام نہیں دے رہا ہے، بلکہ فائدہ عامہ کے لئے یہ سب کچھ کر رہا ہے، جو معاشرہ میں رہنے والے ہر فرد بشر کی ذمہ داری ہے، ڈاکٹر مریض کی رازداری اور پردہ داری کرتا ہے تو گنہگار ہوگا اور معاون ظلم شمار کیا جائے گا۔

۶- اگر کسی عورت کا ناجائز حمل تھا، اس سے بچہ پیدا ہوا اور وہ عورت اس نومولود کو کسی شاہراہ، یا پارک، یا کسی اور مقام جنگل وغیرہ میں ڈال آئی، تاکہ سماج میں بدنامی سے بچ سکے اور پھر وہ عورت ڈاکٹر سے رابطہ قائم کرتی ہے، اور ڈاکٹر کو اس صورت کی خبر ہو جاتی ہے، تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس عورت کی رازداری نہ کرتے ہوئے، اس کے غلط اقدام کے بارے میں کسی کو یا حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کر دے، تاکہ ایک نفس کو بچا کر اس کے احترام کو برقرار رکھا جا سکے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

Marfat.com

"ولقد کرمنابنی آدم وحملنا هم فی البر والبحر ......"(سورۂ اسراء)۔

اور ڈاکٹر کے اس عمل کو بھی غیبت قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ ایک نفس کی صیانت وحفاظت پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ فقہاء کا اصول ہے:

"یتحمل الضرر الأدنی لدفع الضرر الأعلی"(اصول الفقہ لابی زہرہ/ ۲۹۸)۔

ظاہر بات ہے کہ عورت کی پشیمانی ادنی واقل ہے، بہ نسبت اس معصوم بچہ کی جان کے ضیاع کے، لہذا ہر وہ شخص جو اس صورتحال سے واقف ہو، اس پر واجب ہے کہ وہ حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کردے۔

۷- ایک شخص شراب کا یا اسی طرح کسی نشہ آور چیز کا بری طرح عادی ہے اور اس بری عادت کو خواہش کے باوجود چھوڑ نہیں پا رہا ہے، اس شخص نے یا اس کے گھر والوں نے ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر سے اس کا علاج کرانے کے لئے رابطہ قائم کیا، ڈاکٹر نفسیاتی علاج کے مختلف طریقے اس پر آزما چکا، لیکن اسے کامیابی نہیں ملی اور یہ شخص شراب یا منشیات کا اس طرح عادی رہا، اس ماہر نفسیات ڈاکٹر کے پاس ایک ہی طریقہ علاج باقی رہا، وہ یہ کہ مریض کو وقفہ وقفہ سے وہی شراب یا نشہ آور چیز استعمال کرنے کی تجویز کرے، جس کا وہ عادی ہے، لیکن مریض کے علم میں لائے بغیر اس میں کوئی ایسی دوا شامل کردے، جو شراب اور نشہ آور چیز کے استعمال کے بعد وہ مریض کافی دیر تک متلی یا قے وغیرہ میں گرفتار ہو جائے، اس طرح مریض کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ اگر میں شراب یا نشہ آور چیز کا استعمال کروں گا، تو متلی اور قے میں گرفتار ہو جاؤں گا، جب کہ یہ طریقہ علاج بہت سارے مریضوں پر کارگر ثابت ہوا ہے، مختلف نفسیاتی طریقہ علاج کے ناکام ہونے کے بعد ایک مسلمان ڈاکٹر اپنے مریض پر یہ طریقہ علاج استعمال کرسکتا ہے۔

مریض کے لئے پیشاب، خون اور مردار کا استعمال بطور تداوی جائز ہے جب کہ مسلمان طبیب اس بات کی خبر دے کہ اس میں شفاء ہے، اور مباح اور جائز الاستعمال اشیاء میں

Marfat.com

سے کوئی اس کے قائم مقام نہیں ہے، لہذا صورت ہذا اس جزئیہ پر کامل طور پر منطبق ہوتی ہے تو یہ بھی اس کا حکم اختیار کرے گی (الفتاوی الہندیہ ۵/۳۵۵)۔

۸- بہت سے جرائم پیشہ افراد ڈاکٹر کے زیر علاج ہوتے ہیں، یہ لوگ اپنے جرائم پیشہ ہونے کو حد درجہ چھپاتے ہیں کہ ان کے عیوب سے کوئی بھی مطلع نہ ہو سکے، مثلاً ایک شخص جاسوس ہے، اور لوگوں کے حالات مختلف ذرائع سے حاصل کر کے دوسرے افراد تک پہنچاتا ہے، اس کی جاسوسی سے بہت سارے لوگوں کا نقصان ہوتا ہے، ایسا جاسوس بسا اوقات نفسیاتی الجھن میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس شخص کا ضمیر اسے جھنجھوڑتا اور ملامت کرتا ہے، نفسیاتی الجھن کی وجہ سے بسا اوقات اسے بے خوابی اور دوسری شکایتیں ہو جاتی ہیں، اور وہ ڈاکٹروں سے رابطہ قائم کرتا ہے، اسے اپنے برے پیشہ اور جرائم کی خبر دیتا ہے، ایسے بعض لوگ اپنے پیشے کو غایت درجہ غلط سمجھتے ہیں، لیکن چونکہ ان کے معاشی مفادات اس سے وابستہ ہو گئے ہیں، اس لئے اسے ترک کرنا بھی کافی دشوار ہے، ایسی صورتحال میں ڈاکٹر کی ازروئے شرع یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ان جرائم پیشہ افراد کے عیوب کی پردہ داری نہ کرتے ہوئے اور ان کے ان نقائص کو صیغہ راز میں نہ رکھتے ہوئے عوام اور معاشرہ کو ان سے باخبر کردے، یا اس سے متعلق حکومت کے متعلقہ محکمہ کو مطلع کردے، تاکہ عوام الناس ان کے شر اور ضرر سے مامون و محفوظ رہ سکیں اور ڈاکٹر کا یہ عمل اور رویہ حدیث شریف: "من ستر عورة أخيه ستر الله عورته يوم القيامة ومن كشف عورة أخيه كشف الله عورته يوم القيامة" (ترغیب وترہیب ۴/۱۰۳) کے معارض نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس ڈاکٹر کا یہ عمل مفاد عامہ کی خاطر ہے، نہ کہ ان اشخاص کی ہتک و تذلیل کے لئے۔

۹- کسی نفسیات سے مبتلی بہ مریض نے کسی جرم کا ارتکاب کیا، مثلاً کسی کو قتل کردیا، یا اس جیسی کوئی اور سنگین واردات کی اور ڈاکٹر کے پاس آکر اپنے ارتکاب جرم کا اقرار کر لیتا ہے اور شبہ جرم کی بنا پر دوسرا شخص گرفتار ہو گیا ہے اور اس کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے اس بات کا قوی احتمال ہے کہ دوسرا شخص جو اصلا جرم سے بری ہے عدالت میں مجرم قرار دیا جائے جس کی بنا پر سزا پائے

Marfat.com

ہو جائے، اس جیسی صورت میں ڈاکٹر اس اصل مجرم سے متعلق راز داری اور پردہ داری سے کام نہ لیتے ہوئے اس سے متعلق عدالت میں جاکر بیان دے تاکہ بے قصور و بے گناہ شخص کی رہائی ہو سکے، کیونکہ ارشاد باری ہے:

"یأ یھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی أنفسکم. أو الوالدین والأقربین" (سورۂ بقرہ)۔

(اے ایمان والوں انصاف کے ساتھ گواہی دو اللہ تعالی کو شاہد و حاضر جانتے ہوئے اگرچہ وہ شہادت تمہارے اپنے نفسوں یا اپنے والدین یا اپنے عزیز واقرباء اور متعلقین کے خلاف ہی کیوں نہ ہو)۔

جب اللہ تعالی شہادت سے متعلق اتنی سخت تاکید فرمارہے ہیں، تو اس طرح کی صورت میں کسی ڈاکٹر یا شاہد کے لئے راز داری سے کام لینا قطعا روا اور جائز نہیں ہوتا، بلکہ ان عیوب و جرائم سے مطلع اور باخبر کردینا نہایت لازمی ہوجاتا ہے، تاکہ بے قصور و بے گناہ شخص ظلم وزیادتی اور سزایابی سے بچ سکے اور اصل مرتکب جرم سزایاب ہو سکے، جس کی بنا پر وہ اپنے جرائم سے باز آجائے اور اس طرح برائیوں کا سدباب ہو سکے۔

۱۰- اگر کوئی شخص متعدی امراض مثلاً ایڈز یا طاعون وغیرہ میں مبتلا ہے اور کسی اہل نظر ڈاکٹر کے زیر علاج ہے، مریض کا اصرار ہے کہ ڈاکٹر اس کے مرض کے متعلق کسی کو مطلع نہ کرے حتی کہ اس کے اہل خانہ سے بھی اس کے مرض کو پردہ خفا میں رکھے، ورنہ وہ معاشرہ اور سماج میں اچھوت بن کر رہ جائے گا، کوئی بھی اس سے ملنا جلنا گوارہ نہیں کرے گا، ایسی صورت حال میں از روئے شرع ڈاکٹر کا اس مریض کے تئیں یہ رویہ ہونا چاہئے کہ وہ اس مرض کو خفا میں نہ رکھتے ہوئے اس کے اہل خانہ اور متعلقین کو اس سے باخبر کردے، تاکہ اس کے اولیاء ڈاکٹر کے پاس علاج نہ ہونے کی صورت میں کسی دوسری جگہ معالجہ کراسکیں اور مریض کی حفظان صحت سے متعلق کافی ودافی دیکھ ریکھ کرسکیں، اور اگر ڈاکٹر وقتی طور پر اس مرض کو پردہ خفا میں رکھ کر اس شخص کو ضرر سے بچانا چاہتا

Marfat.com

ہے تو یہ ڈاکٹر کے لئے مناسب نہیں ہوگا، اس لئے کہ ایسی صورت میں مستقبل قریب ہی میں اس شخص سے متعلق ایک بڑے اور قوی ضرر کا اندیشہ ہے، ابھی ممکن ہے کہ مرض کے نوخیز ہونے کی بنا پر اس کا بہ سہولت انسداد ہو سکے، اور بعد میں خطرناک صورت اختیار کرنے کے بعد لا علاج، یا بطی العلاج بن جائے اور مریض ایک ابتلا عظیم سے دوچار ہو جائے، اور اس کا سبب ڈاکٹر کی ظاہرانہ اور وقتیانہ خیرخواہی بنے، جب کہ آپ ﷺ کا مبارک ارشاد گرامی ہے:

"عن عائشة فقالت: ما خير بين أمرين إلااختار أيسر هما مالم يكن إثما" (اصول الفقہ / ۲۹۸)۔

(جب تم دو آزمائشوں میں مبتلا ہو جاؤ یا تمہیں دو معاملات کے درمیان اختیار شرعی دیا جائے تو تم آسان وسہل کو اختیار کرو)۔

صورت ہذا میں بھی ڈاکٹر ہی دو معاملات سے دوچار ہے، اولا مریض کے ضرر کو دفع کرنا جس سے وہ اچھوت نہ سمجھا جائے، ثانیا اس کے اہل خانہ اور متعلقین کو باخبر کرنا اور فائدہ عامہ کے لئے سماج کو اس سے متعلق ضرر کے انسداد کی رائے دینا، لہذا ڈاکٹر شخصی فائدہ کو ترک کرتے ہوئے عمومی مفاد کو پیش نظر رکھ کر اس کے اولیاء اور اہل خانہ کو اس کے مرض سے مطلع کردے تاکہ اس کے اولیاء اس کے علاج ومعالجہ کا صحیح بندوبست کرسکیں اور حفظان صحت سے متعلق دیکھ ریکھ کرسکیں، اور مبتلا بہ مریض ایک گونہ راحت وانس کی زندگی گزار سکے۔

☆☆☆

Marfat.com

ڈاکٹر کا مریض کے راز کا افشاء کرنا

مولانا محمد حاذق قاسمی (حیدرآباد)

۱- ڈاکٹر کا افشاء راز

اس قسم کے مسائل کے بارے میں یہ دیکھا جائے گا کہ ان کے ظاہر کردینے سے غیبت ہوگی یا نہیں؟ غیبت کہتے ہیں کسی کی برائی کو اس کے پیٹھ پیچھے بیان کرنا، جس کو وہ سنے تو ناپسند کرے، اس کی کتاب اللہ اور سنت رسول علیہ السلام دونوں سے ممانعت آئی ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ کسی بھی شخص کا کون سا عیب غیبت ہے اور کون سا عیب بیان کرنا غیبت نہیں ہے، چنانچہ اگر کسی کا حق کسی سے متعلق ہے اور وہ اس کو نہیں جانتا اور دوسرا شخص جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ اگر ظاہر نہیں کیا تو اس کے حق کے فوت ہونے کا خوف ہے تو اس جاننے والے شخص پر لازم اور ضروری ہے کہ وہ اس کو اس سے (صاحب حق) سے واضح کردے، یہ غیبت جائز ہے، اگر اس سے کسی کا حق متعلق نہ ہو تو غیبت حرام ہے۔

چنانچہ اس مسئلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ نوجوان کی آنکھ کی روشنی ختم ہوچکی ہے، اگرچہ دیکھنے میں صحیح وسالم معلوم ہورہی ہے، اب اسی حالت میں اس کا کسی خاتون سے رشتہ طے ہوا، لڑکا اپنا عیب چھپا رہا ہے اور ڈاکٹر کو یقین ہے کہ اگر خاتون کو اس کا عیب معلوم ہوجائے گا تو اس رشتہ پر ہرگز راضی نہیں ہوگی تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کو چاہئے کہ اس شخص کا عیب اس خاتون یا اس کے گھر والوں پر ظاہر کردے، اس نوجوان کے عیب کو نہ چھپائے، اس لئے کہ اس سے دوسروں کے حق کے فوت ہونے کا خوف ہے اور اگر لڑکی یا اسکے افراد خانہ اس ڈاکٹر سے معلوم کریں تو اس

Marfat.com

صورت میں بدرجہ اولی اس کے راز کو ظاہر کردے، اس ڈاکٹر کی اخلاقاً بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اس راز کو ظاہر کردے، اس نکاح کا مقصد محبت ومؤدت ہے اور تسکین ہے جو کہ عیب کی صورت میں باقی نہیں رہے گا۔

۲- ایسے وقت میں جب مرد وعورت کے درمیان نکاح کی بات چل رہی ہو تو اپنی طبی جانچ کے لئے کسی ڈاکٹر کے پاس آتے ہیں، جس کے نتیجہ میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو ایسا مرض ہے جس کے نتیجہ میں یہ اندیشہ ہے کہ بچے ناقص الاعضا پیدا ہوں گے، یا یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مرد یا عورت کے مادہ منویہ اس قابل نہیں ہیں کہ اس سے تولید ہو سکے تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کی یہ انسانی ہمدردی کے ناطے اخلاقی ذمہ داری ہے کہ ان کو آگاہ کرے، کیونکہ نکاح کا ایک مقصد جہاں محبت ومؤدت اور تسکین قلب ہے تو وہیں پر دوسری جانب توالد وتناسل بھی ایک اہم مقصد ہے جو کہ اس بیماری کی صورت میں فوت ہو رہا ہے، اس لئے ان کو ایک دوسرے کے عیب سے آگاہ کرنا بھی ضروری ہے، تاکہ بعد میں اگر جاننے کے بعد بھی کرلیں تو لڑائی جھگڑے کی نوبت پیش نہ آئے، اس کو ڈاکٹر کے لئے راز میں رکھنا بہتر نہیں۔

۳- اس سوال کا جواب محور سوم کے پہلے جواب سے ملتا جلتا ہے، اس صورت میں ڈاکٹر کے لئے حقیقت حال کو بتانا جائز ہی نہیں، بلکہ واجب ہے، اور اگر دوسرا فریق اس مریض یا مرض کے بارے میں معلوم کرے تو اس وقت بدرجہ اولی صاف صاف واضح طور پر بتا دینا چاہئے۔

۴، ۵- شریعت اسلامی کا ایک قاعدہ مسلم ہے: "یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام" (ضرر عام کے دفع کرنے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا)۔

اس صورت میں ڈاکٹر کا فریضہ ہے کہ ضرر عام کو دفع کرنے کی غرض سے متعلقہ محکمہ کو اس کی بینائی کی بابت صحیح اطلاع دے دے، اور ڈرائیونگ لائسنس کی منسوخی کی سفارش کرے۔

اسی طرح سوال ۵ میں بھی ضرر عام کو دفع کرنے کیلئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا اور متعلقہ محکمہ کو اس کی حرکتوں سے آگاہ کر دینا ضروری ہوگا۔

Marfat.com

۶- مسئولہ صورت میں ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ اگر بچہ کی جان بچانا اس کے راز کے افشا کئے بغیر ممکن ہوتو وہ متعلقہ محکمہ کو آگاہ کر کے بچہ کی جان بچائے، لیکن اگر افشاء راز کے بغیر ممکن نہ ہوتو جان بچانا اصل ہے، بدنامی اصل نہیں ہے، اسلام میں جان کا بچانا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

۷-شراب سے علاج

شراب کے ذریعہ شراب کے علاج کی مسئولہ صورت میں فقہاء کرام کی عبارتوں سے جواز معلوم ہوتا ہے (دیکھئے: تبیین الحقائق ۶/۳۳)۔

۸- جرائم پیشہ لوگوں کا افشاء راز

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ضرر عام کو دفع کرنے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا، لہذا ایسے افراد کے بارے میں ڈاکٹر کو چاہئے کہ اس کا راز فاش کردے، اور حکومت کے محکمہ کو خبر کر کے لوگوں کو ضرر عظیم سے بچائے۔

یہاں پر اگر حکومت کا محکمہ اس کو کوئی سزا وغیرہ دیتا ہے اور اسے جیل میں ڈالتا ہے، تو یہ ضرر خاص ہوگا، اور لوگوں کو جو اس سے نجات ملے گی وہ ضرر عام میں شمار کیا جائے گا۔

۹- حدود کے باب میں گواہی دینا

یہاں غیر مجرم جس کو سزا ملنی چاہئے، اس کو سزا مل رہی ہے اور جو اصل مجرم اور گنہگار ہے وہ بچ رہا ہے، لہذا ڈاکٹر پر واجب ہے کہ حقیقت حال کا اظہار کردے۔

۱۰- یہ سوال محور دوم کے سوال ۲ کے قبیل سے ہے اور اس کا مفصل جواب گذر چکا، یہاں بھی ضرر عام کو دفع کرنے کے لئے ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا، اور ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ اس مریض کے راز کو ظاہر کردے، تا کہ لوگ اس ضرر سے اور اس مرض سے محفوظ رہیں۔

Marfat.com

مریضوں کے عیوب افشاء کرنا کا مسئلہ

مولانا نظام الدین قاسمی (حیدرآباد)

افشاء راز

شریعت میں اس بارے میں وارد نصوص کو سامنے رکھ کر رمز آشنا شریعت فقہاء ومحدثین نے اصول بنایا کہ صحیح مقصد کے لئے غیبت مباح ہے مثلاً:

☆ ظالم کے ظلم کا تذکرہ کرنا تاکہ انصاف مل سکے۔

☆ منکرات اور برائیوں کو روکنے کی غرض سے کسی سے اس کی شکایت کرنا۔

☆ مشورہ کے وقت اصل حقیقت کو ظاہر کر دینا، جیسا کہ مذکورہ دونوں حدیثوں میں ہے۔

☆ کسی مسلمان کو دھوکہ دہی سے بچانا مقصود ہو، جیسے خریدار بیچنے والے کو کھوٹا سکہ دے رہا ہے اور وہ اس سے ناواقف ہے، کوئی تیسرا اس سے باخبر ہے تو وہ بیچنے والے کو اس سے آگاہ کر سکتا ہے (ردالمحتار ۵/۲۶۳)۔

معلوم ہوا کہ ہر موقع پر غیبت ناجائز نہیں، بلکہ بعض مواقع پر کسی بڑے مقصد کے حصول کے لئے اس کی اجازت ہے، افشار راز بھی ایک طرح سے غیبت ہی ہے، کیونکہ غیبت کی تعریف یہ کی جاتی ہے: ''أن تذکر أخاک بما یکرہ'' (اپنے بھائی کے ان چیزوں کا تذکرہ کرنا جسے وہ ناپسند سمجھتا ہے) اور یقینی طور سے کوئی اسے پسند نہیں کرتا کہ اس کے راز کا افشاء کیا جائے۔

Marfat.com

مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ کسی بڑے مقصد کے حصول کے لئے افشاء راز کی اجازت دی جاسکتی ہے، اس لئے اگر کسی عورت یا مرد میں ایسا کوئی عیب ہے کہ دوسرا فریق باخبر ہونے کی صورت میں اس عقد پر راضی نہیں ہوسکتا تو ڈاکٹر یا ہر وہ شخص جو اس عیب پر مطلع ہے، کی ذمہ داری ہے کہ وہ صاحب معاملہ کو اس سے آگاہ کردے خصوصی طور سے یہ ذمہ داری اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب کہ صاحب معاملہ اس سے مشورہ کرے یا اس کے متعلق چھان بین، پوچھ گچھ کرے، ایسے ہی اگر کوئی شخص غلط جاسوسی کرتا ہے یا جرائم پیشہ ہے اور کسی کو اس کی اطلاع ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے بارے میں لوگوں کو یا حکومت کے متعلقہ محکمہ کو باخبر کردے تاکہ اس کے ضرر سے محفوظ رہ سکے، نیز متعدی امراض کے حامل لوگوں کی بھی راز داری نہیں کرنی چاہئے، بلکہ گھر والوں اور اس کے متعلقین کو آگاہ کردینا چاہئے تاکہ یہ مرض دوسروں کو لاحق نہ ہو۔

۴،۵- اگر ڈرائیور کی بینائی متاثر ہو یا وہ شرابی ہو

اصول یہ ہے کہ عوام کے ضرر کے مقابلہ میں خواص کے ضرر کو گوارہ کرلیا جاتا ہے۔

"یتحمل الضرر الخاص لدفع ضرر العام" (الاشباہ/۸۷)۔

فقہاء یہاں تک لکھتے ہیں کہ اگر کفار کچھ مسلمانوں کو ڈھال بنالیں اور خدشہ ہو کہ اس طور پر وہ مسلمانوں پر فتح پالیں گے تو ان مسلمان قیدیوں کو تیروں سے ہلاک کرنا جائز ہوگا، کیونکہ ان کے بچانے میں اس سے عظیم خطرہ کا اندیشہ ہے کہ ان کے توسط سے وہ تمام مسلمانوں پر فتح پالیں اور ان کو قیدی بنالیں یا قتل کردیں۔

اس اصول اور مسئلہ کی روشنی میں ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ اگر ڈرائیور کی بینائی کمزور ہے یا وہ نشہ آور اشیاء کا عادی ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری، بلکہ فریضہ ہے کہ وہ متعلقہ محکمہ کو اس کی اطلاع کردے گو اس کی ملازمت خطرہ میں پڑ جائے اور وہ معاشی پریشانیوں میں مبتلا

Marfat.com

ہو جائے، کیونکہ اس کی خاموشی اور رازداری اس سے بڑے خطرہ کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔

۶ - فحشاء مثلاً زنا و چوری وغیرہ کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ممکن حد تک اس کی اشاعت نہ ہو اگر کوئی مومن شامت اعمال سے اس میں مبتلا ہو جائے تو جاننے والے کے لئے بہتر ہے کہ اسے چھپا لے اپنے تک محدود رکھے، عدالت تک اسے نہ لے جائے۔

اس طرح کی روایتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان معاملات میں شریعت کا نقطہ نظر اخفاء، پوشیدگی اور رازداری کا ہے تا کہ مبتلا شخص معاشرہ میں بدنام نہ ہو، اس کی حیثیت عرفی برقرار رہے، اس طرح ممکن ہے کہ اللہ اسے توبہ کی توفیق دے دیں اور دوبارہ ایسی حرکت نہ کر سکے، اس لئے اگر کوئی عورت اپنے ناجائز بچے کو کسی شاہراہ وغیرہ پر زندہ چھوڑ دے تا کہ سماج میں بدنامی سے بچ سکے اور کوئی شخص اس سے واقف ہے تو اس کے لئے بہتر ہے کہ اخفاء سے کام لے، تاہم اگر مصلحت اس میں ہو کہ متعلقہ محکمہ کو اس سے باخبر کر دیا جائے تا کہ اس طرح کے حادثات کی روک تھام ہو سکے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

۷ - علاج میں حرام اشیاء کا استعمال

ضرورت و حاجت کی بنا پر شریعت نے ازراہ علاج حرام چیزوں کے استعمال کی اجازت دی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بغرض علاج ''عرینہ'' کے لوگوں کو اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم دیا (بخاری ۲/۸۴۸)۔

ابو جحفہ کو سونے کی ناک بنانے کی اجازت دی، ایسے ہی حضرت زبیر و عبدالرحمٰن کو کھجلی کی وجہ سے ریشم کا کپڑا پہننے کو جائز قرار دیا (بخاری ۲/۸۶۸)۔

حالانکہ یہ دونوں مردوں کے لئے حرام ہیں، اس طرح کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج کے معاملہ میں اسلام نے یک گونہ وسعت اور سہولت سے کام لیا ہے اور ایسی ہی روایتوں کو سامنے رکھ کر فقہاء نے بہ غرض علاج مختلف مواقع پر حرام اشیاء کی اجازت دی ہے (دیکھئے: ہندیہ ۵/۳۵۵)۔

Marfat.com

خون اور پیشاب کی ناپاکی مسلم ہے، مردار کی حرمت پر اتفاق ہے، لیکن اس کے باوجود دوسری دواؤں کی عدم موجودگی میں ان کے استعمال کی اجازت ہے (ہندیہ ۵/۳۵۵)۔

معلوم ہوا کہ اگر حرام چیزوں کے استعمال کے بغیر علاج ممکن ہے تو بہ طور دوا حرام چیزوں کے استعمال کی اجازت ہے، اس لئے اگر کوئی شخص شراب کا عادی ہے اور اس کے بغیر علاج ممکن نہیں کہ وقفہ وقفہ سے وہی شراب یا نشہ آور چیز کا استعمال کرایا جائے جس کا وہ عادی ہے اور مریض کے علم میں لائے بغیر کوئی ایسی دوا شامل کردی جائے کہ اس کی وجہ سے وہ متلی یا قے وغیرہ کی شکایت میں گرفتار ہو جائے اور اس طرح شراب کی لت چھوڑ دے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

۹- شہادت ایک امانت ہے جس طرح امانت کی واپسی ضروری ہے، اس میں خیانت بدترین جرم ہے، اسی طرح گواہی دینا لازم ہے اور اس کو چھپانا معصیت ہے، رب کائنات کا ارشاد ہے:

"ولا تکتموا الشهادة ومن يكتمها فإنه آثم قلبه" (سورۂ بقرہ: ۲۸۳)۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی معاملہ کا گواہ ہو، لیکن صاحب معاملہ اس سے واقف نہ ہو، مقدمہ عدالت میں پیش ہو، خطرہ ہے کہ گواہ نہ ہونے کی بنا پر مقدمہ خارج کردیا جائے گا اور صاحب معاملہ کا حق مارا جائے گا تو اس گواہ کے لئے بلا طلب حاضر ہو کر گواہی دینا ضروری ہے (الدر المختار ۴/۳۶۹)۔

لہذا اگر کسی مریض نے کسی جرم کا ارتکاب کیا اور ڈاکٹر کے پاس اپنے اس جرم کا اقرار کیا، اور اسی جرم کی بنا پر دوسرا بری شخص ماخوذ ہے، اور مقدمہ زیر عدالت ہے، پورا اندیشہ ہے کہ دوسرا شخص جو دراصل بری ہے مجرم قرار دے دیا جائے تو ایسی صورت میں ڈاکٹر یا اور کوئی جو اس جرم سے واقف ہے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اصل مجرم کے بارے میں عدالت میں آکر گواہی دے تاکہ بے گناہ شخص رہا ہو سکے۔

☆☆☆

Marfat.com

ایڈز کے مریض کے شرعی احکام

مولانا محمد مجتبی مظاہری، گجرات

ایڈز کی حقیقت

ان مہلک وتباہ کن امراض میں سے ہے جو مغرب کی خباثت آمیز تہذیب وکلچر کا نتیجہ ہے جس کی ابتداء کئی سال قبل ۱۹۷۸ء میں ہوئی، تحقیقات کے مطابق مقام بلجیکا میں سب سے پہلے اس مرض نے جنم لیا، ابتداء میں اس کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنیاد پر کوئی مستقل نام نہ تھا بعد میں تنقیح وتوضیح کے ذریعہ ۱۹۸۱ء میں ایڈز کے نام سے اسے پہچانا گیا، یہ ایسا پرخطر مرض ہے کہ جس میں طبی ومشاہدتی اعتبار سے صاحب مرض کا بچنا شاذ ونادر ہوتا ہے، نیز اسے محققین اطباء نے متعدی امراض میں داخل کیا ہے، اسی بنیاد پر بہت ہی قلیل مدت میں ایسے صاحب مرض کی تعداد میں روزمرہ تیزی سے اضافہ ہونے لگا، اس کے علاوہ اس مرض سے متاثر مریضوں کی تعداد لاکھوں بیان کی جاتی ہے، اس مرض کے دردوکرب بے چینی وتکالیف کا اندازہ خود صاحب مرض کی زبانی سنئے:

ایسا مریض فقط اپنے تکالیف میں مبتلا ہوکر پریشان نہیں ہوتا، بلکہ معاشرہ میں بھی اس کو اندیشہ رہتا ہے کہ اس کے خلاف لوگ بے مروتی کا ثبوت دیں گے حتی کہ اس کی تجہیز وتکفین کا انتظام بھی نہ ہو پائے گا، (العیاذ باللہ) (دیکھئے: الامراض الجنسیہ ۱۳۱)، حقیقۃً ایسے امراض کا جنم آپ ﷺ کی پیشن گوئی کا مصداق ہے، جو آپ ﷺ نے اخیر زمانہ کے ان جیسے ہی امراض کے متعلق فرمائی تھی:

Marfat.com

"لم تظهر الفاحشة في قوم قط حتى يعلموا بها الإفشا فيهم الطاعون والأوجاع التي لم تكن مضت في أسلافهم الذين منهم" (ابن ماجہ ۲/ ۳۰۰ عن ابن عمر)۔

اس تمہیدی گفتگو کی روشنی میں محور دوم میں دریافت کردہ مسائل کا حل حسب ذیل ہے:

ایسے مہلک مرض میں گرفتار شخص کے لئے واجب وضروری ہے کہ اپنے گھر والے اور متعلقین کو اس مرض کی اطلاع کرے، بلکہ ڈاکٹر کی بھی شرعی ذمہ داری ہے کہ اس مرض کو بیان کردے تاکہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنے میں کوئی کوتاہی نہ ہو، اگرچہ اس صورت افشاء میں مریض کو نقصان ہوگا، لیکن شریعت کا یہ بھی مسلمہ ضابطہ ہے: "يتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام" (الاشباہ/ ۱۴۲)۔

نیز "إذا تعارض مفسد تان روعی أعظمها ضررا بارتكاب أخفهما" (الاشباہ/ ۱۴۵) ثابت ہے اور ظاہر سی بات ہے کہ عدم افشاء میں پوری جمعیت وسماج کا نقصان ہے۔

مہلک امراض میں اہل خانہ اور سماج کی شرعی ذمہ داری

اگرچہ تفصیل سابق سے مرض میں تعدی کو سبب کے درجہ میں ثابت کرتے ہوئے وجوب افشاء کا حکم دیا گیا اور احتیاطی تدابیر کو برتنا لازم قرار دیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود ان مریضوں کی تیمارداری بھی شرعاً فرض کفایہ کے درجہ میں ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

"عن أبي موسىؓ قال قال رسول الله ﷺ: أطعموا الجائع وعودوا المريض وفكوا العاني" (بخاری ۲/ ۸۴۳، ابوداؤد ۲/ ۴۴۲، مسند ابی یعلی ۶/ ۴۱۸) اس حدیث میں عیادت کو واجب قرار دیا گیا ہے۔

اسی لئے امام بخاری نے "باب وجوب الحیاۃ" کے عنوان کے تحت اس حدیث کو ذکر کیا ہے، البتہ یہ وجوب کفائی کے درجہ میں ہے، اسی لئے ملا علی قاری نے اس حدیث کے صیغہ اوامر کے سلسلہ میں شرح فرمائی ہے:

Marfat.com

"وهذه الأوامر للوجوب على الكفاية فإذا امتثل بعض سقط عن الباقين" (مرقاۃ ۲ / ۲۹۳)۔

بہر حال ہر قسم کے مرض میں مذکورہ شرعی ذمہ داری نبھانا ضروری ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے: المعیار المغرب جامع فتاوی علماء افریقہ احمد بن یحیی)۔

تیمارداری کا طریقہ

البتہ تیمارداری کا طریقہ ایسا اختیار کرے جس میں احتیاط کا پہلو بھی فوت نہ ہونے پائے، اس کی صورت یہ ہے کہ اس کے لئے مستقلا آبادی ہی میں علاحدہ رہنے کا نظم ونسق کیا جائے اور اختلاط کثیر سے پرہیز کرایا جائے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے بھی اپنے دور حکومت میں ایک مجذومہ کو موسم حج میں لوگوں کے مجمع کثیر میں دیکھا تو اس کو اختلاط سے روکتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی بندی! گھر کیوں نہیں بیٹھی رہتی خلق خدا کو اذیت نہ پہنچاؤ (دیکھئے: موطا امام مالک ۴۳۴)۔

اسی اثر عمر بن الخطابؓ کی بنیاد پر مذکورہ تدبیر بیان کی جارہی ہے، بلکہ علامہ زرقانی اور علامہ ابوالولید باجی مالکیؒ نے اس پر تفصیلی شرح فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مجذوم کو لوگوں کی حفاظت سے روکنا شرعی ذمہ داری ہے تاکہ ایذاناس جو کہ حرام ہے اس پر عمل ہو سکے اور کیوں نہ ہو جب کہ عہد نبوی ﷺ میں رائحہ کریہہ کی بنیاد پر مسجد سے جنت البقیع تک نکال دیا جاتا تھا، تو جذام کی بنیاد پر تو بدرجہ اولی مخالطت سے پرہیز کا اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ اگر یہ متعدی مرض نہیں (کما قال البعض) تو اس کے موذی ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں؟ (دیکھئے: شرح الزرقانی ۲ / ۴۰۰)۔

حاصل یہ ہے کہ ایڈز میں شرعا تیمارداری ضروری ہے، البتہ طبی احتیاط بھی ملحوظ رہے جیسا کہ مریض جذام کی تیمارداری میں احتیاط کی تدابیر علماء متقدمین کے حوالے سے ابھی ذکر کی گئیں اور کیوں نہ ہو جب کہ ایڈز تو اس سے (جذام سے) کئی گنا مہلک وشدید مرض ہے، ایسا

Marfat.com

قیاس خود ابن بطال سے منقول ہے کہ نظر بد لگانے والے پر مخالطت سے پابندی لگائی جائے گی، کیونکہ اس کا ضرر مجذوم کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ضرر رساں ہے (دیکھئے: فتح الباری ۱۰/ ۲۵۲)۔

قصداً مرض کو منتقل کرنا

مریض کے مرض کو قصداً منتقل کرنے کی کئی شکلیں متصور ہیں: ایک پوری آبادی کو اپنے جیسے مرض میں مبتلا کرنے کا ارادہ ہو، ۲- کسی فرد واحد کو مبتلا کرنے کا قصد ہو اور وہ شخص معین اس مرض سے متاثر ہو کر مر چکا ہو، ۳- کسی فرد معین کو مبتلا کرنے کا قصد تو کیا ہو، لیکن وہ مرا نہ ہو، اول دونوں صورتوں میں مریض پر قصاص واجب ہوگا، چنانچہ نظر بد والے شخص پر پابندی کے باوجود اس کی بے احتیاطی کی وجہ سے نظر زدہ کی موت پر قصاص کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے، جیسا کہ "فتح الباری" میں اس کی صراحت ہے (۱۰/ ۲۴۵)، البتہ تیسری صورت میں قصاص نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اس کے متعلقین میں سے کسی نے باوجود علم کے اس کے ساتھ اختلاط کو گوارا نہ کیا ہو، جس میں مریض کا کوئی دخل نہ ہو تو اس پر کوئی تاوان نہیں ہے اور گنہگار نہ ہوگا (دیکھئے: بدائع ۷/ ۲۳۵)۔

ایڈز کی بنیاد پر فسخ نکاح

یہ مسلم ہے کہ تفریق کا حق عورت کو ہے نہ کہ مرد کو، بلکہ اس کو تو شریعت نے طلاق کا اختیار دیا ہے، لہٰذا اگر عورت ایڈز میں مبتلا ہو تو طلاق دے کر علاحدہ کر سکتا ہے (دیکھئے: مبسوط ۵/ ۹۵)۔

اس کے بعد قول راجح کے مطابق عورت کو دیئے ہوئے حق تفریق کے اسباب غیر منحصر ہیں، جس کا مدار اجتہاد و ضرورت پر ہے، چنانچہ "المفصل فی أحکام المرأة" میں اس کی وضاحت ہے:

"والراجح القول الثانی فالعیوب التی تجیز فسخ النکاح غیر

Marfat.com

محصورة بعد دمعين أو بنوع معين أو بأنواع معينة من العيوب"(۳۶۷/۹)، بلکہ امام محمدؒ کے مسلک کا تقاضہ بھی یہی ہے، آپ نے موطا محمد میں تحریر فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ نامردی اور مقطوع الذکر کی صورت میں عورت کو بہر حال اختیار ہے اور اس کے علاوہ کے امراض میں ضابطہ یہ ہے کہ شوہر کے اس عیب کے ساتھ عورت کا قیام ممکن ہو تو اختیار نہیں ہے، ورنہ اس کو اختیار ہے کہ اس کے ساتھ رہے یا نکاح فسخ کرائے (موطا محمد ۲/۴۷۵)۔

امام محمدؒ سے منقول مذکورہ ضابطہ اس بات کی دلیل ہے کہ فسخ نکاح کے اسباب غیر منحصر ہیں (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: المحلی ۱۰/ ۱۱۲، الاختیارات الفقہیہ/ ۲۲۲، بحوالہ المفصل فی احکام المراۃ ۹/ ۳۷)۔

رہا یہ مسئلہ کہ اس غیر منحصر اسباب فسخ نکاح کا معیار کیا رہے گا، تو اس کے لئے مذکورہ عبارات ائمہ سے مدد لینے کے علاوہ کاسانی کی عبارت سے بھی سہارا لیا جاسکتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

"خلوه من كل عيب لا يمكنها القيام معه إلابضرر كالجنون والجذام والبرص" (بدائع ۲/ ۳۲۷) یعنی شوہر کا ہر ایسا عیب جس کے ہوتے ہوئے اس کے ساتھ قیام ضرر اٹھائے بغیر ممکن نہ ہو تو نکاح فسخ ہوجائے گا، بعینہ یہ ضابطہ "التبیین" میں علامہ زیلعی نے امام محمد کی طرف نسبت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"وقال محمد ترد المراة إذا كان بالرجل عيب فاحش بحيث لا تطيق المقام معه لأنها تعتذر عليها الوصول إلى حق لمعنى فيه" (۲۵/۳ وبمثلہ فی المبسوط ۴/ ۱۹۷) اور یہی مفتی بہ قول ہے جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے، ایسا جنون جو وقفہ سے طاری ہوتا ہو اس میں فوری طور پر عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دینے کے بجائے شوہر کو ایک سال کی برائے معالجہ مہلت دی جائے گی، جیسا کہ عنین میں ہوتا ہے اور اگر دائمی جنون سوار ہو تو مقطوع الذکر کے مانند فوری طور پر نکاح فسخ ہوجائے گا، اس مسئلہ کو "وبه ناخذ" سے مفتی بہ قرار دیا ہے (ہندیہ ۱/ ۵۲۶)۔

Marfat.com

رہا حضرات شیخین کا نظریہ سوان کے نزدیک فقط جب وعنینت میں فسخ کا اختیار ہے ورنہ نہیں، اس کے علاوہ کسی بھی عیب میں حق تفریق حاصل نہیں ہے۔

اس ضابطہ کے بعد ایڈز کو ملاحظہ فرمائیں کہ کیا اس مرض میں مبتلا مریض کے ساتھ عورت رہ سکتی ہے یا نہیں، اگر قیام ممکن ہے تو خیار نہیں ہے ورنہ اختیار رہے گا، ظاہر بات ہے کہ ایڈز کی حقیقت سابقہ کے پیش نظر اس کا قیام انتہائی مشکل ہے حتی کہ جذام اور برص سے بھی خطرناک مرض ہے، لہذا ایڈز میں بطریق اولی حق خیار حاصل رہے گا، البتہ اگر عورت خود راضی ہو وہ اور بات ہے (دیکھئے: فتاوی ہندیہ ۱/۵۲۶)۔

ایڈز کے سبب اسقاط حمل

اسقاط کا اصل ضابطہ یہ ہے کہ نفخ روح کے بعد قطعا حرام ہے اس کا مرتکب قتل نفس کا مجرم ہوگا (دیکھئے: شامی ۹/۳۷۹)۔

البتہ نفخ روح سے پہلے اسقاط کی دو صورتیں ہیں:

۱- بلا عذر اسقاط، ۲- عذر کے پیش نظر حمل کو ساقط کر دینا۔

پہلی صورت میں مرتکب کے گنہگار ہونے میں کوئی شبہ نہیں، البتہ ضمان کے سلسلہ میں اختلاف ہے، صاحب ''فتاوی خانیہ'' نیز علامہ سرخسی موجب ضمان قرار دیتے ہیں (دیکھئے: شامی ۵/۲۳۹، فتاوی خانیہ ۳/۴۱۰، المبسوط ۲۶/۸۷، نیز دیکھئے: شامی ۶/۳۸۰)۔

اور دوسری صورت یعنی بحالت عذر وضرورت حمل ساقط کرنا جائز ہے اور اس کے اعذار بھی دو طرح کے ہیں: ایک تو ماں کی جانب سے عذر ہو مثلاً یہ کہ ظہور حمل کے بعد اس کی جان کے ہلاکت کا خوف ہو یا اس کے دودھ کے منقطع ہونے کا اندیشہ ہو (شامی ۲/۳۸۰)۔

یا کبھی عذر بچے کی جانب سے ہوتا ہے، مثلاً ماں کے رحم میں موجود بچے پر موروثی مرض کے یا کسی مہلک مرض کے سرایت کا اندیشہ ہو جو ولادت کے بعد قوی درجہ میں جان لیوا ہو، چنانچہ

Marfat.com

زیر بحث مسئلہ، یعنی ایڈز کی بنیاد پر اسقاط بھی اسی صورت میں داخل ہے، بہر حال ایڈز کی وجہ سے بعد نفخ اسقاط بالکل جائز نہیں، البتہ نفخ روح سے پہلے بوجہ عذر جائز ہے۔

ایڈز میں مبتلا لڑکوں کا اسکولوں میں داخلہ

اگر کما و کیفا ایسے مرض میں مبتلا افراد معدودے چند ہوں تو انہیں داخلہ سے محروم کرتے ہوئے تعلیم سے روکا نہ جائے گا، بلکہ داخلہ کردیا جائے اور احتیاطی درجہ میں دیگر طلبا کو مناسب تنبیہ کی جائے کہ ایسے طلباء سے طبی اصول کی روشنی میں احتیاط برتیں، البتہ اگر ایسے افراد زیادہ ہیں تو لازمی طور پر علاحدہ رہائشی انتظام کے ساتھ تعلیمی نظم ونسق کیا جائے، جیسا کہ ''شرح منتقی و شرح زرقانی'' کے حوالہ سے اس کی تفصیل ماقبل میں گذر چکی، بلکہ اسی تدبیر کو ''الموسوعہ الفقہیہ'' میں ائمہ ثلثہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے (دیکھئے: الموسوعہ الفقہیہ ۱۵/ ۱۳۰)۔

۸- یہ سوال غالباً مکرر ہے، تفصیل اس سے قبل بیان کی جاچکی ہے۔

ایڈز اور طاعون جیسے مرض میں شکار مریض پر مرض الموت کا حکم

اس کا حکم درحقیقت مرض الموت کے مصداق کو متعین کرنے پر مبنی ہے، لہذا ائمہ کے رجحانات سپرد قلم ہیں:

۱- مرض مہلک ہو جس میں ہلاکت کا غالب اندیشہ ہو خواہ اس مرض کے سبب صاحب فراش ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اصح قول یہی ہے بلکہ یہی علامہ سمرقندی کا قول مختار ہے (دیکھئے: الہندیہ ۱۷۶/۴) اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ فقہاء نے مبارز وغیرہ کو مریض الموت قرار دیا ہے جس میں موت کا غالب اندیشہ تو ہوتا ہے، لیکن صاحب فراش کا مفہوم ندارد (شامی ۵۴۱/۲)۔

البتہ شرط یہ ہے کہ سال کے اندر اندر اس کا انتقال ہو جائے (ہندیہ ۴۶۳/۱)۔ غرض اصح قول کے مطابق محض ہلاکت کا یقین مرض الموت سے عبارت ہے۔

Marfat.com

۲-علامہ حصکفیؒ نے غلبہ ہلاکت کے ساتھ صاحب فراش ہونے کو لازم قرار دیا ہے، یعنی ہلاکت کے اندیشہ کے علاوہ اپنی ضروریات کے لئے باہر نہ نکل سکتا ہو اور یہ تعریف علامہ علاء الدین کے نزدیک اصح الحدود کا درجہ رکھتی ہے، اسی لئے اخیر میں آپ نے ''ھو الأصح'' فرمایا ہے، نیز علامہ زیلعیؒ نے بھی ان کی موافقت میں اس تعریف کی تصحیح فرمائی ہے (دیکھئے: التبیین ۲/۲۴۸)۔

بہر حال اسی اصح تعریف کے مطابق ایڈز کے مریض پر مرض الموت کا حکم لگانے میں کوئی حرج وتامل نہیں کیونکہ اس مرض میں مشاہدہ ہلاکت وبربادی یقینی امر ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

ایڈز، طاعون اور کینسر کے

احکام و مسائل

مولانا شہباز عالم ندوی، آندھرا پردیش

ایڈز کو چھپانا

ایڈز کی بیماری چونکہ مہلک اور گھناؤنی ہے اور اس سے انسانی شرافت پر دھبہ آتا ہے، خواہ اس کی پیدائش کی کوئی بھی وجہ ہو، اس لئے معاشرہ میں اپنی ساکھ کو برقرار رکھنے اور زندگی کو اجیرن ہونے سے بچانے کے لئے اگر کوئی شخص اپنے مرض کو چھپانا چاہتا ہے اور گھر والوں کو اس سے واقف نہیں کراتا ہے، تو اس کا چھپانا مناسب اور درست ہے۔

اس میں ایک تو خود مریض کسمپرسی کے عالم میں ہوتا ہے اور اپنی ہی اندرونی کیفیات سے وہ کافی پریشان ہوتا ہے، پھر اگر لوگوں کو اطلاع ہو جائے گی تو مزید کلفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، لہذا ''من ستره ستره الله'' کے ارشاد کی بنا پر مناسب یہ ہے کہ عیب کا افشاء نہ کرے لیکن ساتھ ساتھ وہ ڈاکٹر ان تمام تدابیر کو استعمال کرے جس سے مرض متعدی نہ ہو۔

مریض کی نگہبانی

مریض خواہ کیسے ہی ہوں ان کے متعلقین اور اہل خانہ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس کی نگہبانی کریں اور جس چیز کی ضرورت ہو وہ دوا وغیرہ فراہم کریں، تمام امراض میں خطرناک طاعون کی بیماری جو بہت ہی قدیم اور مہلک ہے، ایسے مرض کے پائے جانے کی صورت میں

Marfat.com

آپ ﷺ نے اس بستی میں جانے سے منع فرمایا، لیکن وہاں بھی اس کی تاکید فرمائی کہ مریضوں کی تیمارداری کے خوف سے اسے بے یارومددگار چھوڑنا درست نہیں، بلکہ جو لوگ مریض کے قریبی ہیں وہ اس کی دیکھ ریکھ کریں گے، طب نبوی کے ذیل میں حدیث نبوی مذکور ہے۔

بخاری کی روایت ہے:

"إذا سمعتم بالطاعون فی أرض فلا تدخلوها وإذا بأرض وأنتم بها فلا تخرجو منها" (بخاری کتاب الطب)۔

(جب تم کسی سرزمین میں طاعون کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ اور اگر وہیں موجود ہو جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلنا)۔

مرض کا منتقل ہونا

ایڈز کے مریض نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے اس کی بیماری دوسروں تک منتقل ہوگئی اور دوسروں تک جراثیم پہنچ گئے، مثلاً کسی ضرورت مند کو خون دے دیا جس کی بنا پر وہ بھی ایڈز کا شکار ہوگیا یا اور کوئی ایسی صورت اختیار کی جس سے یہ مہلک مرض دوسروں تک ہوگیا، حالانکہ وہ مریض اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اس طرح کے عمل سے مرض دوسروں تک منتقل ہوجاتا ہے، جب کہ اس کا ارادہ بھی تھا کہ اسی کی طرح دوسرا شخص بھی اس مہلک مرض میں مبتلا ہوجائے تو ایسی صورت میں شریعت کی نگاہ میں وہ شخص گنہگار ہوگا، اس لئے کہ ایک بھائی کے لئے خیر خواہی کے بجائے بدخواہی کا معاملہ کیا، اس بدنیتی کا گناہ اس کو ہوگا۔

لیکن یہ شخص سزا کا مستحق اور قانونی پکڑ میں نہیں آئے گا، اس لئے کہ وہ اس کا فاعل نہیں ہے، لہذا سزا نہیں دی جائے گی، البتہ گنہگار ضرور ہوگا۔

فسخ نکاح

اس سلسلہ میں فقہاء کرام کے یہاں ثبوت موجود ہے اور آثار صحابہ سے بھی اندازہ لگا

Marfat.com

سکتے ہیں کہ اگر شوہر کو مہلک مرض درپیش ہو جائے جس سے حقوق زوجیت ادا کرنا مشکل ہو تو ایسی صورت میں عورت اس شوہر سے جدا ہو سکتی ہے، موطا کی حدیث ہے:

"عن سعيد بن المسيب أنه قال أيما رجل تزوج امراه وبه جنون أو ضرر تخير إن شاء ت قرت وإن شاء ت فارقت" (موطا امام محمد ۲۴۸)۔

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ وہ شخص جس سے کسی عورت کی شادی ہوئی اور اس شوہر کو جنون یا اور کوئی مرض لاحق ہو تو اس عورت کو اختیار ہوگا، چاہے اس شوہر کے پاس رہے یا جدا ہو جائے۔

امام محمدؒ کے نزدیک کوئی خاص مرض متعین نہیں ہے، کوئی بھی بیماری جس کے پائے جانے کی صورت میں فسخ نکاح درست ہے، اس میں اصل وجہ ضرر سے بچنا ہے تاکہ دوسرے افراد اس سے محفوظ رہ سکیں، لہذا ایڈز میں یہ بات مکمل صادق آتی ہے، اس میں ضرر اشد کا قوی امکان ہے، لہذا یہاں بھی عورت کو ہر دو صورتوں میں فسخ نکاح کا اختیار ہوگا جبکہ شادی کے بعد ایڈز پیدا ہوا ہو، یا شوہر نے بغیر بتائے ایڈز کی حالت میں نکاح کر لیا ہو، دونوں صورتوں میں عورت جدا ہو سکتی ہے، اس مسئلہ میں امام محمدؒ کی رائے ہی مناسب ہے، ملاحظہ فرمائیں:

امام محمدؒ کا قول عیوب خمسہ میں نکاح فسخ کرنے کا اختیار اس لئے ہے تاکہ عورت سے ضرر کو دفع کیا جا سکے اور یہ عیوب ضرر پہنچنے میں اس سے بھی زیادہ قوی ہیں، اس لئے کہ عام طور سے یہ مرض متعدی ہے، جب ان میں اختیار حاصل ہوا تو اس میں بدرجہ اولی اختیار ثابت ہوگا (بدائع الصنائع ۲/ ۳۲۷)۔

اسقاط حمل

جب کسی عورت کے بارے میں یہ علم ہو گیا کہ اسے ایڈز کی بیماری ہے، ایسی خاتون کو ابتدائی مرحلہ میں ہی اپنے شوہر سے مقاربت سے دور رکھنا چاہئے، بالفرض اگر حمل قرار پا گیا اب آئندہ نسل کے لئے اس مرض میں مبتلا ہونے کا قوی امکان ہوگا، ایسی صورت میں اگر حم

Marfat.com

باقی رکھا جائے تو مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا، اور اگر اسقاط کیا جائے تو یہ بھی غیر شرعی عمل ہوگا، جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہوگا۔

لیکن اسقاط حمل کے سلسلہ میں اس قدر دلیل ملتی ہے کہ اگر دوران رضاعت حمل پایا جاتا ہو جس کی وجہ سے ماں کا دودھ خشک ہو جائے، اور باپ اس قدر سرمایہ دار بھی نہ ہو جس سے بچہ کے لئے دودھ کا نظم کر سکے، تو ابتدائی مرحلہ میں اگر اس حمل کو ساقط کر دیا جائے تو اس کی اجازت ہے۔

یہاں بھی یہی صورت ہے کہ اگر بچہ ہو گیا تو اپنے کو اور دوسروں کو ہلاک کرنے کا سبب بنے گا، اس لئے قبل اس کے کہ حمل میں صورت گری ہوئی ہو اسقاط درست ہوگا، اس لئے کہ اس وقت کسی انسان کو قتل کرنا لازم نہیں آئے گا، ہاں اگر رحم میں تخلیق ہو چکی ہے تو اسقاط حرام ہوگا (فتاوی قاضی خاں ۳؍۴۱۰)۔

اس بنا پر یہ ضروری ہوگا کہ بچہ کی صورت بننے سے قبل جس کی مدت اندازاً سو دن یا ایک سو بیس دن ہے، اس کے اندر ہی اسقاط کر دے تو قابل مواخذہ نہ ہوگا، اس کے بعد درست نہیں ہے۔

اسکولوں میں شریک کرنا

ایسے مریض بچے جو ایڈز میں مبتلا ہیں، اگر انہیں تعلیم دینے کا مسئلہ درپیش ہو تو جو مناسب اسکول ہو، جہاں جنسی بے راہ روی نہ ہو، اس کا اندیشہ کم ہو کہ لڑائی وغیرہ کی بنا پر خون خرابا ہوگا اور اس سے مرض دوسروں تک سرایت کر جائے گا تو ایسے اسکولوں میں شریک کرانا نامناسب نہیں ہوگا، اسی طرح اگر اسکول میں شریک درس ہے تو وہاں سے نہ نکالے، ہاں اگر ایسا اسکول ہے جہاں ہر طرح کی آزادی ہے اور خون خرابا کا بھی واقعہ آئے دن رونما ہوتا رہتا ہے تو پھر ایسے اسکول میں شریک نہ کرے، بلکہ اسکول بدل دینا مناسب ہوگا۔

Marfat.com

مرض الموت کا حکم

ایڈز، طاعون اور کینسر وغیرہ جیسے مہلک بیماری جب آخری مرحلہ میں پہنچ جائیں اور وہ لاعلاج ثابت ہو جائیں، ڈاکٹر بھی مکمل ناامیدی ظاہر کر دے کہ اب یہ مریض قابو سے باہر ہو چکا ہے اب اس کا علاج موت ہی ہے، تو ایسے وقت چونکہ ظاہری علامات موت کا پیش خیمہ ہیں، ایسے مریض کے بارے میں مرض الموت کا حکم لگانا درست ہے۔

قول مفتی بہ وقول مختار یہ ہے کہ جب موت یقینی ہو جائے تو ایسے شخص کو مرض الموت میں شمار کریں گے، خواہ وہ شخص صاحب فراش ہو یا نہ ہو (فتاوی ہندیہ ۴/۱۷۶)۔

لہذا ایڈز، طاعون اور کینسر وغیرہ امراض جب اس حد کو پہنچ جائیں کہ ڈاکٹر ناامید ہو جائے تو ایسے مریض کے لئے مرض الموت کا حکم لگایا جائے گا اور اس پر وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو کسی مرض الموت والے مریض پر عائد کئے جاتے ہیں۔

آمدورفت پر پابندی

ایسے علاقہ میں جہاں طاعون یا ایڈز جیسے امراض ہوں اگر حکومت مسافرین کی آمدورفت پر پابندی لگا دے تو یہ درست ہے، اس لئے کہ حدیث طاعون اس بات پر شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے صراحت فرمائی کہ جہاں طاعون ہو وہاں مت جاؤ اور اگر تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو، لہذا اس بات کے پیش نظر حکومت کا پابندی عائد کرنا درست ہوگا، اور لوگوں کو اس کا پابند ہونا ضروری ہوگا۔

☆☆☆

Marfat.com

ایڈز اور دیگر متعدی امراض کے شرعی احکام

مفتی احمد نادر القاسمی☆

۱- ایڈز کا مرض چھپانا؟

کسی مرض کے متعلق رضا الٰہی یہی ہو کہ اس میں اس بات کی صلاحیت پائی جائے کہ وہ دوسرے تک متعدی ہو جائے تو اس بارے میں اس سے زیادہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عذاب اور آزمائش ہے، ایڈز کے بارے میں جو معلومات طبی اور سماجی ذرائع سے سامنے آئی ہیں اس اعتبار سے ایڈز واقعی ایسا مرض ہے جو انسان کے لئے مہلک، خطرناک، ضرر رساں اذیت ہے اور صاحب مرض اس بات کو جانتا بھی ہے کہ یہ مرض دوسروں کے لئے بھی سم قاتل بن جاتا ہے تو اس صاحب مرض کا خود ذاتی فریضہ ہوگا کہ اپنے خاندان والوں اور گھر کے تمام افراد کو اطلاع ہی نہیں دے، بلکہ اس سے بچنے کی تلقین بھی کرے، ورنہ وہ دوسروں کی اذیت رسانی کا باعث قرار پائے گا جو قطعی حرام اور واجب الاحتراز ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"قال أبوهريرة دلني على عمل يدخلني الجنة قال: اعزل الأذى عن الطريق"۔

(حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ یا نبی اللہ! مجھے ایسے عمل کی رہنمائی فرمادیں جو مجھے جنت میں داخل کردے، آپ ﷺ نے فرمایا: راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹاؤ)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وہ تکلیف دہ چیز جو دوسروں کے لئے ضرر اور نقصان کا

☆ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا (نئی دہلی)۔

Marfat.com

باعث بن سکتی ہو، خواہ اپنی ذات ہی سے متعلق کیوں نہ ہو، دوسروں کو اس سے بچانے کی کوشش کرنا ایمانی اور شرعی فریضہ ہے، لہذا ایڈز جو کہ صحت انسانی کے لئے طبی اعتبار سے حد درجہ تکلیف دہ چیز ہے اس سے دوسروں کو محفوظ رکھنے کی ہر ممکن تدبیر کرنا واجب ہوگا۔

۲- ماقبل میں یہ بات ابھی ذکر کی گئی کہ شرعی نقطہ نظر سے ایڈز بھی ایک متعدی مرض ہے جو دوسروں کے لئے ضرر رساں اور اذیت کا سبب ہے اور شریعت نے اذیت سے بچنے کی شدید تاکید کی ہے، اس لئے اگر ڈاکٹر کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص اس مہلک مرض کا مریض ہے تو اس کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ اس راز کو افشا کرے، کیونکہ اگر ڈاکٹر اس کو راز میں رکھتا ہے تو اس کے عام ہونے کا قوی امکان ہے شریعت کا مشہور ضابطہ ہے:

ضرر عام کی روک تھام کے لئے ہر ضرر خاص کو برداشت کیا جائے گا (الاشباہ لابن نجیم)

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس میں ہر وہ چیز شامل ہے جو عام مسلمانوں کے لئے نافع ہو یا ان سے ضرر کو روکی جانے والی چیز ہو (نووی مع مسلم ۲/۳۲۸)۔

۳- اس کا تعلق بھی ماقبل کے جواب سے ہے کہ اس طرح کے امراض سے عام انسانوں کی ہلاکت کا اندیشہ ہے، اس لئے اہل خانہ کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کا علاج ومعالجہ کرائے، اس کو عام اختلاط سے روکے، اس کا کھانا پینا، ظروف ولباس سب دوسرے بچوں سے الگ رکھے اور عام آدمی سے ملنے جلنے میں احتیاط برتنے کی تلقین کرے، اور حکومت اگر اس طرح کے مریضوں کے ساتھ ناروا سلوک اختیار نہ کرتی ہو، بلکہ اس کے دفعیہ کا انتظام کرتی ہو تو بہتر ہے کہ حکومت کے عملہ کو فوری طور اس کی اطلاع کرے، تاکہ اس کو طبی مراعات فراہم ہو سکے، احتیاط اسی میں ہے اور شریعت بھی اسی کا حکم دیتی ہے، علامہ نووی فرماتے ہیں:

بے شک اللہ تعالی نے حکم دیا ہے احتیاط اور دور اندیشی سے کام لینے اور اسباب ہلاکت سے بچنے کا (نووی مع مسلم ۲/۲۲۹)۔

Marfat.com

۴- ایڈز کے مریض کی زیادتی

ایڈز کے مریض کا کسی دوسرے کو خون دینا یا اپنی بیوی سے جماع کرنا اس بات کے جاننے کے باوجود کہ ان چیزوں سے دوسرے لوگ بھی اس مہلک مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ درحقیقت فقہ کے مشہور قاعدہ: متسبب اور مباشر کے باب سے متعلق ہے، کیونکہ وہ شخص جو ایڈز کا مریض ہے اپنے مرض کی سنگینی کو جانتے ہوئے اپنی بیوی سے جماع کر رہا ہے یا دوسرے مریض کو خون دے رہا ہے، خواہ اس کا ارادہ مرض کی منتقلی کا ہو یا نہ ہو، ہر دو صورت میں وہ متسبب قرار پائے گا اور اس پر ضمان واجب ہوگا، کیونکہ وہ دوسرے کی جان کے تلف کا سبب بن رہا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی آدمی کسی کو زہر پلا دے، اور اس کی وجہ سے اس کی جان چلی جائے، علامہ کاسانی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے:

''اگر کسی شخص نے کسی کو زہر پیش کیا تو وہ شخص جس کو کہ زہر پیش کیا ہے اگر خود سے پیا تو اس زہر دینے والے پر ضمان واجب نہیں ہوگا اور اگر اس نے پلایا اس کے منہ میں ڈال کر تو اس پر دیت واجب ہوگی'' (بدائع ۷/۲۳۵)۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ شخص جس کو ایڈز کا مرض ہے اپنی بیوی سے جماع کرے گا تو زہر پلانے والے کے مترادف ہوگا اور اپنی بیوی کی موت کا وہ سبب ہی نہیں ہوگا، بلکہ مباشر ہوگا، اس لئے کہ اس میں اس شخص کی جانب سے تعدی پائی جا رہی ہے اور تعدی کی صورت میں شریعت اس کے مرتکب پر ضمان عائد کرتی ہے۔

ایڈز کے مریض کی طرف سے خون کا عطیہ

ایڈز کا مریض اگر کسی کو خون کا عطیہ پیش کرتا ہے اور کوئی ڈاکٹر اس مریض کو ایڈز زدہ خون چڑھاتا ہے تو کتب فقہ کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خون پیش کرنے والے پر ضمان واجب ہوگا، کیونکہ اس نے اپنے مرض کی سنگینی کے جاننے کے باوجود ایسا کیا ہے، جو تعدی ہے اور تعدی واجب ضمان ہے۔

Marfat.com

۵- ایڈز کا مرض چھپا کر نکاح کرنا

نکاح کا مقصد جہاں توالد و تناسل ہے اور ایک خوش گوار زندگی کی تشکیل ہے، وہیں شریعت نے زوجین کو بہت سے اختیارات بھی دیئے ہیں، تاکہ میاں اور بیوی دونوں کی زندگیاں کسی طرح کی کلفت میں قید ہو کر اجیرن نہ بن جائے، بلکہ عدم نبھاؤ و عدم بناؤ کی صورت میں اپنے دئے گئے شرعی اختیارات کو بروکار لا کر ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل کر سکیں، مثلاً شوہر کو شریعت نے طلاق کا حق دیا تو عورت کو خلع کا یا بصورت دیگر قاضی کی شرعی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرانے کا اختیار دیا ہے، البتہ ان اختیارات کو استعمال کرنے میں زوجین کو شریعت نے آزاد بھی نہیں چھوڑا تاکہ رشتہ ازدواج ایک مذاق بن کر نہ رہ جائے، بلکہ ان دیئے گئے اختیارات کے استعمال کے لئے زوجین کو کچھ شرطوں کا پابند بھی بنایا ہے، چنانچہ عورت اپنے فسخ نکاح کا کب مطالبہ کر سکتی ہے اور اس کو یہ حق کب حاصل ہے، اس بارے میں علماء کرام کے چند اقوال ہیں:

قول اول

امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کی رائے یہ ہے کہ عورت کو مرد کے عنین اور مجبوب ہونے کی صورت میں فسخ نکاح کے مطالبے کا حق ہوگا، امام محمد کی رائے یہ ہے کہ جب مرد کو جنون برص یا جذام، عنین، مجبوب کے امراض میں سے کوئی مرض لاحق ہو تو عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا اختیار ہوگا (دیکھئے: ہدایہ ۲/ ۴۲۲)۔

قول ثانی

یہ قول علامہ ابن قیم کا ہے، صاحب "فقہ السنہ" نے ان کی رائے ان الفاظ میں نقل کی ہے: امام ابن قیم کی تحقیق غور و فکر کے اعتبار سے اس باب میں بہت عمدہ ہے۔ وہ کہتے ہیں شوہر کے نابینا، گونگا، بہرا، دونوں ہاتھ کٹا ہوا، دونوں پیر کٹا ہوا یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کٹا ہوا، اسی طرح اور جو چیز منافرت کا سبب بنے، ہونے کی صورت میں فسخ کے مطالبہ کا اختیار ہوگا (فقہ السنہ ۲/ ۵۸)۔

Marfat.com

امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحہم اللہ کے نزدیک بھی ان امراض سے فسخ نکاح کا اختیار عورت کو حاصل ہوگا، البتہ امام احمد نے ایک اور قید کا اضافہ کیا ہے (رتقا)۔

اگر عورت اپنے شوہر کے اندر مجنون ہونے یا مجبوب ہونے یا جذام یا ابر (ایک قسم کی بیماری ہے جس سے جسم کوئی حصہ بڑھ جاتا ہے) یا عنین ہونے وغیرہ کا مرض پائے تو عورت کو اختیار ہوگا، امام مالک و احمد بھی کہتے ہیں (حلیۃ العلماء ۶/ ۳۰۳)۔

امام شافعیؒ نے فرمایا کہ عورت رد کر سکتی ہے نکاح کو جب مرد میں یہ پانچ عیوب پائے جائیں: جذام، برص، جنون، رتق اور قرن (تبیین الحقائق ۳/ ۲۵)۔

حنفیہ کے یہاں امام محمدؒ کے قول پر فتوی ہے، چنانچہ ہندیہ میں ہے:

اگر شوہر کو جنون کا روگ لاحق ہو جائے اور اس کی مدت ایک سال تک ممتد ہو جائے تو وہ عنین کی طرح ہے اور اگر جنون مطبق ہے تو وہ مجبوب کی طرح ہے (ہندیہ ۱/ ۵۲۶)۔

مذکورہ بالا فقہاء کی آرا اور امراض کی تفصیل سے یہ واضح ہوا کہ ان امراض سے فسخ نکاح کا حق محض منافرت کی بنیاد پر مل رہا ہے تو گویا ہر وہ مرض جو واقعی میاں بیوی کے درمیان منافرت کا باعث بن سکتا ہو، اس سے عورت کو فسخ نکاح کرانے کا حق حاصل ہوگا، لہذا ایڈز کا مرض بھی انہیں امراض متنافرہ میں سے ہے، تو عورت کو فسخ کا حق ہوگا اور اگر کسی قاضی نے نفرت کی علت کی بنیاد پر ایڈز کے مریض کی عورت کا نکاح فسخ کر دیا تو نافذ اور فیصلہ شرعی ہوگا، چنانچہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

اور ہم نے تحریر کیا ہے کہ حنفیہ کی قواعد کی روشنی میں قاضی نے زوجین میں سے کسی کے عیب کی وجہ سے فسخ نکاح کا فیصلہ کر دیا تو اس قاضی کا فیصلہ نافذ ہوگا (البحر الرائق ۴/ ۱۲۷)۔

۶- ایڈز کے مرض میں گرفتار عورت اسقاط حمل کرا سکتی ہے یا نہیں؟

کسی بھی عارضہ کے وقت اسقاط کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، یا تو بچہ جو پیٹ کے اندر ہے

Marfat.com

اس میں روح پڑ گئی ہوگی یا نہیں، اگر روح نہیں پڑی ہوگی ابھی علقہ یا مضغہ ہی کی شکل میں ہوگا تو اس وقت اگر عورت چاہے تو اسقاط حمل کرا سکتی ہے اور اگر اس میں روح پڑ گئی ہوگی تو اس وقت اسقاط حمل قطعی جائز نہیں ہوگا (دیکھئے: فتاوی خانیہ مع ہندیہ ۳ر۴۱۰)۔

ایڈز کی مریضہ کے حمل کی مدت ایک سو بیس دن سے کم ہے تو اس کو اسقاط حمل کرانا جائز ہوگا اور اگر مذکورہ مدت (۱۲۰) کو حمل کی مدت پہنچ گئی ہو یا اس سے متجاوز ہوگئی ہو تو اسقاط حمل جائز نہ ہوگا، کیونکہ وہ بھی ایک آدمی ہے جس طرح ایڈز زدہ مریض یا کسی آدمی کو قتل کرنا حرام ہے، اسی طرح اس پیٹ کے بچے کی جان اسقاط کے ذریعہ لینا حرام ہوگا، ارشاد باری ہے:

"ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ إلا بالحق" (سورۂ اسراء)۔ نیز مزید اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے: (تکملہ البحر الرائق ۸ر۲۰۵)۔

۷- ایڈز زدہ بچوں کا اسکول میں داخلہ

ایڈز کے مرض میں گرفتار بچے بچیوں کا داخلہ لینا یا نہ لینا یہ مسئلہ درحقیقت انسانی شہری حقوق سے وابستہ ہے، شریعت اسلامی کا یہ خصوصی امتیاز ہے کہ اس نے ہر انسان کو بحیثیت انسان مساویانہ حقوق دینے کا پاس ولحاظ رکھا ہے، خواہ کسی درجہ کا انسان ہو، لنگڑا ہو، لونچا ہو، اپاہج ہو، بہرا اور اندھا ہو وغیرہ، ہر ایک کا درجہ حقوق کی ادائیگی میں برابر ہے اور اس کی ادائیگی کی شریعت سخت تاکید بھی کرتی ہے، اس لئے کسی بھی بچے اور بچیوں کو مدارس، اسکول، کالجز اور دیگر تعلیمی و تکنیکی ادارہ میں داخلے سے محروم نہیں کیا جائے گا، خواہ ایڈز زدہ بچے ہوں یا نہ ہوں، کیونکہ ان اداروں میں تعلیم وتربیت حاصل کرنا ہر ایک کا انسانی، ملکی اور شہری حق ہے، اس لئے اس باب میں مستقبل کے امکانات (مثلاً سر وغیرہ پھوٹ کر دوسروں کو خون لگ جانا یا ایسی جنسی بے راہ روی میں مبتلا ہو کر دوسروں تک متعدی ہو جانا وغیرہ) کا قطعی اعتبار نہ ہوگا، نیز یہ کہ اسلامی شریعت موجود مصالح اور انسان کی موجودہ دشواریوں کی رعایت کرتی ہے، آئندہ پیش آنے والے امکانات پر حکم شرعی کا مدار نہیں ہوتا۔

Marfat.com

۸-ایڈز کے مریضوں کے ساتھ احتیاطی تدابیر

ایڈز جیسے مہلک مرض میں گرفتار بچے بچیاں اور دیگر افراد کے بارے میں بہت سی اخلاقی اور احتیاطی ذمہ داری اہل خانہ اور متعلقہ افراد پر عائد ہوتی ہیں، مثلاً اہل خانہ اس مریض کے ساتھ دیگر افراد جیسا مساویانہ برتاؤ کریں، الفت ومحبت سے پیش آئیں، تاکہ مرض سے متاثر حضرات، نیز بچے بچیوں کی دل شکنی نہ ہو، اگر شیر خوار بچہ ہو تو بجائے ماں کو اپنا دودھ پلانے کے گائے، بھینس یا بازاروں میں دستیاب اس طرح کی مغذیات کا انتظام کریں، اسی طرح ان سے الگ تھلگ اس طرح نہ رہیں کہ وہ اچھوت پن کا احساس کرے، ساتھ ہی ساتھ ان کے دوا علاج کا انتظام ذات باری پر بھروسہ کرتے ہوئے کرتا رہے اور خدا کی ذات سے ناامید نہ ہوں ''لا تقنطوا من رحمة الله'' (اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو)۔

۹-مرض الموت کا حکم؟

علماء کرام نے تھوڑی بہت کمی اور زیادتی کے ساتھ کتابوں میں دو طرح کی تعریفیں نقل کی ہیں، ''فتاوی ہندیہ'' میں ہے:

مریض مرض الموت وہ ہے جو اپنی فطری ضروریات کے لئے بھی باہر نہ نکل سکے، یہی زیادہ صحیح ہے (ہندیہ ۱۷۶/۴)۔

اصحاب متون میں صاحب ''تنویر'' مرض الموت کی تعریف نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

مرض موت اس کو کہتے ہیں جس مرض کی وجہ سے یا اس کے علاوہ کسی وجہ سے صاحب مرض کی ہلاکت غالب ہو، تو اگر اس کو مرض نے پکڑا اور اس مرض کی وجہ سے اپنی ضروریات پورے کرنے سے عاجز ہو گیا تو وہ مرض موت ہے (درمختار ۳۸/۳)۔

''ہندیہ'' میں دوسری تعریف اس طرح نقل کی گئی ہے اور اسی کو فتاوی کے لئے بھی

Marfat.com

اختیار کیا گیا ہے جو "درمختار" کی تعریف سے قریب رہے اور فتاوی کے لئے مختار قول یہ ہے کہ جس مرض کی وجہ سے مریض کا مرنا غالب گمان ہو جائے تو وہ مرض موت ہے، خواہ صاحب فراش ہو یا نہ ہو (ہندیہ ۴/۱۷۶)۔

مذکورہ بالا تعریفات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ امراض یا حوادث جس سے کہ انسان کی موت یقینی ہو وہ مرض موت ہے، لہذا ایڈز، کینسر، طاعون اور اس طرح کے اور مہلک امراض جس سے کہ انسان کی موت یقینی ہو جاتی ہے اس میں مرض موت کا حکم لگے گا اور اسی کے احکام جاری ہوں گے۔

۱۰- طاعون کی وجہ سے آمد و رفت پر پابندی؟

طاعون یا اس جیسی دوسری کوئی وباء کسی مقام پر آ جائے تو اس مقام پر آدمی کا جانا یا وہاں سے بغیر ضرورت نکل بھاگنا شرعی نقطہ نظر سے درست نہیں ہے، کتابوں میں جس طرح کی تفصیل ملتی ہے، اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے جو منع کیا ہے (آمد و رفت سے) اس کا مقصد دو خانوں کی طرف ہو جاتا ہے، اولاً تو اس لئے کہ اس سے عام انسانوں کے ضرر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوسکتا ہے، ثانیاً اس لئے کہ اس سے اعتقاد پر ضرب پڑ سکتی ہے، ان دونوں باتوں کے پیش نظر شریعت نے وہاں کی آمد و رفت سے منع کیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

طاعون ایک پھٹکار ہے جو بنی اسرائیل یا تم سے پہلے جو قوم تھی اللہ تعالی نے اس پر بھیجا تو جب سنو کسی جگہ کے بارے میں کہ وہاں یہ آزمائش آ گئی ہے تو مت جاؤ اور ایسی جگہ جہاں پر تم ہو تو وہاں سے مت بھاگو (مسلم ۲/۲۲۸)۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کہیں کی حکومت طاعون زدہ علاقہ میں آمد و رفت پر پابندی لگاتی ہے اور اس کا مقصد لوگوں کی حفاظت اور اس ضرر کے پھیلنے سے بچانا ہو تو یہ پابندی

Marfat.com

درست ہوگی، کیونکہ پابندی خواہ اعتقاد کی خرابی کے اندیشہ پر مبنی ہو یا ضرر پر خود ایک درجہ میں مذکورہ روایت سے مفہوم ہے۔

۱۱- طاعون زدہ علاقہ سے نکلنا یا داخل ہونا

روایتوں میں جو طاعون زدہ علاقہ سے آنے اور وہاں جانے سے روکا گیا ہے وہ ایک مصلحت پر مبنی ہے، لہذا ایسے لوگ جو اس مقام سے اس وبا کے آنے سے قبل باہر گئے تھے اور ان کے اہل وعیال اور کاروبار اس علاقہ میں ہیں اور ان کی ضروریات بھی پوری ہوگئیں ہیں تو وہ لوگ اس ممانعت کے مخاطب نہیں ہوں گے، اور ان کے لئے اپنے اس مقام پر جانا درست ہوگا۔

اسی طرح وہ حضرات جو اس مقام پر کسی ضرورت سے گئے یا وہاں ملازم پیشہ تھے اور ان کا کام اب نہیں چل رہا ہے اور بیوی بچے گھر کے متعلقہ افراد کی کفالت بھی اسی کے ذمہ ہے یا وہاں پر دوا علاج کا بندوبست نہیں ہے تو اس طرح کے لوگوں کا وہاں سے آنا درست ہوگا اور فرار میں داخل نہیں ہوگا، علامہ نووی نے اس کو جمہور علماء کا مسلک قرار دیا ہے۔

اور ان روایات میں طاعون زدہ شہر میں آنا اور وہاں سے نکلنا فرار ہے، البتہ کسی عارض کی وجہ سے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ تفصیل جو ہم نے ذکر کی ہے یہ ہمارا مذہب اور علماء جمہور کا مذہب ہے (حوالہ سابق)۔

☆☆☆

Marfat.com

طبیب کے لئے مریضوں کی رازداری کا مسئلہ

مولانا مجاہد الاسلام قاسمی (حیدرآباد)

غیبت کی تعریف اور اس کا حکم

غیبت کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، قرآن نے غیبت کو اپنے مردار بھائی کے گوشت کے کھانے سے تشبیہ دی ہے، چنانچہ قرآن میں ہے:

"لا يغتب بعضكم بعضا أيحب أحدكم أن يأكل لحم أخيه ميتا" (سورۂ حجرات)۔

تم میں کا کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں کا کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے؟

غیبت کرنے والا مرتکب حرام ہوگا، البتہ ضرورت کے وقت غیبت کی اجازت ہے، چنانچہ شامی میں ہے:

"فلا تحل إلا عند الضرورة بقدرها"

(غیبت بوقت ضرورت بقدر ضرورت جائز ہے)۔

نیز امام نووی نے اپنی "شرح مسلم" میں بغرض شرعی غیبت کو مباح قرار دیا ہے اور انہوں نے چھ ایسے اسباب بیان کئے ہیں جہاں غیبت مباح ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے: (نووی شرح مسلم)۔

Marfat.com

حاصل یہ کہ غیبت شرعی ضرورت کی بنا پر مباح ہے، اگر کوئی ایسے مواقع پر غیبت کرتا ہے تو وہ قابل گرفت نہیں ہوگا، اگر ایڈز کا شکار مریض اپنے اہل خانہ اور متعلقین سے اپنا مرض چھپا رہا ہے اور ڈاکٹر سے بھی اصرار کر رہا ہے کہ وہ اس مرض کو پردہ خفا میں رکھے تو اس صورت میں شرعا ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس مرض کو بجائے راز میں رکھنے کہ افشا کرے، اس کے متعلقین کو اس کے مرض سے باخبر کرے تا کہ متعلقین اختلاط سے محفوظ رہیں، کیونکہ غیبت یہ بہ ادنی ضرر ہے اور عام لوگوں کا اس کی وجہ سے نقصان اعلی ضرر ہے، اور ظاہر ہے اعلی ضرر کا دور کرنا قابل ترجیح ہے، فقہ کا مشہو قاعدہ ہے "فلا یتحمل الاعلی لدفع الادنی" (اللباب ۲/۶۸)۔

اگر کوئی شخص ایڈز یا کسی دوسری خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گیا تو اس کے اہل خانہ اور متعلقین کو چاہئے کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں ایسا ناروا سلوک نہ پیش کریں جس سے اس کے دل کو ایذا پہنچے اور اپنے کو انسان کے بجائے کوئی دوسری چیز تصور کرنے لگے، البتہ کثرت اختلاط سے احتراز کرے، خصوصا وہ متعلقین جن کا عقیدہ ناقص ہو، ایسے مہلک مرض میں والدین ہی اپنے مریض بچے کی دیکھ ریکھ کرتے ہیں، کیونکہ بچہ سے والدین کی محبت دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے، اس مسئلہ پر حضرت اسامہؓ کی روایت کے آخری ٹکڑے سے روشنی ملتی ہے، چنانچہ مسلم میں ہے:

"وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا منه" (مسلم ۲/۲۲۹)۔

ایڈز کا ایسا مریض جو اپنے مرض اور اس کے مضر اثرات سے خوب اچھی طرح واقف ہو اگر وہ کسی دوسرے تک اپنے مرض کو منتقل کرنے کی غرض سے کوئی ایسا کام کرے، مثلاً بیوی سے مجامعت کی جس کی وجہ سے ایڈز کے جراثیم بیوی میں منتقل ہو گئے یا کسی مریض کو خون کی ضرورت ہے، ایڈز کے اس مریض نے اپنا خون اس کے لئے پیش کیا اور مریض کو وہ خون چڑھ گیا جس کے نتیجہ میں اس مریض کو بھی ایڈز لاحق ہو گیا تو ایڈز کا یہ مریض جو دانستہ دوسروں تک اس قاتل مرض کی منتقلی کا سبب بنا ہے تو اسے سزا دی جائے گی اور اگر مریض مر گیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا،

Marfat.com

چنانچہ شامی کی ذیل کی عبارت سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

کسی شخص نے ایک آدمی کو زہر پلا دیا اور اس کی وجہ سے وہ شخص مر گیا تو البدائع کی کتاب الجنایات میں کہا ہے کہ قصاص واجب ہوگا اس لئے کہ اس نے جہنمی جیسا عمل کیا ہے اور سمرقندی نے اپنی شرح میں کہا ہے کہ ہمارے زمانے میں عمل اسی روایت پر ہے، کیونکہ اس نے فساد پھیلانے کی کوشش کی ہے، لہذا دفع شر کے خاطر قتل کر دیا جائے گا (رد المحتار)۔

اگر اس نے اپنے مرض کو منتقل کرنے کا ارادہ تو نہیں کیا، مگر اس کی حقیقت سے واقف ہونے کے باوجود بیوی سے مجامعت کرتا ہے یا کسی مریض کو خون دیتا ہے تو وہ گنہگار اور مجرم ہوگا (دیکھئے: المحلی ۱/ ۲۸۰)۔

ایڈز کی وجہ سے فسخ نکاح

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں پیدا ہوتی ہیں، امراض وعیوب کی بنا پر فسخ نکاح کے بارے میں ائمہ کے یہاں اختلاف رہا ہے، امراض تین طرح کے ہوتے ہیں: بعض مرض تو وہ ہے جس میں مرد و زن مشترک ہوتے ہیں، مثلاً جذام، برص، جنون، بعض مرض وہ ہیں جو عورتوں ہی کے ساتھ خاص ہوتے ہیں، مثلاً رتق، قرن وغیرہ اور بعض وہ ہیں جو مردوں کے ساتھ مختص ہوتے ہیں جیسے خصاء، عنت۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قریب قریب سبھی امراض سبب فسخ نکاح ہوتے ہیں، امام اعظمؒ کے نزدیک سبب فسخ نکاح صرف شوہر کو لاحق ہو تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا، برخلاف اس کے کہ جب یہ امراض عورت کے ساتھ لاحق ہو تو مرد کو فسخ کا اختیار نہ ہوگا، اس لئے کہ مرد اس پر قادر ہے کہ اپنی طرف سے طلاق کے ذریعہ ضرر کا دفعیہ کرے (البحر الرائق ۴/ ۱۲۶)۔

اور متاخرین احناف نے امام محمد ہی کے قول پر فتوی دیا ہے، اس لئے کہ امام محمد کا نظریہ شرعی مصلحت کے بہت قریب ہے، چنانچہ صاحب بحر فرماتے ہیں:

Marfat.com

ہم نے قواعد فقہیہ میں امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی قاضی نے کسی عیب کی بنا پر زوجین میں سے کسی ایک کے نکاح کو رد کر دیا تو اس کا یہ فیصلہ نافذ ہو جائے گا (البحر الرائق ۴ر۱۲۶)۔

علماء لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں سب سے معتدل رائے امام محمدؒ کی ہے، بحر کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کا نظریہ صرف مذکورہ بالا تین امراض ہی میں خاص ہے جب کہ دیگر مصنفین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد کے ہاں اس مسئلہ میں توسع ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ عیب جس کی وجہ سے شوہر بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گذارنا ضرر سے خالی نہ ہو تو وہ سبب فسخ نکاح ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ کسی مسلمان خاتون کا شوہر ایڈز کے مرض کا شکار ہو گیا تو عورت کو اختیار ہے کہ نکاح کے فسخ کا مطالبہ کرے، کیونکہ یہ مرض جذام، برص وغیرہ سے بھی زیادہ مہلک ہے اور چونکہ فقہاء نے بہ تقاضہ مصلحت نکاح کے فسخ کا فتوی دیا ہے تو ایڈز کی وجہ سے فسخ نکاح کا فتوی دینا بدرجہ اولی ہوگا، اگر ایڈز کے کسی مریض نے اپنے مرض کو پردہ خفا میں رکھ کر کسی عورت سے عقد نکاح کر لیا تب بھی فقہاء کے ارشاد کی روشنی میں عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

اسقاط حمل کا حکم

اسقاط حمل کے بارے میں فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ اگر ماں کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو اور بچے کے مادر رحم میں جان پڑی نہ ہو تو مباح ہے، ورنہ جان پڑ جانے کے بعد فقہاء کرام نے عدم جواز کی صراحت کی ہے، اور اس کی مدت فقہاء نے قرآن کی روشنی میں چار مہینے بیس دن متعین کیے ہیں (دیکھئے: خانیہ ۳ر۴۱۰ مع ہندیہ)۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ایڈز کی مریضہ عورت کے لئے چار

Marfat.com

مہینے کے بعد اسقاط حمل جائز نہیں ہے، اور نہ شوہر کو اختیار حاصل ہوگا کہ عورت کو اسقاط حمل پر مجبور کرے، رہا دودھ کا مسئلہ تو آج کے سائنسی دور میں اس کے بہت سے ذرائع ہیں، لہذا ڈاکٹر کے امکان اور مفروضہ کی بنا پر ایک نفس کی صیانت کے لئے دوسرے نفس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

ایڈز زدہ بچوں کی تعلیم کا مسئلہ

انسان جس ملک کا باشندہ ہوتا ہے اسے کچھ ملکی وشہری حقوق حاصل ہوا کرتے ہیں، خواہ شعبہ تعلیم کی قبیل سے ہو یا معاشیات کے قبیل سے ہو، اگر اسے اپنا حق حاصل کرنے سے روکا جاتا ہے تو اس شخص پر ظلم ہے، لہذا جو بچے یا بچیاں ایڈز کے مرض میں مبتلا ہیں انہیں مدارس اور اسکولوں میں داخلے سے محروم کر کے تعلیم سے محروم رکھا جائے تو ایسے بچے یا بچیوں پر ظلم ہے، اس لئے اس قسم کے اداروں میں تعلیم حاصل کرنا ان کا حق ہے۔

مرض الموت کے احکام

ایڈز، طاعون اور کینسر جیسے امراض یا ان کے علاوہ دیگر امراض جن کا کوئی علاج نہ ہو اس پر مرض الموت کا حکم نافذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ایسے مریض کے لئے موت ووفات کے احکام جاری ہوں گے کیونکہ ایسی صورت میں اللہ کی رحمت سے مایوسی اور ناامیدی ہوگی جب کہ قرآن میں ناامیدی کو کفر کہا گیا ہے، نیز قرآن میں ہے:

”لا تقنطوا من رحمة الله“ (اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا نہیں چاہئے)۔

طاعون زدہ علاقوں میں دخول وخروج کا مسئلہ

اگر ایسی جگہ سے کچھ لوگ اپنی ضروریات سے باہر گئے ہوئے ہیں اور پھر یہ صورت حال پیدا ہوگئی اور نہ ان کے قیام کی اب ضرورت ہے نہ ممکن ہے، پھر ان کا گھر، اہل وعیال سے

Marfat.com

اس طاعون زدہ علاقہ میں ہیں، اہل وعیال کو ان کی ضرورت ہے، نیز گھر وکاروبار کو بھی ان کی نگہداشت کی ضرورت ہے، تو ایسے لوگ کیا کریں؟

ایسے لوگ اپنے وطن، اہل وعیال کے پاس جاسکتے ہیں، اسی طرح وہ لوگ جو کسی کام کی غرض سے آئے ہوئے تھے اور ان کا کام ختم ہوگیا، نیز کسی مریض کا علاج وتیمارداری پوری طرح نہ ہو پاتی ہو تو دوسری جگہ علاج کے لئے جاسکتا ہے، اس لئے کہ اس طرح کی صورت میں طاعون زدہ علاقہ سے نکلنے کے جواز پر علماء کا اتفاق ہے، چنانچہ علامہ نووی لکھتے ہیں:

ضرورت کی وجہ سے طاعون زدہ علاقہ سے نکلنے پر علماء کا اتفاق ہے، بشرطیکہ ارادہ فرار کا نہ ہو (شرح نووی ۲/۲۲۹)۔

☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

پانچواں باب

اختتامی امور

Marfat.com

Marfat.com

HIV/ایڈز- عام معلومات

سید شاہد حسین انبالوی

۱-HIV/ایڈز کی ابتدا کب اور کہاں ہوئی؟

اس کے آغاز کے بارے میں کئی نظریات ہیں، لیکن ان میں سے کسی کے بارے میں بھی سائنسی اتفاق نہیں ہے، ممکن ہے کہ HIV معاشرہ میں صدیوں سے گمنام پڑا ہوا اور حال ہی میں ایک طاقتور وائرس میں تبدیل ہو گیا ہو، بہر حال اس کے آغاز کی تلاش محض تضیع اوقات کی عالمانہ بحث ہے، ہمارے لئے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ خواہ اس کی کوئی دوا یا ٹیکہ دریافت بھی ہو جائے تب بھی یہ انفیکشن بیسیوں برس ہمارا مہمان رہے گا اور صرف فوری تدارک کی اقدامات ہی اس کے بڑھنے کو روک سکتے ہیں۔

۲-HIV/انفیکشن زدہ اور ایڈز کے مریض میں کیا فرق ہے؟

HIVانفیکشن زدہ فرد (جس کو طبی اصطلاح میں HIV پوزیٹو (مثبت) کہا جاتا ہے) وہ ہوتا ہے جس کے جسم میں امیونو ڈیفی شینسی وائرس ہو، ایسا انفیکشن زدہ فرد اپنی باقی ماندہ تمام زندگی انفیکشن زدہ ہی رہے گا تاہم آئندہ بہت برس تک وہ غیر علامتی رہے گا اور قطعی نارمل اور تندرست نظر آئے گا، غیر علامتی HIVانفیکشن زدہ فرد میں ایڈز نہیں ہوتا، لیکن جب HIV پوزیٹو فرد کے T Lymphocyte (لالف: ایک الکلی مادہ، پانی جیسا رقیق جو جسم کے اعضا اور خلیات میں رہتا

Marfat.com

ہے) کی تعداد کم ہو کر ۲۰۰ یا اس سے بھی کم رہ جاتی ہیں تو اس کی علامات ابھرنی شروع ہو جاتی ہیں، ایڈز کے تمام مریض HIV انفیکشن زدہ ہوتے ہیں لیکن HIV زدہ سب ہی افراد کو ایڈز نہیں ہوتا، ایڈز اس انفیکشن کا صرف آخری درجہ ہوتا ہے۔

۳- HIV ۔ا۔ اور HIV ۔ ۲۔ کیا ہیں؟

یہ دونوں وائرس کے ایک ہی خاندان سے متعلق ہیں، لیکن اپنے کردار (Genetic) کے اعتبار سے مختلف ہیں، HIV ۔ا۔ پہلی بار فرانس میں ۱۹۸۳ء میں دریافت ہوا تھا اور یورپ اور امریکہ میں اس کا غلبہ زیادہ ہے، یہ دونوں انفیکشن ہندوستان میں بھی دریافت ہوئے ہیں اور دونوں ایڈز کے محرک ہیں۔

۴- کیا HIV ۔ ۳۔ بھی موجود ہے؟

نہیں HIV ۔ ۳۔ نام کا کوئی وائرس نہیں ہے اس کی دریافت میں غلطی ہوئی تھی اور اب اس کو مسترد کیا جا چکا ہے۔

۵- ہندوستان اور دنیا میں HIV انفیکشن کے بنیادی اعداد و شمار کیا ہیں؟

دسمبر ۱۹۹۲ء کے مطابق عالمی تنظیم صحت کا عالمی سطح پر اندازہ ہے :

☆ ایک کروڑ تیس لاکھ افراد HIV پوزیٹیو ہیں۔

☆ دس لاکھ بچے HIV پوزیٹیو ہیں۔

☆ روزانہ ۵ / ہزار نئے انفیکشن زدہ افراد وجود میں آتے ہیں۔

☆ ہر ۱۸ / سیکنڈ کے بعد ایک نیا انفیکشن زدہ فرد بنتا ہے۔

اور ہندوستان میں ۱۱ / ہزار HIV مثبت افراد دریافت ہوئے ہیں، لیکن غیر سرکاری اندازہ کے مطابق ہر ایک دریافت شدہ فرد کے ساتھ ایک سو غیر دریافت شدہ افراد موجود ہیں

Marfat.com

اس لئے ان کے انداز سے تعداد گیارہ لاکھ ہے۔

مہاراشٹرا، تمل ناڈو اور منی پور کی ریاستوں میں انفیکشن کی شرح سب سے زیادہ ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ان ریاستوں میں جانچ کا کام زیادہ کیا جا رہا ہے۔

۶- ہندوستان میں ایڈز کیسے پہنچا؟

ہندوستان میں ۱۹۸۶ء میں پہلا HIV مثبت فرد دریافت ہوا، اس کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ وائرس ہندوستان میں کب اور کیسے آیا، شاید اس کی وجہ سیاحی اور سفر کی سہولیات ہوں، لیکن یہ باتیں سائنٹیفک دلچسپی سے تعلق رکھتی ہیں، ہمارے مطلب کی بات یہ ہے کہ اس کے پھیلنے کو کیسے روکا جائے اور ہندوستان میں اس متعدی وبا کا کیا بندوبست کیا جائے۔

۷-- ایڈز کس کو ہوسکتا ہے؟

ایڈز ایسے کسی بھی فرد کو ہوسکتا ہے جس کو HIV انفیکشن ہوا ہو، اس کا ٹرانسمشن (منتقلی) صرف کسی انفیکشن زدہ پارٹنر (ساتھی) کے ساتھ غیر محفوظ جنسی اختلاط سے ہوتا ہے یا متاثر خون کے ٹرانسفیوزن سے یا جراثیم آلود خون کے پروڈکشن کے انفیوزن سے یا جراثیم آلود سرنجوں اور سوئیوں سے انجکشن لینے پر یا انفیکشن زدہ ماں سے اس کے بچے میں دوران حمل، دوران پیدائش یا پیدائش کے فوراً بعد، لیکن چونکہ اس انفیکشن کی شرح کا زیادہ حصہ غیر محفوظ جنسی اختلاط کی راہ سے گذرتا ہے، اس لئے اس کا شکار زیادہ تر ۱۵/سال سے ۴۰/سال کی عمر کے درمیانی گروپ کے افراد ہوتے ہیں جو جنسی طور پر فعال ہوتے ہیں، اس میں گروپ کے اعتبار سے کوئی مخصوص "خطرہ والا" گروپ نہیں، بلکہ اصل چیز ہے فرد کا خطرناک طرز زندگی، آپ کون ہیں یا کہاں ہیں اس سے مطلب نہیں، بلکہ یہ آپ کا عمل ہے جس کے باعث آپ یہ انفیکشن حاصل کرتے ہیں جو بالآخر ایڈز میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

۸-مرد یا عورت میں سے کس کو انفیکشن کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے؟

اس متعدی وبا کے آغاز میں تو عورتوں کی بہ نسبت مرد ہی اس میں زیادہ مبتلا پائے گئے، لیکن مختلف جنسی اختلاط میں کثرت کے باعث عورتیں ہی اس میں زیادہ مبتلا ہوں گی، جس کی متعدد وجوہات ہیں۔

۹-کیا جانوروں کو بھی ایڈز ہو سکتا ہے؟

جانوروں میں، خواہ وہ گھریلو یا پالتو جانور ہوں یا جنگلی HIV انفیکشن نہیں ہوتا، تاہم یہ علم میں آیا ہے کہ جانوروں میں بھی جسمانی قوت مدافعت کی معطلی واقع ہوتی ہے اور اس کی وجہ HIV سے ملتا جلتا کوئی وائرس ہوتا ہے، لیکن انسانوں کے لئے اس سے انفیکشن کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

۱۰-جسمانی مدافعتی نظام پر ایڈز وائرس کس طرح حملہ کرتا ہے؟

ایک بار جسم میں HIV داخل ہو جانے کے بعد یہ وائرس خون کی سفید ٹکیوں جنہیں ٹی لائمفو سائیٹس (T. Lymphocyte) کہتے ہیں، اور جو انسانی جسم کو ''ٹی سیلوں'' کی صورت میں انفیکشنوں سے محفوظ رکھتے ہیں، میں شامل ہو جاتا ہے، اس کے بعد اس وائرس کا ''آر-این-اے'' تناسلی مادہ اس وائرس سے پیدا شدہ ایک انزائم (اینزائم ایک مخلوط آ گینک مادہ ہوتا ہے جو بذات خود تبدیل ہوئے بغیر دوسرے مادوں کی ہیئت بدل دیتا ہے) کے توسط سے DNA تناسلی مادہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور پھر یہ DNA خون کی سفید ٹکیوں/خلیات میں خود کو پیوست کر دیتا ہے جہاں وہ اس فرد کی زندگی کے اختتام تک جما رہتا ہے، یہ انفیکشن شدہ خلیہ مزید وائرسوں کے تیار کرنے کی ایک فیکٹری بن جاتا ہے اور مزید وائرس HIV پیدا کرتا رہتا ہے، جو اس مادری خلیہ سے برآمد ہو کر نئے سفید خلیات پر حملہ آور ہو کر انہیں برباد کرتے رہتے ہیں، وقت

Marfat.com

گذرنے کے ساتھ یہ انفیکشن شدہ فرد کے ''ٹی سیل'' یعنی سفید خلیات کو خطرناک حد تک کم کر دیتے ہیں اور جب ان کی سطح بہت زیادہ گر جاتی ہے تو فرد ایڈز میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۱۱-HIV انفیکشن کو ایڈز میں تبدل ہونے میں کتنا عرصہ درکار ہوتا ہے؟

اس کا تفصیلی جواب آگے علامات کے باب میں آئے گا، تاہم اتنا بتا دینا فی الحال کافی ہے کہ ۸ تا ۱۲ سال اور بعض حالات میں اس سے کچھ زیادہ وقت غیر علامتی دور کا ہوتا ہے اس کے بعد علامات ابھرنے پر یہ ایڈز بن جاتا ہے۔

۱۲-انسانی جسم کے باہر یہ وائرس کتنی مدت تک زندہ رہ سکتا ہے؟

یہ وائرس HIV بہت نازک ہوتا ہے، انسانی جسم کے باہر (خلیات سے علاحدہ کر کے) سوکھی ہوئی صورت میں لائے جانے پر فوراً ہی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، نم صورت میں بھی انسانی جسم سے باہر رکھے جانے پر یہ وائرس گرمی، جراثیم کش ادویہ یا مانع انفیکشن ادویہ کے سامنے ذرا دیر بعد ہی ختم ہو جاتا ہے، بلڈ بینکوں میں ۴۰ سی (40C) میں اسٹور کیے جانے کی صورت میں یہ تقریباً تین ہفتہ یا اس سے کچھ زیادہ مدت تک زندہ رہتا ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔

HIV/ایڈز سے متعلق قابل بھروسہ معلومات کے لئے کہاں جانا چاہئے؟

HIV/ایڈز سے متعلق درست معلومات کے لئے اپنے قریب ترین ایڈز پروگرام افسر، سرکاری اسپتال، کسی عام ڈاکٹر، ایڈز سروس آرگنازیشنوں یا ان غیر سرکاری تنظیموں سے جو ایڈز پر کام کر رہی ہیں، رجوع کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

۲-وائرس کی منتقلی

۱-کسی دوسرے فرد میں HIV کی منتقلی کیسے ہوتی ہے؟

یہ وائرس کسی متاثر فرد کے ساتھ غیر محفوظ جنسی اختلاط، متاثر خون اور خون سے تیار ادویہ کے استعمال، آلودہ سرنجوں اور سوئیوں کے دوبارہ استعمال، اور دوران حمل، دوران ولادت یا فوراً بعد از ولادت متاثر ماں سے اس بچے میں منتقلی، یہی اس انفیکشن کے ٹرانسمشن (منتقلی) کے خاص اسباب ہیں۔

۲-HIV کا ٹرانسمشن کن صورتوں میں نہیں ہوسکتا؟

کسی بھی سطحی رابطہ کے باعث یہ وائرس دوسرے میں منتقل نہیں ہوتا، جیسے ایک دوسرے کو چھونا، ہاتھ پکڑنا، تھامنا، پر ہجوم پبلک مقام پر اجسام کا ایک دوسرے سے ٹکرانا، ہاتھ ملانا، ساتھ کھیلنا، کھانا کھانے میں ساتھ شریک ہونا، بلکہ ایک ہی تھالی میں کھانا ایک دوسرے کے برتن یا کپڑے استعمال کرنا، متاثر فرد کے ہاتھ سے تیار کردہ کھانا کھانا، معمولی بوس و کنار، مچھروں یا کیڑوں کا کاٹنا، اور ایک ہی بیت الخلاء یا نہانے کے تالاب کا استعمال کرنا۔

۳-کیا جنسی اختلاط کے ایک سے زیادہ ساتھی رکھنے والے افراد کو HIV انفیکشن ہونے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے؟

ایک فرد کے جتنے زیادہ جنسی ساتھی ہوں گے، قدرتی طور پر خطرہ بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا کیونکہ ہر جنسی ساتھی کے جنسی کردار و اطوار کی مفصل واقفیت رکھنا مشکل ہے، تاہم اس کے یہ معنی بھی نہیں ہیں کہ جنسی پارٹنر جتنے کم ہوں گے خطرہ اتنا ہی کم ہوگا یا خطرہ نہیں رہے گا، اس لئے ہر اختلاط کے دوران محفوظ اختلاط کا عمل زیادہ اہم ہوتا ہے۔

Marfat.com

۴-انٹروینس ڈرگز کیا ہوتے ہیں اوران سے HIV کیسے پھیلتا ہے؟

کوئی بھی دوا یا نشہ آور چیز انجکشن کے ذریعہ براہ راست شریانوں میں داخل کی جائے انٹراوینس ڈرگ کہلاتی ہے، پہلے اس ذریعہ سے صرف اطباء ہی ادویات جسم میں داخل کرتے تھے لیکن بعد میں یہ طریقہ منشیات کے بدنام عادیوں نے بھی اختیار کرلیا اور مافیا کوکین ہیروئن کے محلول انجکشنوں کے ذریعہ شریانوں میں داخل کرنے لگے، اطباء کی حد تک تو یہ عمل محفوظ تھا، لیکن منشیات کے عادی افراد بسا اوقات، بلکہ بیشتر کئی افراد کے گروپوں کی صورت میں یہ نشہ جسم میں داخل کرنے کے لئے ایک دوسرے کی سرنجیں اور سوئیاں انہیں صاف کئے بغیر یا جراثیم سے پاک کئے بغیر ہی استعمال کرتے ہیں اور اس طرح یہ سوئیاں ایک دوسرے کے جسم کے جراثیم میں آلودہ ہوکر HIV کے ٹرانسمشن کا ذریعہ بن جاتی ہیں، کیونکہ اگر اس گروپ میں ایک بھی فرد HIV میں مبتلا ہو تو گروپ کے باقی افراد کا اس وائرس سے متاثر ہو جانا یقینی ہے۔

۵-کیا ڈاکٹروں یا طبی عملہ کو HIV انفیکشن کا زیادہ خطرہ رہتا ہے؟

کسی متاثر فرد کے خون یا جسم سے خارج ہونے والے مادوں سے متعلق طبی امور میں ڈاکٹروں، طبی عملہ کو بے شک خطرہ کا کافی امکان ہوتا ہے، لیکن اگر انفیکشن زدہ مادوں یا اشیاء کے درمیان کوئی کام کرنے کے دوران ربڑ کے دستانے اپیرن، ناک اور منہ کو بند رکھنے کے نقاب اور آنکھوں پر چشمہ لگانے کی احتیاطی تدابیر پر عمل کیا جائے تو یہ خطرہ برائے نام رہ جاتا ہے۔

۶-کیا خون کا عطیہ دینے سے HIV انفیکشن ہوسکتا ہے؟

اس میں انفیکشن کی گنجائش نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے، کیونکہ خون لینے میں استعمال میں آنے والے تمام اوزار، سامان جراثیم سے پوری طرح پاک کردہ ہوتا ہے، خون عطا کرنا ایک نیک کام ہے اور تمام صحت مند افراد خون کا عطیہ بلا کسی اندیشہ کے دے سکتے ہیں۔

Marfat.com

کیا خون ٹسٹ کرانے کے دوران HIV انفیکشن ہوسکتا ہے؟

خون کی جانچ جراثیم سے قطعی مبرا حالات اور ماحول میں کی جاتی ہے، تاہم اگر آپ عام حالات میں اپنے خون کی جانچ کرانے جائیں تو اس بات کی تصدیق ضرور کر لیجئے کہ آپ کے خون کا نمونہ لینے کے سلسلے میں استعمال ہونے والی اشیاء جراثیم سے پاک کر لی گئی ہیں، یہ آپ کو HIV انفیکشن کے کسی بھی امکانی خطرہ سے محفوظ رکھے گا۔

کیا مچھروں کے ذریعہ HIV کا ٹرانسمشن ممکن ہے؟

ایسی کوئی شہادت نہیں ہے کہ مچھروں کے HIV کا ٹرانسمشن ہوا ہو، طبی معلوماتی اور تحقیقی سائنس کے نقطہ نظر سے ۱۵ اور چالیس سال کی عمر کے درمیان جنسی طور پر افراد میں HIV انفیکشن سب سے زیادہ واقع ہوتا ہے جبکہ مچھر ہر عمر کے گروپ کے افراد کو کاٹتا ہے اور اگر مچھر HIV انفیکشن کے ٹرانسمشن کے ذریعہ ہوتے تو عمر کے تمام مرحلوں میں ایسا ہوتا ہے اور اسی لئے یہ یقین ہے کہ مچھروں سے انفیکشن ٹرانسمٹ نہیں ہوتا۔

کیا بوس وکنار سے بھی HIV منتقل ہوسکتا ہے؟

رخساروں یا ہونٹوں پر ہلکے سے بوسے کے باعث HIV انفیکشن کے ٹرانسمشن کا کوئی خطرہ نہیں ہے، گہرائی سے بوسہ لینے میں البتہ کچھ اندیشہ ہوسکتا ہے، انفیکشن زدہ فرد کے لعاب دہن میں وائرس کے بہت کم تعداد میں ذرات ہوتے ہیں تاہم دہن احتیاط سے صاف نہ کرنے کے باعث منہ میں چھالے بھی ہوسکتے ہیں یا مسوڑھوں سے خون کا رسنا بھی ممکن ہوسکتا ہے، اس لئے گہرا اور طویل بوسہ لینے والے افراد کے لعاب دہن کی آمیزش انفیکشن کا خطرہ پیدا کرسکتی ہے۔

Marfat.com

کیا دوسرے فرد کا استرہ استعمال کرنے سے HIV ہوسکتا ہے؟

حجاموں کی دوکانوں یا گھروں میں ایک دوسرے کا استرہ یا شیونگ بلیڈ استعمال کرلیا جاتا ہے اور اگر استعمال سے قبل استرہ ربلیڈ کو صابن اور پانی سے بخوبی صاف نہ کرلیا جائے تو انفیکشن کا خطرہ معمولی طور پر موجود رہتا ہے، کیونکہ استرہ کو دوسرے فرد کا شیو بناتے ہوئے خون بھی لگ سکتا ہے اور جلد کا کوئی انفیکشن بھی ہوسکتا ہے، اس لئے بہتر ہوتا کہ دوسرے کا استعمال شدہ استرہ استعمال میں نہ لایا جائے اور حجاموں سے کہا جائے کہ وہ ہر گاہک کے لئے نیا استرہ استعمال کرے یا ایک حجامت کے بعد استرہ کو پانچ منٹ تک ۷۰ فی صد الکوحل کے محلول میں رکھے اس کے بعد اسے دوسرے فرد کی شیونگ میں استعمال کرے۔

کیا ناک یا کان چھدوانے سے HIV ہوسکتا ہے؟

بے شک ہوسکتا ہے اگر سوراخ کرنے والا تار یا سوئیاں جراثیم آلودہوں، تاہم اس صورت میں انفیکشن کا خطرہ بہت معمولی ہے اور اس کو اس صورت میں ختم کیا جاسکتا ہے کہ اس تار یا سوئیوں کو استعمال سے قبل آگ پر گرم کرکے جراثیم سے پاک کرلیا جائے۔

کیا انفیکشن زدہ عورت کا MC بھی HIV پوزیٹو ہوسکتا ہے؟

جی ہاں، کوئی بھی خون جس میں HIV انفیکشن ہو یا HIV انفیکشن زدہ فرد کے جسم سے خارج ہوا ہو انفیکشن زدہ ہوتا ہے۔

کیا معالج دندان کے پاس بھی HIV انفیکشن کا خطرہ ہوسکتا ہے؟

کیوں نہیں، لیکن دانتوں کے معالج یا دندان ساز کے معاملہ میں یہ خطرہ بہت کم ہے، تاہم جراثیم آلود اوزاروں کو ٹھیک طرح جراثیم سے پاک نہ کرنے پر HIV انفیکشن ہوجانے کی کچھ متفرق رپورٹیں موجود ہیں۔

Marfat.com

کیا عورتوں میں مصنوعی تخم کاری بھی HIV انفیکشن پھیلا سکتی ہے؟

مغربی ممالک میں اس نوعیت کے کافی تجربے کامیابی سے کیے جا چکے ہیں کہ جن افراد کے مادہ منویہ میں بچے پیدا کرنے والے جراثیم (انڈے) نہیں ہوتے ان کی بیویاں کسی اور فرد کے مادۂ منویہ کو انجکشن کے ذریعہ رحم میں داخل کروا کر حاملہ ہو جاتی ہے اور بچے پیدا کرتی ہیں، یورپ اور امریکہ میں تو اب مادۂ منویہ کے بینک بھی قائم ہو گئے ہیں، یہ قاعدہ مصنوعی تخم کاری کہلاتا ہے اور جانوروں کی نسلیں بہتر بنانے کے سلسلے میں بھی عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے، تاہم یہ بات صاف ہے کہ جو فرد HIV سے متاثر ہوگا اس کا مادہ تولید بھی اس انفیکشن کے جراثیم کا حامل ہوگا۔

کیا سیرو پوزیٹو خشک خون سے بھی انفیکشن ہو سکتا ہے؟

نہیں، یہ وائرس انسانی جسم سے باہر نکلنے کے بعد زیادہ دیر زندہ نہیں رہتا اور خشک خون میں تو اس کے زندہ رہنے کا سوال ہی نہیں ہے۔

کیا HIV پوزیٹو ماں کے دودھ میں بھی انفیکشن موجود ہوتا ہے، لیکن اس سے بچے میں انفیکشن کے ٹرانسمشن کی مثالیں کم ہیں، ماں کا دودھ بہترین غذا اور بچے کو متفرق انفیکشنوں سے محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے، ہندوستان جیسے ملک میں اطفالی اموات کی شرح بہت اونچی ہے، یہ ضروری ہے کہ بچے کو ماں اپنا ہی دودھ پلائے تاکہ بچہ کی نشو ونما ٹھیک ہو اور وہ دوسرے انفیکشنوں سے محفوظ رہے، اس اعتبار سے بچے کو ماں کے دودھ کے فوائد HIV انفیکشن کے خطرہ کی بہ نسبت کہیں زیادہ ہیں۔

کیسے علم ہوگا کہ کسی HIV پوزیٹو عورت کے بچہ کو بھی HIV انفیکشن ہے؟

HIV پوزیٹو عورتوں سے پیدا شدہ بچوں میں ان کی ماں کے جسم سے HIV اینٹی باڈیز

Marfat.com

ساتھ ہوتی ہیں، یہ اینٹی باڈیز پندرہ ماہ کی عمر تک غائب ہوجاتی ہیں، صرف اس کے بعد ہی HIV اینٹی باڈی (مخالف قوت جسم) ٹسٹ سے علم ہوسکتا ہے کہ بچہ انفیکشن بردار ہے یا نہیں، کم ترقی یافتہ ممالک میں HIV انفیکشن زدہ ماں کے بچہ میں بھی اس انفیکشن کے ہونے کے امکانات ۳۵ تا ۴۰ فیصد ہیں۔

ایک HIV پوزیٹو بچہ کتنی مدت زندہ رہ سکتا ہے؟

بچوں میں اس وائرس کا دور پرورش بہت مختصر ہوتا ہے اور بالغوں کی بہ نسبت وہ زیادہ جلد ایڈز کے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں، HIV انفیکشن بردار بچے پانچ سال کی عمر سے قطعی نہیں رہتے۔

ایڈز کے مرض سے مرنے والا فرد مرنے کے بعد کتنی دیر انفیکشن زدہ رہ سکتا ہے؟

اس کا انحصار لاش کو رکھے جانے کے درجہ حرارت پر ہے، اگر فرد کی موت کے فوراً بعد لاش کو سردخانہ میں رکھ دیا گیا ہے تو ایسی صورت میں لاش میں ایک ہفتہ تک وائرس موجود رہنے کی رپورٹیں ہیں، اس لئے ایڈز سے مرنے والے فرد کو پولتھین کی دو چادروں کے اندر لپیٹنا چاہئے اور دونوں چادروں کے درمیان کلورائڈ اور چونہ کے پاؤڈر کی تہہ ہونی چاہئے۔

کیا ایڈز موروثی ہوتا ہے؟

ایڈز قطعی موروثی نہیں ہوتا، البتہ انفیکشن زدہ ماں سے پیدا ہونے والے بچے اکثر HIV انفیکشن بردار ہوتے ہیں اور وہ بھی زیادہ طویل عمر نہیں پاتے، پانچ سال کی عمر تک ختم ہوجاتے ہیں۔

Marfat.com

ایڈز کی علامات

۱-پوزیٹو فرد کی ایڈز کے درجہ میں پہنچنے کی کیا علامات ہوتی ہیں؟

جسم میں اس وائرس کے داخل ہونے کے چند ہفتے بعد کچھ افراد کو فلو، کی نوعیت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں، جیسے: بخار، جسم کا تشنج، سر درد وغیرہ، تاہم ضروری نہیں کہ سبھی انفیکشن زدہ افراد ایسا محسوس کریں، کچھ مدت بعد یہ علامات غائب ہو جاتی ہیں، اس کے بعد ۳ تا ۱۲ سال کا ایسا دور شروع ہوتا ہے جو غیر علامتی دور کہلاتا ہے اور عموماً تشخیص میں نہیں آتا صرف سیری جانچ سے اس کا علم ہو سکتا ہے، اس دوران میں مریض کا جسمانی مدافعتی نظام بتدریج کمزور ہوتا جاتا ہے اور پھر ایڈز کا آغاز ہوتا ہے، اس کی ابتدائی علامات ذیل میں ہیں:

۱۔تھکن کا ہر وقت احساس ۲۔بہت کم وقت کے اندر بہت وزن میں تخفیف

۳۔طویل بخار ۴۔کھانسی

۵۔ٹھنڈے پسینے ۶۔ایک سے زیادہ مقامات پر غدودوں کا پھولنا۔

۷۔مختلف انفیکشنوں بالخصوص تپ دق اور آنتوں کے ورم کا ہونا۔

بعد ازاں اس علاقہ میں موجود دوسرے انفیکشنوں کا غالب ہونا عام بات ہو جاتی ہے، جیسے تب دق، ہر پیز زوسٹر، خارش اور جلد پر زخم ہو جانا، آنکھوں کا انفیکشن جو نابینا بنا دیتا ہے، دماغی انفیکشن جو یادداشت کمزور کر کے نیم پاگل پن کی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں، بعض اقسام کا نمونیہ وغیرہ۔

تاہم یہ بات بھی نوٹ کر لینی چاہیے کہ مذکورہ بالا امراض ان افراد کو بھی لاحق ہوتے ہیں جو ایڈز کے مریض نہیں ہیں۔

Marfat.com

۲-HIV انفیکشن زدہ فرد میں علامات ظاہر ہونے میں کتنی مدت درکار ہوتی ہے؟

اس کا انحصار اس پر ہے کہ اس فرد کو انفیکشن کس ذریعہ سے ٹرانسمٹ ہوا اور اس کا طرز زندگی کیا ہے، خون کے ٹرانسفیوزن کے ذریعہ متاثر افراد میں ۳ تا ۵ برس کے اندر علامات ظاہر ہو جاتی ہیں، دوسرے ذرائع سے ٹرانسمشن میں اگر وائرس کی مقدار کم ہے تو مریض ۸ تا ۱۲ سال یا اس سے بھی کچھ زیادہ مدت تک تندرست رہ سکتا ہے، اگر کوئی HIV پوزیٹو مرد یا عورت محفوظ جنسی اختلاط کے طور طریقے اختیار کر کے اپنے طرز زندگی کو بہتر بناتا ہے، اچھی غذا استعمال کرتا ہے، پابندی سے ورزش کرتا ہے، طبیعت ذرا بھی بگڑنے پر فوراً طبی امداد حاصل کرتا ہے، ذہن اور جسم پر بوجھ اور تفکرات سے گریز کرتا ہے، فعال رہتا ہے اور خوش کن نظریہ رکھتا ہے تو زیادہ طویل مدت تک اس کے زندہ رہنے کا امکان ہے۔

۴- کیا HIV سے متاثر فرد اور غیر متاثر فرد کے درمیان بظاہر کوئی فرق محسوس ہوتا ہے؟

کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا، ایک HIV متاثر فرد جس میں ایڈز کا دور شروع نہیں ہوا ہے اور غیر علامتی ہے بالکل ایسا ہی نظر آتا ہے جیسے غیر انفیکشن شدہ کوئی فرد ہو، شکل وصورت اور صحت کے اعتبار سے دونوں یکساں نظر آتے ہیں۔

۵- کیا HIV انفیکشن زدہ فرد صرف متوسط رہتا ہے اور کبھی ایڈز کا مریض نہیں بن سکتا؟

HIV اس صورت حال کو طاری ہوئے ابھی پندرہ ہی سال ہوئے ہیں اور یہ بتانا فی الحال قبل از وقت ہوگا کہ HIV پوزیٹو فرد ہمیشہ اس انفیکشن بردار ہی رہے گا اور کبھی ایڈز کے درجہ پر نہیں پہنچ سکے گا، تاہم ایسے افراد کی مثالیں موجود ہیں جو ۱۹۸۰ میں HIV پوزیٹو دریافت ہوئے تھے اور اب تک پوری طرح تندرست اور ایڈز کے درجہ سے دور ہیں۔

Marfat.com

۵-اگر دائمی بخار، بدہضمی، وزن میں کمی اور سر درد رہتا ہو تو کیا ایڈز کا اندیشہ ہوسکتا ہے؟

آپ نے اپنے جو امراض بتائے ہیں ان کے بہت مختلف اسباب ہوسکتے ہیں، لیکن اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ اپنے طرزِ زندگی کے اعتبار سے کسی خطرہ والا گروپ سے متعلق ہیں تو آپ کو کسی منظور شدہ جانچ سینٹر میں ضرور جانا چاہئے جہاں آپ کو مناسب مشورہ مل سکے گا اور اگر ضروری سمجھا گیا تو آپ کا ٹسٹ بھی کرلیا جائے گا۔

۶-ایڈز بردار فرد کی موت کس طرح واقع ہوتی ہے؟

جیسے جیسے ایڈز بڑھتا جاتا ہے اور فرد کی CD4 خلیات میں کمی ہونے لگتی ہے اور جسم کی مدافعت میں تخفیف ہوتی چلی جاتی ہے پھر جسم انفیکشنوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رہتی، انفیکشن اس پر غالب آجاتے ہیں اور وہ تپ دق، دست، بدہضمی، پیچش، پھیپھڑوں کی تکالیف، سانس لینے میں دقت، دماغی خلل اور کسی نہ کسی قسم کے کینسر میں مبتلا ہوجاتا ہے، کسی مرض کی کوئی دوا اس کا جسم قبول نہیں کرتا، یہ ایک بہت تکلیف دہ صورت حال ہوتی ہے اور یہ اس کا انجام ہوتا ہے۔

۷-کیا کینسر اور ایڈز کے درمیان کوئی تعلق ہے؟

کچھ ایڈز مریضوں کو کینسر ہوجاتا ہے، ایڈز میں بعض مخصوص کینسر ہوجاتے ہیں، جیسے Kaposi's Sarcoma جو ہندوستان میں عام نہیں ہے، یہ جلد کا ایک کینسر ہے جس میں جلد پر بڑے بڑے سرخ دھبے پڑجاتے ہیں، اور یہ اعضا کو متحرک رکھنے والی نرم جھلی کے چکنے مادہ کو بھی متاثر کرتا ہے، اس کے علاوہ ایک دوسرا کینسر Non Hodgkin's Lymphoma بھی ہوجاتا ہے جو ایڈز کے نتیجہ کے طور پر پیدا ہوتا ہے، یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کینسر کے سبھی مریض ایڈز کے حامل نہیں ہوتے۔

Marfat.com

۸- کیسے پتہ چلے گا کہ روزمرہ ملنے والے افراد میں سے کسی کو HIV انفیکشن ہے یا نہیں؟

صرف HIV انفیکشن کا ٹسٹ کرانے سے ہی پتہ چل سکتا ہے کہ کسی فرد کو HIV انفیکشن ہے یا نہیں، کیونکہ HIV انفیکشن زدہ افراد دیکھنے میں بالکل تندرست اور نارمل نظر آتے ہیں اور انفیکشن زدہ فرد اور تندرست فرد میں کوئی فرق نہیں نظر آتا۔

علاج اور معالجت

۱- کیا ایڈز کی کوئی دوا یا ٹیکہ ہے یا نہیں؟

نہیں۔ ایڈز یعنی اکوائرڈ امیون ڈیفی شینسی سنڈروم کا اب تک تو کوئی بھی دوا یا ٹیکہ ایجاد نہیں ہوا ہے، کسی مؤثر ٹیکہ کی دریافت نہ ہوسکنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ وائرس بہت آسانی اور پھرتی سے اپنی بناوٹ بدل ڈالتا ہے اور اس طرح کسی بھی دوا یا ٹیکہ کے اثر کو اپنے اوپر کارگر نہیں ہونے دیتا، اسی لئے اس کا کوئی مؤثر علاج دریافت ہونا فی الحال ناممکن ہے۔

۲- کیا HIV کا بھی کوئی علاج ہے؟

HIV/ایڈز کو ختم کرنے کے لئے کوئی علاج اب تک دریافت نہیں کیا جاسکا ہے، کچھ ادویہ ضرور ہیں، جیسے AZT (زیڈووڈین) ddI اور ddC وغیرہ جن کا استعمال اس وقت کیا جارہا ہے، لیکن ان کی خوبی اثر متفرق نوعیت کی ہے اور اس کے علاوہ اس کے بغلی اثرات بھی بہت سنگین ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ ادویہ بہت قیمتی ہیں اور بالخصوص ہندوستان جیسے ملک کے افراد کے لئے عموماً ناقابل مقدور ہیں، اور پھر دوسری بات یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعہ مریض کی عمر میں بہت سے بہت ایک یا دو برس کا ہی اضافہ ہوسکتا ہے تاہم بعض موقع پرست انفیکشنوں کا علاج ضرور

Marfat.com

ہوسکتا ہے جوان ایام میں مریض پر حملہ آور ہوتے ہیں، غیر ممالک کے سائنسداں ٹیکوں کی ایجاد پر برابر کام کر رہے ہیں اور کچھ ٹیکے تجرباتی دور میں ہیں، لیکن کم و بیش دس برس سے پہلے ان کی مارکٹ میں آنا ناممکن ہے۔

۳-HIV ایڈز کے لئے کیا کوئی علاج بھی ہے؟ کوئی بھی، کسی طریقہ علاج میں جیسے یونانی طب، آیورویدک، ہومیوپیتھک، سدھا، نیچروپیتھی، یوگ یا اور کسی بھی نامعلوم طریقہ علاج میں؟

اس بارے میں ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہی ہوگا، طریقہ علاج کے بہت سے متبادلات ہیں جن پر کام کرنے والے ماہرین کا خیال ہے کہ وہ ایڈز کا کوئی موثر علاج دریافت کرنے میں ضرور کامیاب ہوجائیں گے، دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف انداز سے تجربات کئے جارہے ہیں، لیکن تاحال سائنسی اعتبار سے کوئی بھی بھروسہ دوا اس دعوے کے ساتھ پیش نہیں ہوئی ہے کہ یہ ایڈز HIV کی موثر اور شافی دوا ہے۔

۴-اگر ایک HIV پوزیٹو فرد اپنے جسم کا خون نکلوا کر نئے اور اچھے خون کا ٹرانسفیوزن کرالے تو کیا اس سے وہ ٹھیک ہوجائے گا؟

قطعی نہیں، بدقسمتی سے HIV پوزیٹو فرد میں یہ وائرس صرف اس کے خون میں نہیں، بلکہ اس کے دوسرے خلیات اور اعضاء جیسے ہڈیوں کا گودا، جگر، دماغ، تلی، وغیرہ میں بھی پیوست ہوتا ہے اور اس لئے اگر جسم کے تمام خون کو بدلوا دیا جائے تب بھی اس وائرس کو مکمل طور پر خارج کرنا ناممکن ہے، ویسے اس نوعیت کا ٹرانسفیوزن ممکن ہوتا ہے اور اس کو ایکسچینج ٹرانسفیوزن کہا جاتا ہے، لیکن HIV/ایڈز کے معاملہ میں بے کار ہے۔

Marfat.com

۵- چونکہ کلورین، ہائڈروجن پروکسائڈ، عام بلیچ وغیرہ مشہور جراثیم کش ہیں انہیں HIV/ایڈز کے لئے کیوں استعمال نہیں کیا جاتا؟

یہ کیمیائی محلول صرف بے جان اشیاء پر ہی آزمائے جاسکتے ہیں، یہ بہت زہریلے کیمیکلز ہیں اور انہیں کسی انسان کو نہ پلایا جاسکتا ہے اور نہ انجکشن سے اس کے اندر داخل کیا جاسکتا ہے اور اگر ایسا کیا گیا تو یہ اس کے تمام انسانی خلیات کو برباد کردے گا۔

٦- HIV انفیکشن زدہ فرد اچھی صحت کیسے قائم رکھ سکتا ہے؟

اگر کوئی انفیکشن زدہ فرد اپنی زندگی کو جنسی امراض اور HIV کی دوبارہ انفیکشن زدگی سے احتراز کے لئے محفوظ ترین جنسی اختلاط کا راستہ اختیار کر کے بہتر بناتا ہے، اچھا نیوٹریشن (تغذیہ) استعمال کرتا ہے، روزانہ ورزش کرتا ہے اور صاف ہوا میں رہتا ہے کسی بھی تکلیف کے سلسلہ میں فوراً طبی امداد لیتا ہے، ذہن اور جسم پر کوئی بوجھ نہیں ڈالتا، ضرورت پڑنے پر جذباتی امداد پاتا ہے، چست رہتا ہے اور خوش آئند نظریات کا حامل ہے تو وہ بلاشبہ زیادہ دنوں تک زندہ رہ سکے گا، زیادہ تندرست و توانا ہوگا، خواہ اس کو HIV/ایڈز ہی کیوں نہ ہو۔

جنسی امراض اور HIV

۱- STD کیا ہیں؟

اس کے معنی ہیں سیکسولی ٹرانسمٹڈ ڈزیز، یعنی وہ امراض جو جنسی اختلاط کے ذریعہ دوسروں میں منتقل ہوتے ہیں، ان کو پہلے مختصر طور پر VD یعنی وِنرل ڈزیز بھی کہا جاتا تھا، ان کو بعض حالات میں ''بیماریوں'' کے بجائے ''انفیکشن'' بھی کہا جاتا ہے، کسی جنسی مرض میں مبتلا فرد

Marfat.com

کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا جنسی اختلاط کرنے پر یہ انفیکشن منتقل ہوسکتا ہے اور اس کا شکار مفعول فرد زیادہ ہوتا ہے، یہ امراض بہت سنگین، بے حد تکلیف دہ اور جسم کو برباد کر دینے والے ہوتے ہیں جن کے ذریعہ فرد میں مختلف النوع بیماریاں، بانجھ پن، مختلف اقسام کی معذوری اور موت تک واقع ہو جاتی ہے، بعض متاثر حاملہ عورتوں کے اندرون رحم بچوں میں بھی پیدا ہوسکتا ہے، یہ امراض ایک طرح سے موروثی بن جاتے ہیں، زیادہ عام جنسی امراض، آتشک، سوزاک، ہرپیز، ہیپاٹٹس بی، جینٹیل وارٹ، عضو تناسل کا ناسور وغیرہ ہیں، دوسری عام بیماریوں میں گوچڑیاں پڑ جانا، کھجلی، مونی لیاسس وغیرہ شامل ہیں۔

۲- جنسی ٹرانسمٹڈ امراض اور HIV میں کیا فرق ہے؟

جنسی متعدی امراض کی طرح HIV بھی ایک بے حد متعدی مرض ہے، ہندوستان میں جنسی ذرائع سے اس کے ٹرانسمشن کی شرح ۷۵ فیصد سے زیادہ ہے، لیکن ان دونوں امراض سے محفوظ جنسی عمل کے ذریعہ بچا جاسکتا ہے، محفوظ طریقہائے اختلاط استعمال کرنے سے یہ مرض دوسرے میں منتقل نہیں ہوگا اور اگر دوسرے میں ہے تو اس سے آپ میں منتقل نہیں ہوگا اور اگر دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں ہے تب بھی دونوں امکانی خطرہ سے محفوظ رہ سکیں گے، تاہم HIV دوسرے متعدی جنسی امراض سے مختلف ہے، کیونکہ اس کا اب تک کوئی علاج دریافت نہیں ہوا اور اس میں شرح اموات بہت اونچی ہے، دوسرے یہ کہ HIV انفیکشن زدہ فرد کو کسی مخصوص بیرونی پھوڑے زخم یا اس سے خارج ہونے والے مواد سے شناخت نہیں کیا جاسکتا۔

۳- کیا جنسی متعدی مرض کا علاج نہ کرانے پر HIV انفیکشن ہونے کا خطرہ ہوسکتا ہے؟

جی ہاں، کیونکہ جنسی اختلاط کی راہ سے HIV انفیکشن کے خطرہ میں اضافہ کے اہم

Marfat.com

عوامل جنسی امراض بھی ہیں، بالخصوص ان افراد میں جن کے بہت زیادہ شریک ہوں HIV اور STD دونوں کے خطرات بہت زیادہ ہیں، کیونکہ مرد اور عورت دونوں کے جنسی اختلاطی اعضا پر جنسی متعدی امراض کی وجہ سے جو خراشیں، دانے یا زخم ہو جاتے ہیں ان میں پلنے والے جراثیم HIV کے داخلہ میں سہولیات مہیا کرتے ہیں۔

۴-Cervities کیا چیز ہے؟

اس کے معنی Cervix ہیں، اس کے متعلق عارضہ Cervix رحم کے منی کا زیرین حصہ ہوتا ہے، عورتوں میں اس سے متعلق مختلف نوعیّتوں کے عارضات اکثر اور عام ہوتے ہیں، اور اس کی وجوہ میں مانع حمل گولیوں کے بغلی اثرات یا بچہ کی ولادت کے دوران اس کی ضرورت سے زیادہ کھجاوٹ اور پھٹنے کا اندیشہ یا دوران اختلاط کوئی بے احتیاطی وغیرہ شامل ہیں، ان وجوہات سے یا تو یہ حصہ متورم رہنے لگتا ہے یا اس پر خراشیں آ جاتی ہیں اور علاج نہ ہونے پر ان میں انفیکشن پیدا ہو جاتا ہے یا اس کی نوک کا کچھ حصہ گھس کر یا گل کر ختم ہو جاتا ہے اور اس مقام پر کچا زخم ہو جاتا ہے جس پر خشکی نہیں آتی، یہ کیفیت تولیدگی اطفال کے دوران ۹۰ فیصد عورتوں میں واقع ہو جاتی ہے اس عمل کے باعث چھلے ہوئے، خراش آلود، متورم مقامات ہی HIV انفیکشن کے داخلہ اور وائرس کے پنجے جمانے کے مقامات ہوتے ہیں اور جب Cervix سے متعلق کوئی تکلیف ہو اس کا فوراً علاج کرانا نہایت ضروری ہے۔

HIV آج اور مستقبل

HIV کے اینٹی باڈیز تو بعض کمیاب خون کے نمونوں میں اب سے کئی برس قبل تقریباً ۱۹۵۹ء میں ہی دریافت کیے جا چکے تھے، لیکن افریقی ایڈز کے کیسوں کی دریافت پہلی بار ۱۹۸۰ میں کی گئی تھی، یہ بات یقینی ہے کہ مرض مدت سے (شاید ہمیشہ سے) معاشرہ میں موجود ہو اور سویا ہوا ہو یا ایسی مخصوص نوعیت میں ہو کہ اس کی علاحدہ شناخت نہ کی جا سکے، ممکن ہے اب

Marfat.com

سے پانچ سو سال قبل انگلینڈ کے نوجوان بادشاہ ایڈورڈ ششم کی موت بھی ایڈز سے ہوئی ہو، ممکن ہے مشہور انگریزی شاعر لارڈ بائرن کو اپنے خوبصورت چہرے کے بگڑنے کا جو اندیشہ تھا اور جس کے تحت اس نے خودکشی کی شاید اس کی وجہ ایڈز ہی ہو، لیکن اس کا متبادل نظریہ بھی قابل غور ہے کہ یہ مرض پہلے کبھی مہلک اور بھیانک نہیں رہا، ''طاقتور ہی زندہ رہتا ہے''، اصول کے تحت شاید انفیکشن بھی مبرا نہیں ہیں، اور اپنی زیادہ سے زیادہ نسل انسانی جسم میں پیدا کرتے ہیں۔

ایسا کوئی سوال نہیں کہ معاشرہ کی تبدیلیوں نے HIV کے پھیلاؤ میں تیزی پیدا کی، تو کیا پھر رسل ورسائل میں افسانہ مواصلات، تبادلہ آبادی، شہری آبادیوں میں اضافہ، جنسی سرگرمیوں اور جسم میں بذریعہ انجکشن داخل کئے جانے کے قابل اشیاء کے استعمال ان تمام باتوں میں اضافہ کے رجحانات نے ایک نسبتاً نرم مزاج، لیکن دائمی انفیکشن کو قاتل انفیکشن میں تبدیل کردیا؟ اگر ایوائٹ کا نظریہ درست ہے اور اگر HIV کی موجودہ مہلک قاتلانہ فطرت اس کے تیزی سے پھیلاؤ کا نتیجہ ہے تو پھر سب سے زیادہ مہلک اور پیچیدہ اثرات کو آبادیوں کے ان طبقات ہی میں موجود ہونا چاہئے جن میں بہت تیزی سے یہ انفیکشن گھوم رہا ہے، مختلف ماحولوں میں HIV متفرق شخصیت اختیار کرلیتا ہے اور عوام کے درمیان تیزی سے سفر کرتے وقت بہت جارحانہ انداز اختیار کرلیتا ہے، تحقیق میں دس سال اور اربوں ڈالر کے اخراجات کے بعد بھی HIV نے سائنسدانوں کو زچ کیا ہوا ہے، اس کی کامیابی کے راز کو صرف ایک لفظ میں بیان کیا جاسکتا ہے اور وہ ہے ''سیمابیت'' جو اس کی فطرت بن چکی ہے۔

جب بھی کوئی دوا یا اس کو معطل کرنے کا ذریعہ دریافت کرکے اس کی ایک ہیئت پر کامیابی سے حملہ کیا جاتا ہے تو اس کی جگہ لینے کے لئے کوئی اور ہیئت اجاگر ہوجاتی ہے، یہاں تک کہ اگر ایڈز کی کوئی دوا یا ٹیکہ اپنے اثرات کے اعتبار سے HIV کی نشوونما کے انسداد کے قابل ثابت ہوتا ہے تو وہ دوا زیادہ دیر تک موثر نہیں رہتی۔

Marfat.com

ایڈز-مسائل اور اعداد و شمار کے آئینہ میں

سید شاہد حسنین انبالوی

ہندوستان میں ایڈز کو آتشک جیسے جنسی مرض کی مانند ایک مرض تصور کیا گیا ہے، دونوں متعدی امراض ہیں، دونوں کی ابتداء اور پھیلنے کے طریقے بھی بڑی حد تک یکساں ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ آتشک ایک قابل علاج مرض ہے اور ایڈز لا علاج ہے، اس کی ابتداء HIV سے ہوتی ہے، ایچ آئی وی (ہیومن امیونو ڈیفی سینسی وائرس) کا مخفف ہے، یعنی وہ انفیکشن جو انسانی جسم میں موجود بیماریوں کا مقابلہ کرنے والے قدرتی مدافعتی نظام کو مفلوج و معطل کر دیتا ہے، جس کے بعد اس کو طرح طرح کی بیماریاں دبوچ لیتی ہیں جس کی جانچ انسانی سیرم سے کی جاتی ہے (اس جانچ کا نام سیرو سرویلینس ہے، سیرم یا سیرو انسانی خون میں شامل دو شفاف اور معطر پانی جیسا مادہ ہوتا ہے جو کسی زخم پر کھرنڈ جم جانے کے بعد کچے کھرنڈ کناروں سے رستا ہوا نظر آتا ہے، فرد کا خون پچکاری سے لے کر اس خون میں شامل مادہ کی جانچ کی جاتی ہے)، اگر مثبت ثابت ہوا تو HIV کی موجودگی کی علامت ہے، اس مرض کی اولین دریافت ۸۰ کی دہائی کے شروع میں امریکہ میں ہم جنسی اختلاط کرنے والوں اور انجکشن کے ذریعہ شریانوں میں ہیروئین نامی نشہ آور شی کے داخل کرنے والوں میں ہوئی، بعد میں یہ مرض یورپ اور بالخصوص وسطی اور مشرقی افریقہ میں پھیل گیا، ایشیا میں اس مرض کا داخلہ اس کے کئی برس بعد ہوا، یہ مرض مردوں سے عورتوں کو زیادہ اور عورتوں سے مردوں کو کم لگتا ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ جنسی بے راہ روی ہے، جس میں ہم جنسی، بہت زیادہ عورتوں سے کسی مرد کا آزادانہ جنسی اختلاط یا کسی عورت کا بہت زیادہ مردوں سے جنسی تعلق، یہ مرض شوہر سے بیوی میں بھی منتقل ہوتا ہے اور حاملہ ہونے کی

Marfat.com

صورت میں عورت کے رحم میں پل رہے بچے کو بھی لگ جاتا ہے، اس کی ایک اور وجہ شریانوں میں منشیات کا انجکشن لینا بھی ہے، اس طریقہ کے نشہ کے عادی یعنی انٹروینس ڈرگز لینے والے ایک دوسرے کی سرنجیں اور سوئیاں بغیر انہیں اسٹیر یلائز (یعنی ابال کر جراثیم پاک کئے بغیر) کئے ہوئے بلا تامل استعمال کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر کو HIV انفیکشن ہوتا ہے، اس کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ انفیکشن سے متاثر فرد کا خون کسی ضرورت مند کے جسم میں ٹرانسفیوز کئے جانے پر بھی انفیکشن ٹرانسمٹ ہوتا ہے، منشیات کے عادی، افراد اور پیسوں کے ضرورت مند اپنا خون بلڈ بینکوں اور خون جمع کرنے کے مراکز کو فروخت کرتے رہتے ہیں، اگر یہ خون بغیر جانچ کئے ٹرانسفیوز یا ان فیوز کیا جائے تو اس انفیکشن کا لگنا لازمی ہے، بے احتیاطی کی وجہ سے یہ مرض اسپتال کے دوسرے مریضوں یا تیماردار عملہ کو بھی لگ سکتا ہے۔

ایڈز کے مریضوں کے خون اور پیپ کی پٹیوں اور گندے کپڑوں یا اسٹیر یلائز کئے بغیر آلات کو استعمال کرنے سے بھی یہ مرض لگ سکتا ہے، ایڈز کے مریض کو دیئے گئے انجکشن کی سوئی اتفاقیہ اگر کسی کو چبھ جائے تو اس کے جراثیم منتقل ہو سکتے ہیں، لیکن اس نوعیت کے صرف گنے چنے واقعات اطلاع میں ہیں، اسپتالوں میں زیادہ تر پلاسٹک کی سرنجین انجکشن کے لئے استعمال ہوتی ہیں، جنہیں ابالنے پر ان کی شکل بگڑ جاتی ہے، یہ سرنجیں اور سوئیاں ایڈز کے مریضوں پر استعمال کے بعد کوڑے میں پھینک دی جاتی ہیں، بعض افراد ان کو وہاں سے لے آتے ہیں اور بغیر درست طریقہ سے اسٹیر یلائز کئے اپنے استعمال میں لے آتے ہیں، یا اسپتالوں کو فروخت کر دیتے ہیں، یہ بھی اس انفیکشن کے پھیلنے کا ایک راستہ ہے، یہ علم نہیں کہ اس مرض کا ٹرانسمشن مچھروں کے ذریعہ بھی ہوتا ہے یا نہیں، لیکن نوے فیصد امکان ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔

تاہم یہ بات واضح ہے کہ HIV یا ایڈز کے مریض کے ساتھ رہنے، کھانے پینے سے اس کی اشیاء استعمال کرنے سے اس کے کپڑوں سے یا اس کی تیمارداری کرنے سے کبھی دوسرے کو نہیں لگتا یہ صرف اس کے ساتھ جنسی تعلق یا اس کے جراثیم آلود سرنج یا سوئی اپنے جسم میں چبھ

Marfat.com

جانے یا اس کا خون کسی کو چڑھانے سے یہ مرض لگ سکتا ہے، یعنی جب تک کسی کے خون سے اس کے جراثیم کا اتصال نہ ہو یا مجامعت نہ ہو اس وقت تک یہ مرض دوسرے کو نہیں لگ سکتا۔

ایڈز بذات خود مہلک مرض نہیں، ہلاکت کی وجوہات آگے بتائی جائیں گی، ایڈز کا آغاز HIV انفیکشن سے ہوتا ہے، جس کے اسباب اوپر بتائے جا چکے ہیں، کم و بیش پانچ یا دس سال اس مرض کی علامات ظاہر نہیں ہوتیں اور مریض پوری طرح تندرست نظر آتا ہے، یہ غیر علامتی دور کہلاتا ہے اور اس کے دوران اس کے جراثیم خون میں پرورش پاتے رہتے ہیں، علامات ظاہر نہ ہونے کے باعث یہ ڈاکٹری تشخیص میں نہیں آتا، اس کے معلوم کئے جانے کا طریقہ صرف سیرم کی جانچ ہے، غیر علامتی دور کے بعد یکا یک اس کی علامات ظاہر ہو جاتی ہیں اور اس دور کا ایڈز کا دور کہا جاتا ہے، یہ مرض کا آخری دور ہوتا ہے جس میں اس کا وزن بلا وجہ بہت تیزی سے کم ہونے لگتا ہے، متفرق متعدی امراض جیسے نمونیہ، تپ دق، آنتوں اور پیٹ کے امراض بدہضمی، پیچش، جگر گردوں اور پھیپھڑوں کا انفیکشن جیسے موقع پرست امراض اس کو جکڑ لیتے ہیں، بیماریوں سے لڑنے کی جو دفاعی قوت انسانی جسم کے نظام میں قدرت ودیعت کرتی ہے بالکل مفلوج ہو جاتی ہے، جسم پر پھوڑے پھنسیاں بھی نمودار ہو جاتے ہیں اور اس طرح مریض مختلف امراض کا شکار ہو کر ختم ہو جاتا ہے، چنانچہ ایڈز کا بنیادی عمل جسم کے قدرتی دفاعی نظام کو معطل کر دینا ہے، مریض جسمانی اور دماغی طور پر اپاہج بن جاتا ہے، موقع پرست وائرس پر جسمانی مدافعتی داخلی نظام کا تعطل ہر دوا کے اثر کو بے کار کر دیتا ہے اور آج تک ایسی کوئی دوا ایجاد نہیں ہوئی ہے جو اس نظام کو بحال کر سکے، اس لئے یہ مرض ابتداء سے انتہاء تک لاعلاج ہے، علامتی دور زیادہ طویل نہیں ہوتا اس میں جسم تیزی سے کھوکھلا ہوتا چلا جاتا ہے اور مریض ختم ہو جاتا ہے، امریکہ اور یورپی ممالک میں اس وائرس کے تدارک کے لئے کئی ادویہ اور ٹیکوں کے تجربات کئے جا رہے ہیں، لیکن یہ ابھی محض ابتدائی دور میں ہیں، تاہم کچھ ادویہ اور ٹیکے ایسے دریافت ہو چکے ہیں جو غیر علامتی دور میں دی جا سکتی ہیں اور جن سے غیر علامتی دور قدرے طویل ہو جاتا ہے، لیکن ترقی

Marfat.com

پذیر ممالک میں یہ ادویہ قابل مقدور نہیں ہیں، ویسے بھی یہ ادویہ محض کچھ محدود مدت کے لئے مریض کی زندگی کے ایام کو بڑھا سکتی ہیں اور انجام ہر صورت میں ہلاکت ہے۔

انفیکشن سے متاثر عورتیں حاملہ بھی ہوتی ہیں، قرار حمل کا ان کے انفیکشن کی کیفیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، بہت سی عورتیں دوران حمل بھی متاثر ہو جاتی ہیں، انفیکشن کے جراثیم پردہ رحم میں داخل ہو جاتے ہیں اور رحم میں پل رہے بچے کو متاثر کر دیتے ہیں، یہ بچے سرایت شدہ پیدا ہوتے ہیں، البتہ کچھ غیر سرایت شدہ پیدا ہوتے ہیں، جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ قرار حمل کے وقت ماں غیر متاثر ہو اور دوران حمل متاثر ہوئی ہو، سرایت شدہ بچوں کا علم نو ماہ کی عمر تک نہیں ہوتا، تاہم یہ بچے دو سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے ختم ہو جاتے ہیں، ان کی زیادہ سے زیادہ عمر پانچ سال ہوتی ہے، اطفال ایڈز بھی ہر صورت میں مہلک ہوتی ہے، تاہم بچے کو ماں کا دودھ پلانے سے بچے کی نشو ونما نارمل ہوتی ہے اور اس کی صحت اور طوالت عمر میں بہتری کے آثار رہتے ہیں، کم سے کم ایسے بچے پانچ تا دس سال کی عمر تک زندہ رہتے ہیں، ان بچوں کو وہ تمام ٹیکے لگانا ضروری ہیں جو عام بچوں کو عام طور پر دیئے جاتے ہیں، جیسے بی سی جی، پولیو، چیچک، ٹٹنس وغیرہ کے ٹیکے، ماں کا دودھ HIV جراثیم سے کم متاثر ہوتا ہے، تاہم احتیاط کے طور پر غیر متاثر بچوں کو اگر کسی رضاعی ماں کا دودھ پلایا جائے تو زیادہ بہتر ہے، کیونکہ ایک دو کیس ایسے سامنے آئے ہیں جب متاثر ماں کا دودھ پینے والے بچے کو انفیکشن ہو گیا، المیہ یہ ہے کہ بچہ اگر کچھ مدت زیادہ زندہ رہ جائے تب بھی اسکی متاثر ماں اور باپ کی موت آئندہ چند برسوں کے اندر یقینی ہوتی ہے اور یہ بچے یتیمی کی بے سہارا زندگی گزارتے ہیں، اس لئے ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ متاثرہ عورتوں کو تین ماہ کے اندر اندر اسقاط حمل کر دینا اس بچہ پر رحم کرنے کے مترادف ہوگا، تاہم بہت سی عورتیں اسقاط حمل پر رضامند نہیں ہوتیں، اس سلسلے میں چند باتیں غور طلب ہیں:

۱- بچہ اکثر مقررہ وقت سے قبل پیدا ہو جاتا ہے، اس کا وزن کافی کم ہوتا ہے اور کافی لاغر ہوتا ہے۔

Marfat.com

۲-اکثر بچے دماغی طور پر بہت کمزور ہوتے ہیں اور دس فی صد بچے دماغی کمزوری کے علاوہ جسمانی نقائص کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔

۳-چھ ماہ کی عمر تک بچے میں انفیکشن کا پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔

۴-ماں کا دودھ یا رضاعی ماں کا دودھ پینے والے بچہ کی نشو ونما اور موت نارمل ہوتی ہے۔

۵-متاثر بچہ کو دودھ پلانے سے رضاعی ماں پر انفیکشن کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

ایڈز کا مرض HIV انفیکشن سے شروع ہو کر آخری تک لاعلاج ہے، انڈین کونسل آف میڈیکل ریسرچ کے تحت ہر شہر اور قصبہ میں خون کی جانچ کے سنٹر قائم کئے گئے ہیں، جہاں HIV کی دریافت کے لئے زیادہ خطرات میں مبتلا گروپوں (یعنی جن کو اس انفیکشن کے لگنے کا زیادہ خطرہ ہو، جیسے طوائفیں، کال گرلز اور عیاش مرد وغیرہ) کے سیرمی جانچ کے علاوہ رضا کارانہ طور پر بھی کوئی اپنی جانچ کرا سکتا ہے، اگر ٹیسٹ میں اس کا سیرم مثبت علامات کا حامل ہو تو اس کو صلاح مشورہ کی سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں، یہ ٹسٹ جن آلات کے ذریعہ ہوتا ہے وہ ''ایلیسا ٹیسٹ'' کہلاتا ہے، اس ٹیسٹ پر مثبت ثابت ہونے پر اس کی توثیق کے لئے سیرم کا دوبارہ ٹیسٹ لیا جاتا ہے جو ''ویسٹرن بلاٹ ٹیسٹ'' کہلاتا ہے، یہ ٹیسٹ کافی مہنگے ہوتے ہیں، اس لئے اب مقامی طور پر اس ٹیسٹ کے لئے آلات تیار کئے جارہے ہیں جس سے اخراجات میں نمایاں کمی واقع ہوگی، انفیکشن کے غیر علامتی دور کو طویل تر کرنے کے لئے تغذیہ (نیوٹریشن) بہت ضروری ہے تاکہ جسم میں طاقت بحال رہے اور جراثیم تیزی سے اثر نہ کر سکیں، اس دور میں بھی متفرق وائرس بالخصوص تپ دق، پیٹ اور جگر کے امراض سے تحفظ کے لئے ادویہ کا استعمال ضروری ہے، کیونکہ یہ متعدی امراض موقع دیکھ کر بار بار حملہ کرتے ہیں، علامتی دور بہر صورت جلد یا بدیر نمایاں علامات کے دور میں تبدیل ہو جاتا ہے جس کے بعد تیزی سے مریض کی حالت گرنے لگتی ہے، متعدی امراض کے حملے تیز ہو جاتے ہیں اور ان کے تدارک کی ادویہ غیر مؤثر ثابت ہوتی ہیں،

Marfat.com

یہی دور ایڈز کا دور ہے جس کے بعد مریض کی موت جلد واقع ہو جاتی ہے، اس لئے یہ مرض شروع سے ہی لا علاج ہے۔

HIV انفیکشن یا ایڈز کے مریض کا خون چھونے سے یہ مرض نہیں لگتا، لیکن اگر یہ خون کسی کے کھلے زخم کو چھو جائے تو انفیکشن ہو جاتا ہے، جراثیم آلود خون سے تیار ادویہ کے انفیوزن سے بھی یہ مرض لگ جاتا ہے، سب سے زیادہ تعداد میں یہ مرض جنسی بے راہ روی سے پھیلتا ہے، اور اس طرح اس کے پھیلنے کی شرح نوے فیصد ہے، چونکہ چڑھائے جانے والے خون کی جانچ قانوناً لازم قرار دے دی گئی ہے، اس لئے اب اس راہ سے اس کا لگنا مشکل ہے، تاہم اس مہلک مرض سے بچنے کا بہترین ذریعہ محفوظ جنسی اختلاط کے طریقوں کا درست اور مستقل استعمال ہے، متاثرہ عورتوں کو حمل سے بچنے کے لئے کوئی مانع حمل جو ادویہ سنٹروں میں بہ آسانی دستیاب ہیں کچھ Spermicides یعنی بچے پیدا کرنے والے جراثیم کو مارنے والی ادویہ بھی ملک میں عام طور پر دستیاب کرائی جا رہی ہیں، خارجی ذرائع سے انفیکشن سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جسم میں انجکشن کے ذریعہ منشیات داخل کرنے والوں کو اپنی سرنجیں اور سوئیاں ہر استعمال کے بعد بخوبی ابال کر جراثیم سے پاک کر لینے چاہئیں، اسپتالوں اور زچہ خانوں میں عملہ کو ربڑ کے دستانے اور ایپرن استعمال کرنا ضروری ہے، تمام آلات اور سرنجوں وغیرہ کو قاعدہ کے مطابق ابال کر صاف کر لینا ضروری ہے، اگر پلاسٹک کی سرنجوں کے بجائے (جو سستی ہوتی ہیں) شیشے کی سرنجیں استعمال میں لائی جائیں تو ان کو تیز گرم پانی میں ابالنا آسان ہوتا ہے اور ان کی شکل نہیں بگڑتی اسپتالوں کے وارڈوں اور زچہ خانوں میں ان احتیاطوں کے علاوہ جراثیم کش اینٹی بایوٹکس کا چھڑکاؤ بہت ضروری ہے، زچہ خانوں میں بوقت پیدائش خارج ہونے والے خون اور پانی وغیرہ کی صفائی احتیاط کے ساتھ کی جانی چاہئے، مریضوں کے گندے کپڑے اگر جلا دیئے جائیں زیادہ بہتر ہوگا اور ایڈز کے مریضوں کو علاحدہ وارڈوں میں رکھا جانا بھی مناسب ہوگا، عوام میں اس انفیکشن کے متعلق وسیع پیمانے پر بیداری لانا بہت ضروری ہے، خاص طور پر نوجوانوں میں

Marfat.com

جنسی تجربات کی جانب بہت راغب ہوتے ہیں، ہندوستان میں ۸۰ کروڑ کی آبادی میں کم سے کم ۴۵ فیصد مرد اور عورتیں جنسی عمل کے قابل ہیں اور ایک اندازہ کے مطابق ان میں سے کم و بیش چار لاکھ عورتیں HIV انفیکشن سے متاثر ہیں اور ان کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے، ہندوستان میں سالانہ ۲۵ کروڑ بچے پیدا ہوتے ہیں جن میں سے کم سے کم بیس ہزار بچے HIV سے متاثر ہوتے ہیں۔

اعضاء کی پیوندکاری سے بھی ایڈز کا انفیکشن ہوتا ہے، اگر عضو کا دینے والا انفیکشن میں مبتلا ہو تو اس کا لینے والا بھی مریض بن جائے گا، سب سے زیادہ ضروری عوام کی ذہنی تربیت ہے، انہیں اس کے خطرات سے آگاہ کیا جائے، اخلاقیات کا درس دیا جائے، اپنا طریق اور یتیم بچوں کی تعداد میں کمی ہو، اگر عیاشی اور منشیات کے بین الشریانی استعمال سے عوام پرہیز کریں تو اس مرض کے پھیلنے کا زیادہ خطرہ نہیں، ورنہ اس مرض کے ساتھ جو سماجی رسوائیاں اور معاشی پریشانیاں وابستہ ہیں ان کا شکار ہو کر فرد پریشان حالی کی سخت تکلیف دہ زندگی گذار کر جلد یا بدیر عبرتناک موت سے ہم آغوش ہو جاتا ہے۔

ایڈز پر سرسری نظر

ایڈز کیا ہے؟

ایڈز انگریزی کے Acquired Immune Deficiency Syndrome کا مخفف ہے، یہ مہلک عارضہ انسانی جسم میں واقع خودکار قدرتی دفاعی نظام کو جو ہر نوعیت کے انفیکشن سے اس کا دفاع کرتا ہے مکمل طور پر مفلوج کر کے اس کے چہار جانب منڈلانے والے موقع پرست سرایتی عارضات چھوڑ دیتا ہے جس کے باعث کوئی بھی دوا اس کے جسمانی نظام پر کارگر نہیں ہوتی اور کچھ مدت بعد ایک تکلیف دہ موت کی نیند وہ سو جاتا ہے، یہ

Marfat.com

بیماری یوں تو مردوں اور عورتوں کو عمر کے کسی بھی حصہ میں اپنی گرفت میں لے سکتی ہے، لیکن نوجوانوں میں یہ زیادہ عام ہے، مریض کی موت کا سبب عموماً نمونیہ، کینسر، تپ دق وغیرہ ہوتا ہے، ایڈز کی ابتدائی صورت HIV انفیکشن (Human Immune Deciciency Virus) ہے جو پانچ تا دس سال غیر علامتی رہ کر بتدریج ارتقا کے ساتھ ایڈز بن جاتا ہے اور یہ اس کا آخری درجہ ہے۔

ایڈز کی ابتدائی علامات

۱- بغیر کسی قابل فہم سبب کے وزن میں نمایاں کمی۔

۲- متواتر بخار۔

۳- متورم غدود۔

۴- دائمی اسہال و بدہضمی۔

۵- بدخوابی اور جسمانی تشنج۔

۶- منہ، حلق اور خوراک کی نالی میں سفید دھبے اور چھالے نمودار ہونا۔

ان علامات کے علاوہ مریض کو پھیپھڑوں کا انفیکشن اور مرکزی اعصابی نظام میں خلل بھی واقع ہوتا ہے، تاہم چونکہ یہ علامات کئی دوسرے امراض میں بھی نمایاں ہوتی ہیں، اس لئے ایڈز، یا HIV کی تشخیص کے لئے خون رسیرم کی جانچ ضروری ہے۔

عارضہ کا دور پرورش وارتقاء

جسم میں HIV انفیکشن کے دخول اور ایڈز تک اس کے ارتقاء کا درمیانی دور، یعنی غیر علامتی دور کم سے کم چھ ماہ تا پانچ سال ہوتا ہے، بعض حالات میں دس سال بھی علامات کے ظہور میں لگ سکتے ہیں، بچوں میں یہ دور اوسطاً بارہ ماہ سے زیادہ عمر کے بچوں میں ۲۹ ماہ کا ہوتا ہے۔

Marfat.com

تشخیص

ایڈز کی تشخیص بہت دشوار ہے اس کا تعین صرف خون کی جانچ اور تجربہ گاہوں میں تجربات سے ہوتا ہے۔

دوسروں میں منتقلی

ایڈز متعدی مرض ہے دوسرے افراد میں اس کی منتقلی گہرے جنسی تعلقات سے ہوتی ہے، مریض کے ساتھ نشست و برخواست چھونے، ساتھ کھانے پینے وغیرہ سے نہیں ہوتی، دوسروں میں اس کی منتقلی کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- جنسی تعلق۔

۲- متاثر فرد کی استعمال کردہ سرنجوں اور سوئیوں کا استعمال۔

۳- متاثر فرد کا خون دوسرے کو چڑھانا۔

۴- دوران حمل یا ولادت کے کچھ ہی دیر بعد بچے کے جسم میں متاثر ماں کے جراثیم کا داخلہ، تاہم مریض کی کھانسی بلغم چھینک یا اس کے کپڑوں کے استعمال سے یہ مرض منتقل نہیں ہوتا۔

زیادہ خطرات میں مبتلا افراد

مندرجہ ذیل نوعیتوں کے افراد کو دوسروں کی بہ نسبت اس مرض کا شکار ہونے کا خطرہ زیادہ قوی ہے۔

۱- ہم جنسی یا دونوں جنسوں کے ساتھ بہت زیادہ اختلاط کے عادی۔

۲- منشیات بالخصوص ہیروئین شریانوں میں انجکشن سے داخل کرنے والے افراد جو ایک دوسرے کے انجکشن بلا تکلف بغیر انہیں جراثیم سے پاک کئے استعمال کرتے ہیں۔

Marfat.com

۳-وہ افراد جو Hepatites جیسے کسی عارضہ میں مبتلا ہوں جس کے لئے ان کے جسم میں اکثر و بیشتر خون چڑھایا جاتا ہو جس میں جراثیم آلود خون بھی شامل ہوسکتا ہے۔

۴-متاثرہ ماؤں کے بچے وغیرہ، متعدد شریکوں (پارٹنروں) کے ساتھ جنسی تعلقات۔

یاد رکھئے

اب تک ایڈز کا کوئی علاج دریافت نہیں ہوا ہے، اور اس کا انجام ایک تکلیف دہ موت ہے۔

۲-اس کی علامات فوراً ظاہر نہیں ہوتیں، بلکہ ظاہر ہونے میں چھ ماہ تا پانچ سال اور بسا اوقات دس سال بھی لگ جاتے ہیں اور یہ دور علامتی دور ہوتا ہے، جب علامات ظاہر ہوتی ہیں اس وقت تک تمام راہیں اس کے تدارک کی مسدود ہوچکی ہوتی ہیں۔

۳-ایڈز کے مریضوں کو کینسر نمونیہ تپ دق وغیرہ جیسی سرایتی بیماریاں بہت جلد لاحق ہوجاتی ہیں اور جسم کے دفاعی مشینری کے معطل ہوجانے کے باعث کوئی دوا کسی مرض کے لئے کارگر نہیں ہوتی۔

۴-معمولی سے بھی شک پر فوراً خون کا ٹسٹ کرائے اور طبی ماہر سے مشورہ کرے، سب سے بہتر یہ ہے کہ شرافت کی زندگی گزارے۔

HIV انفیکشن، عصری وسعتیں اور مستقبل کے اندیشے

چیچک پر فتح و کامرانی کی تحسین کا شور و غوغا ابھی پوری طرح تھما نہ تھا کہ بنو نوع انسان پر اس سے بھی زیادہ مہلک مرض نے یلغار کردی جو چیچک سے کہیں زیادہ متعدی اور جلد سرایت کرنے والا تھا، یہ مرض تھا ہیومن امیونو ڈیفی شینسی وائرس جس کو مختصراً HIV (ایچ آئی وی) کا نام دیا گیا، ایڈز اسی وائرل انفیکشن کا آخری درجہ ہے، ۱۹۸۱ء میں امریکہ میں پہلی بار اس مرض کی شناخت کی گئی تھی اور جب سے اب تک ایک براعظم کی جانب اس کا طوفانی کوچ جاری ہے۔

Marfat.com

عالمگیر تعدیت کا خاکہ

جولائی ۱۹۹۱ء تک مجموعی طور پر تمام دنیا کے ۱۶۸ ممالک سے عالمی تنظیم صحت کو ۵ لاکھ سے زیادہ ایڈز کے کیسوں کی رپورٹ دی جا چکی ہے، لیکن اندازہ ہے کہ ان کی اصل تعداد ۱۷ لاکھ سے بھی کہیں زیادہ ہے، یہ بھی یقین کیا جا رہا ہے کہ ایڈز کے بالغ کیسوں کے نصف حصہ وسطی اور مشرقی افریقہ میں واقع ہوا ہے، مزید برآں یہ تخمینہ بھی لگایا گیا ہے کہ ۱۹۹۲ء تک اطفالی ایڈز کے پانچ لاکھ سے زیادہ کیس بھی اسی علاقہ میں ہوئے ہیں جو دنیا کے مجموعی اطفالی ایڈز کیسوں کا ۹۰ فیصد ہے۔

عصری دستیاب اعداد وشمار کی بنیاد پر عالمی تنظیم صحت کا اندازہ ہے کہ اس مرض کے دریافت کی ابتداء سے ۱۹۹۲ء تک ایک کروڑ اور ایک کروڑ بیس لاکھ کے درمیان بالغ اور دس لاکھ بچے HIV انفیکشن کا شکار ہوئے ہیں، وسطی اور مشرقی افریقہ میں اس وقت ۷۰ لاکھ افراد اس انفیکشن میں مبتلا ہیں، شمالی امریکہ، لاطینی امریکہ اور بحر اوقیانوسی خطہ میں مجموعی طور پر بیس لاکھ، جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا میں ۱۵ لاکھ، یورپ، سابق کمیونسٹ ممالک، سابق سویت یونین میں ۵ لاکھ، شمالی افریقہ اور مشرق وسطی میں ۷۵ ہزار، بحر الکاہلی خطہ میں ۲۵ لاکھ اور آسٹریلیا میں تیس ہزار افراد HIV سے متاثر ہیں، یہ بھی اندازہ ہے کہ ۱۹۹۲ء کے اول چھ ماہ کے دوران دنیا میں دس لاکھ نئے افراد اس انفیکشن میں مبتلا ہوئے ہیں اور یہ تعداد لگاتار بڑھتی جا رہی ہے، ان دس لاکھ نئے متاثر افراد میں سے تقریبا نصف تعداد افریقی ممالک، ایک چوتھائی ایشیا اور بحر الکاہلی خطہ میں (ان کا بڑا حصہ جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا) میں اور دسویں حصہ سے کچھ زیادہ لاطینی امریکہ اور کیریبین خطہ میں آباد ہیں، یہ بھی یقین کیا جا رہا ہے کہ جملہ نئے بالغ افراد میں نصف تعداد عورتوں کی ہے، یکم نومبر ۱۹۹۲ء تک ایڈز کے جن نئے ۱۲۵۰ کیسوں کی رپورٹ ہوئی ہے وہ جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا میں رہتے ہیں ان میں ۹۵ فیصد افراد ہندوستان اور تھائی لینڈ کے باشندے ہیں۔

Marfat.com

ہندوستان میں خوفناک وبا

ہندوستان میں سب سے پہلا سیرو پوزیٹو (Sero Positive) کیس مدراس میں دریافت ہوا، اس دریافت کے بعد جانچ کی سرگرمیاں تیز کر دی گئیں، جس کے نتیجہ میں اکتوبر ۱۹۹۲ء کے آخر تک پندرہ لاکھ افراد کا HIV انفیکشن کے دریافت کے لئے سیرو ٹسٹ لیا گیا، ان جائزوں کا مرکز متفرق مخطور گروپ تھے جن میں بکثرت جنسی تعلقات رکھنے والے مرد اور عورتیں، انجکشن کے ذریعہ منشیات کے عادی (انٹروینس ڈرگ) لینے والے حاملہ عورتیں، خون کے عطیہ دہندگان اور خون کے پروڈکٹس کے گیرندگان وغیرہ شامل تھے، تمام گروپوں کے مشترکہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ HIV غلبہ کی شرح جو ۱۹۸۶ء میں ۲ء۰ فیصد تھی اب ۱۹۹۲ء میں بڑھ کر ۷ء۰ فیصد ہو گئی تھی، بمبئی میں پیشہ ور جنس فروش عورتوں میں انفیکشن کا غلبہ ۱۹۸۶ء کے ۲ فیصد سے ایک دم چھلانگ لگا کر ۱۹۹۲ء میں ۴۰ فیصد ہو گیا تھا، منی پور میں انٹروینس ڈرگ لینے والوں میں HIV کا غلبہ ۵۴ فیصد تھا، کرسچین میڈیکل کالج ویلور کے جانچ سینٹر نے تین مخطور گروپوں طوائفوں، عیاش مردوں اور عورتوں کے جائزہ میں انفیکشن کی ادواری رفتار میں ڈیڑھ گنا اضافہ بتایا، کیونکہ ۸۷-۸۸ میں یہ تعداد جو ۱۵ فی ہزار تھی، ۹۲-۹۱ میں یہ بڑھ کر ۲۳ فی ہزار ہو گئی تھی، طوائفوں میں انفیکشن کی رفتار میں بارہ گنا اضافہ معلوم ہوا، ۸۷-۸۶ میں ان کی HIV کی شرح ۳ء۷ فی ہزار تھی جو ۹۲-۹۱ میں بڑھ کر ۴۵ء۲ فی ہزار گنا ہو گئی، جنسی متعدی امراض کے مریض مردوں اور عورتوں میں بھی اس انفیکشن کا غلبہ بڑھتا جا رہا ہے، لیکن اس کی رفتار طوائفوں میں مرض کے اضافہ کی رفتار سے کم ہے، البتہ حاملہ عورتوں اور خون کے عطیہ دینے والوں میں اس کا غلبہ ایک نکتہ پر رکا ہوا ہے یا اگر اضافہ ہے بھی تو برائے نام۔

ان جائزوں سے دریافت ہوا ہے کہ مہاراشٹرا اور تمل ناڈو کی جسم فروشوں اور ملک کی تین شمالی مشرقی ریاستوں منی پور، میزورم اور ناگالینڈ میں انٹروینس ڈرگ لینے والے انفیکشن سب سے بڑا مخطور گروپ بناتے ہیں، یہ بھی اطلاعات ہیں کہ انٹروینس ڈرگ لینے کا عمل کلکتہ اور مدراس میں بھی ہو رہا ہے، بمبئی میں ہم جنسی اختلاط والوں کی بھی خاصی بڑی تعداد دریافت ہو

Marfat.com

ہے، لیکن ابھی ان گروپوں میں HIV غلبہ کا مطالعہ نہیں کیا گیا ہے۔

ہندوستان میں HIV انفیکشن - عصری اعداد و شمار

حکومت ہند کی فراہم کردہ رپورٹوں کے مطابق ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۲ء کو یہ پوزیشن تھی کہ جملہ ۱۵۲۸۵۶۷ افراد کی اسکریننگ کی گئی تھی، ان کے ۱۰۸۵۶ سیرو پوزیٹو پائے گئے تھے، جن کی شرح ۷ء۱/فی ہزار ہے، ایڈز کے ۲۴۲ کیس سامنے آئے ہیں جن میں ۲۲۸ ہندوستانی اور ۱۴ غیر ملکی تھے۔ ۲۲۸ ہندوستانیوں میں ۱۷۷ مرد اور ۵۱ عورتیں تھیں، غیر ملکیوں میں دس مرد اور چار عورتیں تھیں۔

۳۱/اکتوبر ۱۹۹۲ء کو ریاست وار ایڈز کے رپورٹ شدہ کیسوں کا نقشہ

سیرو پوزیٹو افراد کی تقسیم

مہاراشٹرا	۹۳			
تمل ناڈو	۷۳	جنس مخالف سے بکثرت تعلقات والے افراد	۴۴۸۳	۴۱ء۳ فیصد
دہلی	۹۲	ہم جنس کرنے والے افراد	۲۹	۰ء۳ فیصد
کیرالہ	۱۶	خون کے معطی	۱۶۸۲	۱۵ء۵ فیصد
پنجاب	۸	ڈائلس کے مریض	۴۴	۰ء۵ فیصد
پانڈی چیری	۶	خون اور اس کے پروڈکٹس کے گیرندگان	۲۰۹	۱ء۹ فیصد
منی پور	۴	ایڈز کے مریضوں کے رشتہ دار	۸۳	۰ء۷ فیصد
مغربی بنگال	۳	مشتبہ ایڈز ر/ARC کیس	۳۸۳	۳ء۵ فیصد
گوا	۲	انٹروینس ڈرگ لینے والے	۱۶۴۷	۱۵ء۲ فیصد
گجرات	۲	دوسرے متفرق	۲۲۴۷	۲۰ء۷ فیصد
جموں کشمیر، ہماچل پردیش، راجستھان، یوپی، آندھرا پردیش	ایک ایک فی ریاست	جملہ	۱۰۸۵۶	۱۰۰ فیصد

Marfat.com

انفیکشن کی اختیار کردہ راہیں

آسٹریلیا، شمالی امریکہ اور مغربی یورپ، عالمی تنظیم صحت کے مرتب کردہ اختصاریہ کے مطابق آبادی کا بیشتر گروپ بدستور ہم جنسی اور دوجنسی اختلاط کرنے والوں اور انٹروینس ڈرگ لینے والوں پر مشتمل ہے، اگرچہ جنس مخالف سے تعلقات رکھنے والے متاثر افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے، ہم جنسوں اور انٹروینس ڈرگ لینے والے ایڈز کے کیسوں کے تقابلی تناسب میں نمایاں فرق جاری ہے، کیونکہ ۸۰ کے دہائی کے وسط سے ہم جنسوں کی تعداد میں کافی تخفیف ہورہی ہے، ۸۰ کے دہائی کے دوران ماں سے بچے میں انفیکشن کا ٹرانسمشن اہم تصور نہیں کیا جاتا تھا، لیکن HIV انفیکشن سے متاثرہ عورتوں کی تعداد میں اضافہ کے باعث اس راہ سے بھی اس کے پھیلاؤ میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

وسطی اور مشرقی افریقہ

جنس مخالف سے آزادانہ جنسی تعلق HIV انفیکشن کی توسیع کا غالب طریقہ بدستور بنا ہوا ہے جس کی وجہ سے مردوں اور عورتوں میں سرایت کا تناسب کم وبیش حاوی ہے، دیگر جنسی بیماریوں کے ساتھ عورتوں میں HIV کے انفیکشن میں بھی معمولی اضافہ ہوا ہے جس کی کئی سماجی اور حیاتیاتی وجوہات ہیں، ان ممالک میں مردوں اور عورتوں کا تناسب ۲:۱:۱ ہے، متاثرہ حاملہ عورت سے اس کے اندرون رحم بچے میں یا شیر خوار بچے میں HIV ٹرانسمشن بڑے پیمانے پر بڑھتا ہوا مسئلہ بن گیا ہے، جنسی بیماریوں کی اونچی شرح بھی ایک اہم معاملہ ہے جس نے اس خطہ میں مرد سے عورت اور عورت سے مرد میں HIV ٹرانسمشن کو آسان بنادیا ہے، خارجی ذریعہ ٹرانسمشن HIV متاثر خون ہے جو نسبتاً کم ہے اور تمام انفیکشنون کا دس فیصد ہے، تاہم یہ مسئلہ اب کم ہوتا جارہا ہے، کیونکہ عطیہ شدہ خون HIV کی دریافت کے لئے ضابطہ کے مطابق برابر اسکرین کیا جارہا ہے، اندازہ ہے کہ ۱۹۹۲ء تک وسطی اور افریقی ممالک میں HIV انفیکشن سے متاثر ساڑھے سات لاکھ بچے پیدا ہوچکے ہیں۔

Marfat.com

جنوب اور جنوبی ایشیا

اس خطہ میں اگرچہ انفیکشن کا پھیلاؤ ۸۰ کی دہائی کے وسط یا آخر کے قریب ہوا تاہم اس کی توسیع کی رفتار کافی تیز ہے، جنوب مشرقی ایشیا بالخصوص سنگاپور، فلپائن، ویت نام اور تھائی لینڈ و برما وغیرہ میں ٹرانسمشن کا سب سے بڑا ذریعہ مردوں اور عورتوں کا آزادانہ باہم جنسی تعلق اور کسی حد تک انٹروینس ڈرگ بھی ہے، حالانکہ اس خطہ میں اس سے قبل انٹروینس ڈرگ لینے والوں کی تعداد زیادہ تھی، لیکن اب کثیر التعداد جنسی شریکوں کے ذریعہ HIV ٹرانسمشن بڑھتا جارہا ہے، بالخصوص ۱۹۸۹ء سے اس میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، تاہم یہ وبا ابھی اس خطہ میں ابتدائی دور میں ہی ہے، لیکن اس کے تیزی سے پھیلنے کے آثار نمایاں ہیں اور اندیشہ ہے کہ یہ رفتار بالکل ویسی ہی ہوجائے گی جیسی ۸۰ کے دہائی میں وسطی اور مشرقی افریقی ممالک میں تھی، لیکن اس خطہ میں چونکہ بالغ آبادی کے لحاظ سے جنوبی اور جنوب مشرق ایشیا میں انفیکشن سے متاثر افراد کی تعداد افریقی ممالک کی بہ نسبت کہیں زیادہ ہوگی۔

لاطینی امریکہ اور کیریبین خطہ

محدود اور نامکمل اعداد وشمار کے باعث اس خطہ میں HIV انفیکشن کا مکمل اور درست تخمینہ لگانا مشکل ہے، تاہم اندازہ ہے کہ وسطی امریکی عورتوں میں گزشتہ چار سال کے اندر کلینکل ایڈز کیسوں کی تعداد کی شرح میں چالیس گنا اضافہ ہوا ہے، حالیہ جائزہ کے مطابق لاطینی امریکہ میں دس ہزار بچے انفیکشن کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں مردوں اور عورتوں کے جنسی آزادانہ اختلاط کے ساتھ منشیات لینے والوں کی تعداد بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے، مجموعی طور پر ۱۹۹۲ء میں HIV انفیکشن سے متاثر افراد کی تعداد کا تخمینہ دس لاکھ سے اوپر لگایا گیا ہے، جبکہ ایڈز کے کیس ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہیں۔

Marfat.com

مشرقی ایشیا، بحرالکاہلی خطہ، مشرقی یورپ، سابق سویت روس، شمالی امریکہ اور مشرق وسطی

ان ممالک میں انفیکشن نسبتاً حال میں پھیلا ہے جس کی وجہ سے ان علاقوں میں اس انفیکشن کے غالب طریقوں کی جداگانہ شناخت بہت دشوار ہے، اس لئے اس کے پھیلنے اور ایڈز کے کیسوں کے بہت محدود اور نامکمل اعداد وشمار دستیاب ہوسکے ہیں۔

ایڈز کے بڑھنے کی سمتیں۔تخمینہ جات اور خاکے

HIV/ایڈز کے مستقبل کے لئے اس کی عصری وسعتیں، صورت حال اور خاکے حفظان صحت کی منصوبہ بندی اور مرض کے تدارک کی حکمت عملی وضع کرنے کے لئے بہت اہم ہیں۔اس نوعیت کے اندازے دستیاب اعداد وشمار (وہ کتنے ہی نامکمل کیوں نہ ہوں) کے استعمال اور ان کو آبادی کے مخصوص طبقات پر منطبق کرکے تیار کئے جاتے ہیں، نیز معلومات کے خلا کو پر کرنے کے لئے ریاضیاتی ماڈلوں کو استعمال میں لایا جاتا ہے، مستقبل میں وبا کے اختیار کرنے والی سمت کا بیشتر انحصار HIV کی ڈائینامکس (علم حرکت الاجسام) کے متعلق معروضات پر ہوتا ہے، اگر حالیہ معلومات میں تاخیر کے لئے ماضی کی معلوماتی تاخیر کے تخمینہ جات کی بنیاد پر کچھ ترتیبی اور عددی درستی کر بھی لی جائے تب بھی یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ اس نوعیت کی درستی حالیہ یا مستقبل کی معلوماتی تاخیر کے لئے مناسب حد تک صحیح ہوگی؟ ان حرکات اجسامی کی نمونہ سازی ان کی کثیر التعداد حیاتیاتی اور طبی تفاوتوں کے باعث (جن کی HIV پھیلاؤ کے بیان کے لئے ضرورت ہوتی ہے) بہت زیادہ مشکل ہے، اس مقصد کے لئے بہت سے نمونوں کی تعداد موجود ہے، لیکن افادیت کے نقطہ نظر سے ان میں سے کوئی بھی سادہ نہیں، بلکہ بیماری کے حقائق کا عکس پیش کرنے کے نظریہ سے پیچیدہ ہے، HIV انفیکشن کا تخمینہ اس کے پھیلاؤ کے متعلق دستیاب اعداد وشمار کو مجموعی آبادی پر منطبق کرکے لگایا جاسکتا ہے، عام طور پر استعمال کئے جانے والے ایک اور نمونہ

Marfat.com

میں ایڈز کے کیسوں کی رپورٹ اور HIV انفیکشن کے ایڈز کی شکل اختیار کرنے کی سالانہ شرح تعداد کو معکوس شمار کر کے HIV انفیکشن کی سالانہ تعداد کا تخمینہ لگایا جا سکتا ہے اور بھی کئی طریقے ہیں، لیکن ان سب میں خامیاں ہیں۔

۱۹۸۸ء میں عالمی تنظیم صحت نے ایک ''ڈیلفی سروے'' ۲۰۰۰ء تک HIV کے پھیلاؤ کا خاکہ تیار کرنے کے لئے کیا تھا، ۱۹۹۲ء کے وسط میں امریکہ کے ہارورڈ اسکول آف پبلک ہیلتھ کی جانب سے عالمگیر پیمانہ پر HIV کے امکانی انفیکشنوں میں تعداد کا تخمینہ اور خاکہ تیار کیا گیا تھا۔

ہندوستان کے لئے تخمینہ اور خاکے

سیرو وارو یلینیس سرگرمیوں سے دریافت شدہ اعداد ہندوستان کے لئے بھی مستقبل کے امکانات اور تخمینوں کے لئے استعمال کئے گئے ہیں، ایک ماڈل پر عمل کرتے ہوئے یہ مندرجہ ذیل تناظر پیش کرتا ہے:

ہندوستان میں HIV انفیکشنوں کی تعداد کا تخمینہ کے مطابق سروے اعداد و شمار ۱۹۹۱ء

گروپ	اندازاً تعداد لاکھ میں	غلبہ کی شرح	انفیکشن سے متاثر افراد اندازاً تعداد
۱-طوائفیں	دس لاکھ	۱۵فیصد	ڈیڑھ لاکھ
۲-طوائفوں سے تعلقات رکھنے والے	۳۰لاکھ	۵ء۷فیصد	۲لاکھ ۲۵ہزار
۳-انٹروینس ڈرگ لینے والے	۵۰ہزار	۵۰فیصد	۲۵ہزار
۴-ہم جنسی اختلاط کرنے والے مرد	ڈیڑھ لاکھ	۲۰فیصد	۳۰ہزار
۵-جنسی طور پر عامل عورتیں ۱۵ تا ۴۵ سال کی عمر تک	۴ کروڑ تیس لاکھ	۷ء۰فیصد	۳۰ہزار

Marfat.com

۶-جنسی طور پر عامل مرد ۱۵ تا ۴۵ سال کی عمر تک	۵ کروڑ بیس لاکھ	۰ء۳۴ فیصد	ایک لاکھ ۷۷ ہزار
۷-جنسی طور پر عامل دیہی آبادی	۲۶ کروڑ تیس لاکھ	نامعلوم	نامعلوم
کل میزان	۳۶ کروڑ ۲۲ لاکھ	-	۶۳۷۰۰۰

انسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ ان میڈیکل اسٹیٹسٹکس کے دہلی چیپٹر نے ہندوستان میں HIV انفیکشن سے متاثر افراد کی حالیہ تعداد کے تخمینہ کے لئے ریاضی پر مشتمل ایک ماڈل وضع کیا ہے، اس کے شمار کے مطابق ہندوستان میں ۹۲-۹۱ میں متاثر افراد کی تعداد ۴ لاکھ ۴۰ ہزار کے درمیان تخمینہ کی گئی ہے۔

حقیقت پسندانہ خاکوں کے لئے HIV غلبہ اور مخصوص مخطور گروپوں میں اس کی توسیع پورے بھروسہ مند اعداد وشمار جمع کرنا ضروری ہے، جنسی کردار کے بارے میں بھی بہتر اطلاعات درکار ہوتی ہیں، انٹروینس ڈرگ لینے والوں کے حجم اور اس عمل میں سرنجیں اور سوئیاں باہم استعمال کرنے کے انداز، منشیات کے استعمال اور جنسی کردار کے درمیان تعامل پر بھی بہتر معلومات ضروری ہیں، اس کے علاوہ دوسرے انفیکشنوں، متاثر افراد کی کیفیت، وہ تمام عوامل جو حالت غیر علامتی کی حالت علامتی میں تبدیل کر دینے کے اہم معاون ہوتے ہین، نیز ان افراد کی شرح جو HIV انفیکشن کے دور سے بڑھ کر ایڈز کے دور میں داخل ہوتے ہیں ان سب تفصیلات کا حصول بھی بہت ضروری ہے۔

HIV انفیکشن کے بارے مین کوئی پیشن گوئی کرنا اس کا خاکہ تیار کرنا ایک بہت پیچیدہ عمل ہے، اس کا پورا انحصار اس کی نمونہ سازی کے لئے استعمال میں آنے والے اعداد وشمار کی درستی پر ہے، اس طور پر آبادی کے مخصوص گروپوں کی بھروسہ مند نمائندہ اطلاعات کی فراہمی اور تیاری کے لئے سیرو غلبہ کے مطالعات سنگ بنیاد کا کام کرتے ہیں، ہندوستان میں بنیادی اسکریننگ کے لئے ''ایلیا ٹیسٹ'' اور الحاقی اور توثیقی ٹیسٹ کے لئے ''ویسٹرن بلاٹ'' ٹسٹ استعمال میں آتا ہے، لیکن ان ٹسٹوں کے ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر کی اونچی قیمتوں نے ملک میں

Marfat.com

سیرو جانچ سرگرمیوں کو وسیع کرنے میں رکاوٹ ڈالی ہوئی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ان سرگرمیوں پر اخراجات میں تخفیف کے لئے اور انہیں عوام کے لئے قابل مقدور بنانے کا متبادل طریقہ کار دریافت کیا جائے۔

سیرو جانچ کے لئے ملک میں جگہ جگہ مراکز قائم کئے گئے اور انہیں ''ویسٹرن بلاٹ'' کی تکمیل ٹیسٹنگ اور کوالٹی کنٹرول کے لئے استصوابی مراکز (ریفرنس سینٹروں) سے منسلک کیا گیا، سیرو جانچ نے ٹرانسمشن کی راہوں کی بصیرت دی اور بڑے اور درمیانی و چھوٹے مخطور گروپوں کو شناخت کیا، اس کے بعد خون کے معطیوں اور عطا شدہ خون اور خون کے پروڈکٹس کی اسکریننگ کو اس انفیکشن کی موجودگی کی جانچ کے پروگرام کے ذریعہ وسیع پیمانہ پر قابل عمل بنایا، ملک میں اسکریننگ کی سہولیات کے قیام میں انسانی وسائل کی تربیت و ترقی کونسل کا ایک اہم عطیہ ہے، سیرو جانچ سرگرمیوں نے اس حقیقت کو بھی نمایاں کیا کہ معاشرہ کا کوئی بھی جز و محفوظ نہیں ہے، اور یہ کہ زیادہ اور زیادہ افراد اس انفیکشن سے متاثر ہو رہے ہیں، اور اس طرح یہ وائرس تیزی سے ہر طرف پھیل رہا ہے، کونسل کی مساعی سے دریافت شدہ اطلاعات کی بنیاد پر حکومت ہند نے HIV انفیکشن کی دریافت کے ایک سال کے اندر اندر ۱۹۸۷ء میں ''نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام'' وضع کر کے نافذ کیا، اس پروگرام کے تین خاص اجزاء تھے، یعنی سیرو جانچ، خون اور خون کے پروڈکٹس کی اسکریننگ اور صحت سے متعلق تعلیم اور معلومات کی فراہمی، ۱۹۹۰ء میں عالمی تنظیم صحت کے مشورہ سے ایک تین سالہ وسط مدتی منصوبہ ہندوستان کے چار بڑے شہروں دہلی، کلکتہ، بمبئی اور مدراس کے علاوہ چار ریاستوں مہاشٹرا، تمل ناڈو، منی پور اور مغربی بنگال میں نافذ ہوا، اس دوران اس انفیکشن کا تیز رفتار پھیلاؤ زیادہ واضح ہو گیا اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ملک میں HIV ایڈز کے کنٹرول کے لئے ایک توسیع شدہ جامع منصوبہ تیار کیا گیا، یہ منصوبہ سرگرمیوں کے زیادہ وسیع میدان عمل پر غور پر مبنی اور وسیع پیمانے پر انٹر ڈسپلن اشتراک کا حامل تھا، چنانچہ ایڈز کے تدارک اور کنٹرول کے اہم منصوبہ کے تحت جولائی ۱۹۹۲ء میں ایک مستقل تنظیم ''نیشنل ایڈز کنٹرول آرگنائزیشن'' کا قیام عمل میں آیا، یہ تنظیم چند اجزاء پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

۱- پروگرام کے انتظامیہ، نگرانی، غور وخوض اور اندازہ قدر کو مستحکم کرنا۔

۲- نگرانی اور تحقیق۔

۳- جنسی بیماریوں کے پھیلاؤ کا کنٹرول۔

۴- خون کا تحفظ۔

ملک میں تقریباً ۱۰۱۸ بلڈ بینک ہیں جو سالانہ اندازاً ۲۰ رلاکھ یونٹ خون کا بندوبست کرتے ہیں، اس کا سالانہ اوسط اسپتال کے فی بیڈ ۳ر ۳ آتا ہے جو عالمی تنظیم صحت کے معینہ پیمانہ ۷ یونٹ فی بیڈ سالانہ کے اوسط سے بہت کم ہے، ان 1018 بلڈ بینکوں سے ۶۰۸ بینک حکومت ہند رپبلک سیکٹر کے ماتحت ہیں، ۲۰۳ بلڈ بینکوں کی کثیر تعداد پرائیوٹ منافع ساز اداروں کے قبضہ میں ہیں جو تجارت کی بنیاد پر پیشہ ور خون فروشوں سے خون حاصل کرتے ہیں، اور ۵۶ بلڈ بینک ریڈکراس جیسے رضاکار تنظیموں کے تحت چل رہے ہیں، ہندوستان میں اوسط سے لے کر خصوصی ضروریات، مثلاً کارڈک (دل کی سرجری) اور نیروسرجری کا بڑے شہروں میں بندوبست ہوجانے کی وجہ سے ہیلتھ سروسز میں تیزی سے توسیع ہورہی ہے جس کے باعث خون اور خون کے پروڈکٹس اور کمپونینٹس کی مانگ اور بھی زیادہ بڑھ جائے گی، خون کے تحفظی اقدامات کو بہتر بنانے کے لئے واحد اور سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ غیر سرکاری اور دوسری ایجنسیوں کے ذریعہ رضاکارانہ طور پر خون کا عطیہ دینے کے عمل میں بڑے پیمانہ پر توسیع کی جائے اور خون کی پوری احتیاط کے ساتھ جانچ کی جائے۔

حکومت ہند نے HIV کی جانچ کے لئے خون ٹسٹ کرنے کے مراکز کا ایک نیٹ ورک تیار کیا ہے، یہ مراکز ہندوستان کے چاروں بڑے شہروں، ہر ریاست کے صدر مقام اور ہر اس شہر میں جس کی آبادی ۵ لاکھ سے زیادہ ہے قائم کئے گئے ہیں، اب خون کی جمع شدہ ہر یونٹ کو تحفظ کے نقطہ نظر سے جانچ کرانے کے ادارہ سے ان مراکز کی توسیع کی جارہی ہے، خون کے تحفظ کا یہ پروگرام بلڈ ٹرانسفیوزن کے قومی سسٹم کو فروغ اور استحکام دے گا، نیز خون اور خون سے تیار

Marfat.com

پروڈکٹس کے گیرندگان کو تحفظ کی ضمانت دے گا، ساتھ ہی بلڈ سینٹروں کو خون کی وافر سپلائی کی یقین دہانی کرے گا، اس عمل میں موجودہ سینٹروں کے نظام کو بہتر بنانا، عملہ کو وسیع پیمانہ پر تربیت دینا اور رضا کارانہ طور پر خون کا عطیہ دینے کے نظام میں توسیع کرنا شامل ہوگا، حکومت ہند نے ''ڈرگز اینڈ کاسمیٹکس ایکٹ'' میں اس امر کی ترمیم کی ہے کہ حاصل ہونے والا تمام خون اور خون کی پروڈکٹس HIV سے مبرا ہونی چاہئیں، باہر سے درآمد ہونے والے بلڈ پروڈکٹس کے ساتھ بھی اس امر کا سرٹیفکٹ ہونا چاہئے کہ یہ HIV انفیکشن سے مبرا ہیں، ان اشیاء کی اندرون ملک تیاری کے عمل میں بھی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں اس کے ساتھ ہی ساتھ خون کے جائز قابل فہم اور زیادہ سے زیادہ استعمال کے لئے کمپونینٹس کو علاحدہ کرنے والی سہولیات بھی قائم کی جائیں گی۔

۵-ایڈز/ HIV کے اثرات میں تخفیف

HIV اور ایڈز کے متاثر افراد کو ان تکالیف اور پریشانیوں میں مشورہ دینے کے عمل کو موجودہ حفظان صحت اور مشاورتی نظام میں ضم کر دیا جائے گا، ایڈز پر صلاح کاری کی تربیت کو ترجیح دی جائے گی اور اس کے علاوہ مستقبل کے ایڈز کے مریضوں کے لئے گھریلو تیمارداری اسکیم کے امکانات کا بھی جائزہ لیا جائے گا، ایڈز کے مریضوں کی دیکھ بھال کے طریقوں پر ایک رہنمائیہ تیار کیا جا رہا ہے اور ان مریضوں کی تیمارداری وغیرہ کے فرائض کی انجام دہی کرنے والے ہیلتھ ورکروں کی تربیت کا کام جاری ہے۔

یہ منصوبہ ایک ہمہ جہتی عمل پر مشتمل ہے، اور HIV انفیکشن کے ٹرانسمشن کو جلد از جلد محدود کر دینے کی انتہائی نازک اور اہم اقدام پر مرکوز ہے، یہ مستقبل میں HIV / ایڈز کنٹرول کی زیادہ وسیع سرگرمیوں کے لئے بنیاد بھی فراہم کرتا ہے، اس منصوبہ کی سرگرمیوں کو زیادہ سے زیادہ حد تک صحت کے موجودہ ذیلی ڈھانچہ کے ساتھ ملحق کر دیا جائے گا اور پرائیویٹ سیکٹر اور غیر

Marfat.com

سرکاری تنظیموں کے ساتھ ان میدانوں میں جن میں انہیں مہارت اور غلبہ حاصل ہے وسیع پیمانہ پر اشتراک کیا جائے گا۔

نیشنل ایڈز ریسرچ ادارہ کا قیام

ہندوسان میں ایڈز اب کوئی وہم یا تصور نہیں، بلکہ ایک حقیقت بن چکا ہے اور محض تمناؤں کے ذریعہ اسے دور نہیں کیا جاسکتا، یہ انفیکشن دنیا کے کئی ممالک اور بالخصوص وسطی اور مشرقی افریقی ممالک میں جو تباہی اور قہر نازل کر چکا ہے، اس کے اظہار کے لئے وافر اعداد وشمار موجود ہیں، ہندوستان کے لئے اس کے موجودہ تخمینے اور مستقبل کے خاکے خاصے اندیشہ ناک اور تشویشناک ہیں۔

ہندوستان میں ایڈز کے مسائل سے نمٹنے کے لئے خود پر بھروسہ کرنے کے لئے مقامی ٹیکنالوجی اور مہارت کو ترقی دینے اور فروغ دینے کی سخت ضرورت ہے، بیمار کی نیچرل ہسٹری (طبعی تاریخ) کے متعلق جانکاری اور اس کی کلینکل پیتھولوجیکل شبیہ کو ابھارا جائے، مغربی دنیا کے جانے پہچانے پیمانوں کے ساتھ مماثلت کے درجہ سے واقفیت کے حصول کے لئے وائرس کے علاحدہ کئے جانے اور اس کی کرداری درجہ بندی کے عمل کو ترجیحی بنیاد پر اختیار کرنا چاہئے اور اگر ہندوستانی پیمانہ مختلف ثابت ہوا تو مغربی پیمانے کے لئے تیار کردہ ٹیکے اور تشخیص آلات کی ہندوستان میں استعمال کی موزونیت پر از سر نو غور کرنے کی ضرورت ہوگی۔

HIV انفیکشن کی اہمیت کے احساس کے پیش نظر ''نیشنل ایڈز کنٹرول تنظیم'' (NACO) قائم کی گئی ہے، یہ نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کے اطلاق کا مرکز ہے، اس کے علاوہ HIV پر ہندوستان کی تحقیقی مساعی کی راہنمائی کے لئے انڈین کونسل آف میڈیکل ریسرچ نے نیشنل ایڈز ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (NARI) پونہ میں قائم کیا ہے۔

Marfat.com

وبا کی تفہیم، تحقیقی مطالعات، انٹروینس ڈرگ لینے والوں میں HIV انفیکشن

مہاراشٹرا، تمل ناڈو، نیز کئی ریاستوں میں HIV انفیکشن کے زبردست پھیلاؤ سے ہندوستان میں ایڈز کا منظر بہت تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے، ان خطوں میں طوائفوں اور پیشہ ور خون دینے والوں کو سب سے بڑا مخطور گروپ شناخت کیا گیا ہے، تاہم کچھ شمالی مشرقی ریاستوں منی پور، میزورم اور ناگالینڈ میں گذشتہ دو سال کے دوران انٹروینس منشیات کے انجکشن لینے والوں کی کافی کثیر تعداد میں موجودگی کے باعث HIV انفیکشن کی وبا کے پھٹ پڑنے کی بہت تشویشناک صورتحال پیدا ہوگئی ہے، برما کے ساتھ ان ریاستوں کی بین الاقوامی سرحدیں مشترک ہونے کے باعث قومی شاہراہ ۳۹ کے ساتھ ساتھ واقع قصبات میں ''گولڈن ٹرائی اینگل'' سے آزادانہ ہیروئین دستیاب ہو رہی ہے، ۱۹۸۹ء میں منی پور میں انٹروینس لینے والا پہلا HIV سیرو مثبت کیس دریافت ہونے کے بعد ان ریاستوں میں ICMR کی یونٹ کے تحت منصوبہ بند مطالعات کا سلسلہ جاری ہے، کلیدی مخبری تکنیک اور مددگاروں کے ذریعہ قبائلی بنیاد پر جائزہ نے ظاہر کیا ہے کہ ان تین ریاستوں کے شہری علاقوں میں انٹروینس ڈرگ لینے والوں کی تعداد کل آبادی کا ایک یا دو فیصد ہے، اور اس شرح میں کمی وبیشی ہوتی رہتی ہے، ان منشیات میں ہیروئین اور انجکشن شامل ہیں، ۲۵ ہزار انٹروینس ڈرگ لینے والوں میں دس ہزار سے زیادہ HIV سیروپوزیٹو افراد ہیں جو بہت تیزی کے ساتھ اس انفیکشن کو پھیلا رہے ہیں، مطالعات نے نمایاں کیا ہے کہ انٹروینس ڈرگ لینے والوں اور ان کے جنسی پارٹنروں، طوائفوں مقامی اور دوسری ریاستوں سے آنے والے ٹرک ڈرائیوروں میں نشانہ بند نگرانی کی فوری اور سخت ضرورت ہے، منی پور، میزورم اور ناگالینڈ ہندوستان کی کل آبادی کا محض تین فیصد آبادی کے نمائندہ ہیں، لیکن ملک کے ۱۵ فیصد HIV سیروپوزیٹو افراد پیش کرتی ہیں۔

Marfat.com

HIV انفیکشن اور تپ دق

HIV کی وبا نے ایک اور ثانوی وبا تپ دق دنیا پر نازل کر دی ہے، اندازہ ہے کہ دنیا میں تقریباً تیس لاکھ افراد بیک وقت HIV اور تپ دق کا مشترکہ شکار ہیں، ان میں سے ۲۴ لاکھ افراد وسطی اور مشرقی افریقہ میں آباد ہیں، جہاں ایڈز کی سب سے زیادہ تباہکاری ہو رہی ہے، گذشتہ چار پانچ برس کے دوران تپ دق کے مرض میں سو فیصد سے بھی زیادہ اضافہ ہوا ہے، تپ دق کے مریضوں کے درمیان HIV سیرو پوزیٹو کی شرح یہاں مختلف علاقوں میں مختلف ہے، یعنی ۱۷ تا ۵۵ فیصد تھائی لینڈ میں بھی ایڈز کے ہمراہ تپ دق عالمی ہوتا جا رہا ہے، مدراس کے ٹی بی ریسرچ سینٹر میں ۲۲۰ HIV پوزیٹو مریضوں کی دیکھ بھال تپ دق کا مرض لگ جانے کے سلسلے میں کی جا رہی ہے، ان میں سے 115 کے سینہ کا ریڈیو گراف بہت ہی خلاف معمول تھا، ۳۴ مریضوں کے تھوک میں مائکرو بیکٹیریم ٹی بی کے جراثیم پل رہے تھے، مزید ۱۳۴ افراد میں غیر تپ دق مائکرو بیکٹیریا پائے گئے، ۱۱۳ مریضوں میں جو وہاں کے مریض کی کل تعداد کا ۵۱ فیصد تھے ۱۲ ایم ایم، یا اس سے بھی زیادہ کا بٹور برکلم ردعمل پایا گیا، ۲۴ متاثر افراد میں سے ۳۴ مثبت بیکٹیر لوجی اور ۸ کو ایکس رے پر سخت نوعیت کا خلاف معمولی پایا گیا تھا، ان ۴۲ مریضوں کو فی الحال ۹ ماہ کے مختصر مدتی اینٹی ٹیوبر کلر تھیراپی کورس پر رکھا گیا ہے، پونہ کے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آپ وائرلوجی میں بھی دریافت ہوا ہے کہ ۲۹۶ HIV پوزیٹو افراد میں سے گیارہ کو نمایاں نوعیت کا تپ دق ہو چکا ہے۔

تپ دق کے مریضوں میں HIV کی جانب جھکاؤ کے مطالعہ کے تپ دق کے ان تمام کیسوں کی جو TRC مدراس ضلع ٹی بی سینٹر اور ٹی بی سینی ٹوریم ویلور میں داخل ہیں، اسکریننگ شروع کر دی گئی ہے، ۱۹۹۱ء میں ۱۷۰۳ جانچ کردہ افراد میں سے ۱۲ ویسٹرن بلاٹ ٹسٹ پر مثبت ثابت ہوئے، NIV پونہ میں ۳۵۹ تپ دق انفیکشن کے مریضوں کی اسکریننگ پر ۴ کو ویسٹرن بلاٹ ٹسٹ پر مثبت پایا گیا۔

Marfat.com

HIV انفیکشن سے متاثر افراد میں تپ دق ہو جانے کے خطرہ کا اندازہ کرنے کے لئے کئی ممالک میں PPD ردعمل استعمال میں لایا گیا ہے، HIV افراد میں ۱۵ ایم ایم، یا اس سے زیادہ کی برداشت کی PPD پیدا کرنے والی پانچ ٹیوبرکلن یونٹوں کا ٹیوبرکلوسس چرمی ٹسٹ تجویز کیا گیا ہے تاکہ ایم ٹیوبرکلوسس انفیکشن دریافت کیا جا سکے، ہندوستانی حالات میں اس جانچ کی درستی کا تخمینہ کیا جانا ضروری ہے، اس کے لئے HIV مثبت افراد کی طبی دیکھ بھال میں اور ٹیوبرکلن ری ایکٹیو افراد میں کیموپروراِئیلیکس (آئیونزڈ کو تنہا یا دوسری ادویہ کے ہمراہ استعمال کر کے) کے اثرات کے مطالعہ کے لئے رہنماء خطوط تیار کئے جا رہے ہیں۔

جزائر انڈمان ونکوبار میں HIV

پورٹ بلیز جیل انڈمان اور نکوبار جزائر کے قیدیوں میں جو ICMR کی جانب سے کی گئی حالیہ تحقیق پر تھائی لینڈ کے قیدیوں میں ۲۳ فیصد برما کے سو فی صد اور ایک پاکستانی قیدی کو HIV انفیکشن سے تیار پایا گیا، یہ غیر ملکی افراد اس علاقہ میں اسمگلنگ اور ناجائز طور پر مچھلیاں پکڑنے کے لئے داخل ہوئے تھے، ان میں سے کافی قیدیوں نے مقامی لڑکیوں کے ساتھ جن میں بندرہ گاہ پر کام کرنے والی اور مختلف جزائر میں آباد قبائلی لڑکیاں شامل ہیں اپنے جنسی تعلقات کا اعتراف کیا ہے، اس لئے اب وہاں مختلف جزائر کے متعدد ذیلی گروپوں میں HIV انفیکشن کی سیروپوزیٹیوٹی کے خطرہ کی جانچ کی جا رہی ہے، ابھی اس علاقہ میں انفیکشن کی تعداد کافی کم ہے، اس لئے اس کو بڑھنے سے روکنے کے لئے جلد از جلد مداخلتی طریقوں کا اطلاق بہت ضروری ہے۔

HIV-۲ کی دریافت

ابھی حال تک کی گئی وبائی امراض کی سائنسی تحقیقات سے علم ہوتا تھا کہ HIV (۱) اور HIV (۲) نے کچھ نمایاں مستثنیات کے ساتھ مخصوص جغرافیائی علاقوں پر اپنا تسلط جما لیا ہے، اس

Marfat.com

کے باعث ان کی باہمی تجرباتی تفریق اور اقسام کی جداگانہ شناخت کو اہم مسئلہ تصور نہیں کیا گیا، تاہم HIV (۲) نے وسطی اور مشرقی افریقہ کے کئی ممالک میں جہاں پہلے HIV (۱) کا مکمل عمل دخل تھا بہت تیزی سے اپنی معقول جگہ بنالی ہے، علاوہ ازیں سیرو جائزات کے لئے حالیہ HIV مشترکہ اسکریننگ ٹیسٹوں اور ان کے ضوابط کار کے ذریعہ کئی ایسے ممالک علم میں آئے ہیں جہاں کافی تعداد میں HIV (۲) انفیکشن کی تشخیص کی گئی ہے جب کہ وہاں پہلے صرف HIV (۱) کی شناخت کی گئی تھی، یہ دونوں انفیکشن ایک مخطور گروپ میں گردش کررہے ہیں اور سرایت شدہ افراد کا ایک طبقہ مشترکہ طور پر ان دونوں سے ہی متاثر پایا گیا ہے، دوسرے مقامات پر HIV (۱) کی بہ نسبت HIV (۲) انفیکشن میں تخفیف واقع ہورہی ہے، اور دونوں کے مشترکہ طور پر کسی فرد میں ہونے کے واقعات شاذ ہی اطلاع میں آرہے ہیں، مزید جغرافیائی خطوں میں HIV (۱) و (۲) بیک وقت گردش اور دونوں کے خلاف سیرو تجربات اور جانچ میں دوہری قوت ردعمل کی کثرت کے اندازہ اور ترجمانی میں پریشانی پیدا کررہی ہے۔

HIV (۱) اور (۲) دونوں کے ٹرانسمشن کے طریقے یکساں ہیں اور یہ دونوں وائرس یکساں طور پر جسمانی دفاعی قوت کو معطل اور ایڈز کو پیدا کرتا ہے، کچھ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ HIV (۲) کے لئے ایڈز کے جراثیم کی نشوونما کا دور زیادہ طویل ہوسکتا ہے، نیز اس کا ٹرانسمشن بالخصوص ماں سے اس کے رحم میں پل رہے بچے میں کم سرعت کے ساتھ ہوتا ہے تاہم HIV انفیکشن سے متاثر ماں کے انفیکشن سے بچے کو خطرہ کے ماسوا تشخیص مرض اور تدارکی تدابیر کے مشوروں کے سلسلے میں اصلاحی اعتبار سے دونوں میں بہت حد تک یکسانیت ہے اور اگر کوئی معمولی تشخیص میں رفق ہے تو ان مقاصد کے لئے تقریبا بے معنی ہے۔

اس کے برعکس HIV (۲) کی وسعت کی نقشہ سازی کے اس کے انفیکشن کے غلبہ کے متعلق مخصوص اعداد وشمار بہت اہمیت کے حامل ہیں اور اسکریننگ جانچ متبادلات اور ان کی ضمنی حکمت عملی کو بھی موثر کریں گے، HIV (۲) کی Pathognisis (بیماری کے آغاز کی دریافت کی سائنس) اور HIV (۱) سے اس کے تقابل کا دارومدار ان دونوں سرایتوں کے علاحدہ علاحدہ

Marfat.com

نیز بیک وقت ہونے کے درست اور مفید امتیاز پر مبنی ہے، یعنی مستقبل میں کیموتھیراپی (علاج بذریعہ کیمیاگ) اور امیونوتھیراپی یا ٹیکوں کے ذریعہ متوقع مداخلت کی افادیت کے جائزہ اور درست تجزیہ کا بیشتر امثال میں انحصار اس بات کی قطعی صحیح شناخت پر ہوگا کہ افراد HIV (۱) سے متاثر ہیں یا HIV (۲) سے یا بیک وقت دونوں ہی ہے۔

پونہ، ویلور، بمبئی او ر دوسرے مراکز میں کئے گئے مطالعات سے علم ہوا ہے کہ ہندوستان میں بھی HIV (۱) انفیکشن موجود ہے NIV پونہ میں ۹۲-۹۱ کے دوران HIV (۲) کی جانچ کے لئے خون کے دوسونمونوں میں سے ۷۵ فیصد صرف HIV (۱) کے لئے ری ایکٹیو پائے گئے، ۱۴ نمونے، یعنی ۷ فیصد صرف HIV (۲) کے لئے فی ایکٹیو دریافت ہوئے جبکہ نمونوں نے دونوں ہی انفیکشنوں کا ردعمل ظاہر کیا، HIV (۲) انفیکشن زیادہ طور پر طوائفوں اور جنسی بیماریوں میں مبتلا افراد میں پایا گیا، تمام HIV (۲) مثبت نمونے HIV (۱) کے ویسٹرن بلاٹ ٹسٹ پر غیر ناطق پائے گئے، اس لئے رائے دی گئی ہے کہ ویسٹرن بلاٹ پر HIV (۱) کے تمام غیر ناطق دریافت شدہ خون کے نمونوں کو HIV (۲) اینٹی باڈیز کی موجودگی کی دریافت کے لئے ٹسٹ کیا جائے، اس لئے جیسے جیسے HIV (۲) کی وسعت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، یہ ضروری محسوس ہورہا ہے کہ سیرو جانچ کے لئے HIV (۱) و (۲) مشترکہ آلات کا استعمال کیا جائے۔

وائرس کی علاحدگی اور اس کی کرداری خصوصیات کی درجہ بندی

آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز نئی دہلی اور نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف وائرولوجی NIV پونہ کی تجربہ گاہوں میں HIV کے وائرس کو علاحدہ کرنے اور اس کی کرداری خصوصیات کی درجہ بندی کی مساعی جارہی ہیں جس کے لئے P3 سہولیات قائم کی جارہی ہیں، NIV پونہ میں ۵۵ سیرو پوزیٹو افراد کے خون سے وائرس کی علاحدگی کا اقدام کیا گیا، ان میں سے دوافراد معکوس انداز سے اینزائم جانچ پر تخمیری مادہ ہوتا ہے جو بظاہر اپنے اندر کوئی تبدیلی لائے

Marfat.com

بغیر دوسرے مادوں میں حل کئے جانے پر ان میں کیمیکل تبدیلی لاتا اور تخمیر پیدا کرتا ہے، ابھی اس سلسلہ میں مزید تجربات جاری ہیں۔

سیرو پوزیٹو (مثبتی) افراد کی نگہداشت

آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز نئی دہلی، کرسچین میڈیکل کالج ویلور، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف وائرولوجی پونہ اور IIH بمبئی میں سیرو مثبتی اوز امیونولوجیکل جانچ کے لئے زیر مطالعہ رکھا گیا ہے، NIV پونہ میں سی ڈی 8 کا کم سے کم تناسب اور سی ڈی ۴ خلیات کی شرح فی صد صحت مند اعداد کے مقابلہ ایک آئی وی سیرو پوزیٹو افرد میں نمایاں حد تک کم پائی گئی، CMC ویلور میں غیر علامتی HIV انفیکشن کے متاثر افراد، ایڈز کے مریضوں، سیرو پوزیٹو افراد کے ان جنسی افعال کے شریکوں کو جو HIV منفی رہے ہیں اور نارمل کنٹرولز کو زیر مطالعہ رکھا گیا ہے اور ان کے CD4 اور CD8 کی شرح اور شمار کو جانچا گیا ہے، ان تین افراد کے مطالعہ میں CD4 کا شمار HIV انفیکشن کی علامات کے اظہار اور ان کے کلینکل بیماری کے درجہ تک ارتقاء اور مابعد نتائج سے قطعی طور پر مطابق دریافت ہوا، ایڈز کے نمایاں طبی کیسوں کی تشخیص کے لئے عالمی تنظیم صحت کے معین کردہ اندازہ جانچ کے اصولوں کو آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز نئی دہلی میں ہندوستانی ایڈز مریضوں پر آزمایا گیا، جس سے معلوم ہوا کہ غیر معمولی تاخیری چرمی تحسیس، CD4 خلیاتی شمار، اور CD4/CD8 کا تعدادی تناسب جسمانی مدافعی نظام کے تعطل کے اچھے مظاہر ہیں مکمل Lymphopenia(Lymph) ایک الکلی سیال مادہ ہوتا ہے بظاہر پانی جیسا اور جسم کے خلیات اور اعضاء میں پایا جاتا ہے، نسوں میں سست رفتاری سے بہتا ہے نسبتاً بہت کم پایا گیا ہے، ابھی مطالعات جاری ہیں۔

سینیٹل (کڑی) چوکسی

وقت کی مدت اور حالات کے ساتھ HIV انفیکشن کے جھکاؤ کی نگرانی کے لئے کونس

Marfat.com

نے کڑی نگرانی کے مقصد کے تحت ایڈز اور HIV کی سختی سے جانچ پر عمل کا پروگرام تیار کیا ہے، اس ''کڑی چوکسی'' میں کسی آبادی کے داخلی منتخبہ گروپ ''پہرہ داری'' کا کام انجام دیتے ہیں، اور خیال ہے کہ اس سے حاصل کردہ اعداد و شمار HIV ایڈز کے تدارک اور اس کے کنٹرول کی سرگرمیوں، جانچ اور نشانہ سازی کے لئے بالکل درست اطلاعات فراہم کریں گے، جانچ کے عمل کا اس چوکسی کے اندر کسی سے ربط نہیں رکھا گیا ہے، اور پوری گمنامی اور رازداری کے ساتھ کیا جارہا ہے۔

تمام HIV جانچ کرنے والی لیبارٹریز میں تجربہ گاہوں کی اعلی صفات اور کوالٹی عمدگی کے مفید طریقوں اور اصولوں کو قائم رکھنا اشد ضروری ہے، نیز ان ضوابط پر بھی سختی سے عمل ضروری ہے جو HIV ردعمل والے سیرم کی حتی الامکان حد تک درست لیبارٹری تشخیص پیش کرسکیں اور جو HIV ایڈز کے تدارک اور کنٹرول کے لئے اشد ضروری ہے، داخلی اور خارجی دونوں پہلوؤں کی اعلی خصوصیات پر حامل یقین دہانی اور مقامی تجربہ گاہوں کے معیار کی نگرانی کے لئے ان کی پابندی بھی لازم ہے۔

۹۰ کی دہائی کے لئے تخمینے اور نتائج

اس عالمگیر وبا کے عصری عالمی حالات پر دستیاب اعداد و شمار کی بنیاد پر عالمی تنظیم صحت نے تخمینہ لگایا ہے، ۹۰ کی دہائی کے دوران بالغوں میں ایک اور دو کروڑ کے درمیان HIV انفیکشن کے نئے کیس لازمی طور پر ہوں گے، یہ بھی اندازہ ہے کہ اس عرصہ میں پچاس لاکھ اور ایک کروڑ بچے HIV انفیکشن کے ساتھ پیدا ہوں گے یہ باتیں زیادہ تر ترقی پذیر ممالک میں رونما ہوں گی اور ان کی اکثریت مشرقی اور وسطی افریقہ میں ہوگی، اس دہائی میں ایڈز کے کیسوں میں بھی بہت تیزی سے اضافہ ہوگا، ۱۹۹۲ء میں ان کی تعداد ۱۷ لاکھ تھی اور ۲۰۰۰ء تک ان کی تعداد کم سے کم ایک کروڑ تک پہنچ جائے گی، یہ اضافہ ناگزیر ہے، کیونکہ اس وقت ایک کروڑ اور ایک کروڑ بیس

Marfat.com

لاکھ کے درمیان افراد HIV انفیکشن میں مبتلا ہیں جو بتدریج ایڈز میں تبدیل ہو جائیں گے اور اس طرح موجودہ صدی کے آخر تک ان کی تعداد میں ۳ تا ۴ گنا اضافہ ہو چکے گا، یعنی ان کی تعداد تین یا چار کروڑ کے درمیان پہنچ جائے گی، علاوہ ازیں دس سال سے کم عمر کے کم از کم ایک کروڑ بچے جو زیادہ تر ترقی پذیر ممالک میں ہیں ایسے ہوں گے جو اس صدی کے آخر تک ایڈز کے باعث اپنے والدین کی موت کے باعث یتیم ہو چکے ہوں گے۔

۹۰ کی دہائی کے دوران آسٹریلیا، مغربی یورپ اور شمالی امریکہ میں ہم جنسی کا ارتکاب کرنے والے اور انٹروینس ڈرگ لینے والے افراد بدستور آبادی کے سب سے زیادہ متاثر گروپ بنے رہیں گے، لیکن یہ امکان بھی ہے کہ نئے انفیکشن جنس مخالف سے جنسی تعلقات رکھنے والوں، نیز متعدی جنسی پارٹنروں کے ساتھ تعلقات رکھنے والوں میں زیادہ واقع ہوں گے۔

۹۰ کی دہائی کے آخر تک مشرقی اور وسطی افریقی ممالک میں HIV انفیکشن سے متاثر اطفال کی تعداد ۴۸ لاکھ تک پہنچ جائے گی، یہ اعداد والدین کے ذریعہ اولاد میں انفیکشن کے ٹرانسمشن کی شرح (۳۰ فیصد) پر مبنی ہیں، تاہم متاثرہ ماؤں کے ۷۰ فیصد بچے غیر متاثر شدہ ہوں گے، اور یہی وہ بچے ہوں گے جو یتیموں کا سب سے بڑا گروپ بنائیں گے، کیونکہ ان کی متاثرہ ماں یا متاثر باپ، یا دونوں ان بچوں کی ۵ یا ۱۰ سال کی عمر کے درمیان مر چکیں گے، ان ہی ممالک میں ۹۰ کی دہائی کے دوران ایڈز سے مرنے والے بچوں کی شرح میں پچاس فی صد کا اضافہ ہو جائے گا، بہت سے ممالک میں اطفال اموات کی شرح کم کرنے کی جتنی بھی کامیاب مساعی گزشتہ بیس برس کے دوران کی گئی تھیں اب سب پر پانی پھر جائے گا، ان ممالک کے بڑے شہری علاقوں میں ایڈز سے مرنے والے بچوں اور ۱۵ یا ۴۹ سال کی عمر کے درمیان کے بالغوں کی کثیر تعداد میں اموات کی وجہ سے ان علاقوں میں اضافہ آبادی کی شرح میں تیس فیصد تخفیف ہو جائے گی ان میں اموات بالغان کی شرح تین گنا سے بھی زیادہ ہوگی۔

تھائی لینڈ میں ایڈز کے پھیلاؤ سے نتیجہ نکالا گیا ہے کہ اگر موجودہ رفتار اور انداز میں

Marfat.com

تبدیلی واقع نہیں ہوئی تو ۹۰ کی دہائی کے آخر تک مجموعی طور پر ۲۰ اور ۴۰ لاکھ کے درمیان HIV کیس ہوں گے۔

ان اعداد وشمار کے برعکس ترقی یافتہ ممالک HIV اور ایڈز کے مسائل کے مقابلہ کے لئے زیادہ خواندگی، بہتر مالی وسائل اور جنسی بیماریوں کے کم غلبہ کے باعث زیادہ بہتر طریقہ سے تیار ہوں گے اس دوران کے اہم مسائل کا مرکز تحفظ صحت کی مد میں اخراجات اور بوجھ اور منافع جات میں توازن کا قیام ہوگا، لیکن ترقی پذیر ممالک میں اس بیماری کے باعث اقتصادی ڈھانچہ میں بنیادی تبدیلیاں واقع ہوں گی، وجہ یہ ہے کہ اس بیماری کا زبردست اثر روزی کمانے والے محنت کش طبقہ کے علاوہ صنعتی اور کاروباری افراد پر بھی پڑے گا، افرادی قوت کی یہ عمر روزگار اور کاروبار دونوں اعتبار سے بہترین پیداواری عمر ہوتی ہے، پیداواری عمر اور سب سے زیادہ انفیکشن کی شرح کی عمر کا گروپ بالکل یکساں ہے، علاقائی تجارت، مصنوعات کی تیاری اور زراعت سخت متاثر ہوگی، سرمایہ لگانے والے غیر ملکیوں کی ہمت شکنی ہوگی، سیر وسیاحت سے ہونے والی ملکی آمدنی بہت زیادہ گر جائے گی اور ایڈز بہت زیادہ متاثر ممالک کی معیشت کی تباہی کا باعث ہوگا اس کے علاوہ HIV ایڈز مریضوں کی دیکھ بھال، تیمارداری، اور علاج وتغذیہ کے اخراجات قومی اور ذاتی وسائل پر بوجھ بن جائیں گے اور آخر میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایڈز بعض ممالک کی معیشت کی بربادی کے ساتھ ان کے سیاسی استحکام کی جڑیں بھی کھوکھلی کردے گا۔

HIV اور دوسرے انفیکشنوں کے درمیان تعامل عوامی صحت کی بہت زیادہ پریشانی کا سبب ہے، ان انفیکشنوں میں تپ دق زیادہ اہم ہے، یہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ بغیر HIV انفیکشن والے فرد کی بہ نسبت HIV انفیکشن والے فرد میں HIV اور تپ دق تیزی سے جسم پر اثر انداز ہوتا ہے، عالمی تنظیم صحت کا تخمینہ ہے کہ ۱۹۹۲ء تک چالیس لاکھ یا اس سے زیادہ افراد کی کافی اونچی شرح ہے، یہ علاقے HIV انفیکشن کے غلبہ کے ساتھ ۹۰ کی دہائی میں تپ دق کی شکل میں ایک مہلک وبا کے غلبہ سے دوچار ہوں گے، بعض ممالک میں تپ دق کے جراثیم اس مرض کی مخصوص

Marfat.com

مجرب اور موثر ادویہ کے استعمال کے باوجود ختم نہ ہو سکنے کی وجہ سے ایک اور اہم مسئلہ پیدا ہو رہا ہے اور اندیشہ ہے کہ اور بھی کئی ممالک اسی نوعیت کے سنگین عوامی صحت کے مسئلہ سے دوچار ہوں گے۔

HIV کے مقابلہ کے لئے ادویہ

اس وقت HIV انفیکشن کا کوئی علاج دنیا کے کسی بھی گوشہ میں دریافت نہیں کیا جا سکا ہے، تاہم بعض ادویہ کی مدد سے متاثر فرد کی زندگی کی مدت میں کچھ اضافہ کرنا اس کے غیر علامتی دور کو طویل تر کر کے ایڈز کی علامات کے غلبہ کو کچھ مدت کے لئے ملتوی کرنا ممکن ہو گیا ہے، اس سلسلے میں جن ادویہ کے استعمال کی رائے دی گئی ہے ان میں AZTDDاور DDC شامل ہیں، یہ سب TOXIC یعنی زہریلی ادویہ ہیں اور کافی قیمتی بھی ہیں، کوشش کی جا رہی ہے کہ زیادہ محفوظ کم قیمت اور قابل مقدور ادویہ دریافت کی جائیں، اس کا متبادل نیوکلیس (زندہ خلیات کے داخلی لازمی اجزاء) کو نہ مارنے والا آر-ٹی-انہبیڈرز، بنیز وڈیزے پائنز (جو TIBO کمپاونڈز بھی کہلاتے ہیں) تیار کرنا ہے، یہ سب مخصوص اور زیادہ طاقتور ادویہ ہیں، لیکن بدقسمتی سے HIV انفیکشن کے جراثیم بہت تیزی کے ساتھ ان کے خلاف اپنا دفاع کر لیتے ہیں اور انہیں بے اثر بنا دیتے ہیں، دوسرے درجات پر وائرس کی جوابی کاروائی کے خلاف عمل کرنے والی ادویہ مثلاً Tat Inhibitures اور Protease Inhibitures ابھی تجرباتی دور میں ہیں، علاوہ ازیں ان ادویہ کے اثرات کو زیادہ بہتر اور زیادہ موثر بنانے اور ان کے بغلی اثرات کو کم کرنے کے لئے DDC+AZT جیسی ادویہ کا مجموعہ آزمانے کے بھی تجربات کئے جا رہے ہیں۔

ٹیکہ کے امکانات

HIV انفیکشن کے خلاف کسی ٹیکہ کی ایجاد کے امکانات پر طبی رائے مختلف ہے، کچھ اطباء کا خیال ہے کہ اس ٹیکہ کا تصور حقیقت بننے کے امکانات رکھتا ہے، جبکہ کچھ کا خیال ہے کہ اس

Marfat.com

کی تیاری میں جو تکنیکی رکاوٹیں حائل ہیں، وہ کبھی دور نہیں ہوسکیں گی، تقریباً ۱۴ یا ۱۵ امیدوار ٹیکے اس وقت تجربہ اور جانچ کے ابتدائی دور میں اور کچھ ٹیکے تجربہ گاہوں میں زیر تیاری ہیں، ان میں سے کچھ ٹیکے محفوظ نوعیت کے ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ قدرتی دفاعی نظام میں بحالی کی اہلیت رکھتے ہیں، ابھی ان کا مطالعہ جاری ہے کہ یہ ٹیکے HIV انفیکشن اور ایڈز کی بیماری دونوں کے لئے مؤثر ثابت ہوں گے، یا صرف کسی ایک کے لئے، جہاں HIV انفیکشن اور ایڈز کے سب سے زیادہ کیس ہیں، عالمی تنظیم صحت کی امداد سے HIV ایڈز کے لئے ٹیکہ کی تیاری کے قومی منصوبہ اور ان کے اندازہ قدر کی تیاریاں برازیل، روانڈا، تھائی لینڈ اور یوگانڈا میں کی جارہی ہیں تاکہ دنیا کے سائنس کے ماہرین HIV کے خلاف ٹیکوں کے تجربات کو اپنی باہمی تعاونی شرکت سے آسان بناسکیں اور بہتر نتائج اخذ کرسکیں۔

اینٹی باڈیز جانچ کی کم خرچ حکمت عملی

حال ہی میں عالمی ادارہ صحت نے HIV انفیکشن کی لیباریٹری جانچ کی کئی متبادل ترکیبیں تجویز کی ہیں جن میں بڑے پیمانہ پر جانچ کے لئے ''ویسٹرن بلاٹ'' ٹسٹ کا استعمال کیا جاتا ہے، ویسٹرن بلاٹ ٹست نسبتاً بہت مہنگا ہے اور تکنیکی اعتبار سے پیچیدہ اور مشکل بھی ہے، ٹکنالوجی کی ترقی نے کئی ایسے ٹسٹ ایجاد کئے ہیں جو تنہا، یا مشترکہ طور پر آتے ہیں اور بالکل درست اور بھروسہ مند نتائج دیتے ہیں، افادیت اور بھروسہ مندی اور درستی کے اعتبار سے ایلیسا اور ویسٹرن بلاٹ کے مساوی ہیں، لیکن قیمت اور اخراجات میں ان سے کہیں کم ہیں، زیادہ جدید ایلیسا ٹسٹوں کے برعکس ان ٹسٹوں میں ''جلد'' اور ''سادہ'' ٹسٹ بھی شامل کئے جاسکتے ہیں، اس سلسلے میں تین اقسام کی حکمت عملی تجویز کی گئی ہے اور یہ تینوں ایک دوسرے سے آزاد ہیں، سلسلہ وار منسلک نہیں ہیں، اس میں حکمت عملی کی نوعیت کے انتخاب کا انحصار جانچ کے مقصد اور HIV انفیکشن کے غلبہ پر ہے۔

Marfat.com

حکمت عملی (ا) سیرم کے نمونہ کو صرف ایک بار ٹسٹ کیا جاتا ہے، HIV اینٹی باڈیز کی دریافت کے لئے سیرم کا ایک ایلیا رتیز رسادہ ٹسٹ لیا جاتا ہے جو ERS کہلاتا ہے اس میں جو سیرم ری ایکٹیو (ردعمل والا) پایا جاتا ہے وہ HIV مثبت تصور کیا جاتا ہے اور ردعمل ظاہر نہ کرنے والا HIV اینٹی باڈیز منفی کہلاتا ہے۔

حکمت عملی (۲) اس حکمت عملی میں مثبت سیرم کو ایک بار پھر ٹسٹ کیا جاتا ہے کوئی بھی سیرم جو جانچ کئے جانے پر ردعمل پایا جائے اس کو دوبارہ ERS پر ایک مختلف اینٹی جن محلول اور مختلف جانچ اصول پر آزمایا جاتا ہے، جو سیرم ان دونوں ٹسٹوں پر ردعمل دکھادے وہ HIV اینٹی باڈیز مثبت اور جو پہلے ٹسٹ پر ردعمل ظاہر نہ کرے منفی کہلاتا ہے، کوئی بھی سیرم جو پہلے ٹسٹ پر رد عمل دکھائے اور دوسرے ٹسٹ پر ردعمل نہ دکھائے اس کو بھی اینٹی باڈیز منفی تصور کیا جاتا ہے۔

حکمت عملی (۳) کوئی سیرم جو ایک بار جانچ پر ردعمل دکھائے اس کو دوبارہ ٹسٹ کیا جاتا ہے، اسی حکمت عملی پر سیرم پر ERS کے تین متواتر ٹسٹ ہوتے ہیں اور جیسا کہ حکمت عملی (۲) میں ہے تینوں ٹسٹ مختلف اینٹی جو محلول پر، یا مختلف اصولوں پر مبنی ہوتے ہیں، جو سیرم پہلے ٹسٹ میں ردعمل ظاہر نہ کرے وہ HIV اینٹی باڈیز منفی سمجھا جاتا ہے، اسی طرح جو سیرم پہلے ٹسٹ میں رد عمل والا اور دوسرے ٹسٹ میں غیر ردعمل والا پایا جائے اسے مشتبہ قرار دے دیا جاتا ہے۔

حکمت عملی (۲) و (۳) میں استعمال کے لئے HIV اینٹی ٹسٹوں کے انتخاب میں پہلا ٹسٹ زیادہ تخصیص والا ہونا چاہئے، جبکہ دوسرے اور تیسرے ٹسٹ کو پہلے کی بہ نسبت زیادہ تخصیص کا ہونا چاہئے۔

جہاں HIV ٹسٹنگ کا مقصد غیر علامتی HIV متاثر افراد کی شناخت ہو، وہاں حکمت عملی (۳) تجویز کی جاتی ہے (ایسی صورت میں جبکہ وہاں حکمت عملی (۲) کا استعمال درست ہوگا) جہاں HIV سے متعلق بیماری کی تشخیص کے لئے HIV اینٹی باڈیز کیفیت کی تصدیق درکار ہو وہاں بھی حکمت عملی (۲) آزمائی جائے گی، جانچ اور نگرانی کے مقصد کے لئے حکمت عملی (۲) کے

Marfat.com

استعمال کی رائے ان حالات میں دی ہے جہاں HIV کا غلبہ دس فیصد سے کم ہو اور حکمت عملی (۱) وہاں استعمال میں لانی چاہئے جہاں HIV کا غلبہ دس فیصد سے زیادہ ہو، جب مقصد ٹرانسفیوزن کا تحفظ اعضاء کی پیوندکاری کا تحفظ ہو وہاں تمام نوعیتوں کے HIV غلبوں میں حکمت عملی (۱) ہی استعمال میں لائی جائے، اس نوعیت کے متبادل جانچ تک عمل سے کافی مالی بچت ہوسکتی ہے، خیال کیا جاتا ہے کہ ۱۰ فیصد سے کم HIV غلبہ پر حکمت عملی (۳) کی جانچ کی قیمت ویسٹرن بلاٹ پر مبنی جانچ کی قیمت کے تقریباً نصف کے برابر، یا اس سے کم ہوگی۔

نتائج

۱۹۸۶ء سے اب تک کئے گئے مطالعات مندرجہ ذیل نتائج پیش کرتے ہیں:

۱-ایڈز کے پروان چھڑنے کی مدت اور بالغوں میں ایڈز عروج کے کئی کیس ملکی ٹرانسمشن کے نتیجہ کے طور پر ریکارڈ کئے جانے کے نتیجہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سمجھا گیا ہے کہ ہندوستان سے HIV کا تعارف ۸۰ کی دہائی کے تقریباً آغاز میں ہوا تھا اور اس وائرس کا وبائی صورت میں غلبہ تقریباً ۸۵-۸۶ میں شروع ہوا۔

۲-یہ وائرس ۱۹۹۲ء تک ملک کی بیشتر ریاستوں اور یونین علاقوں تک پھیل گیا۔

۳-HIV ٹرانسمشن کے دو نمایاں طریقے ہیں:

(الف)-شمالی مشرقی ہندوستان اور ملک کے کئی بڑے شہروں میں شریانوں میں انجکشن کے ذریعہ منشیات لینے کے سلسلے میں ایک دوسرے کی سرنجوں اور سوئیوں کا آزادانہ استعمال۔

(ب)-ملک کے باقی حصوں میں بہت سے افراد کے ساتھ جنسی تعلقات۔

۴-آبادی کے بعض مخصوص گروپوں میں جن کی شناخت کی جاچکی ہے HIV بہت تشویشناک تیز رفتاری سے ایک فرد سے دوسرے میں پھیل رہا ہے، بمبئی میں تین چار سال کے

Marfat.com

اندر ۳۰ فیصد طوائفیں اس انفیکشن سے متاثر ہوئی ہیں اور شمالی مشرقی علاقہ کے امپھال میں انٹروینس ڈرگ لینے والوں میں ایک سال کے اندر اندر پچاس فیصد کا اضافہ ہوا ہے، ہندوستان کو دوسرے ممالک کے تجربات سے منصوبہ بندی کی حکمت سیکھنے اور نیشنل ایڈز پروگرام کو کامیابی سے عملی حقیقت بنانے اور ان ممالک کی غلطیوں اور ناکام پالیسیوں اور طریقہ کار سے پہلوتہی کرنے کا بھی فائدہ ہوا، ان فوائد کو رائیگاں جانے دینا نہیں چاہئے۔

یہ نظریہ کہ ''HIV ایڈز محض صحت سے متعلق ایک مسئلہ ہے جو ذرا اہم نوعیت کا ہے'' اس کے وسیع تر نتائج کی جانچ کے لئے ایک بہت ہی تنگ خاکہ ہے، اس کے اثرات کا جائزہ ان سماجی اور معاشی مسائل کے سیاق وسباق میں لینا چاہئے جو ملک کو برباد کر رہے ہیں، اور جو خود اس انفیکشن کے ہی پیدا کردہ ہیں۔ HIV ایڈز کے پھیلنے کے امکان کو انسانی ترقی اور سماجی اور معاشی تبدیلیوں کے ساتھ اس کے عوامل کو ذہن میں رکھتے ہوئے سمجھنا چاہئے، HIV ایڈز ہمارے معاشرہ کی عمارت کو مسمار کردینے کا خطرہ بن گئی ہے۔

کنٹرول پروگرام کے اطلاق کے لئے نیشنل ایڈز کنٹرول آرگنائیزیشن کا قیام اور ایڈز میں کثیر پہلو تحقیق کی قیادت کی فراہمی کے لئے ICMR کا قائم کردہ نیشنل ایڈز ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ایڈز اور HIV انفیکشن کے تدارک اور کنٹرول کے لئے اہم ذمہ داریوں کا مظہر ہے، اس انفیکشن کی شناخت دس سال کے اندر اندر ایڈز اور HIV پر سائنسی تحقیق میں بے اندازہ ترقی علم و فہم کی نئی جہتوں کو تلاش کیا ہے جس نے کم قیمت تشخیصی طریقہ علاج اور تدارکی ٹیکوں کی دریافت کے لئے امید کا سامان بہم پہنچایا ہے۔

لیکن ۱۹۹۲ء میں HIV انفیکشن کی راہ روکنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے، اور بجز اطلاعات کی بہم رسانی، ترسیل اور تعلیم کے اس کا کوئی علاج نہیں ہے، اس کے خلاف موثر ادویہ کی دریافت کے لئے عظیم پیمانہ پر تحقیقی پروگرام شروع کیا گیا ہے، کچھ ادویہ کے ہمت افزا نتائج سامنے آئے ہیں، لیکن یہ ادویہ اول تو بہت قیمتی ہیں، دوسرے یہ کہ کافی مضر بغلی اثرات کی بھی

Marfat.com

حائل ہیں، نیز ترقی پذیر ممالک کے لئے قابل مقدور نہیں اور عام استعمال میں مانع ہیں، اگر ایک موثر ٹیکہ آئندہ کچھ برسوں میں ایجاد ہو بھی جائے تب بھی تکنیکی اور مالی رکاوٹیں شاید اس کے استعمال کو محدود کر دیں گی اور اس متعدی مرض کے پھیلاؤ پر اس کا اثر محدود ہو کر رہ جائے گا۔ ۹۰ کی دہائی میں اس کے تیزی سے آگے بڑھنے کی رفتار کو روکنا مشکل ہے تاآنکہ ان افراد کو جن کے سروں پر اس کا خطرہ منڈلا رہا ہے اپنی زندگیوں کے طور طریق بدلنے کی توفیق عطا نہ ہو۔ عصری وسعتیں اور مستقبل کے تخمینے بلاشبہ بہت خوفناک ہیں، اس لئے سائنس کی مانند اقوام کو بھی اس چیلنج کے مقابلہ کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہئے، صرف قوم کی جانب سے پرجوش اور محکم جوابی عمل کے ذریعہ ہی ہم اس متعدی مرض ایڈز کے خلاف کامیاب ہونے کی توقع کر سکتے ہیں اگر باشندگان ملک نے شریفانہ طریقہ زندگی کا راستہ اختیار کر لیا تو یہ سب سے بہتر اقدام ہوگا، دوسرا اقدام صحت کو ایک عظیم امانت اور خدا کا عطیہ تصور کرنا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

مناقشہ:

طبی اخلاقیات

قاضی صاحب

جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ اس وقت جو ہمارا موضوع طبی اخلاقیات ہے جس کے کئی حصے ہیں، ایک حصہ تو وہ ہے جس کا تعلق اخلاقیات سے ہے، مثلاً ایک طبیب کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور مریض کے حالات اور اس کی بیماری کو راز میں رکھنا اور اس طرح کے دیگر مسائل۔

اس کا دوسرا حصہ ڈاکٹر، معالج اور طبیب کی اہلیت کا ہے جو لوگ اہل نہیں ہیں ان کے لئے طب و معالجہ جائز ہے یا نہیں؟، تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر نا اہل اور ایسا شخص جو کوالی فائڈ نہیں ہے اس نے معالجہ کا کام کیا تو وہ ضامن ہوگا یا نہیں؟ اگر اس کے علاج سے کوئی نقصان پہنچ گیا تو کیا ہوگا؟، اسی طرح بہت سے دوسرے مسائل ہیں جو آپ نے سوالنامہ میں پڑھے ہوں گے، ابھی سب سے پہلے میں جناب ڈاکٹر مسعود اشرف صاحب سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں اور اس موضوع پر روشنی ڈالیں۔

ڈاکٹر مسعود اشرف صاحب (علی گڑھ)

صدر محترم، علماء کرام، معزز حاضرین!

میں آپ کا بے حد ممنوع ہوں کہ آپ آج کے جن مسائل پر غور وخوض کر رہے ہیں جن میں ''طبی اخلاقیات'' بھی شامل ہے، یہ مسئلہ وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ سنگین صورت اختیا

Marfat.com

کرتا جارہا ہے، مریضوں کے تئیں ہمارا رویہ ہمدردانہ کم اور تاجرانہ زیادہ ہے، لالچ اور طمع نے اس اچھے بھلے کام کو بھی منافع بخش کاروبار میں بدل دیا ہے، یہ ایک افسوس ناک صورت حال ہے، قوانین، اخلاق پیدا نہیں کرسکتے، اس کام کے لئے مذہب کا سہارا اور رہنمائی ضروری ہوگئی ہے۔

حضرات!

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کی طرف سے جو سوالنامہ مرتب کیا گیا ہے اور اس بارے میں علماء کرام نے جو رائیں دی ہیں، وہ اپنی جگہ بہت اہم ہیں اور میں اس کی طرف پہلے آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا اور بعد میں مزید مسائل کی طرف، سوالنامہ کا پہلا مسئلہ رازداری ہے، اس سلسلہ میں امراض کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

۱- ایسے امراض جن سے دوسرے کو کوئی نقصان نہ ہو، مثلاً کسی کی پت کی تھیلی میں یا گردہ میں پتھری ہوگئی اور کوئی دوسرا عضو متاثر ہے جس سے کسی دوسرے کو نقصان نہیں ہے، مگر مریض یہ چاہتا ہے کہ یہ کسی اور سے نہ کہا جائے تو اس کو کسی اور سے نہ کہنے میں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔

۲- دوسری قسم اس طرح کے امراض کی ہے جن سے دوسرے متاثر ہوسکتے ہیں، جیسے کسی کو ایسی ٹی بی ہے جو دوسروں کو متاثر کرسکتی ہے، اب ایسے لوگ نماز باجماعت پڑھیں، یا تنہا پڑھیں، دوسروں سے ملیں یا نہ ملیں، یا کوڑھ کا عارضہ ہے جو مستقل ساتھ رہنے کی وجہ سے دوسروں کو لگ سکتا ہے۔

۳- تیسری قسم ان امراض کی ہے جن سے معاشرہ کا بہت بڑا حصہ متاثر ہوسکتا ہے، مثلاً ایڈز کی بیماری یا طاعون، ان حالات میں ڈاکٹر کا کیا فرض ہوگا؟ کیا وہ مریض سے متعلق اتھارٹیز (Authorities) کو مطلع کرے یا نہ کرے اور دوسروں کو اس سلسلہ میں بتائے یا نہ بتائے؟

دوسرا مسئلہ یہ زیر بحث ہے کہ دواؤں اور آپریشن میں ایسی چیزوں کے استعمال کا کیا

Marfat.com

حکم ہے جو شرعا حرام ہیں، مثلاً اسپرٹ، یا آپریشن میں ہم لوگ (Catgat) استعمال کرتے ہیں جو جانوروں کی آنت سے تیار ہوتی ہے اور تقریبا سارے آپریشن میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔

تیسرا مسئلہ غیر سند یافتہ ڈاکٹروں سے علاج اور ان کی ذمہ داری کا ہے کہ اگر کوئی خرابی ہوتی ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا اور وہ شخص جس نے علاج کیا ہے اسے تاوان ادا کرنا ہوگا یا نہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جن پر کافی غور و خوض کیا گیا ہے، اور کافی شقیں پیدا کی گئی ہیں اور ان کے جوابات دیئے گئے ہیں، میں جن دوسرے مسائل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ اعضاء کی پیوند کاری کا ہے کہ اس کی اجازت ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو اس کی کئی قسمیں ہیں، اس میں کس کی اجازت ہوگی اور کس کی اجازت نہیں ہوگی؟ ایک شکل جسے ہم لوگ آٹو ٹرانس پلانٹیشن (Auto Transplantation) کہتے ہیں، یہ ہے کہ اسی مریض کے جسم کا ایک حصہ لے کر دوسری جگہ لگا دیا جائے، جیسے جلد کا ایک حصہ ایک جگہ سے لیا جائے، اور دوسری جگہ لگا دیا جائے، یا اگر ہاتھ کا انگوٹھا ٹوٹ گیا ہے تو پیر کا انگوٹھا لے کر ہاتھ کے انگوٹھے کی جگہ لگا دیا جائے، دوسری شکل کا نام ہوموٹرانس پلانٹیشن (Homo Transplantation) ہے کہ ایک انسان اپنے اعضاء دوسرے انسان کو دے دے، یا خرید لیا جائے، یا ایثار و قربانی سے دے دے یا مرنے کے بعد اس سے نکال کر دوسرے کو لگا دیا جائے، تیسرا مسئلہ غالبا ہیٹروٹرانس پلانٹیشن (Hetero Transplantation) کا ہے، جس میں جانوروں کے اعضاء لے کر انسانوں کو لگائے جاتے ہیں، مثلاً دل کے والوس (Valves) ہیں، وہ عام طور سے خنزیر سے لئے جاتے ہیں، خنزیر کے والوس تیار کئے جاتے ہیں، یا گائے کے والوس تیار کئے جاتے ہیں اور انسانوں میں لگائے جاتے ہیں، تو اس کی اجازت ہوگی یا نہیں؟ غالبا ان مسائل پر اس سے پہلے گفتگو ہو چکی ہے، اس لئے میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا، ایک مزید مسئلہ اعضاء کی پیوند کاری ہی سے منسلک ہے جو بہت ہی اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ موت کب واقع ہوتی ہے، آیا حرکت قلب بند ہو جائے تب موت واقع ہوگی یا سانس رک جائے تب موت ہوتی ہے، یا اگر

Marfat.com

دماغ کام کرنا بند کردے تب موت ہوتی ہے، یہ مسئلہ اس لئے اہم ہے کہ عام طور سے جو آج کل اعضاء کی تبدیلی کے لئے جاتے ہیں، اس میں موت کا مسئلہ زیر بحث آتا ہے موت کی تعریف (Definition) میڈیکل سائنس میں کچھ مختلف ہے، اور عام صورت مختلف ہے، میڈیکل سائنس میں موت کی تعریف یہ ہے کہ اگر کسی کا برین، یعنی دماغ بیکار ہو جاتا ہے تو پھر اس کی زندگی مشینوں کے ذریعہ قائم کی جاتی ہے، ایسے انسان کو ہم لوگ Brain Death کہتے ہیں یعنی مریض مر گیا، مگر اس سے مشین جدا کی گئی تو وہ زندہ نہیں رہے گا، اس لئے اس کے اعضاء لئے جاسکتے ہیں، مثلاً دل کی تبدیلی، اور پھیپھڑے کی تبدیلی، جگر کی تبدیلی، گردہ کی تبدیلی، ہڈیوں کی تبدیلی، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر مریض کا دماغ کام نہیں کر رہا ہے اور وہ آرٹی فیشیل لائف پر ہے، اور پھر چند ڈاکٹروں نے اگر یہ طے کردیا کہ یہ مشین ہٹا دی گئی تو موت واقع ہو جائے گی، تو اس صورت میں ڈاکٹرس کی ٹیم آتی ہے اور وہ تقریبا مختلف اعضاء نکالتی ہے، تاکہ دوسروں کو اس سے فائدہ پہنچایا جاسکے، اسی کے ساتھ ایک ضمنی مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر اعضاء نہ بھی لئے جائیں تو یہ سلسلہ کب تک قائم رکھا جائے، مشینوں سے زندگی کب تک قائم رکھی جائے، اس میں اخراجات کافی ہیں، اور کبھی کبھی یہ شک ہوتا ہے کہ کہیں یہ اسراف تو نہیں۔

ایک مسئلہ اور وہ (Invitro Furtilizition) یعنی مادہ تولید کی منتقلی کا، اس کی چند مثالیں میں دے رہا ہوں جیسے کسی کی اولاد نہیں ہے، اور بیوی یا شوہر میں اولاد کی صلاحیت نہیں ہے تو کیا وہ مرد یا عورت مادہ تولید دوسروں سے لے سکتے ہیں یا نہیں لے سکتے؟ اگر عورت میں مادہ تولید ہے مگر رحم میں کوئی خرابی ہے جس سے وہ بچہ جن نہیں سکتی، تو وہ سیروگٹ مدرس، یعنی کرائے پر مائیں لیتی ہیں، مثلاً ایک ٹیسٹ ٹیوب میں بچہ Furtilize کرلیا گیا، بچہ بڑھتا گیا اور پھر اسے کسی دوسری ماں کے رحم میں رکھ دیا گیا اور پھر بچہ پیدا ہوتا ہے اگر اس کی اجازت ہے تو یہ بچہ کس کا ہوگا؟ اس کا ہوگا جس کے مادہ تولید سے یہ وجود میں آیا؟ یا اس کا ہوگا جس کے رحم میں اس بچہ نے پرورش پائی اور اسی سے منسلک ٹسٹ ٹیوب بے بی کا تجربہ ہے، ایک نیا مسئلہ

Marfat.com

جنیٹک انجینیرنگ کا ہے، جنس میں ایسی تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں، جن سے بہت سے امراض سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے، اس کی اجازت ہے یا نہیں؟ پھر کبھی کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ بعض حالات میں اسقاط حمل کی اجازت ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس میں جان نہ آگئی ہو، مسئلہ یہ ہے کہ بچہ میں جان کب آتی ہے، سائنسداں کہتے ہیں کہ عورت اور مرد کے مادہ تولید میں جان ہوتی ہے، اور وہی سلسلہ آگے بڑھتا ہے، جس وقت Furtilization ہوتا ہے، یعنی جب سے بچہ کا سلسلہ شروع ہوا، اسی وقت سے اس میں جان ہے، عورت کے مادہ میں بھی جان ہے اور مرد کے مادہ میں بھی جان ہے، تو جان تو شروع ہی سے ہوگئی تو پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ بچہ میں اگر جان نہ ہو، بعض حالات کے اندر تو اسقاط حمل کی اجازت ہوسکتی ہے، پس یہ چند مسائل تھے جن کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا تھا، اس مسئلہ کا جو بھیانک پہلو ہے وہ انسانی اعضاء کا بیوپار ہے، انسان کا جبرا استحصال، حصول رازداری کے بجائے کسی کی مجبوری سے مالی فائدہ اٹھانا، یا فن کا غلط استعمال کرکے دولت کمانا، یہ سارے مسائل ہیں، علماء کا فرض منصبی صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ مسائل کا حل پیش کریں، بلکہ اس سے لوگوں کو آگاہ کرنا بھی ضروری ہے، اس کام کے لئے اشتہارات اور کتابچوں کی اشاعت، اور ان مسائل پر جمعہ کے دن گفتگو کے ذریعہ ایک عام بیداری اور مسائل سے واقف کرایا جاسکتا ہے، مذکورہ مسائل پر گفتگو کرتے وقت یا کسی حل پر پہنچنے سے پہلے اس پر بھی غور کرنا ضروری ہے کہ وہ حل کس حد تک قابل عمل ہے، اس کے ساتھ خود آپ کے یہاں اضطرار اور عموم بلوی کی اصطلاح موجود ہے، بہت سی باتیں عوام اپنا لیتے ہیں اور مسائل میں گنجائش ہوتی ہے، تو نرم پہلو اختیار کیا جاتا ہے، بہر حال جس طرح ہمدردی میں حد سے تجاوز کرنا غلط ہے، اسی طرح سختی بھی نامناسب ہے، دین میں افہام وتفہیم کے ذریعہ باتوں کو ذہن نشین کرایا گیا ہے اور مسائل میں آسانی کو اختیار کیا گیا ہے، بہر حال ان چیزوں کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، مجھے اللہ کی ذات سے پوری امید ہے کہ آپ کی یہ گفتگو پوری انسانیت کے لئے نتیجہ خیز ثابت ہوگی اور خاص وعام کے لئے مفید، انشاء اللہ، شکریہ۔

Marfat.com

قاضی صاحب

محترم حضرات!

طبی اخلاقیات کے موضوع پر جو سوالات کیے گئے تھے ان میں سے بیشتر سوالات کے جوابات آچکے، آخری عرض جو مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب کو پیش کرنا ہے، میں نے یہ محسوس کیا کہ اس میں کئی چیزیں وہ ہیں جو زیر بحث آچکی ہیں، اس لئے مزید اس پر وقت خرچ کرنے کے بجائے موضوع پر مباحثہ شروع کیا جائے، میں اس وقت تھوڑی سی گفتگو یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو بحث ہمارے یہاں ایڈز کے مرض کی چل رہی ہے، سب سے پہلی بات جو اس سمینار کو خصوصیت سے کرنی چاہئے وہ یہ کہ ایڈز کا مرض کیوں پیدا ہوتا ہے؟ یہ اس دور میں جنسی آوارگی جو موجودہ تہذیب کا تحفہ ہے اور اصل برائی کی جڑ ہے، اس پر پابندی کی کوشش کہیں بھی نہیں کی جارہی ہے، ایڈز اس وقت بین الاقوامی طور پر بہت بڑے ہنگامے کا موضوع ہے، اور اس وقت اس کو ایک ہیبت ناک اور خوفناک چیز کے طور پر میڈیا اور علمی اور تحقیقی مجالس میں پیش کیا جارہا ہے، بلاشبہ یہ اللہ کا عذاب ہے، جس تہذیب نے جنسی انارکی، بے قید و بند اور بغیر جائز اور ناجائز کا تصور کیے ہوئے ہوس نفس کی تکمیل کو اپنا خاص شعار بنالیا ہو اس کو تو یہ تحفہ ملنا ہی تھا، جو تہذیب آج اس پر غور کررہی ہے کہ ہم جنسی کو جواز کی سند ملنی چاہئے، اور عورت عورت اور مرد مرد کے جنسی تعلق کو ایک قانونی حق کے طور پر ماننا چاہئے، جنیٹک انجنیئر نگ والوں نے جب آگے بڑھ کر بات کی کہ خود انسان میں ہم جنسی کے جین موجود ہیں، انہوں نے بات کو اور بہت دور تک پہنچادیا، اس مرض کے عموم کے پیچھے بہت بڑا دخل اور اس مرض کے پھیلنے کا بڑا سبب دراصل ناجائز جنسی رشتے ہیں، موجودہ تہذیب نے ٹیلی ویژن کے ذریعہ بلو فلموں کے ذریعہ، اور بیچاری ہماری ان معصوم خواتین کے ذریعہ اس مرض کو پھیلایا ہے جو بات کو سمجھتی نہیں اور آزادی نسواں کے نعرہ کے تحت ان کی تصویروں اور ان کے جسموں کے اعضاء کی نمائش تجارتی مقاصد کے لئے اشتہارات اور عیش میں کی جارہی ہے، یہ وہ بنیادی اسباب جو دراصل اس مرض کے پھیلنے کے اور اس عذاب کے مسلط

Marfat.com

ہونے کا باعث بن رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس سمینار کو صاف الفاظ میں، بلاکسی رورعایت، ساری دنیا کو مخاطب کر کے یہ بات کہنی چاہئے کہ تہذیب مغرب کی جنسی آوارگی اور جنسی انارکی، اور وہ مہیجات جنہوں نے پورے معاشرہ کو تباہ و برباد کر رکھا ہے اور تمام اعلی اخلاقی قدروں کو اور اس کے پورے سسٹم کو برباد کر رکھا ہے، انسانیت کے تحفظ کے لئے سب کو آگے آنا چاہئے اور آگے آ کر ان چیزوں پر پابندیاں عائد کرنی چاہئے جو اس مرض کا سبب ہوتے ہیں، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اجلاس اور یہ سمینار سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ وہ اس بات کا اعلان صاف الفاظ میں کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فقیہ کی نظر حقیقت اور واقعات پر ہوتی ہے، یہ واقعہ ہے کہ یہ مرض پیدا ہو چکا ہے اور اس مرض کے بہت سے معاشرتی نتائج ہیں، محرکات کی بات میں نے کی، معاشرہ میں بہت سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، اسی ذیل میں یہ مسئلہ بھی ہے کہ ایڈز کے مریض کے ساتھ یا دیگر امراض خبیثہ کے مریضوں کے ساتھ عام انسانوں کا اور معاشرہ کا کیا برتاؤ ہونا چاہئے، میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے وہ ہم پر یہ ذمہ داریاں عائد کرتی ہیں کہ جس حد تک ممکن ہو ہم ایسے مریضوں کی تیمارداری کریں، اگرچہ وہ اس کے کسی عمل بد کی وجہ سے آیا ہو، اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر شخص کو یہ مرض کسی عمل بد کی وجہ سے لگا ہو، ایک شخص ایڈز کا مریض ہے، وہ بلیڈ استعمال کرتا ہے، مرض منتقل ہو سکتا ہے، استروں کے استعمال سے مرض منتقل ہو سکتا ہے، خون کی منتقلی کے ذریعہ مرض منتقل ہو سکتا ہے، کچھ بے قصور اور معصوم لوگ بھی ہو سکتے ہیں جنہوں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو، لیکن وہ اس مرض میں مبتلا ہو جائیں، اور بے گناہوں کے ساتھ گنہگاروں جیسا برتاؤ ہی کیا جاتا ہے، ہم فرق نہیں کر سکتے، اندر کی بات کو اللہ بہتر جانتا ہے، ہم کو اسلام کے نقطہ نظر سے ان کے ساتھ معاملہ کرنا چاہئے، اس سلسلہ میں جو سوالات آئے ہیں اور اس کی بابت ''عرض'' بھی سامنے آچکے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ اختلافی مسائل نہیں ہیں، اور یہ بات مان کر چلنا چاہئے کہ ضابطوں میں ڈاکٹر مریض سے

Marfat.com

اجازت لے لیں ٹھیک ہے، لیکن اگر ایسے حالات ہوں اور ضابطوں کی اجازت وہ نہیں لے سکیں، ایک ڈاکٹر یہ دیکھ رہا ہے کہ مریض مر رہا ہے، اور اس کے علم وفن کے اعتبار سے اس کو بچایا جانا ممکن ہے، اور اجازت کے ضابطہ کی تکمیل کی بظاہر کوئی صورت نہیں ہو تو ڈاکٹر کو اس کا حق ہونا چاہئے کہ اپنا انسانی فریضہ ادا کرے اور اپنے اور اپنی صلاحیتوں اور مہارتوں کے مکمل استعمال کے ساتھ اس انسان کو بچانے کی کوشش کرے، اس کے بعد اگر کوئی کامیابی نہیں ہوتی تو ناکامی میں اس کا ضامن نہیں ہونا چاہئے، الا یہ کہ جب غفلت ہو، اور ڈاکٹر کا پیشہ ایک تجارت کے طور پر استعمال کیا جائے تو ظاہر ہے کہ غفلت کی بنیاد پر اس کو تعدی اور زیادتی قرار دے کر ضمان یا تعزیر کا حکم اس پر لگایا جاسکتا ہے، جیسا کہ بعض بزرگوں نے یہ بات لکھی ہے۔

ایک مسئلہ اس میں عیب اور راز کو چھپانے اور نہیں چھپانے کا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ اس میں بحث وتمحیص کی ضرورت نہیں، جو شریعت کا اصول ہے، یعنی "لا ضرر ولا ضرار فی الإسلام" یہ دیکھنا چاہئے کہ اس مرض کے اظہار میں زیادہ ضرر ہے یا اس کے اخفاء میں زیادہ ضرر ہے، دونوں صورتوں میں "أھون الضررین" جو اس میں کمتر ہوگا اس کو چھوڑا جائے گا اور جو بڑا ضرر ہوگا اس کو دفع کیا جائے گا، اس اصول پر مبنی ہے وہ اصول جس کا ذکر مقالہ نگاروں نے کیا ہے کہ ضرر خاص اور ضرر عام اگر ٹکرائیں، ایک طرف کسی خاص فرد کا نقصان ہے، اور دوسری طرف پوری سوسائٹی کا نقصان ہے، تو سوسائٹی کا اجتماعی نقصان زیادہ اہمیت رکھے گا، فرد کے نقصان کو برداشت کیا جائے گا، لیکن سوسائٹی کو نقصان اور ضرر سے بچایا جائے گا، اس اصول پر ان سوالات کا فیصلہ ہم لوگ کر سکتے ہیں، اب اگر عمداً والی بات ہے، قصداً کسی شخص کو کسی شخص سے دشمنی ہے، وہ جانتا ہے کہ میں ایڈز کا مریض ہوں اور وہ اس لئے اسے اپنا خون دیتا ہے، کہ اسے بھی یہ مرض لاحق ہو جائے، اس ذیل میں میں ایک بات عرض کردوں، امر موہوم کا لفظ بہت استعمال کیا گیا ہے، اور شاید خاص کر ہمارا وہ طبقہ جو یہاں پر بیٹھا ہے وہ یہ محسوس کرتا ہو کہ آج کل ان امراض کے پھیلنے کا جو تناسب ہے وہ غیر معمولی ہے اس کو محض موہوم نہیں

Marfat.com

کہا جا سکتا، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے علماء اور فقہاء نے جو امر موہوم کا لفظ استعمال کیا ہے، یہ شاید امکانیات کے معنی میں ہے، اور امکان، کوئی بھی ڈاکٹر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک شخص کا مرض دوسرے کی طرف بالیقین منتقل ہو جائے گا، ممکن ہے کہ منتقل ہو جائے، تو ایک پوسیبلٹی (Posibility) اور اس کے مقابلہ میں شیورٹی (Surity) ہے تو جب پوسیبلٹی اور شیورٹی ٹکرائیں گے تو یہ پوسیبلٹی جس میں صرف امکان ہے اس کے مقابل میں دوسرا ضرر جو شیور اور یقینی ہے اس سے بچنے کی کوشش کریں گے، یہ اصول ہمارے یہاں فقہ میں ہے، اس میں ایک چیز اور سمجھنا چاہئے کہ ایک سادہ پوسیبلٹی، سادہ امکان دونوں پہلو برابر ہیں، ہو بھی سکتا ہے، نہیں بھی ہو سکتا ہے، اور ایک ہے غالب امکان، تو غالب امکان تو غالب امکان (غلبہ ظن) کو فقہاء نے یقین کے معنی میں لیا ہے، اگر کسی شی کا غالب امکان ہو اور اکثر، بیشتر احکام میں غلبہ ظن کو قائم مقام مان کر حکم لگایا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ جب کوئی فیصلہ کریں گے تو اس بات کو ذہن میں رکھیں گے کہ ایڈز جیسے امراض کا پھیلنا اور اس کا منتقل ہونا محض امکان ہے یا امکان غالب ہے جیسا کے آج کے اطباء اور اصحاب تحقیق کی رائے ہے۔

رہا مسئلہ فسخ نکاح کا تو بہت اہمیت اور تفصیل کے ساتھ اور بہت مدلل مولانا زید صاحب نے فسخ نکاح کا سوال اٹھایا ہے، ان کے بحث کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ اگر کوئی مرض شوہر کو ایسا پیدا ہو جائے جو عورت کے لئے نقصان دہ ہے، مثلاً فلاں فلاں امراض تو عورت کو فسخ نکاح کا حق ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ مرض بوقت نکاح اس شخص کو موجود ہو، نکاح کے بعد اگر اس کو یہ مرض پیدا ہوا تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا، دوسرا نقطہ ان کا بہت اہم ہے کہ فقہاء نے جن امراض کی صراحت کر دی ہے انہیں کے ساتھ حکم مخصوص ہوگا، دوسرے امراض کو ان پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، میں سمجھتا ہوں کہ دونوں باتیں بہت اہم اور قابل غور ہیں، ہمارے یہاں فسخ نکاح کے مسائل میں معمول فقہ مالکی پر ہے، اور جہاں تک فقہ حنفی کا تعلق ہے تو جیسا کہ آپ کو معلوم ہے شیخین، یعنی امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ امراض کی صورت میں عورت کو حق تفریق نہیں دیتے، فقہ حنفی کے

Marfat.com

نقطہ نظر سے اگر عورت نان ونفقہ سے محروم ہو جائے اور شوہر نفقہ دینے سے عاجز ہو جائے، کما تا ہی نہیں معذور ہو گیا، کوئی اور وجہ ہوگئی، اس کو فقہاء کی اصطلاح میں ''معسر عن النفقه'' کہتے ہیں، اس صورت میں فقہ حنفی یہ کہتی ہے کہ تفریق نہیں کی جائے گی اور وہ بتاتے ہیں کہ نفقہ ایک حق مالی ہے اور حق ازدواجی مقصود بالنکاح ہے، اور حق مالی تابع ہے، تو تابع کے فقدان سے اصل شی ختم نہیں ہوتی، جب ان سے بحث کی گئی کہ نامردی کی صورت میں آپ کیا کہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہاں اصل حق سے محروم ہوتی ہے، مقصود بالنکاح ختم ہو جاتا ہے۔ اور نفقہ کی صورت میں ایک تابع سے محرومی ہے، اور تابع کے ختم ہو جانے سے مقصود متاثر نہیں ہوسکتا، پھر وہ کیا کرے؟ فقہاء نے کہا ''یقال لها استدینی علیه'' عورت سے کہا جائے گا کہ اس کے نام پر قرضہ لیتی رہ، اس پھکڑ اور مفلس شخص کی بیوی کو قرضہ کون دے گا، ذرا سوچئے تو آپ؟ شاید اس زمانہ میں لوگ دیتے ہوں، لیکن آج کے زمانے میں تو ہرگز قرضہ دینے کے لئے اس کو تیار نہیں ہوں گے، پھر وہ عورت کیا کرے، اب یا تو وہ عورت لوگوں کے درمیان ایک کھیل کا ذریعہ بنے گی اور اس کی عفت وعصمت خطرے میں پڑے گی، یا پھر اپنے جسم وجان کو باقی رکھنے کے لئے اس کے پاس کوئی ''قوت لایموت'' نہیں ہوگا، اس لئے فقہاء شافعیہ کی اس رائے کو تسلیم کیا گیا کہ دلائل کے اعتبار سے اگر چہ امام ابوحنیفہ کا قول قوی ہے، لیکن معاشرتی مشکلات اور دشواریوں میں اس قول پر عمل کرنے کے نتیجہ میں جو حل نکالا گیا ہے وہ قطعی کافی نہیں ہوتا، اور ایک دوسری بات پیدا ہوتی ہے کہ جنسی تعلق میاں بیوی کا بے شک مقصود نکاح ہے، لیکن یہ مقصود ثانوی ہے، مقصود اولین ہے عفت وعصمت کا حصول، اور اگر غربت وافلاس کی وجہ سے اور بے سہارگی کی وجہ سے اس کی عفت وعصمت کے مجروح ہو جانے کا خطرہ ہو، جیسا کہ آج کے معاشرہ میں اس کے امکانات بہت زیادہ ہیں تو ایسی صورت میں جو اصل مقصود نکاح ہے وہی ختم ہو جاتا ہے، لہذا اصل مقصود نکاح پر نظر رکھتے ہوئے اگر شوہر مفلس ودیوالیہ ہو چکا ہے، بیوی کے نان ونفقہ کو پورا نہیں کرسکتا تو بیوی کو حق تفریق دیا جائے گا، جہاں تک تعلق اس بات کا ہے کہ فقہ مالکی کو ہم معمول

Marfat.com

بناتے ہیں تو اس لئے کہ فقہ مالکی کی بنیاد حکم ضرر پر ہے، اور میں کوئی وجہ نہیں سمجھتا ہوں کہ جن امراض کو قدیم فقہاء نے ذکر کیا ہے اور وہ امراض جوان کے زمانہ میں پیدا بھی نہیں ہوئے تھے آج ان کے کم پر ہی ہم مجبور کریں کہ جن پانچ سات آٹھ بیماریوں کی تفصیل قدیم فقہاء نے لکھ دی ہے وہیں تک حکم محدود رہے گا، اگر یہ چیز کتاب وسنت کی نصوص بھی ہو کہ فلاں فلاں مرض میں تفریق کی جائے گی تو بھی یہ حکم معلل بالعلہ ہے، یہ حکم خلاف قیاس نہیں، معلل بالعلہ ہے، موجب تفریق قرار دیتی ہے، فقہ مالکی حکم کی بنیاد ضرر پر رکھتی ہے، مدار علت پر رکھتی ہے، یہ ہمارے علماء کو خاص طور سے نظر میں رکھنی چاہئے، ایک خاتون ۲۴ رگھنٹہ یہ محسوس کرتی ہے کہ میرا شوہر ایڈز کا مریض ہے اور سب سے مؤثر اور قوی ذریعہ اس بیماری کے منتقل ہونے کا جنسی تعلق ہے، اور اس غلیظ اور خبیث مرض میں مبتلا ہو جانے کا ایک عورت کو خطرہ ہے، وہ نفسیاتی طور پر خوف کے تحت مریض کے ساتھ رہ رہی ہے، اور امام محمد کا قول چاہے قبل النکاح لیں، یا بعد النکاح کا لیں، مجھے اس بحث میں نہیں پڑنا ہے، مگر لفظ ان کا جو "مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر" میں نقل کیا ہے وہ بڑا اہم لفظ ہے، "إذا لم يكن لها المقام معه إلا بضرر" بہترین اور بلیغ تعبیر ہے، ایک عورت کے لئے بغیر ضرر کے اس کے ساتھ رہنا ممکن نہ ہو، وعظ تو ہم بھی کرلیں گے، نصیحت کریں گے، عورت کو صبر اور توکل کی بات کہیں گے کہ گھبرا مت، تیرے کو اللہ نے مبتلا کیا ہے، انشاء اللہ تعالی وہ اجر دے گا اور بے شک وہ اگر صبر کرے تو بہت بڑے درجہ والی بھی ہوگی، اس میں کوئی شک کی بات نہیں، یہی روح ہے ان احادیث کی جن میں نکاح کے رشتہ کو دور تک اور دیر تک چلانے کا شریعت کا ایک حکم ومزاج ہے، لیکن اس کے باوجود اگر دونوں میاں بیوی راضی ہوں ہر حال میں تو ہمیں کیا؟ میاں بیوی راضی تو قاضی کیا کرے، اس کو اس کا کوئی حکم وہاں پر نہیں، مسئلہ یہ ہے کہ ایک عورت کھڑی ہو کر کہتی ہے کہ میں اس شوہر کے ساتھ نہیں رہ سکتی، یہ فلاں مرض میں مبتلا ہے اور میں اس کے ساتھ جسمانی طور پر اور نفسیاتی طور پر خوف کا شکار ہوں، اس لئے اس کے ساتھ رہنا میرے لئے ممکن نہیں ہے، اس صورت میں قاضی کیا کرے؟ یہ ایک بہت

Marfat.com

بڑا مسئلہ ہے، اور میرے خیال میں ان امراض کی جو فہرست ہے، فقہاء کا ان پر حکم کو محدود کر دینا اور اس کو ایک امر تعبدی اور خلاف قیاس قرار دینا، چاہے ابن قدامہ نے لکھا ہو، مجھے کہنے دیجئے، چاہے کسی اور بڑے محقق نے لکھا ہو، لیکن اس کے باوجود جو دین کی سمجھ اور جو کچھ فقہ کے اصولوں کے تقاضے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ ان کا اگر یہی قول ہے تو یہ قول ان کا فقہ کے بنیادی اصول کے موافق ہے، میں اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے احکام معلل بالعلہ ہیں، اگر علت حکم پائی جاتی ہے تو حکم کا انتقال ہوگا، اور دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح نکاح کے وقت مرض ہو اس سے جو ضرر عورت کو پہنچے گا نکاح کے بعد ہونے والے مرض سے بھی ضرر پہنچے گا، اور بعض مثالیں جو دی گئی ہیں دراصل یہ شاید اس قول پر مبنی ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مرد عورت کے درمیان ایک بار اگر زندگی میں جنسی رشتہ قائم ہو جائے تو مرد کی ذمہ داری پوری، میں اپنے دوستوں سے درخواست کروں گا کہ حضرت مولانا عبد الصمد رحمانی کی کتاب ''کتاب الفسخ والتفریق'' کا ضرور مطالعہ کریں، اس قول پر جو پوری بحث کی گئی ہے اور خود کتاب اللہ سے جو معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک دفعہ نہیں، زندگی میں سو دفعہ جنسی تعلق قائم کیا، لیکن اس کے بعد قسم کھالی کہ چار مہینہ اپنی بیوی سے نہیں ملوں گا، صورت ایلاء میں شریعت نے عورت کو علاحدہ کرنے کا حکم دیا، اگر اس نے قسم کھائی ہے کہ میں نہیں ملوں گا بنیادی روح اس کے پیچھے یہی ہے، اور اس کو بھی مت کہہ دیجئے کہ یہ خلاف قیاس ہے، اس مسئلہ میں فوجیوں کو کتنے دنوں تک گھر سے دور رہنا ہے، اور کتنے دنوں کے بعد ان کو لوٹ آنا ہے، اس واقعہ ایلاء سے، سیدنا عمرؓ نے استدلال کیا، اس لئے یہ سوچنا چاہئے کہ آپ ایک عورت سے ایک بار جنسی رشتہ قائم کر کے یہ سوچتے ہیں کہ اب زندگی بھر کا سارا فرض پورا ہو گیا، اس لئے اگر چہ وہ مجبور ہو جائے اور اگر چہ وہ عنین ہو جائے، لیکن اس کی تفریق نہیں ہوگی، صحیح نہیں ہوگی، اس سلسلہ میں آپ نام پوچھ لیں علماء یہاں بیٹھے ہیں، اطباء اور ڈاکٹرس بھی یہاں بیٹھے ہیں، اس مسئلہ پر اظہار خیال کریں۔

Marfat.com

حکیم ظل الرحمٰن

ایڈز کے بارے میں بہت پروپگنڈہ ہے، کیا کسی کے پاس یہ اعداد و شمار ہیں کہ اب تک کتنے اور کس قدر آدمی اس سے مرگئے؟ یہ اعداد و شمار کسی کے پاس نہیں ہیں، اگر نہیں ہیں تو پھر اس کا ہوا کیوں بنایا جارہا ہے، جبکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ ''لکل داء دواء'' اور کل یہ تحقیق بھی ممکن ہے کہ جس مرض کو ہم لا علاج سمجھتے تھے وہ قابل علاج مرض ہے۔

اسقاط حمل کے سلسلہ میں ابھی یہ رائے دی گئی تھی غالباً اطباء یہ تصدیق کریں کہ مریض کے اثرات پیدا ہونے والے بچہ میں منتقل ہونے کا شدید اندیشہ ہے، اول تو یہ تصدیق صرف ظنی ہوگی اور یہ ظن اس طویل پروپگنڈہ کا نتیجہ ہے جو ایڈز کے سلسلہ میں کیا جارہا ہے،: ایسی حالت میں یہ تصدیق قابل تسلیم نہیں ہونی چاہئے۔

تیسری بات یہ تھی کہ دق جیسے امراض کو مرض الموت قرار دیا ہے، جبکہ آج بہت آسانی سے یہ قابل علاج مرض ہے اور ایک سال کا دوا علاج اس مرض کا ازالہ کردیتی ہے اور یہی صورت کینسر کی ہے، کینسر کے سلسلہ میں ابھی میں ایک تازہ اطلاع دوں، جرمنی سے ایک کیپسول آیا ہے جس کی قیمت ۱۵ روپئے ہے، ایک صاحب دہلی میں اس کے زیر علاج تھے، دو مہینہ میں کافی Improvement ہوا ہے اور امید ہے کہ تقریباً ٹھیک ہو جائیں گے، اور تیسری ایک تجویز ہے میری کہ طبی اخلاقیات کے موضوع پر ضروری ہے کہ فقہ اکیڈمی اسلامی ہدایات کی روشنی میں معالجین اور مریضوں کے لئے علاحدہ علاحدہ ایک ضابطہ اخلاق مرتب کرے، اس مقصد کے لئے کمیٹی تشکیل دی جائے اور چونکہ ضابطوں کی تیاری میں ایک وقت لگے گا، لہذا قاضی صاحب کو اس کا مختار بنایا جائے اور وہ کمیٹی کے اس مسودہ میں ترمیم و تنسیخ کرکے اس کا اعلان فرمادیں۔

ڈاکٹر عبد القادر

ایڈز کے بارے میں جتنی باتیں ہوئی ہیں اس میں ایک بات قابل غور ہے جو مجھے ایسا لگتا ہے کہ چھوٹ گئی ہے، وہ یہ ہے کہ سارے لوگوں کا ڈسکشن (Discussion) اس پر رہا کہ

Marfat.com

مرد کو ایڈز ہو جائے جبکہ ایڈز عورت کو بھی ہو سکتا ہے، اس حالت میں مرد کے لئے کیا ہوگا جو جو باتیں اور جو جو حقوق عورت کو دیئے جانے کا سوچا جا رہا ہے کہ دیا جائے، یا نہیں دیا جائے تو عورت کو بھی ہوتا ہے ایڈز؟

ایک دوسری بات یہ ہے کہ ایڈز کا مریض ذاتی طور پر سماجی طور پر، خاندانی طور پر اپنے مرض سے پریشان ہو کر ڈاکٹر کو کہے کہ مجھے مار دو، کوئی نئی بات نہیں بول رہا ہوں، ایسا کہتا ہے مریض، مریض اگر کہے کہ مسٹر ڈاکٹر مجھے مار دو تو ڈاکٹر کو کیا کرنا چاہئے؟ یہ Euthanasia ہے، دو طرح کا طریقہ بتایا گیا ہے، ایک ایکٹیو، ایک پیسیو، ایکٹیو تو یہ ہے کہ ایسا کام کر دیا جائے، جس سے وہ مر جائے، پیسیو یہ ہے کہ جو سپورٹ (Support) دے کر اس کی زندگی کو برقرار رکھا جا رہا ہے، اس سپورٹ (Support) کو روک لیا جائے، ہٹا لیا جائے تو خود بخود مریض مر جائے گا، اس کے بارے میں ہمارے مفتیان کرام اور علماء کرام کیا کہتے ہیں؟

تیسری بات جو ہمارے ذہن میں ہے وہ جان پڑنے والا مسئلہ ہے، میرے اپنے ذاتی خیال میں اب تک بات سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ جان کب پڑتی ہے، اسلامی نقطہ نگاہ کیا ہے؟ اور ہمارا میڈیکل سائنس جو کہتا ہے کہ مرد سے نکلنے والا اسپرم (Sperm) جاندار اور عورت سے نکلنے والا (Ovum) اوم جاندار ہے، دونوں پہلے سے جاندار ملے اور پھر تیسرا جاندار، پس جاندار تو شروع سے ہے، اب چار مہینہ میں جان پڑنے والی جو بات ہے تو میڈیکل سائنس سے شریعت کو کیسے کوری لیٹ (Corelate) کیا جائے، کس اسٹیج پر کوری لیٹ کیا جائے، یہ تین باتیں میرے ذہن میں سوالات کے طور پر ہیں، ایک مزید جانکاری کے لئے میں بتاؤں کہ جو ایکسیڈینٹ کے مریض کے بارے میں ایک صاحب نے بیان فرمایا تھا کہ جب وہ آئے گا تب پولیس کیس ہوگا اور پولیس میں انفارمیشن دینا ہوگا، ۱۹۹۳ میں سپریم کورٹ آف انڈیا نے ایک فیصلہ (Dicision) دیا تھا پہلے جب مریض آتا تھا تو ڈاکٹر لانے والے سے پوچھتا تھا کون لایا مریض کو؟ اور آپ کون لانے والے؟ اس ڈر سے کہ کیس مقدمہ میں نہ پھنس جائیں، رکشہ ٹیمپو

Marfat.com

مریض کو اسپتال کے گیٹ پر چھوڑ کر بھاگ جاتا تھا، یالانے سے گریز کرتا تھا، سپریم کورٹ نے مریض کے حق میں ایک فیصلہ دیا کہ اب لانے والوں سے نہ یہ سوال کیا جائے، لیکن گورنمنٹ اس پر راضی نہیں ہوئی، تو گورنمنٹ نے یہ کہا کہ پوچھا جائے ضرور، اگر بتادے تو آگے مقدمہ میں مددگار رہوگا، نہ بتائے تو اس کو جانے دیا جائے، مثلاً آدمی کو لانے والے کو آپ کا نام کیا ہے؟ نہیں بتائیں گے ہم، کون ہیں آپ؟ نہیں بتائیں گے ہم، ٹھیک ہے جاسکتے ہیں آپ، مریض اب ہمارے ذمہ ہوگیا، مریض کا ہم علاج کریں گے، سپریم کورٹ نے Dicision دے دیا ہے، یہ مزید جانکاری کے لئے میں نے کہا، تین سوالات میرے ذہن میں تھے ان کا جواب مطلوب ہے۔

مولانا آل مصطفیٰ مصباحی

فقہاء نے امراض ''مزمنہ'' اور'' حادہ'' کے سلسلہ میں تشریح فرمائی ہے تو ایڈز کی تفصیل میں یہ بات واضح ہونی چاہئے کہ یہ امراض مزمنہ میں سے ہیں یا امراض حادہ میں سے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس نقطہ پر بھی غور ہونا چاہئے جو فسخ نکاح کے سلسلہ میں بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ ایڈز کا مریض قابل جماع رہتا ہے یا نہیں، اور رہتا ہے تو ابتداءً اور انتہاءً دونوں یا صرف ابتداءً ہی، اس لئے کہ اس کے بغیر یہ مسئلہ طے ہونا مشکل ہے کہ فسخ نکاح کے سلسلہ میں فقہاء نے جن امراض کو بنیاد قرار دیا ہے ایڈز کا مریض ان امراض میں شامل ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر یوسف امین

اس گفتگو میں جو سوالات اٹھائے گئے ہیں ان کا جواب دینا تو علماء کرام کا کام ہے، لیکن طب کے ایک طالب علم کے طور پر چند باتیں یہاں رکھنا میں ضروری سمجھتا ہوں جن کو ملحوظ رکھنے سے فیصلے کرنے میں مدد ملے گی۔

پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہندوستان میں بھی اور چین وغیرہ میں بھی اس کا تجربہ کیا گیا ہے کہ

Marfat.com

بعض امراض کے علاج کی ٹریننگ دینے کے بعد لوگوں کو صرف ان امراض کے علاج کا اختیار دے دیا جائے تو ان امراض کا بہت پیچیدہ ہونا اور اس کے نتیجہ میں قانونی سند کا ہونا یہ مطلق علاج کی اجازت کے لئے تو ضروری ہے اور ہوسکتا ہے، لیکن اگر اس علاج کو محدود کیا جائے سادہ بیماریوں تک تو شاید یہ محدود نہ ہو اور شاید یہ دیگر ممالک میں کیا گیا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ جہاں یہ بحث کی گئی ہے کہ ایڈز کا مریض اپنے مرض کو بتائے دوسروں کو، تو یہ ایک طبی بات ہے جو کہ مریض کے اختیار میں ہے، دوسروں کو اس مرض سے محفوظ رکھنا، تو میرے خیال میں یہ ایک اہم طبی نقطہ ہے جس سے فقہی جواب حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

تیسری چیز یہ ہے کہ اسکولوں میں بچوں کا جو اختلاط ہوتا ہے اس اختلاط کے نتیجہ میں ایڈز کے انتقال کا امکان کم ہے، حالانکہ اس کی کوئی سائنٹفک سروے کی رپورٹ میرے سامنے نہیں ہے، لیکن مجموعی مطالعہ سے میرا تاثر ہے اس کی بنیاد پر میں نے یہ بات عرض کی ہے، اگر اس سلسلہ میں کچھ سائنٹفک رپورٹ ہوں تو اس کو بھی ملحوظ رکھا جاسکتا ہے۔

چوتھی چیز یہ ہے کہ ایڈز کے مختلف مراحل ہوتے ہیں اور ایڈز کے خلاف انٹی بوڈیز (Anti Bodies) جس میں (Demonstrat) کردیا جانا عام طور سے کسی آدمی کو ایڈز کا مریض قرار دینے کے لئے کافی ہوتا ہے، لیکن ایکٹیو بیماری، یعنی حقیقت میں بیماری یا علامات کا پھیلنا، پیدا ہوجانا جس کے چند مہینے، یا چند سال کے بعد اس کا مرنا یقینی ہوجاتا ہے وہ بہت بعد میں پیدا ہوتا ہے، تو یہ تفریق کرنی چاہئے کہ ایڈز کے جو مختلف مراحل ہوتے ہیں ان میں سے غالبا بعض مرحلوں پر تو مرض الموت کا اطلاق ہوسکتا ہے، لیکن صرف انٹی بوڈیز کا ڈیمونسٹریٹ ہوجانا جس کی وجہ سے قانونی طور پر ایڈز کا مریض قرار دیا جاتا ہے غالبا اس کی صحیح بنیاد نہیں ہوسکتا کہ اسے مرض الموت کہا جائے، پھر یہ ایک امکان ہے، جبکہ دوسرے امکانات بھی ہیں، یعنی کتنا احتمال ہے کسی چیز کے پیدا ہونے کا تو حیاتیاتی سطح پر بھی اور بائلوجیکل سطح پر بھی یہ بات احتمالاً طے

Marfat.com

کی جاتی ہیں کہ کسی چیز کے ہونے کا احتمال کتنا ہے۔

پروبلٹی (Probiblity) کتنی ہے اور جو سماجی واقعات ہیں ان کے وقوع پذیر ہونے کے لئے بھی احتمال طے کیا جاتا ہے تو صرف احتمال کو سامنے رکھنا غالباً مفید نہیں ہوگا، بلکہ جو احتمال ہے وہ کسی حیاتیاتی واقعہ سے متعلق ہوگا کہ کس مرض میں مرنے کے کتنے امکانات ہیں یا سماجی واقعہ سے متعلق ہوگا، مثلاً اسکولوں میں جو عام اختلاط ہوتا ہے اس میں کتنا احتمال ہے، ایڈز کے منتقل ہونے کا، تو اس طرح سے احتمالات کا جو مطالعہ کیا گیا اس کو سامنے رکھا جانا چاہئے، اس وقت میرے سامنے اعداد و شمار نہیں ہیں، لیکن یہ کہ تنقیح کا یہ نہج ایک اہم چیز ہے۔

آخری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ طب جدید جس کو طب مغربی کہنا زیادہ مناسب ہوگا، اس کے مطابق اسپرم (Sperm) اور اوم (Ovum) دونوں جاندار ہوتے ہیں اور ان کے ملنے کے فوراً بعد بھی ان کو جاندار سمجھنا چاہئے تو اس سلسلہ میں مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ طب مغربی کا ایک بہت بڑا سقط اور ایک بہت بڑی خامی یہ ہے کہ فلسفہ سے اس کا رشتہ جڑا ہوا نہیں ہے، اس لئے اس قسم کے جو سوالات ہیں ان کا بہت تشفی بخش جواب طب مغربی میں نہیں مل پاتا، اس کے برعکس طب اسلامی جس کو ہم طب یونانی کے نام سے جانتے ہیں اس میں چونکہ سائنس کے ساتھ فلسفہ بھی ہے، اس لئے وہاں ایسے سوالات کا بہت اچھا جواب ہے اور جیسا کہ "کلیات نفسی" وغیرہ میں اس سلسلہ میں بحث کی گئی ہے کہ یہ جنین کے ساتھ نفس ناطقہ کا وابستہ ہونا ہے، جبکہ اس میں جان پڑ جاتی ہے اور نفس ناطقہ کا وابستہ ہونا ایک ایسی چیز ہے جسے طبی علامات کی بنیاد پر ہی اس کو طے کیا جا سکتا ہے کہ نفس ناطقہ جنین کے ساتھ کس وقت وابستہ ہوتا ہے؟

ڈاکٹر عبد العظیم اصلاحی

عرض مسئلہ سے میرے ذہن میں بہت سوالات آئے تھے، لیکن اللہ تعالی جزائے خیر دے قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب کو کہ ان کی مختصر سی گفتگو سے بہت سے سوالات کا خود بخود جواب مل گیا، ایک چیز جس کی طرف میں توجہ دلاؤں گا وہ یہ ہے کہ ایڈز کے بچاؤ کے سلسلہ میں جو

Marfat.com

تجاویز عام طور سے پیش کی جاتی ہیں یا جن کی سفارش کی جاتی ہے تو اس سلسلہ میں اسلام کا کیا رویہ ہونا چاہئے اور کہاں تک ممنوع ہے یا واجب، یا مستحب ہے؟ میرا خیال ہے اس سلسلہ میں بھی گفتگو آنی چاہئے تھی اور اگر اس پر گفتگو ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سی چیزوں کے جواب مل جائیں گے، مثلاً ایک مسئلہ کے سلسلہ میں یہ کہا گیا کہ اگر عورت مرد عمر کے اس مرحلہ میں ہیں کہ وہ جماع کر سکتے ہیں تو یہ حکم ہوگا اور نہ ہوں تو یہ حکم ہوگا، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بچاؤ کی جو تدبیر کی جاتی ہے اگر اس کے وجوب، لزوم، جواز پر بھی گفتگو ہوتی تو بہت سے سوالات کے جوابات مل جاتے، شکریہ۔

مولانا مصطفیٰ مفتاحی

محور اول سے متعلق عرض یہ کرنا ہے کہ جو آدمی علاج کرتا ہو اور باضابطہ وہ اجازت یافتہ سرکار کی طرف سے نہ ہو تو اس کے سلسلہ میں دو رائے آئی ہیں، عرض یہ کرنا ہے کہ یہ مسئلہ اٹھا ہی کیوں؟ اصل میں یہ غور کرنا ہے کہ ناواقف کا لفظ نہیں، بلکہ اجازت کا لفظ کہ جن کو اجازت نہ ملی ہو وہ اگر علاج کرے تو اس سے مریض کا نقصان ہوگا اور یہ خود اس کے پیشہ کا استحصال کرے گا یا کوئی اور مقصد ہوگا، اس پر غور کرتے وقت ایک چیز یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ دیہاتوں میں اور پہاڑی علاقوں میں جہاں شہری سہولتیں نہیں ہیں، وہاں دیہات کے بوڑھے، فقیر اور جوگی سنیاسی ایسا علاج کر دیتے ہیں جو ڈاکٹروں کے بس میں نہیں ہوتا، اب اگر ایسے علاج کرنے والوں سے مریضوں کو روکا جائے تو ظاہر ہے کہ مریضوں کو نقصان ہوگا، اور اجازت یافتہ ڈاکٹرس جتنا مہنگا علاج کرتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ دیہات کے لوگوں کے بس کا بھی نہیں ہے تو ان سب باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے میری رائے یہ ہے کہ ایسے لوگ جو ماہر ہیں علاج کرنے میں، چاہے ان کو اجازت سرکار کی طرف سے حاصل نہ ہو، اجازت دینی چاہئے، ان کو گنہگار قرار نہیں دینا چاہئے، حدیث جو نقل کی ہے مولانا اختر امام عادل صاحب نے "من طبب ولم یعلم منه طب" اس

Marfat.com

میں اجازت کی بات نہیں ہے، بلکہ معاشرہ میں معروف ہونے کی بات ہے کہ وہ ڈاکٹری میں اور علاج کرنے میں ایک حیثیت رکھتا ہو بالکل ہی ناواقف نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ خود حضور ﷺ نے پچھنہ لگوایا، پچھنہ لگانے والے کے پاس کوئی اجازت نامہ کہیں سے تو تھا نہیں، داغنے کا بھی علاج لوگ عہد نبوت میں کرتے تھے، رہ گئی بات نقصان کی کہ اجازت والا اگر علاج کرے گا تو نقصان کم ہوگا اور بے اجازت کرے گا تو نقصان زیادہ ہوگا، تو میں سمجھتا ہوں کہ سروے کرکے دیکھئے کہ اجازت والے ڈاکٹروں سے نقصان اب زیادہ ہے، بمبئی کے اسپتال میں علاج ہوا آپریشن کرنا تھا ایک آنکھ کا کردیا دوسری آنکھ کا، چمپارن کے رام نگر اسپتال میں ایک بچہ کا پلاسٹر کیا گیا پاؤں کا، ٹوٹا تھا داہنا پاؤں پلاسٹر کردیا بائیں پاؤں میں، پٹنہ کے اسپتال میں عورت کے پیٹ کا آپریشن ہوا اور ڈاکٹر صاحب نے تولیہ اس میں چھوڑ کر سی دیا، درد نہیں مٹا، دوبارہ گیا تو اب قینچی اسی میں چھوڑ دیا تو اس طرح کے حالات تو اجازت والے اور بے اجازت والے دونوں سے ہیں، لیکن سروے کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس ڈاکٹر کے پاس اجازت نامہ نہیں ہوتا ہے وہ ڈرتا ہے اور اخلاص کے ساتھ علاج کرتا ہے، اسی لئے اس کا نقصان کم ہے، اس لئے اس کو گنہگار قرار نہ دیا جائے اس کو ڈاکٹری کی اجازت دی جائے۔

مولانا عبدالعلیم اصلاحی

یہ مختلف بحثوں میں حکومت کا لفظ آیا ہے، ابھی سپریم کورٹ کا لفظ اور اسی طرح جو حدیث پڑھی گئی "السلطان ولی من لا ولی له" تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں حکومت سے کون سی حکومت مراد ہے، اسلامی حکومت، خلافت اسلامیہ، یا اس وقت کی یہ ہماری حکومت مراد ہے، دوسرے لفظوں میں سوال اور واضح ہوسکتا ہے کہ "تمکن فی الأرض" جن مسلمانوں کو حاصل ہے ان کے لئے یہاں مسائل بیان ہورہے ہیں یا مستضعفین کے لئے شکریہ۔

Marfat.com

قاضی صاحب

الحمد للہ آپ حضرات نے بحثوں میں حصہ لیا، جزاکم اللہ، اس ذیل میں چند سوالات بھی آئے ہیں، ایک بہت اہم سوال ہمارے ڈاکٹر صاحب کا ہے کہ جان کب پڑتی ہے؟ اس کا جواب تو خود ان کو زیادہ بہتر طور پر دینا چاہئے تھا اور ہم بہر حال ماہرین کی رائے کی زیادہ قدر کرتے ہیں اور اسلامی تعلیمات سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ حیات نباتات میں بھی ہے چہ جائے کہ وہ شی جو آگے چل کر ایک زندہ انسان بننے والی ہے اس میں بھی یہ بہت اہم بات ہے، حیات کے مختلف درجے ہیں یا نہیں اور عرف میں ہم کس چیز کو حیات کہتے ہیں یہ بات آپ کے غور کرنے کی ہے، ظاہر ہے یہ میرا موضوع نہیں ہے آپ کو زیادہ کہنے کا حق ہے، لیکن میں نے آپ اطباء کی تحقیقات پڑھی ہیں تو وہ بتاتی ہیں کہ زندگی اور موت کے بارے میں پہلا درجہ سلس (Cells) کی لائف کا ہے، سلس (Cells) لائف ہے ٹی شیوز (Tissues) کی، کہ ٹی شوز میں لائف پیدا ہوتی ہے، پھر اس کے بعد یہ زندگی آتی ہے قلب کی دھڑکن سے یا دماغ سے اس کا رشتہ قائم ہونے کے بعد مخ (دماغ) سے جو حیات آتی ہے جسے عام طور پر ہم حیات کہا کرتے ہیں اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے کہ شاید آپ آلہ لگا کر کان سے بھی سنتے ہیں کہ یہ بچہ اب کس اسٹیج میں ہے، اب تو خیر سونوگرافی (Sonography) کے ذریعہ اندر کی ساری کیفیت جان لیتے ہیں، لیکن پہلے دن پہلے ہفتہ دوسرے مہینہ تیسرے مہینہ اور چوتھے مہینہ کے بعد آلات کے ذریعہ بچوں کے دلوں کی دھڑکن کا حال معلوم کرتے ہیں، موت کا بھی یہی قصہ ہے جس ترتیب سے آتی ہے اسی ترتیب سے جاتی ہے، پہلے جسمانی زندگی مردہ ہو جاتی ہے پھر ٹی شیوز مرتے ہیں پھر سلس (Cells) مرتے ہیں تو جس طرح آتی ہے اسی طرح جاتی بھی ہے، میں نہیں جانتا مجھے ڈر لگ رہا ہے اس بات کو کہنے میں، لیکن چونکہ یہاں بہت سارے ڈاکٹرس موجود ہیں، اس لئے میری بات میں اگر کوئی غلطی ہوگی تو اس کی تصحیح بھی کر سکتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب نے جس زندگی کا ذکر کیا ہے مادہ منویہ اور اسپرمس (Sperms) کے بارے میں چاہے وہ مرد کا ہو یا

Marfat.com

عورت کا ہو، وہ حیات کا ایک خاص درجہ ہے اور وہ شاید نباتات کی حیات سے کچھ اونچا درجہ ہوگا اور پھر سیلس کی، اس حیات کے بعد ٹی شیوز بنتے ہیں پھر جسم انسانی کی تصویر ہوتی ہے، قرآن نے ان سب ہی مراحل کو ذکر کیا ہے، نطفہ ہے، پھر علقہ ہے، پھر یہ اور وہ ہے، پوری تفصیلات موجود ہیں اور مورس بوکائی نے تو صاف لکھ دیا ہے کہ اسی طرح ہم نے اسلام کی حقانیت کو پہچانا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ یہاں کا پڑھا لکھا مجمع ان چیزوں سے ناواقف ہوگا، اس لئے عام طور پر جو ہمارے فقہاء نے لکھا ہے چار مہینہ کی بات اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ اطباء بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں، یہ دل کی دھڑکن اور مخ (دماغ) سے رشتہ اور خون کی سپلائی اور اس کے پورے جسم میں ایک مجموعی طور پر ایک مخصوص قسم کے حیات کا پیدا ہونا جس کے ختم ہونے کے بعد ہم اس کا فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ مریض مرگیا اور موت کے احکام ہم اس پر نافذ کرتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ البتہ بڑا اہم ہے، مگر علماء اس پر کافی بحث کرکے پہلے فیصلہ کر چکے ہیں وہ ایکٹیو یوتھینز یا (Active Euthanasia) کا ہے، چاہے ایکٹیو یوتھینز یا (Active Euthanasia) ہو یا پیسیو یوتھینز یا (Passive Euthanasia) ہو دوا دے کر مار دیجئے یا دوا چھوڑ کر مار دیجئے، بعض علماء کی یہ رائے ٹھیک ہے اگر صرف دوائیں چھوڑنے کا مسئلہ ہو تو شاید اس کو ہم نہیں روک سکیں، لیکن میری بحث اس پر موجود ہے، ''بحث ونظر'' میں شائع ہو چکی ہے، اس میں میں نے یہ عرض کیا ہے کہ صاحب! آپ کا یہ سوال اس بات کا کہ دوا کا چھوڑنا تو چونکہ علاج کرنا عام اصول کے مطابق واجب نہیں ہے، مباح ہے لیکن ایک ہے ترک، ایک ہے کف، دونوں میں فرق ہے، اصول پر جانے والے اور فقہ پر جانے والے اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ایک ہے کسی شی کا چھوڑ دینا اور ایک ہے کسی شی کے استعمال سے باز رہنا تو کف ایک عمل ہے اور ترک محض ایک نفی عمل ہے، تو کف میں باز رہنا ہے اور ایک مثبت عمل ہے اور اگر ''الأمور بمقاصدها'' جو اصول ہے شریعت کا، اس کے مطابق اگر یہ کف ہے، علاج سے اس لئے رکتا ہے کہ تاکہ میری زندگی چلی جائے تو دراصل وہ زندگی کے تحفظ کے فریضہ سے رکنا چاہتا ہے جو اس

Marfat.com

کے اوپر واجب ہے اور زندگی جیسی بھی ہو، چاہے، وہ معذوروں کی زندگی ہو، چاہے وہ طاقت ور اور بہت ہی نشیط لوگوں کی زندگی ہو، دونوں زندگیوں کی برابر قیمت ہے، ایکٹیو یوتھینیز یا (Active Euthanasia) ہو یا پیسیو یوتھینیز یا (Passive Euthanasia) ہو اس کا استعمال شرعا جائز نہیں ہوسکتا، اسی سلسلہ میں وہ مسئلہ بھی زیر بحث آتا ہے جس کا ذکر ڈاکٹر مسعود اشرف صاحب نے بھی کیا ہے کہ اعضاء کے تبادلہ کی شکل میں ٹرانس پلانٹیشن (Organ Transplantation) میں انسانی اعضاء کب نکالے جائیں گے اگر کم سے کم ٹی شوز لائف اور سیلز لائف موجود ہے تب نکالے ہوئے اعضاء کام آئیں گے، اگر سلس بھی مرجاتے ہیں تو کام نہیں آئیں گے، اس لئے ایک وقفہ ضروری ہے، اس لئے موت کا حکم کب لگایا جائے گا، ہمارے یہاں کچھ اور مصیبتیں ہیں عدت کا حکم ہم کب لگائیں گے؟ وراثت کا حکم ہم کب جاری کریں گے؟ یہ ہمارے یہاں مسائل پیدا ہوتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ کچھ بہت زیادہ اہم نہیں ہے کہ زندگی کے بارے میں ہمارے ڈاکٹر صاحبان اس کا فیصلہ نہیں کرسکے کہ بچے میں کب جان آگئی اور کب جان نہیں آئی، ہمارے عزیز مولانا مصطفیٰ مفتاحی صاحب نے دیہاتوں اور جنگلوں اور پہاڑی علاقوں میں رہنے والوں کو ذکر کیا ہے ان کو شاید یہ پتہ نہیں کہ کتنے بڑے بڑے قبرستان ان کی خدمت سے آباد ہورہے ہیں، تو یہ بات ضرور غور کرنی چاہئے کہ یہ جہاں مسئلہ شریعت نے طبیب کا ذکر کیا وہاں مفتی کا بھی ذکر کیا ہے، چونکہ ایک علم الابدان ہے اور ایک علم الادیان ہے، علم الادیان میں بھی ایک نااہل شخص فتوی دینے پر اتر جائے، چاہے بہت حد تک صحیح فتوی دے دے، لیکن اس کا ننانوے فیصد صحیح فتوی دینا بھی متصور نہیں ہوگا اگر وہ نااہل ہے فتوی کا، میں سمجھتا ہوں اس طرح معالجہ کا مسئلہ بھی ہوسکتا ہے، اب رہا کہ جو ڈاکٹرس بازاروں میں گھوم رہے ہیں جہاں تک تعلق سرکاری اجازت نامہ کا ہے تو وہ بھی کسی نہ کسی طرح حاصل کر ہی لیتے ہیں، یہ ضروری نہیں کہ کسی میڈیکل کالج سے گریجویشن کرکے نکلے ہوں، بلکہ علاج ومعالجہ کی اجازت کے لئے تو بہت سارے قوانین سرکار کے ہیں جن سے وہ استفادہ کرتے رہتے ہیں اور اکثر وبیشتر یہ بھی

Marfat.com

ہوتا ہے کہ ہومیو پیتھک بورڈ اور فلاں بورڈ کو پیسہ دے کر اجازت نامہ لے آتے ہیں، ایسا بہت ہوتا ہے اور شاید یہ نئی بات نہیں ہے، ابھی ابھی مولانا مجھے کسی اور سلسلہ میں دکھلا رہے تھے تو ایسا لگتا ہے کہ کچھ پہلے بھی ایسا ہوا ہے، جہاں پر یہ بحث کی ہے ''حجر'' کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگوں کے نقصان کو دور کرنے کے لئے پابندی عائد کرنا ضروری ہو جاتا ہے، جیسے ''علی الطبيب الجاهل'' وہ شخص جو خود ساختہ ڈاکٹر اور حکیم بن جاتا ہے، جاہل یا لاپرواہ قسم کے مفتی صاحب ہیں ''والمكاری المفلس جاز فيها يروى عنه إذ هو دفع ضرر الأعلى بأدنى'' اس بحث میں جو شارح علامہ عینی نے لکھا ہے کہ خود ساختہ ڈاکٹر وطبیب اور حکیم سے کیا مراد ہے، ورنہ آپ تو جانتے ہیں کہ وراثت میں بھی یہ چیزیں ملتی ہیں، چنانچہ ایک حکیم صاحب کے صاحب زادہ نے اپنے ابا کے انتقال کے بعد بھی علاج جاری رکھا اور ثنائے مکی کا ایک پودا ان کے گھر میں تھا ایک دست کے مریض کو دیتے رہے اور مریض بار بار دوڑتا کہ حضرت بہت زیادہ دست بڑھ گیا ہے، انہوں نے کہا کوئی بات نہیں رگ رگ سے بیماری باہر آ رہی ہے اور جب اس کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ الحمدللہ اب تجھ کو یہ مرض نہیں ہو سکتا، تو خیر۔

وہ لکھتے ہیں، یہ لفظ فتوی کے سلسلہ میں بھی بہت اہم ہے اور علاج کے سلسلہ میں بھی، ''هو الذی يعالج الناس من الكتب'' جاہل طبیب سے مراد خود ساختہ وہ شخص ہے جو کتابوں کا مطالعہ کر کے علاج کرتا ہو، ''من غير مراجعة إلى المشائخ'' ماہرین سے مراجعت کے بغیر اور ان سے استفادہ کے بغیر، ظاہر ہے کہ کوئی علم وفن محض مطالعہ سے نہیں آ سکتا، صاحب کمال کی صحبت اور اس کے ساتھ تجربہ بے حد ضروری ہے ''ولا وقوف على خواص الكليات'' نہ وہ کلیات کی باریکیوں کو جانتا ہے ''ولا معرفة بطبائع الأدوية'' اور نہ دواؤں کی جو طبعی خصوصیات ہیں اور دواؤں کے ملنے سے جو مزاج بنتا ہے اور اس علاج میں کیا فرق پڑے گا؟ کیا اثرات پڑیں گے اس سے بھی نہیں واقف ہے ''ولا تشخيص الأمراض العارضة'' اور نہ تشخیص امراض عارضہ کر سکتا ہے، جملہ یہ سناتا ہے کہ ''أبناء هذا الزمان'' لگتا ہے کہ اس زمانہ

Marfat.com

میں حکومت کی پابندیاں تھیں آج کے دور کے لوگ "الذین یحتلون وظائف الحکمة" جو طبابت کی تجارتیں اور اس کے مناصب اور اس کے عہدے حاصل کر لیتے ہیں "ورثاستها بواسطة المال وإعانة الظلمة" ظالموں کی پیروی اور مال کی رشوت دے کر اپنے لئے عہدہ حاصل کر لیتے ہیں ان کو اس میں شمار کیا گیا ہے، تو کچھ پابندیاں تو تھیں بہر حال، اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسی پابندیاں ضروری ہیں عوام کی فلاح کے لئے اس کا استعمال ضروری ہے۔ان چند کلمات کے بعد اپنی بات ختم کرتا ہوں اور صاحب صدر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے ارشادات سے ہم لوگوں کو فائدہ پہنچائیں۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی (ترجمہ مولانا صدر الحسن ندوی)

مہمان گرامی نے "مجمع الفقہ الاسلامی" اور یہ یونیورسٹی جہاں یہ سمینار ہو رہا ہے دونوں اداروں کا شکریہ ادا کیا، پھر اس کے بعد مختلف موضوعات جو زیر بحث آئے ان میں سے بعض مسائل پر انہوں نے روشنی ڈالی، مرض موت کا مسئلہ جو ایڈز سے متعلق آیا تھا کہ اس پر مرض موت کا حکم لگایا جائے گا؟ تو انہوں نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ فقہاء کی صراحت ہے کہ ایک سال کے اندر اگر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے تو اس سلسلہ میں یہ کہا جائے گا کہ مرض الموت ہے، لیکن اگر وہ بیماری بہت دنوں تک جاری رہی تو اس پر مرض موت کا اطلاق نہیں ہوگا۔

اس بیماری سے عورت فسخ کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے بحث آئی ہے اس سلسلہ میں مہمان گرامی نے عرض کیا کہ چونکہ یہ مرض ابھی تک لاعلاج ہے، اس لئے فقہاء کرام نے اس سلسلہ میں یہ فتوی دیا کہ عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا، لیکن اگر کوئی ایسا زمانہ آتا ہے اور آئندہ اس بیماری کا کوئی علاج اطباء اپنے تجربات کی روشنی میں نکالتے ہیں تو اس وقت عورت کو جو فسخ کا حق دیا گیا تھا وہ حق نہیں دیا جائے گا۔

اسی طرح نفخ روح کے بارے میں مختلف سوالات آئے، جیسا کہ مولانا قاضی مجاہد

Marfat.com

الاسلام قاسمی زید مجدہم نے تفصیلی روشنی ڈالی، اس پر بحث کرتے ہوئے ہمارے مہمان گرامی نے یہ فرمایا کہ چار ماہ سے پہلے جو زندگی ہوتی ہے اس کو انہوں نے نباتات کی زندگی سے تشبیہ دی ہے اور پھر چار ماہ کے بعد جیسا کہ احادیث میں آتا ہے اور فقہاء کرام نے صراحت کی ہے اس کے بعد اس کی حیوانی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے، اس کے بعد انہوں نے دوسری بات یہ کہی کے فقہی عصبیت سے ہمیں پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر دوسرے ائمہ یا دوسرے فقہی مذاہب میں اگر اس سے متعلق کوئی جواب ملتا ہے تو ہمیں اس کے لینے میں اور اس پر عمل کرنے میں اپنی عصبیت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے، اسی طرح جہاں تک اسقاط کا مسئلہ تھا شیخ نے یہ فرمایا کہ مطلقا اسقاط کی اجازت ایڈز کے مسئلہ میں نہیں دینی چاہئے، ہاں استثنائی صورتوں میں اگر ضرورت ہو، ضرورت شدیدہ اور حاجت ہو تو استثنائی صورتوں میں اس کی اجازت دی جاسکتی ہے، ایک اہم بات انہوں نے فرمائی کہ فقہی جو آراء ہیں ائمہ کرام کی وہ ان کی آراء ہیں وہ شریعت نہیں ہے، اس لئے اس میں سختی برتنا اور ایک رائے سے یا ایک فقہی مذہب یا رائے سے عدول کرنا ہر حال میں صحیح نہ ہو یہ درست نہیں ہے، بلکہ ہمیں اگر ان مسائل کا حل دوسرے فقہی مذاہب میں ملتا ہے تو اس کی طرف عدول کرنا چاہئے پھر اس کے بعد دوبارہ انہوں نے اس ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کا اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ کے قول کی موجودگی میں صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے، اس لئے قانون سازی کے مسئلہ میں سب سے اہم چیز ہمارے سامنے یہ ہونی چاہئے کہ روح شریعت کیا ہے؟ فقہاء کے اقوال ہوں یا ان کی آراء ہوں جو کتابوں میں موجود ہیں ان کو بالکل نص کی طرح سمجھنا اور ان پر اصرار کرنا اچھی بات نہیں ہے، انہیں کلمات پر شیخ نے اپنی بات ختم کی۔

مباحثہ دوران تجویز

قاضی صاحب

آپ لوگ بتائیں کیا آپ لوگوں کو اس سے واسطہ پڑتا ہے؟

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب

عام طور پر ابھی علاج میں ایسی دوائیں ہیں جن کے بارے میں عوام کو معلوم نہیں کہ کہاں سے حاصل کی گئی، مثلاً ذیابیطیس کی بیماری ہے، اس کے لئے انسولین (Insulin) تین طرح کا آتا ہے، پورسائن (Porcine) جو خنزیر سے نکالا جاتا ہے، (Brovin) جو دوسرے جانوروں سے نکالا جاتا ہے اور ہیومن (Human) جو آدمی سے نکالا جاتا ہے، پورسائن انسولین جو خنزیر سے نکالا جاتا ہے وہ بہت عام ہے، استعمال ہوتا ہے، استعمال کرنے والے کو پتہ نہیں ہے کہ کہاں سے نکالا گیا وہ بے چارہ استعمال کر رہا ہے بہت ساری اور دوائیں ہیں جن میں کہ حرام اجزاء ہیں، لیکن اس مسئلہ کو چونکہ یہاں اٹھایا گیا ہے اس لحاظ سے ہم لوگوں نے ایک رائے دی اور عام ہو گیا ہے یہ علاج، اس لئے کچھ لوگوں نے اس کو مناسب قرار دیا کہ ہاں ٹھیک ہے ایسا ہو سکتا ہے۔

قاضی صاحب

میں صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی پریکٹس میں اس طرح کے سوالات سے دو چار ہوتے ہیں، منشیات اور شراب جیسی دیگر حرام چیزوں کی عادت کو چھوڑوانے کے لئے جزوی طور پر دوسری حرام چیزوں کو دے کر کیا آپ اس کو چھوڑواتے ہیں؟ آپ حضرات کے یہاں کیا ایسے واقعات پیش آتے ہیں؟ یہ میں نے پوچھا۔

ڈاکٹر صاحب

شراب کے چھوڑوانے کا یہ ایک طریقہ ہے ویسے بہت سارے طریقے ہیں شراب چھڑوانے کے لئے، کوئی ضروری نہیں ہے کہ کوئی ایک طریقہ آدمی پر کارآمد ہو جائے، ایک کارآمد نہیں ہوتا تو دوسرا، تو ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تھوڑے تھوڑے مقدار میں شراب دے کر عادت اس کی چھڑائی جاتی ہیں۔

Marfat.com

مولانا یعقوب اسماعیل منشی

ہمارے یہاں لندن میں شراب سے زیادہ منشیات اور ڈرگ ہے، اس کے علاج کے سلسلہ میں ڈاکٹروں کو سرکاری طور پر حکومتوں کی طرف سے بھی خاص طور سے، یعنی ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس کا علاج بہت آہستہ آہستہ طریقہ سے کیا جائے، اس کے لئے خاصا طویل عرصہ اس کو گذارنا پڑتا ہے تو اس لئے شراب سے زیادہ یہ منشیات اور ڈرگ کا جس کا اس وقت دنیا میں سلسلہ چل رہا ہے، خدا کرے کہ یہاں نہ آئے مگر وبا جب عام ہوتی ہے تو آدمی بچ نہیں سکتا تو اس بارے میں سوچا جاسکتا ہے۔

قاضی صاحب

بدقسمتی سے ڈرگس کی یہ بیماری ہمارے ملک میں بھی آچکی ہے، اور مزید بدقسمتی یہ ہے کہ بعض علاقوں میں مسلمان بچوں میں بھی آچکی ہے، ظاہر ہے کہ یہ انتہائی درجہ ہلاکت کی بات ہے ابھی جو سوال زیر بحث ہے اور جس میں جناب شمس پیرزادہ صاحب کا اختلاف نوٹ کیا گیا ہے اس مسئلہ کی نوعیت جو ہماری سمجھ میں بھی آتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان ڈاکٹر اس کے پاس منشیات، ڈرگس یا شراب جیسی حرام چیزوں کا ایک عادی مریض پیش ہوتا ہے اور اس کو حکمت عملی سے اس کے عادت کو چھڑانے کی کوئی ترکیب کرنی ہے، اس کا فن ہے، ظاہر ہے مسلمان ڈاکٹر ہے، اس لئے اولاً وہ یہ کوشش کرے گا کہ وہ کسی حرام شی کا ارتکاب کئے بغیر اس کی وہ عادت بد چھڑائے، مصیبت اس وقت کھڑی ہوتی ہے جب ایک مسلمان ڈاکٹر محسوس کرتا ہے کہ اس عادت بد کو دور کرنے کے لئے تدریجاً غالباً مقدار گھٹانے کی بات ہو آہستہ آہستہ ختم کرنے کے لئے اس کو وہ دوا دی جاتی رہے گی تو کیا اس مسلمان ڈاکٹر کے لئے ایسا تجویز کرنا مناسب ہوگا یا نہیں؟ یا ایسا مشورہ دینے پر وہ گنہگار ہوگا، بحث کو صرف اتنا رکھنا چاہئے، یہ ضروری بھی نہیں ہے کہ یہ تجویز ہو ہی، لیکن اگر ہے تو اس کا حل سوچنا چاہئے۔

Marfat.com

مولانا شمس پیرزادہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسا کہ مجھے ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ ایسے شخص کا علاج جو کیا جاتا ہے وہ دوسرے طریقہ پر، یعنی اس کو شراب نہیں پلائی جاتی، بلکہ وہ شراب پی کر آیا ہے اور اس کا وہ عادی ہے اور ڈاکٹر کے پاس آیا، کوئی نہ کوئی تو اس کی شکایت ہوئی ہے، تو ڈاکٹر کرتا یہ ہے کہ گولی ایسی دیتا ہے کہ جس سے اس کو قے ہونے لگتی ہے اور اس کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ تم نے جو شراب پی ہے اس کے یہ اثرات ونتائج ہیں، لہذا تم شراب چھوڑ دو، یہ اس قدر مہلک ہے تو شراب اس کو پلائی نہیں جاتی، بلکہ گولی دی جاتی ہے اور گولی گویا علاج کے طور پر دی جارہی ہے، لیکن ڈاکٹر یہ باور کراتا ہے کہ یہی صورت بہت مناسب ہے، یہ ایک نفسیاتی علاج ہے اور اس میں حرام چیز استعمال کرنے کا سوال بھی نہیں ہے اور اس کے استعمال میں حرج نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ اگر شراب دے کر ہم اس کو چھڑانا چاہتے ہیں تو شریعت نے کب ہم کو اس کا مکلف کیا ہے کہ ایک حرام چیز کی عادت چھڑانے کے لئے ہم حرام چیز خرید کر اس کو پلائیں، شریعت نے تو اس کے لئے کوڑے تجویز کئے ہیں اور اگر کوڑے ہم اس پر نہیں لگا سکتے تو تزکیہ، نصیحت جیسے طریقے اختیار کئے جائیں گے، حرام چیز کے استعمال کے بارے میں حدیث شریف ہے: "ما جعل الله شفاء أمتي في ما حرم" (اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفا اس میں نہیں رکھی ہے جو چیز حرام کی گئی ہے سوائے اس کے کہ بالکل اضطرار کی بات ہو) جس میں خنزیر کھانا جائز ہے تو ٹھیک ہے، حرام اشیاء کا استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن یہاں کوئی اضطرار کی بات نہیں ہے، یہ عادت چھوڑنے کی بات ہے، یہ سب احتمال کی باتیں ہیں، لہذا اس کے لئے شراب خریدنا اس کو پلانا جائز نہیں ہوسکتا، میرے نزدیک۔

ڈاکٹر صاحب

اس میں سے ایک میں نے بھی بتایا اور ایک ابھی بتایا گیا، چونکہ سوال میں یہ بات

Marfat.com

صاف طور پر ہے کہ دوسرے سارے طریقے جب فیل ہو جائیں اس کے بعد ہم اس بات کی رائے دیتے ہیں یا ہم جو اسٹیپ (Step) لیتے ہیں وہ سارے طریقے فیل ہونے کے بعد ایسا لیتے ہیں جب کوئی گنجائش ہمارے پاس نہیں ہوتی تو اب ہم کیا کریں، چلو یہ آزمائیں پہلے ہم علاج کی شروعات یہاں سے نہیں کرتے، پہلے تو نفسیاتی ڈاکٹر کرتا ہے، جس میں کوئی دوا بھی نہیں دی جاتی صرف سمجھانے بجھانے کی بات کی جاتی ہے، اس سے آدھے گھنٹہ ایک گھنٹہ ڈاکٹر باتیں کرتا اور سمجھاتا ہے اس کو روزانہ ہفتہ میں بلا بلا کے اس سے کامیاب نہیں ہوتا ہے، تب دواؤں کا اسٹیپ لیتا ہے، جب دوائیں کامیاب نہیں ہوتی تب جا کر کچھ ایسی کوئی تدبیر کی جاتی ہے، اچھا چلو بھائی جب یہ بالکل ہی نہیں مان رہا ہے، کوئی طریقہ کامیاب نہیں ہو رہا ہے اس کے اوپر، تو جس چیز کا یہ عادی ہے اسی کو تھوڑی تھوڑی مقدار میں کسی طرح گھٹاتے گھٹاتے بہت دنوں میں کامیابی ملتی ہے، لیکن آخری درجہ میں، شروع میں نہیں۔

قاضی صاحب

تو صورت مسئلہ یہ طے پائی کہ دیگر طریقہ علاج ناکام ہو چکا ہے، اب ایک مسلمان ڈاکٹر جو ماہر بھی ہے اپنے فن کا وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کو تدریجا چھڑانے کا یہ راستہ اختیار کرنا چاہئے، تو یہ مریض کو مشورہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ حضرات رائے دیجئے، پوری جو تفصیل پڑھی میں نے سوال میں اس سوال کی روشنی میں اگر دیگر تمام طرق جو ڈاکٹر کی نگاہ میں علاج کے لئے ضروری ہیں وہ ناکام ہو گئے تو کیا تدریج کے ساتھ اس علاج پر وہ مشورہ کسی مریض کو ڈاکٹر دے سکتا ہے یا نہیں؟ تو یہ ڈاکٹر کا مسئلہ ہے کہ وہ یہ مشورہ دے کر گنہگار تو نہیں ہوگا، صرف اتنی سی بات ہے اس پر آپ حضرات غور کر لیں۔

مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری

مختلف طریقہ علاج ہیں، یعنی ایلو پیتھ کا کچھ الگ طریقہ ہے، ہومیو پیتھ کا کچھ الگ

Marfat.com

طریقہ ہے، طبی علاج کچھ اور ہوتا ہے اور تو اس موقع پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی ایک ڈاکٹر سے پوچھنے سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی، میں نے خود یہ شراب میں کچھ اور دوا ملانے والا طریقہ قدیم طبی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ایسی بھی دوائیں ہوتی ہیں جو شراب میں ملا کر پلادی جائیں تو مریض کو نفرت ہو جاتی ہے، شراب سے اب جو بھی ہوتا ہو بہر حال لکھنے والوں نے پہلے لکھا ہے اس لئے اس کی نفی نہیں کی جاسکتی۔

قاضی صاحب

آپ بحیثیت مفتی یہ رائے دے دیجئے کہ اس صورت میں وہ ڈاکٹر جس نے یہ رائے دی وہ معذور تصور کیا جائے گا یا گنہگار ہوگا۔

مفتی عزیز الرحمٰن

میں اسی طرف آ رہا تھا کہ ایک علاج بالمثل بھی ہوتا ہے تو یہ شراب کے سلسلہ میں کہا جا رہا ہے تو علاج بالمثل کو تسلیم کیا گیا ہے تو کیا یہ اس میں شمار نہیں ہوسکتا، اس شرط کے ساتھ جو سوال میں مذکور ہے کہ اگر اس قید کا لحاظ رہے تو جائز ہے اور کوئی علاج نہ ہو تو جان بچانے کے لئے ضروری بھی سمجھوں گا اگر یہ طریقہ یقینی ہو، حضرت تھانویؒ نے بھی تیقن شفاء کے وقت تداوی بالمحرم کو جائز بتایا ہے۔

مفتی شبیر احمد صاحب

یہ جو بتدریج شراب کی عادت کو ختم کرنے کے لئے اس کی مقدار کو کم کرنے کا سلسلہ بتایا گیا ہے، یہ شراب پلانا نہیں ہے، بلکہ شراب کو کم کرنے کا سلسلہ بتایا گیا ہے، ترغیب دینا نہیں، بلکہ بتدریج اس کو کم کرنا ہے، پلانا نہیں ہے، اس لئے پلانے کا جو گناہ ہوتا ہے شاید اس دائرہ میں یہ نہیں آتا۔

Marfat.com

کوئی صاحب

ایک عامی کی حیثیت سے ایک سوال ہے کہ شراب چھڑانے کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ حرام ہے مسلمان کے لئے اجازت ہونی چاہئے، دوسری چیز یہ ہوسکتی ہے کہ مضرنہیں ہے اگر آپ نے حرام کو چھڑانے کے لئے حرام کا استعمال کیا تو وہ جائز کیسے ہوجائے گا، علماء کو اچھی طرح سے اس پر غور کر لینا چاہئے، اس لئے جو دوسری شق ہے اس میں کچھ نکلتا ہو۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی

صورت مسئلہ کے سلسلہ میں جو بات کہی گئی ہے وہ درست معلوم ہوتی ہے، دو چیزوں سے اس کا ثبوت فراہم کیا جاسکتا ہے، دین میں جھوٹ بولنا منع ہے، سخت ترین گناہ ہے، لیکن حدیث میں صراحۃ کہا گیا ہے کہ بیوی اور شوہر کے درمیان جھگڑا چھڑانے کے مقصد سے یا صلح کرانے کے مقصد سے اگر کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو جائز ہے، بلکہ پسندیدہ ہے، اسی طرح سے قرض لینا بہت بری بات ہے، لیکن آدمی نزاعات کے فیصلہ کے سلسلہ میں اگر مقروض ہوجاتا ہے تو زکوۃ کے مد سے اس کے قرضہ ادا کرنے کی قرآن نے صراحت کی ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صالح مقصد سے اگر خلاف واقعہ بات کہی جاسکتی ہے، تو اس صورت میں جائز کے آگے اس کو مستحسن بھی کہا جاسکتا ہے، یہ بات اس صورت میں ہے جب کہ اس کو دوا کے ذریعہ سے گویا شراب پینے سے روکا جائے اور یہ ظاہر نہ کیا جائے کہ اس کو دوا پلائی جارہی ہے اگر یہ صورت کامیاب نہیں ہوتی تو بدرجہ مجبوری شراب کی مقدار کو کم کرنے کے ذریعہ سے شراب کی عادت چھڑائی جاسکتی ہے تو اس کے حق میں بھی حضرت تھانویؒ کا مشہور واقعہ موجود ہے کہ ان سے ایک صاحب نے یہ کہا کہ حضرت آپ مجھے یہ نہ بتائیں کہ شراب پینا منع ہے، میں خود جانتا ہوں، لیکن میں شراب چھوڑ نہیں سکتا تو جہاں تک میں نے پڑھا ہے اور سنا ہے وہ یہی ہے کہ حضرت نے اس کو بالکلیہ منع کرنے کے بجائے یہ کہا کہ تم روزانہ اپنے شراب میں ایک قطرہ پانی ملاتے جاؤ،

Marfat.com

اور اگلے دن دو قطرہ ملا دو، تین قطرہ ملا دو، اسی طرح اس کی شراب چھوٹ گئی، یہ دونوں ہی صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں، اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا ہے۔

قاضی صاحب

کیا ایسی کوئی حدیث ہے آپ لوگوں کی یادداشت میں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ حضرت میں جھوٹ بولتا ہوں، میں زنا میں مبتلا ہوں، میں شراب پیتا ہوں، آپ کے کہنے پر میں کوئی ایک چیز چھوڑ سکتا ہوں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو، پھر آگے تفصیلات ہیں، ایسی کوئی حدیث ہے آپ لوگوں کی یادداشت میں تو بتائیے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا اچھا جھوٹ بولنا چھوڑ دو، وہ ایمان لے آیا، اور اس کے بعد اللہ نے ایمان کے نتیجہ میں اس میں حیا پیدا کی، وہ شراب کے قریب گیا تو اس کو حیا آئی کہ جب حضور ﷺ کے سامنے معاملہ آیا تو کیسے کہوں گا کہ شراب پی کر آیا ہوں، وہی شخص جو آج جرأت سے کہہ رہا ہے، ایمان کے بعد اور پھر حضور کے پاس آکر تائب ہوا، ایسی کوئی تدریج آپ لوگوں کے ذہن میں آرہی ہے۔

مولانا سعود عالم قاسمی

اس سلسلہ میں اس مشہور روایت سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اسلام پہلے تدریجی طور پر آیا اور اس میں پہلے عبادات پھر یہ، اور پہلے شراب کی برائی بیان کی گئی پھر یہ کہا گیا کہ اس میں برائی ہے اور لوگوں کے لئے منافع ہیں، پھر لوگوں سے یہ کہا گیا کہ نماز کے وقت میں شراب ترک کرو، پھر فائنلی شراب کو روک دیا گیا، تو حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث تدریج کے سلسلہ میں آئی ہے کہ اسلام نے جو شراب سے روکا یکبارگی نہیں روکا، پہلی مرتبہ میں نہیں کہا "لا تقربوا الصلاۃ وأنتم سکاری" بلکہ پہلے اس کا مضر پہلو اور منفی پہلو بتایا، اور مثبت پہلو بھی بتایا تو اس مسئلہ میں کیوں نہ ہم اس بنیادی حدیث سے جو ہمارے اسلام کے اندر

Marfat.com

اور شریعت کے اندر بنیادی حیثیت رکھتی ہے، فائدہ اٹھائیں۔

قاضی صاحب

ایک تو کسی بیماری کے چھڑانے کی حکمت ہے جو آنحضور ﷺ نے اختیار فرمائی، وہ حدیث ذکر کی گئی اور علماء نے بتایا کہ ایسی حدیث ہے، اور دوسری طرف حرمت خمر میں خود بخود تدریج رہی ہے جس کا تذکرہ مولانا سعود عالم قاسمی نے کیا اور کہا کہ اگر علاج از خمر میں اس حدیث کو اطباء ملحوظ رکھتے ہیں تو کیا ان دونوں چیزوں سے ہمارے لئے یہ نظیر نہیں ملتی کہ اگر کوئی اور راستہ موجود نہ ہو اس مرض کے چھڑانے کا، اگر ایک مسلمان ڈاکٹر یہ سمجھتا ہے کہ اس طرح اس کا یہ عیب اور یہ مرض دور ہو جائے گا تو اس کے لئے اس کا اختیار کرنا جائز ہو۔

مفتی شبیر احمد

''تذکرۃ الرشید'' میں حضرت گنگوہیؒ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مرید کو بھنگ میں سے تھوڑی تھوڑی کم کرنے کی اجازت دی تھی کہ روزانہ دو آنہ یا پچیس پیسہ کم کر دیا کرو، پھر اس نے جا کر چھوڑ دی بالکلیہ، وہ الگ مسئلہ ہے، لیکن حضرت گنگوہیؒ نے اجازت دی تھی بتدریج کم کرنے کی۔

قاضی صاحب

بہر حال یہ مانئے کہ ہمارے بزرگوں کی ایک حکمت ہے اس طرح کی برائیوں کے مٹانے کی، آپ اس سوال میں فتوی دیجئے، آپ حضرات سے فتوی چاہتا ہوں، ہاں یا نہیں کا فتوی دیجئے۔

مولانا ابو بکر

میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر ڈاکٹر پلانے کا مشورہ نہیں دے رہا ہے، بلکہ وہ چھوڑنے

Marfat.com

کا مشورہ دے رہا ہے، لیکن وہ کسی طرح سے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے، وہ کہتا ہے ہم پییں گے تو ڈاکٹر ان کے گھر والوں کو مشورہ دے کہ جب وہ گھر میں شراب خرید کر رکھے تو وہ قے والی دوا ملا دیں۔

قاضی صاحب

ڈاکٹر ہمارے مشورہ کا محتاج نہیں ہے، وہ تو دے گا، آپ یہ بتائیے کہ ڈاکٹر اگر بتدریج طریقہ علاج اختیار کرتا ہے تو وہ معذور ہوگا یا بے چارہ اللہ تعالی کے یہاں پکڑا جائے گا۔

مولانا امداد اللہ

یہ بہتر نظر آتا ہے کہ اس مسئلہ کو ہم جائز قرار دینے کے بجائے طبیب کی حکمت پر چھوڑ دیں، یہ کہہ دیں کہ طبیب اپنی حکمت عملی سے جو معاملہ کرے، شرعاً اسے جائز قرار نہ دیں تو بہتر ہے۔

مفتی شبیر احمد

اگر طبیب شراب چھوڑنے کے لئے طریقہ اختیار کرتا ہے تو ایسی صورت میں طبیب گنہگار نہیں ہوگا اور یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہوگا۔

مولانا عتیق احمد قاسمی

اصل میں اس مسئلہ میں ظاہر بات یہ ہے کہ شراب پلانا مقصد نہیں اور تمام ذرائع اس کو چھڑانے کے ناکام ہو چکے ہیں، اس صورت میں سوال کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر کے لئے اس طریقہ علاج کا اپنانا کیسا ہے؟ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے فقہاء کے یہاں محرمات سے تداوی کا مسئلہ زیر بحث ہے اور ایک بڑی تعداد اس کی اجازت دیتی ہے، یہاں صورت حال یہ ہے کہ اور

Marfat.com

سارے علاج ناکام ہو چکے ہیں، اور ڈاکٹر کی رائے میں جو ماہر اور واقف بھی ہے اس کے لئے صرف یہی طریقہ علاج بچا ہے، اس لئے میرے خیال میں اس کو تداوی بالمحرم کے دائرہ میں لائیں اور ہے تو بھی اس کی اجازت ہوگی، اور اس صورتحال میں ڈاکٹر گنہگار نہیں ہوگا۔

مفتی حبیب اللہ قاسمی

میں مولانا عتیق احمد قاسمی صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ بھی تداوی بالمحرم کے قبیل سے ہے، لہذا طبیب حاذق مسلم متدین اگر یہ رائے دیتا ہے تو اس کو گنہگار نہ قرار دیا جائے۔

مفتی شبیر احمد

ان حضرات نے جو رائے پیش کی ہے اس رائے سے ہمیں اتفاق نہیں، یہ جائز ہے لیکن تداوی بالمحرم کی رائے میں داخل نہیں، اس کو چھڑانے کا ایک طریقہ ہے یہ تداوی بالمحرم نہیں، ہمارے اکابر کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔

قاضی صاحب

بہت سا طریقہ رہا ہے، لیکن بہر حال اس کا صاف مطلب تو یہی ہے کہ ایک بیماری اس کو شراب پینے کی لگ گئی، اس کو آپ روزانہ قلیل مقدار میں گویا شراب کی اجازت دیتے ہیں جو حرام ہے، اور اس کی مقدار جو قلیل ہے وہی اس کا دراصل علاج ہے یا اس میں کوئی اور چیز خلط کرتے ہیں تو ایک حرام شئی کا ارتکاب بہر حال ہے، دونوں طرح کی چیزیں موجود ہیں، ایک روایت ہے جس کو ہمارے شمس پیرزادہ صاحب نے پڑھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حرام میں شفا نہیں رکھی، دوسری طرف یہ بات بھی ہے کہ حضور ﷺ نے اونٹ کے پیشاب پینے کی اجازت دی ہے اور بلکہ بھیجا ہے لوگوں کو کہ جاؤ تم اس کو پی کر اپنے فلاں مرض کا علاج کرو

Marfat.com

اوران دونوں طرح کی سبھی روایتوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا گیا ہے، فیصلہ میں جو کیفیت ہے اس میں چند شرائط بہرحال ضروری ہیں، اگر کوئی متبادل موجود نہ ہو، سب سے بڑی بنیادی شرط یہ ہے کہ اگر کوئی متبادل موجود نہ ہو اور کوئی معتبر مسلمان متدین ڈاکٹر یہ محسوس کرتا ہے کہ سوائے اس کے کوئی علاج کا راستہ موجود نہیں ہے تو اس صورت میں وہ بقدر ضرورت اس کا استعمال کرا کر اس کا علاج کرسکتا ہے، عام طور پر حضرت تھانویؒ کی ساری بحثوں میں اور فقہاء کی دوسری کتابوں میں یہ بحث موجود ہے، یہاں تو میں نے مسئلہ کو بہت محدود کیا تھا، مگر بہت مشکل ہے کہ میرے بار بار کہنے کے باوجود میرے سوال کی حد تک محدود نہیں رہے کہ ایک مسلم ڈاکٹر آپ سے یہ پوچھتا ہے کہ میں اس صورت حال میں مبتلا ہوں، ایک مریض میرے پاس ایسا ہے کہ تمام طرق علاج استعمال کر چکا اب اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ میں اس تدریجی عمل کے ذریعہ اس عادت کو اس سے چھڑادوں، تو یا تو اجازت دیجئے کہ وہ بھر پیٹ شراب پیتا رہے ایک راستہ، دوسری شکل یہ ہے کہ اس کو بھر پیٹ شراب کے بجائے اس کو آہستہ آہستہ کم کرتے کرتے اس کو اس لائق بنادیا جائے اور اللہ تعالیٰ وہ دن لائے کہ وہ پورے طور پر اچھا ہو جائے تو یہ اتنی اجازت دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ میں یہ چاہتا تھا کہ اس پر اتفاق رائے ہوتی تو زیادہ اچھا تھا۔

مفتی شبیر احمد

یہ شراب پلانا بہرحال حرام ہے، لیکن اس امر حرام کے اختیار کرنے میں ڈاکٹر مجبور نہیں ہے، بلکہ مریض مجبور ہے، اس لئے ڈاکٹر کے لئے یہ تو جائز ہوگا کہ وہ علاج کے طور پر کم کرتا جائے وہ گویا کہ پلانا نہیں ہے، کم کرنا ہے۔

مولوی سعید الرحمٰن

ایک درخواست یہ ہے کہ فقہ کا ضابطہ ہے "إذا ابتليت ببليتين فليختر اهونهما" اس لئے اگر اس کو اجازت دی جائے کہ تم مستقل شراب پیتے رہو تو اہون نہیں، بلکہ

Marfat.com

اس کی ہمت افزائی ہوگی، اور اگر بتدریج چھڑا دیا جائے تو اس ضابطہ کے تحت کیا حرج ہے؟ اس میں میں سمجھتا ہوں کہ اس ضابطہ کے تحت کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا۔

قاضی صاحب

تو ٹھیک ہے آپ اس کو اس عبارت کے ساتھ لکھیں گے جو سوال میں مذکور ہے، اس صورت حال میں جب کہ کوئی متبادل موجود نہ ہو ڈاکٹر کا ایسے علاج کے لئے مریض کو مشورہ دینا، اس سلسلہ میں ڈاکٹر گنہگار نہیں ہوگا، وہ معذور سمجھا جائے گا۔

کوئی صاحب

اس سلسلے میں مجھے عرض کرنا ہے، جس حدیث کے بارے میں شمس پیرزادہ صاحب نے کہا اس کے متعلق مجھے عرض کرنا ہے کہ وہ ایسے موقع کے لئے کہی گئی ہے جب کہ اس کے ذریعہ علاج ہو رہا ہے، یہاں اس کے ذریعہ علاج نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس میں وہ پہلے سے مبتلا ہے، اس میں رفتہ رفتہ بتدریج کمی کی جارہی ہے، اس لئے اس حدیث کو اس موقع کے لئے میرے خیال میں استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

قاضی صاحب

بہر حال اب مسئلہ پر بحث نہیں کریں گے، بات ختم کر کے آگے بڑھنا چاہئے۔

ایڈز کے ایک طرف سے دوسری طرف منتقلی میں جنسی تعلق کو بہت بڑا دخل ہے، بلکہ یہ لایا بھی جاتا ہے، دراصل اس طرح وہ لوگ جو مختلف عورتوں کے پاس جاتے ہیں، یا ہم جنسیوں کا ارتکاب کرتے ہیں وہ اس مرض کو پیدا کرتے ہیں اور وہ اپنے ذریعہ جگہ جگہ ٹرانسفر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ حفاظت کرے اس امت کی اور انسانوں کی، کتنا بڑا عذاب ہے یہ، ایسی صورت میں ایک عورت کو اس بات پر مجبور کرنا کہ تم اس مرد کے ساتھ صبر کے ساتھ رہو، یہ بات صحیح نہیں ہوگی، صرف "مجمع الفقہ الاسلامی" نے اس کو ملتوی کیا ہے اور چونکہ بعض اطباء نے اس پر بحث کی کہ کیا

Marfat.com

ایسے کچھ امکانات ہیں؟ کچھ سوالات انہوں نے مزید ڈاکٹروں سے کیے ہیں، اس کے بعد وہ آگے فیصلہ کریں گے، اور دیگر مسائل پر یہ فیصلہ ان کا ہو چکا ہے، اور میں سمجھتا ہوں یہ ایک بین الاقوامی رائے ہے تمام مسالک کے علماء کی، اس کو ہم لوگوں کو بھی قبول کرنا چاہئے باتفاق رائے۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی

اس سے اختلاف ہے۔

قاضی صاحب

ایسا ہے کہ یہ لوگ مانتے ہیں کہ ایڈز میں مرض کا انتقال عام معاشرت سے نہیں ہوتا، ساتھ رہنے، ملنے، بیٹھنے، چھونے، چھلانے ان چیزوں سے نہیں ہوتا، صرف اتنا ہے کہ یا تو جنسی تعلق سے ہوتا ہے یا پھر ایک کا خون دوسرے کے اندر داخل ہوجائے جیسے خون جب چڑھایا جائے ایک کالے کر مریض کو، یا پھر جیسے استرے والی بات جیسا میں نے عرض کیا تھا، شاید یہ چیزیں انتقال مرض کا باعث بنتی ہیں، عام معاشرت میں یہ چیز نہیں ہے، تو اس لئے عام طور پر اسکولوں میں ایڈز زدہ بچوں کا آنا جانا پڑھنا لکھنا منع نہیں کیا جاسکتا، اب رہا وہ احتمال کہ شاید کسی کا سر پھوٹ جائے، یہ ذرا سا احتمال بعید ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اس کی بنیاد نہیں رکھنی چاہئے، اور بہر حال یہ مزید بہت دور کی بات ہے، اس پر ابھی ہم فتوی نہ دیں تو اچھا ہے، کوئی بھی رائے ہاں یا نہیں کی کہ صاحب بہت بڑی تعداد ان کی بڑھ گئی تو ان کے لئے الگ کوئی گھر بنایا جائے، یوں بھی بہت بڑا مسئلہ پیدا ہوجائے گا معصوم بچوں کے لئے، اس لئے میرا خیال ہے کہ اس حصہ کو ختم کر کے ساکت رہا جائے، بس آخری حصہ نکال دیا جائے۔

یہ حکومت جانے، ہمارے نزدیک یہ موجب تعزیر ہے کہ نہیں؟ اس پر غور کرلیں، جب کہ اس کے ظلم کی نوعیت کے ساتھ، ان حضرات نے جو وہاں طے کیا ہے وہ تو خیر اس سے بہت آگے کی بات ہے، وہ کہتے ہیں کہ پورے معاشرہ کو متاثر کرنے کے لئے ایسی کوئی صورت کی

Marfat.com

جائے اور آج کے دور میں دنیا میں کوئی بعید نہیں، جبکہ جراثیمی جنگ کا زمانہ ہے، اور آپ کو معلوم ہے کہ مختلف قسم کے جراثیم بھی ملکوں میں اس لئے چھوڑے جاتے ہیں کہ اس ملک کی آبادی ان امراض سے متاثر ہو کر معذور اور مفلوج ہو جائے، بلکہ یہ خود منشیات کو پھیلانے کی ایک بہت بڑی سازش ہے کہ نوجوان اور قوی نسل اس کے عادی ہو کر اس کی تمام قوتیں مفقود ہو جائیں، تو ایسی صورتوں کو وہاں ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کی بحث میں اور جو آیت ہے ڈاکہ زنی وغیرہ سے متعلق اس آیت کے تحت اس کا حکم نکالا ہے ان لوگوں نے، میں نہیں سمجھتا کہ اس حد تک جانے کی ابھی ہم کو ضرورت ہے، جس حد تک یہ آ گیا مسئلہ کہ موجب تعزیر اس عمل کو مانا جانا چاہئے اگر عمداً وہ سماج اور معاشرہ اور کسی فرد کے ساتھ یہ حرکت کرتا ہے چاہے ذاتی عداوت اور دشمنی میں کرے کہ میں تو مر ہی رہا ہوں تو بھی مر جا۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی

اس پر عرض کرنا ہے کہ یہ تو تعزیر نہیں ہو سکتی، تعزیر تو مسلمان معاشرہ کر ہی نہیں سکتا، اس کے لئے تو اقتدار کی ضرورت ہے، اس لئے یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں، یہ اضافہ کیا جانا چاہئے میری رائے میں کہ نظام وقت کے تعاون سے اس کو اس کی اس پاداش میں اس سزا تک پہنچایا جائے، ایسا کچھ اضافہ ہونا چاہئے۔

قاضی صاحب

ایسا ہے مولانا سلطان صاحب اس میں آپ صرف اتنا لکھئے کہ یہ امر موجب تعزیر ہے، ہم کو اس سے کوئی بحث نہیں، تعزیرات تو ہم کر نہیں سکتے ہندوستان کے حالات میں، لیکن آپ کے یہ فیصلے دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی پڑھے جاتے ہیں، جیسا میں نے کل بتایا اس کا ریفرنس بھی دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

مولانا سلطان احمد اصلاحی

تو پھر سزا کا مطلب کیا ہوگا، سزا کا مطلب وہی ہوگا جو بنگلہ دیش میں علماء کرام کرتے ہیں کہ وہ سنگ سار کردیتے ہیں اور ان کو کوڑے لگا دیتے ہیں، سزا کا مطلب تو یہی ہوگا کہ معاشرہ کو اختیار ہوگا وہ اس کو سزا دے دے، یہ چیز بہت ہی پریشان کن ہوگی۔

قاضی صاحب

میں سمجھتا ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے، اگر کوئی کہیں پر کچھ کردے تو اس عمل سے مثلاً کیرالا کی ایک خبر کو میڈیا نے بہت مشہور کردیا، پتہ نہیں اس کی حقیقت کیا ہے، اس بحث میں نہیں جانا ہمیں، ہمیں تو ایک حکم شرعی بتانا ہے کہ یہ عمل موجب تعزیر ہے، ہم روز کتاب میں ''کتاب الحدود والقصاص والتعزیرات'' پڑھاتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم علی گڑھ میں کسی کو رجم کررہے ہیں، اور دہلی میں بیٹھ کر کسی سے قصاص لے رہے ہیں یا کسی پر کوڑے برسا رہے ہیں، یہ عمل موجب تعزیر ہے یا نہیں؟ صرف اتنی سی بحث ہے، مولانا یہاں پیشہ طبابت میں طبی اخلاقیات کی بات ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

اطباء کے لئے

مجوزہ

اسلامی ضابطۂ اخلاق

اسلامک فقہ اکیڈمی کے آٹھویں فقہی سمینار منعقدہ مؤرخہ ۲۲ تا ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء بمقام ''مسلم یونیورسٹی علی گڑھ'' میں اطباء کے لئے اسلامی نقطہ نظر سے ضابطہ اخلاق مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تشکیل دی گئی تھی:

جناب ڈاکٹر مسعود اشرف صاحب
جناب ڈاکٹر امان اللہ خان صاحب
جناب ڈاکٹر یوسف امین صاحب
جناب ڈاکٹر سعود عالم قاسمی صاحب
جناب ڈاکٹر ظل الرحمٰن صاحب
جناب ڈاکٹر عبد القادر صاحب
جناب مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحب

اس کمیٹی نے متعدد میٹنگوں کے بعد مندرجہ ذیل تجاویز مرتب کیں، جو ذیل میں ہیں:

پیشہ طب اعلی اور اشرف پیشوں میں سے ہے، انسانوں کے کام آنا، ان کی پریشانی دور کرنا، ان کی حاجت روائی کرنا اور ان کے دکھ درد میں سہارا بننا، ایسی اعلی انسانی قدریں ہیں جنھیں ہر زمانے میں اور ہر مذہب میں بنظر تحسین دیکھا گیا ہے، اسلام نے ان قدروں کا نسبتا زیادہ لحاظ کیا ہے، ایک طبیب سے بجا طور پر توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پیشہ میں ان انسانی قدروں کو ملحوظ رکھے گا۔

Marfat.com

زمانہ قدیم میں یونانی طبیب بقراط نے ایک حلف نامہ تیار کیا تھا جو پیشہ طب سے متعلق بعض اخلاقیات پر مشتمل تھا، وہ اپنے شاگردوں سے ان اخلاقیات کا حلف لیتا تھا اور ان سے عہد کرواتا تھا کہ وہ انہیں اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں ہمیشہ برتیں گے، اس حلف نامہ کو ''حلف نامہ بقراط'' کے نام سے شہرت حاصل ہوئی، مسلم اطباء نے اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اس میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بعض اخلاقیات کا اضافہ کیا۔

پیشہ طب ایک جانب ایک اعلیٰ انسانی خدمت ہے تو دوسری جانب اسلامی نقطہ نظر سے بھی باعث اجر وثواب کا کام ہے، اسلام نے زندگی کے دیگر میدانوں کی طرح اس میدان میں بھی کچھ حدود اور آداب بتائے ہیں، مسلم اطباء کو انہیں ملحوظ رکھنا چاہئے، اس طرح ایک طرف وہ انسانوں کی جانب سے عزت واحترام کے مستحق ہوں گے تو دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اجر وثواب سے بھی بہرہ ور ہوں گے۔

اس سلسلہ میں کچھ طبی اخلاقیات کا آئندہ سطور میں تذکرہ کیا جارہا ہے:

۱- طبیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ فن طب سے کما حقہ واقفیت رکھتا ہو، اللہ کے رسول ﷺ نے بغیر جانکاری کے علاج ومعالجہ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ فرمایا: ''جس شخص نے طب سے واقفیت کے بغیر علاج کیا تو وہ کسی بھی نقصان کا ضامن ہوگا'' (ابوداؤد)۔

خاص طور پر وہ جس مرض کا علاج کرنا چاہتا ہے اس کی حقیقت اور مریض کے مزاج کو اچھی طرح سمجھ کر ہی علاج شروع کرے، اکثر علاج میں غلطی اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ طبیب مرض کو سمجھے بغیر علاج شروع کردیتا ہے۔

۲- طبیب کو چاہئے کہ مریض کے راز کی حفاظت کرے، راز کی حفاظت آداب اور اخلاقیات میں سے ہے جنہیں اسلام نے عام زندگی میں برتنے اور ان کی پاسداری کرنے کا حکم دیا ہے، حدیث میں ہے:

''جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی

Marfat.com

کرے گا'' (بخاری ومسلم)۔

''جس سے مشورہ لیا جائے اسے امانت دار ہونا چاہئے'' (ابوداؤد)۔

طبیب کا کام معاملہ کی تحقیق وتفتیش اور محاکمہ نہیں، بلکہ اس کی بنیادی ذمہ داری صرف علاج ومعالجہ کی ہے۔

البتہ بعض مواقع پر افشاء راز کی نہ صرف اجازت ہے، بلکہ وہ ضروری ہوجاتا ہے، اس سلسلہ میں بنیادی اصول یہ ہے کہ جب راز کو چھپانے سے کوئی فساد لازم ہو یا اجتماعی مفاد متاثر ہورہا ہو تو اس وقت اس کا افشاء طبی اخلاقیات کے منافی نہیں، مثلاً

☆ ڈرائیور کی نگاہ کمزور ہے یا وہ نشہ کا عادی ہے تو طبیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ دریافت کرنے پر متعلقہ محکمہ کو خبر کردے۔

☆ کسی شخص کے رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے اور وہ کسی مرض یا عیب میں مبتلا ہے جس سے مطلع ہونے پر مخطوبہ عورت اس سے نکاح پر راضی نہ ہوگی، ایسی صورت میں اگر عورت یا اس کا ولی طبیب سے ملاقات کر کے رشتہ نکاح کے حوالے سے مریض کی صحیح صورتحال معلوم کرے تو طبیب کے لئے صحیح صورتحال بتادینا ضروری ہے، لیکن اگر وہ لوگ دریافت نہ کریں تو طبیب کے لئے انہیں باخبر کرنا ضروری نہیں۔

☆ اگر طبیب کو معلوم ہو کہ مریض میں کوئی متعدی جنسی مرض ہے جو بیوی یا شوہر، یا دوسرے افراد خانہ میں منتقل ہوسکتا ہے تو وہ بیوی یا شوہر یا دوسرے متعلقہ افراد کو اس کی خبر دے سکتا ہے۔

درج ذیل صورتوں میں افشاء راز کیا جاسکتا ہے:

☆ طبیب کسی لائف انشورنس کمپنی کا نمائندہ ہو اور وہ کمپنی اس سے دریافت کرے۔

☆ معاملہ عدالت یا متعلقہ محکمہ کی گواہی سے متعلق ہو، مثلاً مریض نے جرم کا ارتکاب کیا ہو۔

Marfat.com

☆ایسا مریض ہو جو کسی ناگہانی حادثہ کا سبب بن سکتا ہو، مثلاً مرگی وغیرہ۔

۳۔ طبیب کو چاہئے کہ وہ حرام چیزوں کے ذریعہ علاج و معالجہ سے احتراز کرے، مثلاً شراب، الکحل یا الکحل آمیز دوائیں، اس لئے کہ اسلام میں تمام نشہ آور چیزیں حرام ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے تمہارے لئے شفا ایسی چیزوں میں نہیں رکھی ہے جو حرام ہیں'' (بخاری)، ایک صحابی نے حضور ﷺ سے شراب کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دوا نہیں مرض ہے'' (مسلم، ترمذی)۔

☆البتہ الکحل آمیز دوا، یا کسی حرام چیز سے بنی دوا کا استعمال ایسی صورت میں بکراہت جائز ہے جب اسے استعمال نہ کرنے کی صورت میں مریض کو خطرہ لاحق ہو اور اس دوا کا کوئی بدل بھی موجود نہ ہو۔

☆اسی طرح عمل جراحی میں مریض کو بے ہوش کرنے، یا اعضاء کو سن کرنے یا درد کی تسکین کے لئے مخدرات (Narcotics) کا استعمال جائز ہے۔

☆دانت و دیگر اعضاء کی درستگی کے لئے سونے چاندی کا استعمال جائز ہے۔

۴۔ کسی انسان کا کوئی عضو ناکارہ ہو چکا ہو اور اس عضو کے عمل کو آئندہ جاری رکھنے کے لئے کسی متبادل کی ضرورت ہو تو!

☆غیر حیوانی اشیاء ماکول اللحم جانوروں (جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے) کے اعضاء کا استعمال عام حالات میں جائز ہے۔

☆غیر ماکول اللحم جانوروں کے اعضاء کا استعمال اسی صورت میں جائز ہے جب مریض کی جان کی ہلاکت یا عضو کے ضائع ہونے کا قوی خطرہ ہو اور مطلوبہ عضو کا بدل موجود نہ ہو۔

☆انسان کے جسم کے کسی حصہ کا دوسری جگہ استعمال بوقت حاجت جائز ہے۔

☆ایک انسان کا کوئی عضو کسی دوسرے انسان کے جسم میں بوقت حاجت جائز ہے۔

Marfat.com

☆ایک انسان کا کوئی عضو کسی دوسرے انسان کے جسم میں بوقت حاجت پیوند کیا جا سکتا ہے، مثلاً:

پیوند کاری نہ کرنے کی صورت میں مریض کے عضو کے ضائع ہونے یا مریض کی جان تلف ہونے کا قوی خطرہ ہو۔

سوائے عضو انسانی کے کوئی دوسرا متبادل اس کمی کو پورا نہ کر سکتا ہو۔

سوائے عضو انسانی کے پیوند کاری کا کوئی راستہ مریض کی جان بچانے کا نہ ہو۔

☆عام حالات میں اعضاء انسانی کی خرید و فروخت حرام ہے۔

☆مرتے وقت پیوند کاری کے مقصد سے، اعضاء نکال لئے جانے کی وصیت کرنا جائز نہیں۔

☆نقل دم (Blood Transfusion) کا بھی یہی حکم ہے، کہ حالت اضطرار میں ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل کیا جا سکتا ہے، البتہ اس کی فروخت جائز نہیں۔

بد ہیئتی دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کی گنجائش ہے۔

۵- طبیب کو چاہئے کہ بغیر کسی ناگزیر وجہ کے نہ اسقاط حمل کرے، نہ کوئی ایسی دوا دے جس سے جنین ساقط ہو جائے اور نہ دوا یا عمل جراحی کے ذریعہ بانجھ پن پیدا کرے، وہ ڈاکٹر جو سرکاری ملازم ہیں اور ان کو ایسا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے وہ معذور ہیں، لیکن اگر طبیب کی رائے میں عورت کی صحت کو شدید ضرر لاحق ہو تو حمل میں جان آنے سے پہلے، یعنی ۱۲۰ دنوں کے اندر حمل ضائع کیا جا سکتا ہے۔

اگر ماہر قابل اعتماد اطباء کی رائے میں اگلا بچہ پیدا ہونے کی صورت میں عورت کی جان جانے یا کسی عضو کے تلف ہو جانے کا ظن غالب ہو تو:

عورت کا آپریشن کر دینا تا کہ استقرار حمل نہ ہو سکے جائز ہے، عارضی مانع حمل کی تدابیر اور ادویہ کا استعمال بھی عام حالت میں جائز نہیں، البتہ اگر عورت بہت کمزور ہو اور حمل کی متحمل نہ ہو سکتی ہو (حمل کی صورت میں اسے شدید ضرر لاحق ہونے کا اندیشہ ہو) یا ولادت کی صورت میں ناقابل برداشت تکلیف اور ضرر میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو یا جو بچہ موجود ہے اس کی

Marfat.com

پرورش، رضاعت اور نشوونما میں، ماں کے جلد حاملہ ہو جانے کی صورت میں نقصان کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں مناسب وقفہ قائم رکھنے کی خاطر عارضی مانع حمل تدابیر اختیار کرنا جائز ہے۔

۶- طبیب کو چاہئے کہ جنس مخالف کے علاج میں اسلامی تعلیمات کا خیال رکھے۔

اسلامی تعلیمات میں اصل یہ ہے کہ مرد کا اجنبی عورت کو دیکھنا اور اس کا علاج کرنا (اسی طرح اس کے برعکس) جائز نہیں، لیکن بعض صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً کوئی ایسی طبیبہ نہ ہو جس پر مریضہ یا اس کے گھر والے اعتماد کر سکیں، یا وہ اس مرض کی ماہر نہ ہو جس میں وہ مریضہ مبتلا ہے جب کہ اس مرض کا ماہر طبیب موجود ہے، البتہ ضروری ہے کہ دوران علاج کوئی تیسرا بھی موجود ہو تا کہ خلوت میں فتنہ کا اندیشہ نہ رہے۔

۷- طبیب کو چاہئے کہ وقت ضرورت مریض کے ستر کا اتنا حصہ ہی دیکھے جتنا علاج کے لئے ضروری ہو، مرد کے لئے مرد کا ستر گھٹنے سے ناف تک ہے اور عورت کا مکمل جسم ستر ہے، عورت کے لئے عورت کا ستر وہی ہے جو مرد کے لئے مرد کا ہے، عام حالات میں کسی شخص کے لئے دوسرے کا ستر دیکھنا جائز نہیں۔

۸- طبیب کو چاہئے کہ مریض کو کوئی ضرر رساں دوا نہ دے، لاعلاج امراض میں، شفا سے مایوس مریضوں کی زندگی ختم کرنے کے لئے کوئی دوا نہ دے یا کوئی تدبیر نہ اختیار کرے، طبیب کا کام مرض کو دور کرنے کی کوشش کرنا ہے، کسی مریض کی جان لینا اس کے لئے جائز نہیں۔

۹- طبیب کو چاہئے کہ مرض خواہ کتنا ہی سنگین ہو، مگر مریض کو شفا کی امید دلاتا رہے اور مرض کے بارے میں اس کا خوف دور کرتا رہے، اگر حالات اجازت دیتے ہوں تو علامات موت ظاہر ہونے پر مریض کو حقیقت حال سے باخبر کر سکتا ہے، تا کہ وہ توبہ و استغفار کر سکے یا وصیت کر سکے۔

۱۰- طبیب کو یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے علاج سے تقدیر نہیں بدل سکتا وہ صرف حکم الٰہی کی تعمیل میں علاج کر رہا ہے، شفا دینے والا اللہ ہے، وہ شفا کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہے۔

Marfat.com

چند دیگر طبی اخلاقیات

طبیب کو چاہئے :

☆ ہمہ وقت مریضوں کی خدمت کے لئے تیار رہے۔

☆ مریضوں کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے اور اس کے دل میں ان کی خیر خواہی کا جذبہ ہو۔

☆ اگر ضرورت ہو تو کسی ماہر کی طرف (Refer) کرنے میں شرم نہ محسوس کرے۔

☆ بغیر نسلی، مذہبی، علاقائی یا کسی دیگر امتیاز کے ہر طرح کے مریضوں کا علاج کرے۔

☆ مریض کی اجازت کے بغیر اس کے مرض و علاج سے متعلق اوراق بشمول فوٹو، سلائیڈ اور ایکسرے وغیرہ کی اشاعت بغرض تحقیق بھی نہیں کی جاسکتی۔

مسلم ڈاکٹر کا حلف نامہ

(جسے بین الاقوامی کانفرنس برائے طب اسلامی کویت ۱۹۸۱ء میں منظور کیا گیا)

میں اللہ عزوجل کی قسم کھاتا ہوں :

☆ میں اپنے پیشہ کی انجام دہی میں اللہ کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

☆ میں تمام مراحل اور سبھی حالات میں انسانی زندگی کا احترام کروں گا، میں اسے موت، بیماری، درد اور بے چینی سے بچانے کی اپنی بھرپور کوشش کروں گا۔

Marfat.com

☆ میں لوگوں کے وقار کو ملحوظ رکھوں گا، ان کی نجی باتوں پر پردہ ڈالوں گا اور ان کے راز کی حفاظت کروں گا۔

☆ میں بہر صورت قریبی اور دور کے لوگوں، نیک، گنہگاروں، دوست اور دشمن ہر کسی کو طبی امداد دیتے ہوئے اللہ کی رحمت کا ذریعہ بنوں گا۔

☆ میں اپنے استاذ کا احترام کروں گا، اپنے سے چھوٹوں کو سکھاؤں گا اور میں تقوی اور احسان کی بنیادوں پر طبی پیشہ میں داخل اراکین کا بھائی رہوں گا۔

☆ میں اپنے عقیدہ کے تئیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں وفادار رہوں گا، اور اللہ اس کے رسول ﷺ، نیز میرے مومن دوستوں کی نظروں میں جو چیزیں مجھے قابل ملامت بناتی ہیں میں ان سے اجتناب کروں گا۔

اے اللہ تو اس حلف کے تئیں گواہ رہنا۔

☆☆☆

Marfat.com

طبی اخلاقیات

دائرے اور ضابطے فقہ اسلامی کی روشنی میں

ترتیب

قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ

IFA PUBLICATIONS

ایفا پبلیکیشنز

Marfat.com